

رحمۃ اللہ علیہ
محمد دہلوی

شاہ ولی اللہ کے افکار و نظریات

حسب الانشیل

مفکر اسلام حضرت شیخ محمد حسین علی برکاتی

ترتیب لطف

محمد سید قاضی

مکتبہ نقشبانی شاہ گڑھ

نارووال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّعُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنْابَ اِلَیَّ (لقمن)

اور تو اس کی اتباع کر جو میری طرف رجوع لایا

بفیضانِ کرم:

قطب الاقطاب غوث الانبیاء علیہ حضرت عظیم البرکت پیر سیدی عابدین، عاشقِ شائق نقشب لائانی قدس سرہ النورانی علی پوری

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

افکار و نظریات

حسب الارشاد

مفکر اسلام حضرت پروفیسر محمد حسین آسی دامت برکاتہم العالیہ

ترتیب لطیف

محمد صدیق ضیاء

ناشر۔ مکتبہ نقشب لائانی شکر گڑھ (نارووال)

marfat.com

Marfat.com

(جملہ حقوق محفوظ)

نام کتاب:

شاہ ولی اللہ کے افکار و نظریات

تقدیم:

حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی صاحب

مولف:

محمد صدیق ضیاء نقشبندی حسینی آسی

کتابت:

محمد ابراہیم بلال: تربیلا ڈیم

اشاعت سال:

2004ء

اشاعت اول:

۱۰۰۰

مطبع:

قیمت:

225 روپے

﴿ ناشر ﴾

مکتبہ نقش ثانی محلہ نقش لائٹانی نگر شکر گڑھ (نارووال)

کنج بکشن
ڈولہ لاہور

قادی رضوی کتب خانہ

لائٹانی بک سنٹر

ریلوے روڈ شکر گڑھ (نارووال)

marfat.com

Marfat.com

فہرست عنوانات

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۶۸	نکاح کی عجلت میں حکمت	۱۲	۳	تذرا انتساب	۱
۶۹	بیعت طریقت اور خرقہ و اجازت	۱۳	۴	تہذیب	۲
۷۰	نسبت نقشبندیہ سے تعلق و رغبت	۱۴	۳۱	حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (اتمدیم)	۳
۷۱	نسبت صحیح اور اعلیٰ ہے	۱۵	۵۱	حرف آغاز	۴
۷۱	والد کے مزار سے توجیہ اور	۱۶	۵۷	باب اول	
	دیگر علوم حاصل کرنا		۵۹	احوال و مقامات	۱
۷۱	بیعت برائے اشاعت سلسلہ	۱۷	۷۱	حب و نسب	۲
۷۲	سفر حرمین شریفین اور زیارت	۱۸	۷۲	والد ماجد شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ	۳
	مزارات مقدسہ		۷۲	شاہ ولی اللہ کی ولادت کی بشارتیں	۴
۷۳	مدینہ طیبہ حاضری اور مشائخ کرام	۱۹	۷۳	رحم مادر میں تبلیغ	۵
	سے استفادہ		۷۳	ولادت شریفہ	۶
۷۵	مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ کے لئے جلوس	۲۰	۷۳	نام نامی	۷
	کی صورت میں رخصت کیا گیا		۷۳	آپ کے اتفاقات	۸
۷۵	حج ثانی اور وطن واپسی	۲۱	۷۳	تعلیم و تربیت	۹
۷۶	جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم	۲۲	۷۸	درس و تدریس	۱۰
	کی زیارت بابرکت		۷۸	نکاح میں عجلت	۱۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۳	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شاگردی	۷۶	۲۲	کشف و علم	۹۱
۲۴	قصیدہ پردہ شریف کی اجازت	۷۷	۲۳	شیخ کی مدح اور مرشد حق کے فعال	۹۲
۲۵	دلائل الحجرات شریف کی سند	۷۷		کو وسیلہ بنانا آپ کا طریقہ	
۲۶	عرسوں میں خود شرکت فرمایا کرتے	۷۷	۲۴	کرامت، معمولی اور بڑے اور طویل سفر	
۲۷	مذہب حنفی تھا	۷۸	۲۵	گم شدہ دستاویز بل تھی	۹۴
۲۸	حنفیت کا پرچار فرمایا	۷۸	۲۶	مجیب الدعوات تھے	
۲۹	غوث المحققین اور بے مثل یعنی	۷۸	۲۷	مقامات	۹۵
	لاٹانی تھے		۲۸	اخلاق و عادات	
۳۰	قیومیت اور تجلی ذات	۷۹	۲۹	حقائق و معارف کی شان	۹۶
۳۱	وہی کمالاھ	۷۹	۵۰	سلسلہ طریقت	
۳۲	رد و وافض کا عربی ترجمہ اور حضرت	۸۱	۵۱	ایک تعلیمی سند اور حیرت	۱۰۱
	مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی مدح			خلافت و اجازت	
۳۳	ترجمہ ستر آں پاک	۸۲	۵۲	خاندانی حالات	۱۰۳
۳۴	اپنی عمر کا تعین	۸۲	۵۳	شیخ عبدالغنی	۱۰۴
۳۵	مرض دنیا اور سرگرد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم	۸۳	۵۴	شیخ معظم	۱۰۷
۳۶	وصال مبارک	۸۳	۵۵	شیخ وجیبہ الدین	۱۰۸
۳۷	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقبولیت	۸۷	۵۶	مشائخ کرام اور اساتذہ عظام	۱۱۰
۳۸	وصال کے دوسرے روز بمثل ہوئے	۸۷	۵۷	شیخ احمد شنودی	
۳۹	سوئم اور سجادہ نشینی	۸۸	۵۸	شیخ احمد نقاشی	
۴۰	اولاد و مجاہد	۸۹	۵۹	سید عبدالرحمن الادریسی	۱۱۱
۴۱	شاہ صاحب کا عرس ہوتا رہا	۸۹	۶۰	شمس الدین محمد بن العلاء الباہلی	۱۱۳

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۳۳	تصوف	۸۲	۱۱۳	شیخ عیسیٰ جعفری مغربی	۶۱
"	سیر و سوانح	۸۳	۱۱۴	محمد بن محمد سلیمان مغربی	۶۲
"	مکتوبات	۸۴	۱۱۵	شیخ ابراہیم کروی	۶۳
"	نظم	۸۵	۱۱۶	شیخ حسن عجمی	۶۴
"	صرف	۸۶	۱۱۷	شیخ احمد نخلی	۶۵
"	متفرق	۸۷	۱۱۸	شیخ عبداللہ بن سالم "بصرہ"	۶۶
"	منسوب حین کتب	۸۸	۱۱۹	شیخ ابوطاہر محمد ابراہیم الکروی المدنی	۶۷
۱۳۹	باب دوم		۱۲۱	شیخ تاج الدین قلعی حنفی	۶۸
۱۴۱	عقائد حسنہ	۱	۱۲۳	ہم عصر سلطین ہند	۶۹
"	خدا موجود ہے اور ایک ہے	۲	۱۲۴	آپ کی پیشین گوئیاں	۷۰
۱۴۳	دیدار الہی	۳	"	رفیع الدرجات کی جانشینی	۷۱
۱۴۵	قدرت الہی	۴	"	محمد شاہ کی فتح	۷۲
۱۴۶	فرشتے اور شیاطین	۵	۱۲۵	نادر شاہ کے حملوں کے بارے میں شیگونی	۷۳
"	قرآن مجید	۶	۱۲۷	احمد خان افغان کا ہنگامہ	۷۴
"	اللہ کے نام	۷	"	احمد شاہ ابدالی کا غلبہ	۷۵
"	معاود و محشر	۸	۱۳۲	تحریک شان	۷۶
۱۴۷	جنت و دوزخ	۹	"	شاہ صاحب کی تدریسی بھی سوتی رہی	۷۷
"	شفاعت	۱۰	۱۳۳	تصانیف و تالیفات	۷۸
۱۴۸	رسالت	۱۱	"	قرآن پاک (ترجمہ و تفاسیر)	۷۹
۱۴۹	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۲	"	حدیث مبارک	۸۰
"	اولیاء اللہ	۱۳	"	فقہ، کلام، عقائد	۸۱

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۴۲	فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم مان لیجئے	۱۲	۱۴۹	عشرہ مبشرہ	۱۴
"	اہمیت ہرگز مشرک نہ ہوگی	"	۱۵۰	خلفائے راشدین	۱۵
۱۴۳	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عبد کہنا مشرک نہیں	۱۳	۱۵۱	تکفیر اہل قبلہ	۱۶
	باب چہارم		۱۵۲	باب سوم	
۱۴۵	مقام نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام	۱	۱۵۵	عقیدہ توحید	۱
۱۴۶	نبی شناسی کا معیار	۲	"	سب نبیوں کا سرچشمہ عقیدہ توحید ہے	۲
۱۴۸	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت	۳	۱۵۴	حقیقت شرک	۳
	مبارک کے اثرات طہیات		۱۵۸	اصحاب قبور سے استغاثہ شرک نہیں	۴
۱۴۹	نور مصطفیٰ اور حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم	۴	"	مزارات اولیائے توحید ملی ہے یہ	۵
۱۵۱	صفات بشریت حجاب ہیں	۵		عقیدہ شرک نہیں	
	حقیقت نہیں		۱۵۹	تصرف اولیائے بھی توحید حال ہوتی ہے	۶
"	صاحب بولا کہ صلی اللہ علیہ وسلم	۶	"	استمداد شرک نہیں شاہ عبدالرحیم سے	۷
۱۵۲	خمیسرا آدم کے وقت بھی	۷		استمداد کی گئی	
	نبی تھے علیٰ نبینا وعلیہ السلام		۱۶۰	استمداد کرنے والے کو مشرک نہیں کہا	۸
۱۵۳	دعائیں اور آدک بشارتیں	۸		توہیدی اور لڑکا ہوا	
"	ذکر ولادت باسعادت اور	۹	"	استمداد کرنے پر توہیدی منصب	۹
	برکت ہی برکت			بحال ہو گیا	
۱۵۴	نام مبارک اور مناقب مراتب	۱۰	۱۶۱	مدد مانگنے والے کو مشرک نہ کہا بلکہ	۱۰
۱۵۵	خاندان عالی شان	۱۱		ولی اللہ نے مدد فرمائی	
"	مکہ معظمہ میں میلاد اور ظہور انوار	۱۲	"	حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناممکن کو ممکن بنا سکتے ہیں	۱۱
۱۵۶	یوم میلاد منانا قدیم طریقہ ہے	۱۳		یہ ولیوں کا عقیدہ ہے شرک نہیں	
۱۵۷	اپنی محبت سب محبتوں پر فائق ہے	۱۴			

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۹۲	مسلمان علم غیب پر ایمان لاکر خوش ہونے میں اور منافقین طرز اور انکار کرتے ہیں	۲۹	۱۷۸	حسن و جمال	۱۵
۱۹۵	رب نے تمہارا بنایا	۳۰	۱۸۰	محاسن و کمالات	۱۶
۱۹۴	ناممکن کو ممکن بنا دینے کا اختیار	۳۱	۱۸۱	نعتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم	۱۷
۱۹۷	جہاں چاہتے ہیں تشریف لاتے ہیں، کرم فرماتے ہیں	۳۲	۱۸۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کی مذمت بھی گویا نوت ہے	۱۸
۱۹۹	تاجدارِ آقا صلی اللہ علیہ وسلم اور وزراء	۳۳	۱۸۳	سب سے اولیٰ اولیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم	۱۹
۲۰۰	مالک میں خزانہ قدرت کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نعمتیں عطا فرماتے ہیں	۳۴	۱۸۴	بے مثل و بے مثال نبی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۰
۲۰۱	دستِ اقدس کی برکات	۳۵	۱۸۵	حیاتِ انبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ صحیح ہے	۲۱
۲۰۲	دستِ بوسی کا شرف بخشے ہیں	۳۶	۱۸۶	حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ بھی صحیح ہے	۲۲
۲۰۳	شانِ اعجاز دیکھئے	۳۷	۱۸۷	آپ کو مددگار سمجھنا اسلامی عقیدہ ہے اسے شرک کہنا جہالت	۲۳
۲۰۴	شقِ صدر ہوا	۳۸	۱۸۸	سوال اور استمداد جائز، فریاد سی ہوتی ہے	۲۴
۲۰۵	شقِ القمر بھی ہوا	۳۹	۱۸۹	لفظ یا سے پکارنا اود	۲۵
۲۰۶	سورج ٹوٹانے کا واقعہ بھی صحیح ہے	۴۰	۱۹۰	یا رسول اللہ کہتا جائز	۲۶
۲۰۷	جزا اور احد کے پہاڑوں کو ہلنے سے روک دیا	۴۱	۱۹۱	ممکن نہیں کہ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہ ہو	۲۷
۲۰۸	معراج مع جبرائیل ہوئی	۴۲	۱۹۲	علم غیب شریف	۲۸
۲۰۹	زیویت پاری تعالیٰ پر ایمان لاؤ	۴۳		مشرق و مغرب کا علم	
۲۰۹	شفاعت کا عقیدہ حق ہے	۴۵			

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۲۲۳	روضہ مقدرہ	۴۲	۲۱۰	دردِ رین کی برکات	۴۶
۲۲۵	باب پنجم		۲۱۲	الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ	۴۷
۲۲۷	مقامِ خلقِ راشدین اہل بیت اطہار	۱	۲۱۳	آپ کا وسیلہ ہی صحیح راستہ ہے	۴۸
	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم		۲۱۴	زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ نعمت ہے	۴۹
"	خلقِ راشدین رضی اللہ عنہم فضیلت	۲	۲۱۵	روضہ پاک کے انوار	۵۰
	بترتیبِ خلافت ہے		"	مدینہ طیبہ امیروں کا مرکز	۵۱
۲۲۹	شیخین کی فضیلت پر ائمہ	۳	۲۱۶	اہلِ مدینہ کی فضیلت ان سے بغض باعثِ خسارہ	۵۲
	اہلیت رضی اللہ عنہم کی گواہی		"	ختمِ نبوت	۵۳
۲۳۰	خلافتِ راشدہ بترتیب صحیح	۴	۲۱۷	اُمت پر احسان	۵۴
	واقع ہوئی۔ عقلی دلیل		"	شریعت کی خوبیاں	۵۵
۲۳۲	اعتراض	۵	۲۱۸	دیکھنے سے نماز نہ ٹوٹی، خیال سے کیونکر ٹوٹے گی	۵۶
"	جواب	۶	"	والدین کریمین رضی اللہ عنہما بہترین	۵۷
۲۳۵	مقامِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۷	"	بدگانِ خدا ہیں	۵۸
"	اسلام میں سبقت	۸	۲۱۹	تبرکاتِ مقدرہ	۵۹
"	لقب مبارک	۹	۲۲۱	عبدالنبی اور عبدالرسول نام	۶۰
۲۳۶	افضلیت بلحاظ احسان و امت	۱۰	"	کوئی اعتراض نہیں	۶۱
"	مقامِ رضا اور رب کا سلام	۱۱	۲۲۳	گستاخِ رسول کی سزا قتل ہے	۶۲
۲۳۷	منصبِ وزارت	۱۲	"	دشمنانِ مصطفیٰ کے سروں میں خاک	۶۳
"	سب پر مقدم	۱۳	"	آپ دشمنوں کو نظر نہیں آتے	۶۴
"	آپ کی منقبت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تسمیہ	۱۴			
۲۳۸	شجاعت	۱۵			

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۲۶۳	حضرت مولیٰ علیؑ اور حسینؑ کے مین رضی اللہ عنہما کی گواہی	۳۳	۲۴۸	حضرت امام باقرؑ اور امام جعفرؑ رضی اللہ عنہما کی گواہی	۱۶
۲۶۴	خود کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عبد کہتے تھے	۳۴	"	بیعتِ خلافت	۱۷
"	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام سے نماز نہ پڑھتی تھیں، کابل ہوتی ہے۔	۳۵	۲۵۱	تعظیمِ اہل بیت رضی اللہ عنہم کی تاکید	۱۸
"	قربتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام	۳۶	"	طریقیت کی اصل	۱۹
۲۶۸	اوصافِ مبارکہ کا عجیب بیان	۳۷	۲۵۲	جمعِ تشریح پاک	۲۰
۲۶۹	مقاماتِ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	۳۸	۲۵۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پاس عقیدت	۲۱
۲۷۰	منفرد فضیلتِ ذوالنورین رضی اللہ عنہ	۳۹	۲۵۷	مقاماتِ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	۲۲
"	ہاتھوں کی عظمت	۴۰	"	محبوبِ خدا اور مرادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۳
۲۷۱	جو دو وسخا	۴۱	۲۵۸	خاص فضیلت	۲۴
۲۷۲	عثمان رضی اللہ عنہ آئندہ جو کبریٰ حرج نہیں	۴۲	"	آپ کے سلام لانے کی آساتوں کی خوشحال	۲۵
"	خلافت اور بیعت	۴۳	"	آپ کا اسلام قوتِ اسلام کا باعث	۲۶
۲۷۳	جامع القرآن	۴۴	۲۵۹	خلافت اور بیعتِ خلافت	۲۷
۲۷۵	جمعہ کی دوسری اذان کا اضافہ	۴۵	"	فاتح بیت المقدس تویت اور نخل	۲۸
"	آپ کے دشمنوں کا انجام	۴۶	۲۶۰	کی پیشین گوئیوں کا بیان درست	۲۹
۲۷۶	مولیٰ علیؑ کی تصدیق کے ساتھ	۴۷	"	آپ کی لمحہ بھر کی صحبت کو سال بھر	۳۰
"	امام حسن رضی اللہ عنہما کی گواہی	۴۸	"	کی عبادت پر ترجیح	۳۱
"	مقاماتِ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۴۸	۲۶۱	رقعہ سے دریائے سنیل کا پانی چلا دیا	۳۲
۲۷۷	ولادت با عادت	۴۹	"	سرحدوں پر لڑنے والی فوجوں کی	۳۳
۲۷۸	قبولِ اسلام	۵۰	۲۶۲	مدینہ شریف سے راہنمائی	۳۴
				علمِ غیب، سبحان اللہ	۳۵

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۲۹۳	کرامات	۴۸	۲۷۸	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ ہیں	۵۱
۲۹۴	آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر پورا یقین تھا	۴۹	۲۷۹	زوج بتول ہونا باعثِ فضیلت ہے	۵۲
۲۹۵	آپ کو شہید کرنے والا بدترین آدمی ہے	۵۰	"	مومن اور منافق کی پہچان ہیں	۵۳
"	حسنیہ ناما امام حسن رضی اللہ عنہ	۵۱	"	آپ کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے	۵۴
۲۹۶	سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور	۵۲	۲۸۰	حضرت علی رضی اللہ عنہ پاک ہیں	۵۵
"	دو مسلمان گروہوں کی صلح	۵۳	۲۸۱	باب مدینۃ العلم	۵۶
"	اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم	۵۴	۲۸۲	آپ کے چند فیصلے	۵۷
۲۹۷	ہدایتِ عمرتِ رسول کے دامن سے وابستہ رہنے پر منحصر ہے	۵۵	"	من کنت مولاه فعلی مولاه	۵۸
۲۹۸	حضرت سید فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا	۵۶	"	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک	۵۹
"	شہزادی کونین سیدہ طیبہ کی شادی	۵۷	"	آپ کی فضیلت	۶۰
"	حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا	۵۸	۲۸۵	افراط و تفریط کا نقصان	۶۱
"	کا حتم مبارک	۵۹	۲۸۶	تفضیلی بدعتی اور مفتری ہیں	۶۲
"	سیدہ رضی اللہ عنہا کا اکرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم	۶۰	"	قرآن اور حضرت علی رضی اللہ عنہ	۶۳
"	کھڑے ہو کر استقبال فرماتے	۶۱	"	علیؑ نہ ہونگے	۶۴
۲۹۹	حسین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت	۶۲	۲۸۷	حق علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ	۶۵
"	حسین کریمین رضی اللہ عنہما کی عنایات	۶۳	"	بیعتِ خلافت	۶۶
۳۰۰	مباہلہ اور اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم	۶۴	۲۸۸	مقابلہ کرنے والوں اور مدد سے	۶۷
"	فرشتے آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں	۶۵	"	پیچھے رہنے والوں کا معاملہ	۶۸
"			۲۹۲	سورج اٹھے پاؤں پٹا، نماز عصر ادا کی	۶۹
"			"	حضرت علی رضی اللہ عنہ ولایت کیلئے واسطہ ہیں	۷۰

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۳۲۰	بارگاہِ رسالت علیہا الصلوٰۃ والسلام	۳	۳۰۱	عالم ارواح میں شان	۸۳
"	میں حنفی مذہب کی مقبولیت	"	"	المطہبت رضی اللہ عنہم کا طریقہ	۸۴
"	حنفی مذہب کی برتری	۵	"	اہلبیت رضی اللہ عنہم اور قربت رسول کی تعظیم	۸۵
"	امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تقلید واجب	۶	۳۰۲	دشمنان اہل بیت کی مذمت	۸۶
"	شانِ اجتہاد	۷	"	عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم	۸۷
۳۲۱	ذہانت و فطانت	۸	۳۰۳	اہل بدر اور صحابیت خیران رضی اللہ عنہم	۸۸
"	روایت حدیث کا نمونہ	۹	"	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل	۸۹
۳۲۲	صحیح کو خراب سے جدا کرنے والے	۱۰	۳۰۴	صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا کہنا حرام اور تعظیم واجب ہے	۹۰
۳۲۳	غوثِ جیلانی کا فیض	۱۱	"	گستاخانِ رسول سے لڑنا اور ان کے قتل کے ذریعے ہونا سنت صحابہ رضی اللہ عنہم ہے	۹۱
"	غوثِ اشقلین اور غوثِ اعظم کہنا جائز	۱۲	۳۰۵	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۹۲
۳۲۴	ائمہ و اہل بیت اور غوثِ اعظم کی نسبتوں میں مناسبت	۱۳	۳۰۶	خطائے اجتہادی	۹۳
"	آپ کی مجلس میں انبیاء علیہم السلام و اولیاء علیہم الرحمۃ کا ہجوم ہوتا تھا	۱۴	۳۰۸	صحابہ کرام خصوصاً خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے درمیان واسطہ کیا	۹۴
"	خواب میں غوثِ اعظم کو سر روکھنا	۱۵	۳۱۷	باب ششم	
۳۲۵	غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بیداری میں بار	۱۶	۳۱۹	مقالات سیدنا امام اعظم، غوثِ اعظم، خواجہ نقشبند اور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہم	۱
"	غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا تصرف	۱۷	"	سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مرتبہ و مقام	۲
"	فضائلِ مبرم اور شہداء غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ	۱۸	"	صحابہ و تابعین کافرو عامین اختلاف اور آپ کے مذہب کی اصل	۳
۳۲۶	غلامِ محی الدین نام درست اور غلامی کی نسبت جائز	۱۹	"		

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۳۲۳	حضرت یازید بسطامی اور حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہما کا جذبہ سلوک	۷	۳۲۶	تبرکات شاہ عبدالرحیم کوچی پلا انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا	۲۰
۳۲۵	ولایت کبریٰ	۸	۳۲۷	ٹوٹی مبارک خلیفہ ابوالقاسم کو ملی	۲۱
۳۲۶	قیومیت	۹	۳۲۸	غوث اعظم اور خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہما کے مقامات کا دل آروز تذکرہ	۲۲
۳۲۷	خواجگان نقشبندیہ کے ابتدائی قطبیت	۱۰	۳۲۹	خواجہ نقشبندی رضی اللہ عنہ کا تخت اور فرشتے خادم	۲۳
۳۲۸	ان کا راستہ صراطِ مستقیم ہے	۱۱	۳۳۰	خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ نے مزار سے شیخ کی طرف راستہ فرمائی	۲۴
۳۲۹	حضورِ قلب حاصل ہو تو جواب ختم	۱۲	۳۳۱	حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ عہدِ نبوی کے پیش خیم اور قطب الارشاد ہیں	۲۵
۳۳۰	سرحدوں پر فوجیوں کو یاساریہ الجبل سے ہدایات	۱۳	۳۳۲	بزرگوں کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھنا صحیح ہے	۲۶
۳۳۱	علم مافی الارحام	۱۴	۳۳۳	باب ہفتم	۱۱
۳۳۲	قرند صالح کی بشارت	۱۵	۳۳۴	مقامات اولیاء	۱
۳۳۳	شان استغناء	۱۶	۳۳۵	اللہ کے ولی سے عداوت اللہ سے جنگ ہے	۲
۳۳۴	اللہ کے ولی توحید عطا کرتے ہیں	۱۷	۳۳۶	قرآن مجید اور ولایت	۳
۳۳۵	ولیوں کی توجہ کی شان	۱۸	۳۳۷	حکایات کے بیان کا فائدہ	۴
۳۳۶	وفات کے بعد مدد کرتے ہیں	۱۹	۳۳۸	دلالت کمال کیا ہے؟	۵
۳۳۷	قبروں میں جانے کے بعد بھی جنگوں میں مدد کرتے ہیں	۲۰	۳۳۹	مرجع طریقت حضرت جنید بغدادی	۶
۳۳۸	پہاڑ سے اترنے والے کے حالات معلوم	۲۱	۳۴۰	خود مدینہ شریف میں، نگاہِ مین کے حالات پر	
۳۳۹	خود مدینہ شریف میں، نگاہِ مین کے حالات پر	۲۲			
۳۴۰	خود مدینہ شریف میں، نگاہِ مین کے حالات پر	۲۳			

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۳	بیعت کیلئے آنے والوں کو جانتے ہیں	۳۶۰	۳۹	اللہ نے اپنے ولیوں کو اختیارات	۳۷۵
۲۵	انعکاسِ ولایت سبحان اللہ	۳۶۱		دیکھیے ہیں	
۲۶	ولی کو مستقبل سے آگاہ سمجھ کر	۳۶۲	۴۰	اولیاء اللہ تدریس قبول فرماتے ہیں	
	سوال کرنا شرک نہیں			باب ہشتم	۳۷۸
۲۷	چھوٹی ٹی کے سودی خطرات میں			برکاتِ اولیاء	۳۷۹
	کے ننانوے پر آگاہی		۲	ولی کی دعا سے ولی	
۲۸	مجدوب کی شان	۳۶۳	۳	ان کی زیارت باعثِ بخشش	
۲۹	اللہ کے ولی دلی رازوں سے	۳۶۴	۴	ولی کی اقتدا بھی باعثِ بخشش	۳۸۰
	آگاہ ہوتے ہیں		۵	ولیوں کی برکت سے توبہ کی توفیق	
۳۰	دلی شبہات حل فرماتے ہیں	۳۶۵	۶	ولیوں کی برکت سے عقیدگی دور	۳۸۱
۳۱	اولیاء اللہ کا باطنی جمال		۷	ولی کی راستنالی، مسائل حل	۳۸۲
۳۲	دعا کی شان	۳۶۶	۸	زیارت سے مغیبات منکشف ہوتے ہیں	۳۸۳
۳۳	شفاعت کرتے ہیں		۹	ولیوں کے پاس جانے سے مشکلات آسانی	
۳۴	نفوس کا مختلف شکلوں میں متشکل	۳۶۷	۱۰	انکی برکت سے قصاص مبرم ٹل جاتی ہے	
	ہو کر ظاہر ہوتے ہیں		۱۱	یہاں بیماری سلب ہوتی ہے	۳۸۴
۳۵	موت کی اطلاع قبل از وقت	۳۶۹		شفا ملتی ہے	
۳۶	اللہ کے ولی قبروں میں سلامت	۳۷۰	۱۲	ولی کی خدمت کی برکت	۳۸۵
	ہوتے ہیں		۱۳	تبرکات، ولی کے عصا میں ہرکت	۳۸۶
۳۷	انکارِ ولایت کے نقصانات	۳۷۱	۱۴	ٹوپی کی شان	
۳۸	ولیوں کی تعظیم شرک نہیں، بزرگوں	۳۷۲			
	کا طریقہ ہے				

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۴۰۲	توجہ سے علومِ نائل، کرم فرمایا	۱۷	۳۸۷	باب نہم	
	پھر حاصل ہوئے		۳۸۹	تصرفات و کراماتِ اولیاء	۱
۴۰۳	توجہ سے توجید کے دروازے کھلے	۱۸	۳۹۱	دریائے نیل پر تصرف پانی چلا دیا	۲
"	ناثرین کو حسبِ منشا کھانا کھلایا	۱۹	"	شاہ عبدالرحیم کا تصرف دشمن	۳
۴۰۵	قتل کے ارادے سے آنے والے کے	۲۰		جان سے ہاتھ دھو بیٹھے	
	ارادے کو جان لیا		۳۹۳	تصرفات ثابت ہیں	۴
۴۰۶	خیانت بھانپ لی	۲۱	۳۹۴	شیخ محمد نے تصرف فرمایا	۵
"	جنازہ کیلئے لائی گئی میت زندہ	۲۲	۳۹۵	چار خدمات کا فیصلہ حسبِ منشا	۶
	جنازہ نہ پڑھا		۳۹۶	عارفِ کامل کو قہر و غضب	۷
۴۰۷	دوبارہ زندہ کر دیا	۲۳		کا اختیار	
۴۰۸	کہا فتح ہوگی، فتح ہوئی	۲۴	۳۹۷	نقشبندیوں کے تصرفات	۸
"	مستقبل کی آگ سے حفاظت	۲۵	۳۹۸	جوگی کی اسی کے جن سے پٹائی	۹
	کیلئے پیشگی حد بندی		۳۹۹	ایرانی کے مال اور مکان پر تصرف	۱۰
"	بغیر تادراہ حج کیا	۲۶	"	توجہ و ناشر کا انکار فاسد عقیدہ ہے	۱۱
۴۰۹	طعام میں برکت	۲۷	۴۰۰	توجہ کی برکت	۱۲
۴۱۰	تا واقف بہرِ پیئے کا نام بتایا	۲۸	"	نقشبندی توجہ سے بے خود	۱۳
	اور پیشینگوئی کی جو درست نکلی			کر سکتے ہیں	
"	بیش سال ہوئے نہیں	۲۹	۴۰۱	توجہ سے پتھر کو کھینچ لیا	۱۴
"	اللہ کے ولی مدد فرماتے ہیں	۳۰	"	توجہ سے زمین کی پیمائش کو	۱۵
۴۱۲	غائبانہ تلاش فرمائی	۳۱		حسبِ منشا متاثر کر دیا	
"	شاہ عبدالرحیم پانی پر چلتے رہے	۳۲	۴۰۲	توجہ سے تیز ہوا میں چراغ جلتا رہا	۱۶

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۴۲۶	برے عنشتین کا نقصان	۱۳	۴۱۳	حمد اور بھاگ گئے	۳۳
۴۲۷	کن لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے	۱۴	۴۱۴	خواب میں لڑوٹے بیداری میں	۳۴
۴۲۸	باب یازدہم			موجود تھے	
۴۲۹	طریقت و سلوک	۱	۴۱۵	ولی اللہ کی شجاعت ڈاکوؤں کی توبہ	۳۵
۴۳۰	دین کی دو حیثیتیں	۲	۴۱۶	شمس الدین مفتی کا جنازہ غائب	۳۶
۴۳۱	حفاظت دین کی بھی دو حیثیتیں ہیں	۳	۴۱۷	جنگ میں شہداء نے قصہ کیا اور	۳۷
۴۳۲	دین کے ظاہر کے محافظین	۴		فتح ہوئی	
۴۳۳	دین کے باطن کے محافظین	۵	۴۱۸	باب دہم	
۴۳۴	باطن دین کے محافظین کی شان	۶	۴۱۹	صحبت صالحین	۱
۴۳۵	سلسلہ طریقت کی بنیاد	۷	۴۲۰	صحبت اولیاء کا التزام	۲
۴۳۶	سلسلہ طریقت کا تسلسل	۸	۴۲۱	صحبت اولیاء سے ادب حاصل ہوتا ہے	۳
۴۳۷	طلب حق اور اولیاء اللہ کی تلاش	۹	۴۲۲	ہمنشین بد بخت نہیں رہتا	۴
۴۳۸	سلسلوں کا ربط نسبت خداوندی ہے	۱۰	۴۲۳	صحبت کے ثمرات	۵
۴۳۹	ضرورت مرشد	۱۱	۴۲۴	آساں بوسی کا شوق جائز اور	۶
۴۴۰	شرائط مرشد	۱۲	۴۲۵	صحبت کثیر البرکت ہوتی ہے	۷
۴۴۱	طریقہ میں داخل ہونے سے مراد اور	۱۳	۴۲۶	صحبت کی جستجو پر اصرار	۸
۴۴۲	بیعت کا مقصد	۱۴	۴۲۷	صحبت کے مرتبہ ارشاد حاصل ہوتا ہے	۹
۴۴۳	بیعت طریقت کی قسمیں	۱۵	۴۲۸	صحبت اولیاء منکرات سے بچاتی ہے	۱۰
۴۴۴	بیعت سنت ہے	۱۶	۴۲۹	فیض صحبت	۱۱
۴۴۵	مرید اور بیعت ہونا	۱۷	۴۳۰	عالم ربانی کی صحبت اکیسرا عظم ہے	۱۲
۴۴۶			۴۳۱	کاملین کی صحبت کی اہمیت	۱۳

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۲۵۲	اصطلاحات نقشبندیہ	۳۴	۲۳۹	سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت میں قبول فرمایا	۱۷
"	ہوش دردم	۳۵	"	سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت	۱۸
۲۵۵	نظر بر قدم	۳۶	۲۴۰	عورتوں کی بیعت	۱۹
"	سفر و وطن	۳۷	۲۴۱	بیعت کی خوشی، شیرینی کا دستور	۲۰
۲۵۶	خلوت در انجمن	۳۸	"	بیعت صحبت، تلقین اور	۲۱
"	پادکرد	۳۹	۲۴۲	خرقہ اجازت	
"	بازگشت	۴۰	"	بیعت کے مشروع ہونے میں حکمت	۲۲
"	نگاہداشت	۴۱	۲۴۴	صوفیہ کی بیعت کا انکار گمان ناسک	۲۳
۲۵۷	یادداشت	۴۲	"	کسی کے مرید کو مرید کرنے کی شرائط	۲۴
"	وقوف زمانی	۴۳	۲۴۷	بیعت ایک ہی جگہ	۲۵
"	وقوف عدوی	۴۴	"	مختلف طریقوں کی نسبتوں کا حصول کنز	۲۶
"	وقوف قلبی	۴۵	۲۴۸	حصولِ فیض کیلئے دل صاف ہو	۲۷
"	حقیقت توحید کا انکشاف	۴۶	۲۴۹	شیخ سے رابطہ	۲۸
۲۵۸	توحید افعالی	۴۷	۲۵۰	شیخ کی بے ادبی محرومی کا باعث ہے	۲۹
۲۶۰	توحید صفاتی	۴۸	۲۵۱	اعتراض کرنے والے خود کیسے	۳۰
۲۶۱	توحید ذاتی	۴۹	۲۵۲	ہوتے ہیں	
۲۶۳	سلوک	۵۰	"	بے ادبی پر مرید کا حال سلب	۳۱
"	احسان	۵۱	"	نہیں کرنا چاہیے	
"	پیر کامل صوتِ نعلِ الہی یعنی	۵۲	"	مشائخ کا ادب و احترام کیا ہے	۳۲
"	دید پیر دید کبریا	"	"	تزیینت سالکین	۳۳
۲۶۴	تصورِ شیخ فیض کا ذریعہ	۵۳	۲۵۳		

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۴۷۸	مزار پر حاضری نسا عبد الرحیم کا معمول، بے خودی حاصل ہوئی۔	۳	۴۶۵	شیخ کی خدمت	۵۴
"	مزارات کی زیارت سے برکت حاصل ہوتی ہے	۴	"	نسبت	۵۵
"	خواجہ قطب الدین علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضری بیٹے کی بشارت	۵	۴۶۸	مراقبہ اور اس کے فوائد	۵۶
"	شہدائے بدر کے مزارات کی زیارت نور شاہدہ کی	۶	۴۶۹	ذکر اور اس کے فائدے	۵۷
"	سفر حج میں شاہ ولی اللہ کی متعدد مزارات پر حاضری	۷	۴۷۰	فتاویٰ الشیخ	۵۸
"	زیارت کیلئے سفر نذر اور صاحب مزار کی طرف سے دعوت	۸	"	اسم ذات لکھتے کا فائدہ	۵۹
"	دور دور سے آکر زیارت کرنا اور تندیس پیش کرنا نیا طریقہ نہیں	۹	"	خلفاء کی اجازت شیخ کی اجازت کے حکم میں	۶۰
"	خواجہ نقشبندی علیہ السلام نے زائر کی مدد فرمائی مزار کی تندر بارہ کاؤں شیخ عبد الغنی نے قبول فرمائے	۱۰	"	سبحان نشینی	۶۱
"	صاحب مزار کی طرف سے بزرگ اثر کا استقبال	۱۲	۴۷۲	شیخ کے مشہر کو مکرم اور شریف سمجھنا اور آستان بوسی کا شوق	۶۲
"	مزارات سے فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں	۱۳	"	استقامت و کرامت	۶۳
			"	لوگوں میں زندگی گزارنا	۶۴
			"	دوستوں سے سلوک	۶۵
			"	مرتبہ میں کم لوگوں سے ملنا	۶۶
			۴۷۵	باب دوازدهم	
			۴۷۷	مزارات کی زیارت، نذر تیار اور فیوض و برکات	۱
			"	مزار پر توجہ کرنا شاہ ولی اللہ کا دستور توجیہ حاصل ہوئی	۲

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۴۹۳	عرس منعقد کرنا جلیل القدر بزرگوں کا طریقہ	۹	۴۸۳	صحت طلب کرنے کیلئے پیش کی گئی نذر قبول اور مزار سے خطاب	۱۴
۴۹۴	اہلبیت اطہار کی فاتحہ اور ختم قرآن پاک	۱۰	۴۸۳	صاحب مزار کی نصیحتیں	۱۵
۴۹۴	حضرت غوث الثقلین اور دیگر مشائخ کی فاتحہ	۱۱	۴۸۳	صاحب قبر باتیں کرنے لگا، تلاوت قرآن کی سماعت کا شوق	۱۶
۴۹۵	حاجت براری کیلئے خواجگانِ حشت کی فاتحہ	۱۲	۴۸۵	صاحب قبر نے زائر کو پہچانا اور قرأت قرآن میں اصلاح کروائی	۱۷
۴۹۵	ختم خواجگان بزرگوں کا معمول	۱۳	۴۸۶	احباب الدین کی قبور کی زیارت باعث مغفرت	۱۸
۴۹۵	ختم خواجگان پڑھا ہفتہ کئی ہو گئی	۱۴	۴۸۷	باب سیزدہم —	
۴۹۵	ایصالِ ثواب کیا جاتا تو ثواب پہنچتا ہے	۱۵	۴۸۷	عرس پاک ختم خواجگان، ایصالِ ثواب	۱
۴۹۶	ایصالِ ثواب کے لئے نوافل	۱۶	۴۸۷	شاہ عبدالرحیم کا عرس	۲
۴۹۷	ایصالِ ثواب کے لئے مالی صدقہ	۱۷	۴۸۷	شاہ ابورضا محمد کا عرس	۳
۴۹۷	امام بخاری اور کھانے پر ختم قرآن پاک	۱۸	۴۹۰	پہلت میں عرس ہونا اور تقریبات میں شاہ عبدالرحیم موجود ہونے۔	۴
۴۹۹	باب چہارم —		۴۹۱	عرس حضرت بزرگ	۵
۵۰۱	تفسیر القرآن	۱	۴۹۱	شیخی کے نام سے مشہور عرس	۶
۵۰۱	قرآن مجید کے علوم پنجگانہ	۲	۴۹۱	حضرت خواجہ محمد باقی رضی اللہ عنہ کا عرس	۷
۵۰۲	علم مناظرہ	۳	۴۹۲	اور لشکر کے انتظامات	۸
۵۰۲	مشکوٰۃ سے مباحثہ	۴	۴۹۲	حضرت جمال الدین علیہ الرحمہ کے عرس	۸
۵۰۳	یہودیوں سے مباحثہ	۵		میں حاضری	
۵۰۵	نصاریوں سے مباحثہ	۶			
۵۰۶	منافقین سے مباحثہ	۷			
۵۰۷	تذکیر بالاء اللہ	۸			

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۵۲۲	چوتھے طبقہ کی کتب احادیث	۱۰	۵۰۷	تذکیر یا ایم اللہ	۹
۵۲۳	محدثین کا عمل	۱۱	"	تذکیر بالموت و ما بعدہ	۱۰
۵۲۵	باب شانزدہم —		۵۰۸	علم احکام	۱۱
۵۲۷	اجتہاد اور تقلید	۱	"	قرآن مجید کا محاورہ عرب کے مطابق	۱۲
"	اجتہاد کی حقیقت	۲		نزول اور مسند تاسخ و منسوخ	
۵۲۸	اجماع	۳	۵۱۰	مشہد معرفت اسباب نزول	۱۳
۵۲۹	قیاس	۴	۵۱۱	قرآن مجید کا اسلوب بدیع	۱۴
۵۳۰	اجتہاد صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے	۵	"	اعجاز قرآن کے وجوہ	۱۵
۵۳۱	اجتہاد صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی کی گئی	۶	۵۱۲	فنون تفسیر	۱۶
۵۳۲	اجتہاد کن امور میں کیا جاتا ہے	۷	۵۱۵	باب پانزدہم —	
۵۳۳	حجیت دلائل شرعیہ	۸	۵۱۷	حدیث کی ضرورت و اہمیت	۱
"	مجتہد اور شرائط اجتہاد	۹	"	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے امت کا شریعت	۲
۵۳۵	مجتہدین کے درجات	۱۰		حاصل کرنا	
۵۳۶	مجتہد مستقل	۱۱	۵۱۸	ظاہر و دلالت کا لازم و ملزوم ہونا	۳
"	مجتہد منتسب	۱۲	۵۱۹	عمدہ ترین احکام	۴
"	مجتہد فی المذہب	۱۳	۵۲۰	روایت حدیث	۵
۵۳۷	مجتہد فی الفتویٰ	۱۴	"	ابن دین کتب حدیث پر اعتماد ضروری ہے	۶
۵۳۸	جاہل پر تقلید واجب	۱۵	"	بلحاظ صحت و شہرت پہلے طبقہ کی	۷
"	غیر مجتہد پر تقلید واجب	۱۶		کتب احادیث	
۵۳۹	تقلید شخصی یعنی امام معین کی تقلید	۱۷	۵۲۱	دوسرے طبقہ کی کتب احادیث	۸
۵۴۰	مذہب اربعہ کی تقلید پر اجماع	۱۸	"	تیسرے طبقہ کی کتب احادیث	۹

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۵۵۷	تعوذ اور نیاز	۵	۵۲۲	مذہب اہلبیت کے علاوہ کوئی مذہب صحیح نہیں، یہی سوادِ اعظم میں	۱۹
۵۵۹	برائے دردِ دندان، دردِ سر، دردِ ریح	۶		مذہب اہلبیت میں مقاماتِ اختلاف اور انکے درست ہونے کی توجیہ	۲۰
۵۶۰	برائے دفعِ حاجتِ مردِ غائب و شفا کے مریمیں	۷	۵۲۳	خبردار! مذہبِ حنفی کا مخالف نہ ہونا	۲۱
"	برائے گزیدنِ سگِ دیوانہ	۸	۵۲۷	یہ احادیث کا حاصل ہے، اسے اختیار کرو۔ حکمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	
"	برائے دفعِ قاقہ	۹		حنفی مذہب کو ترجیح حاصل ہے	۲۲
"	رات کسی وقت جاگنے کیلئے	۱۰	۵۲۸	ہندستان میں امامِ عظیمِ رضی اللہ عنہ کی تقلید واجب ہے	۲۳
"	بچل برائے حفظِ اطفال	۱۱	۵۲۹	شاہِ صاحبِ مکتبِ حنفی تھے	۲۴
۵۶۱	ہر آفت سے حفاظت کیلئے	۱۲		نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذہبِ حنفی کی خدمت کا طریقہ سکھایا	۲۵
"	برائے خوفِ حاکم	۱۳		فتاویٰ عالمگیری کی نظر ثانی کی خدمت کا خصوصیت سے ذکر کرنا	۲۶
"	آیاتِ شفا	۱۴	۵۵۵	باب ہفتم	
۵۶۲	آیاتِ شفا سے محافظت از محرومِ ذوقان و ذوقگان	۱۵		امراض و تکالیف اور تعویذ و عملیات	۱
"	برائے حفظِ چپک	۱۶		نظر نگ جانا حق ہے	۲
۵۶۳	اصحابِ کہف کے نام ڈوبنے جلنے، غارتگری، چوری سے امان میں	۱۷		شام کے وقت بچوں کو باہر نہ نکالو، جنات کا دور دورہ	۳
"	برائے حاجتِ روائی	۱۸		ملا کر اور جنات	۴
"	نماز برائے قضا کے حاجات	۱۹			
۵۶۴	آسیبِ زدہ کے لئے	۲۰			
۵۶۵	بانجھ پن دور کرنے کے لئے	۲۱			
"	برائے اسقاطِ جنین	۲۲			
"	برائے دروزہ	۲۳			

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۵۷۷	خلیفہ یا حکمران سے رٹنا جائز یا نہیں	۱۲	۵۷۷	ٹرکانہ زندہ رہتا ہوتا	۲۳
"	رعایا کی دیکھ بھال سے غافل	۱۳	"	برائے فرزندِ زینہ	۲۵
۵۷۸	حکمرانوں کا حال	۱۴	"	برائے مسخوردہ مرضی بالویں علاج	۲۶
۵۸۰	حکومت کے فرائض	۱۵	"	برائے گم شدہ	۲۷
"	وجوبِ خلافت	۱۶	۵۷۷	برائے تپ	۲۸
"	جہاد کی ترغیب	۱۷	"	برائے خنازیر	۲۹
"	منتخب مکتوبات	۱۸	"	برائے ضعفِ بصارت	۳۰
۵۸۱	بادشاہ، وزیر اور امراء کے نام	۱۹	"	مرگی کے لئے	۳۱
۵۸۲	بعض بادشاہوں کے نام	۲۰	۵۷۸	استخارہ کا طریقہ	۳۲
۵۹۲	وصایا و نصائح	۲۱	۵۷۹	باب ہجدم	
"	ارشاداتِ سالتاب صلی علیہ وسلم	۲۲	۵۷۹	سیاسیات و اقتصادیات	۱
"	وصیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۲۳	۵۷۹	حکمران مرد ہونا چاہیے نہ کہ عورت	۲
۵۹۲	وصیتِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	۲۴	"	حکمرانوں کی شرائط	۳
۵۹۲	وصیتِ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	۲۵	۵۷۹	حکمرانوں کے معاونین	۴
"	وصیتِ حضرت علی رضی اللہ عنہ	۲۶	"	قاضی	۵
۵۹۵	نجیب الدولہ کے نام	۲۷	"	امیر شکر	۶
۵۹۷	وزیر الممالک آصف جاہ کے نام	۲۸	۵۷۹	ناظم شہر	۷
۵۹۸	نواب فیروز جنگ نظام الملک احمد شاہی کے نام	۲۹	"	عالم	۸
"	نواب مجد الدولہ کے نام	۳۰	"	دکیل	۹
۵۹۹	تاج محمد خان بلوچ کے نام	۳۱	۵۷۹	خلیفہ یا سربراہ حکومت کی ضرورت و افادیت	۱۰
۶۰۰	شیخ محمد عاشق کے نام	۳۲	۵۷۹	خلافت کا انعقاد	۱۱

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۴۱۴	تقریر یوم بدعت نہیں، شاہ عبدالرحیم نے دن مقرر کیا۔	۹	۴۰۳	بادشاہ کی عقیدتمندی اور اس کے مقامات کا تذکرہ	۳۲
۴۱۵	یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا اور محفل میلاد پر انوار برسنا	۱۰	۴۰۵	معیشت پر نظر	۳۳
۴۱۷	اشیاء میں اصل اباحت ہے	۱۱	۴۰۶	زمین کا حکم	۳۴
۴۱۸	پان کھانا جائز ہے	۱۲	۴۰۷	تجارت کیلئے مسائل تجارت کا علم ضروری	۳۵
۴۱۹	فضائل خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا انکار بدعت ہے	۱۳	۴۰۸	مہنگائی پیدا کرنے کی نیت سے	۳۶
۴۲۰	مقامات صحابہ کا انکار بدعت ہے	۱۴	۴۰۹	غلہ روکنے کی ممانعت	۳۷
۴۲۱	سستی اور بدعتی ہونے کی بنیاد	۱۵	۴۱۰	ذخیرہ اندوزی	۳۸
۴۲۲	انبیاء و رسل ہم سے متاویں ہم جیسے نہیں	۱۶	۴۱۱	جوا اور سود	۳۹
۴۲۳	فضائل میں وارد ضعیف حدیث بھی مقبول ہے	۱۷	۴۱۲	خرید و فروخت میں راستی ضروری	۴۰
۴۲۴	مجددین اور احیائے اسلام	۱۸	۴۱۳	باب نوردہم	۴۱
۴۲۵	نقیبہ فی الدین اور اسخ فی العلم	۱۹	۴۱۴	متفرقات	۴۲
۴۲۶	علم کی فضیلت	۲۰	۴۱۵	توبہ	۴۳
۴۲۷	علماء کی عظمت	۲۱	۴۱۶	قرب الہی	۴۴
۴۲۸	علماء کی تعظیم	۲۲	۴۱۷	دل درست تو سارا بدن درست ہو گیا	۴۵
۴۲۹	بڑوں کا ادب	۲۳	۴۱۸	عمل کا مدار نیت پر ہے	۴۶
۴۳۰	شعائر اللہ کی تعظیم	۲۴	۴۱۹	شریعت جمہور عوام کے موافق	۴۷
			۴۲۰	بدعت حسد و حقیقت	۴۸
			۴۲۱	سنت ہی ہے	۴۹
			۴۲۲	اچھے بڑے کا معیار	۵۰

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۶۳۶	سحاوت کی ترغیب	۴۴	۶۲۳	تعظیم یا محبت کے طور پر استقبال کے لئے	۲۵
۶۳۷	بدخلق جنت میں نہیں جائے گا	۴۵		کھڑا ہونا اور ہاتھوں کا پورے لپٹا کر نہیں	
"	کفار اور بد مذہبوں کو میل جول رکھنا	۴۶	۶۲۵	ہاتھوں کا پورے سنون ہے	۲۶
	اپنے دین کو برباد کرنا ہے		۶۲۶	قدم بوسی بھی جائز ہے	۲۷
۶۳۸	مسلمان کو گالی دینا اور قتل کرنا	۴۷	۶۲۷	بزرگوں کے مزارات کا چومنا بھی صحیح	۲۸
"	ارادہ قتل سے لڑنے والا تہمی	۴۸	"	سجدہ تعظیمی بھی منع ہے	۲۹
۶۳۹	چوڑا کو سے بچاؤ کیلئے قاتل کرنا	۴۹	۶۲۸	والدین کی خدمت میں	۳۰
"	ضرر یا دین میں تاویل کرنے والا اگر چہ نماز	۵۰	۶۲۹	نسب بدلتے والے پر جنت حرام	۳۱
	پڑھے اہل قبلہ نہیں مرتد اور واجب القتل ہے		"	امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی شرائط	۳۲
۶۴۰	اختلاف کیا ہوتا ہے	۵۱	"	عبادات میں تشدد اختیار کرنا فتنہ ہے	۳۳
۶۴۱	تہتر فرقے ایک جتنی باقی سب تہمی	۵۲	۶۳۱	وعظ کے آداب	۳۴
"	مذہب شیعہ باطل ہے	۵۳	۶۳۲	فصاحت و بلاغت	۳۵
۶۴۲	مذہب باطلہ کی اصل	۵۴	"	آداب مجلس	۳۶
"	شراب شرابی اور ان کے معاونین لعنتی ہیں	۵۵	۶۳۳	عقل مند اور اہل حکمت	۳۷
۶۴۳	شراب دوا نہیں بیماری ہے	۵۶	"	باہم ملاقات سلام اور مصافحہ محبت	۳۸
"	شراب ام الحیائت ہے	۵۷		اور بخشش کی ضمانت میں	
"	شادی شدہ زانی کیلئے صدر حرم ہے	۵۸	۶۳۴	صلح کی شان	۳۹
۶۴۴	متوہ حرام ہے	۵۹	"	حیا اور کم گوئی	۴۰
"	لباس میں تہ بند ٹخنوں سے اوپر رکھو	۶۰	"	عبادت کا مقصد	۴۱
۶۴۵	غصیت کیا ہے؟	۶۱	۶۳۵	پڑوسی کے حقوق	۴۲
"	کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ممنوع ہے	۶۲	"	بھلائی کا بدلہ اور تحفہ	۴۳

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۶۵۹	تکبر کی مذمت	۸۱	۶۳۶	شہر خ کھینا اور جو پائے لڑانا	۶۳
"	طہارت	۸۲		جائز نہیں	
۶۶۰	دھوکے شروع میں بسم اللہ شرط نہیں	۸۳	"	شکار اور حفاظت کے علاوہ کتاپانا	۶۴
	آداب میں سے ہے			جائز نہیں	
۶۶۱	ملا ٹکر رحمت	۸۴	"	خورد و نوش میں حلال و حرام کا خیال رکھنا	۶۵
"	اذان کے مسائل	۸۵	۶۴۷	کفارہ رخصتِ البیہ ہے	۶۶
۶۶۲	نماز میں ضروری امور	۸۶	"	اعمال میں میانہ روی	۶۷
"	نماز بندے اور کفر میں فرق ہے	۸۷	۶۴۸	ثابِت قاضی اور حج توجہ فرمائیں	۶۸
۶۶۳	نماز کی فضیلت	۸۸	۶۴۹	خدیگتے سے آدمی گناہ سے پاک ہو جاتا ہے	۶۹
"	تراویح میں رکعت ہیں	۸۹	"	اصحابِ عتوت کی لغزشوں سے درگزر کرنا	۷۰
۶۶۴	وتر تین ہیں	۹۰	۶۵۰	حقوقِ زوجین	۷۱
"	آدابِ مسجد	۹۱	۶۵۲	عورت کی دینیت	۷۲
۶۶۵	روزہ کے مسائل و فضائل	۹۲	"	زیبِ زینت میں مطلوب و مذموم	۷۳
۶۶۶	حج فرض ہے	۹۳	۶۵۳	موتھیں کٹوانا اور ڈاڑھی بڑھانا	۷۴
"	قربانی کا اہتمام	۹۴	۶۵۴	مردوں اور عورتوں کا آپس میں شہادت	۷۵
"	جہاد اور مجاہدین	۹۵		کرنا باعثِ لعنت ہے	
۶۶۷	سنت باعثِ تقویمِ ملت ہے	۹۶	۶۵۵	فرستِ مومن	۷۶
"	گری پڑی چیز کا حکم	۹۷	۶۵۶	عالمِ شہادت اور عالمِ مثال	۷۷
۶۶۸	سفر میں نماز قصر کرنا	۹۸	۶۵۷	جول جاری ہے یا خفقان	۷۸
"	اللہ کی صفات پر ایمان لانا	۹۹	"	نجات کا مدار	۷۹
"	تقدیر پر ایمان لانا	۱۰۰	۶۵۸	ظلم نہ کرو بھلائی کرو	۸۰

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۶۷۸	صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم	۱۱	۶۶۹	عبادت بندوں پر اللہ کا حق ہے	۱۰۱
"	اہل بیت کا طریقہ اولیاء اللہ کے	۱۲	۶۷۰	حق کے ساتھ کلام کرنے کے باوجود	۱۰۲
"	طریقوں کی اصل ہے			یہ نہ سب کے دل ایمان خالی ہوتے ہیں	
"	حل مشکلات کیلئے ولیوں کے مدد مانگنا جائز	۱۳	"	ایمان صحیح کے بغیر قرآن پڑھنا بے سود	۱۰۳
"	اسے شرک کہنا جہالت		"	گستاخِ رسول کسی قوم سے ہو	۱۰۴
۶۷۹	عبدالنبی خلیفہ خاص کا نام، یہ شرک نہیں	۱۴		مستحق سزا ہے	
"	ولیوں کو مستقبل سے آگاہ سمجھ کر سواں	۱۵			
	کرنا بھی شرک نہیں		۶۷۱	ضمیمہ	
۶۸۰	شرک کیا ہے؟	۱۶	۶۷۲	القول بحسبى كالتعارف	۱
"	حضور صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی عطا فرماتے تھے	۱۷	"	معارفِ اولیاء کی شان	۲
"	ربیع الاول شریف اور زیارتِ موٹے مبارک	۱۸	۶۷۳	تصوف عقیدہ انبیاء علیہم السلام	۳
۶۸۱	مزاراتِ اولیاء کا تبرک	۱۹	"	اولیاء کو موت کا اختیار	۴
"	اہل بیت کی فاتحہ اور ختم قرآن	۲۰	"	شاہ صاحب نے تعویذ لینے پر اصرار فرمایا	۵
"	مقاماتِ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	۲۱	۶۷۵	حضراتِ حسین کریمین رضی اللہ عنہما کی عنایات	۶
۶۸۲	مقاماتِ حضرت غوث اعظم دکنیہ رضی اللہ عنہ	۲۲		کو نعمت جاننا دلیوں کا شیوہ	
"	موت کی اطلاع قبل از وقت	۲۳	۶۷۶	محفلِ میلاد میں انوار پرستے ہیں	۷
"	اولیاء اللہ کی برکات	۲۴	"	عقیدہ حیاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	۸
۶۸۳	اٹھ اٹھ عشرِ رضی اللہ عنہم کی نسبت	۲۵	۶۷۷	امتی محتاج اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۹
۶۸۴	تندر اور شفا	۲۶		سے استمداد	
"	تعویذ شفا ہو جاتی ہے	۲۷	"	خمیرِ آدم کے وقت بھی آپ	۱۰
۶۸۵	عبدالنبی گویا عبدالرحمن ہی ہے	۲۸		نبی تھے علی بنیادِ عدیہ السلام	

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۴۹۱	عرس کو ناجائز کہنے والے جاہل اور عرس جائز	۳۶	۴۸۵	اولیاء اللہ دلی رازوں سے واقف ہوتے ہیں	۲۹
۴۹۲	تائمرین کی حاجت براری	۳۷	"	ترجمہ کے ساتھ نعت شریف سننا	۳۰
"	زیارت مزار مجدد علیہ الرحمہ جیلے احرام اور	۳۸	۴۸۶	آسیب اور اس کے دفعیہ کیلئے دم کرنا	۳۱
"	فیض مجدد سہرگدہ عام	"	"	تذریں قبول کرنا	۳۲
"	پیر و شگیر کہنا جائز	۳۹	"	اللہ کا دلی باعث نزول برکات اور	۳۳
"	فضائل و مقامات سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۵۰	"	سبب دفع بلیات ہوتا ہے	"
۴۹۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ مبدائے عرفان ہیں	۵۱	۴۸۷	اشاعت علم حدیث	۳۴
"	بیعت کی مشروعیت پر شاہ عبدالرحیم	۵۲	"	عرس پاک اور لنگر	۳۵
"	کا ایک منکر سے مناظرہ	"	۴۸۸	حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ	۳۶
۴۹۵	اولیاء اللہ کے پاس بجای سلب ہوتی	۵۳	"	فضائل درود شریف	۳۷
"	ہے شفا ملتی	"	"	تصویر شیخ فیض کا فریجہ	۳۸
"	حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرنا ضروری	۵۴	۴۸۹	اولیاء کاملین نہ ہوتے تو کوئی اللہ کہنے	۳۹
۴۹۴	تعویذ کی ضرورت، ساخت اور فوائد	۵۵	"	والا نہ ہوتا	"
۴۹۷	نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۵۶	"	دلائل نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام	۴۰
"	القول الجلی کو حضرت نے خود ملاحظہ فرمایا	۵۷	۴۹۰	سجادہ نشینی	۴۱
۴۹۸	مؤلف القول الجلی کو سنوں سے نوازا	۵۸	"	تصرفات ثابت ہیں	۴۲
"	مسائل تصوف کی تدوین	۵۹	۴۹۱	اللہ کے ولی کی مخالفت کا نقصان	۴۳
۴۹۹	ماخذ کتاب	۶۰	"	تصوف کا درس	۴۴
"	ماخذ نصاب صاحب کی تصانیف اور دیگر کتب (۷۰۱)	"	"	بے حجاب زیارت اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۴۵

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۴۹۱	عرس کو ناجائز کہنے والے جاہل اور عرس جائز	۳۶	۴۸۵	اولیاء اللہ دلی رازوں سے واقف ہوتے ہیں	۲۹
۴۹۲	تائمرین کی حاجت براری	۳۷	"	ترجمہ کے ساتھ نعت شریف سننا	۳۰
"	زیارت مزار مجدد علیہ الرحمہ کیلئے احرام اور	۳۸	۴۸۶	آسیب اور اس کے دفعیہ کیلئے دم کرنا	۳۱
"	فیض مجدد سہرگدہ عام	"	"	تذریں قبول کرنا	۳۲
"	پیر و شگیر کہنا جائز	۳۹	"	اللہ کا دلی باعث نزول برکات اور	۳۳
"	فضائل و مقامات سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۵۰	"	سبب دفع بلیات ہوتا ہے	"
۴۹۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عرفان ہیں	۵۱	۴۸۷	اشاعت علم حدیث	۳۴
"	بیعت کی مشروعیت پر شاہ عبدالرحیم	۵۲	"	عرس پاک اور لنگر	۳۵
"	کا ایک منکر سے مناظرہ	"	۴۸۸	حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ	۳۶
۴۹۵	اولیاء اللہ کے پاس بجای سلب ہوتی	۵۳	"	فضائل درود شریف	۳۷
"	ہے شفا ملتی	"	"	تصویر شیخ فیض کا فریجہ	۳۸
"	حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرنا ضروری	۵۴	۴۸۹	اولیاء کاملین نہ ہوتے تو کوئی اللہ کہنے	۳۹
۴۹۴	تعویذ کی ضرورت، ساخت اور فوائد	۵۵	"	والا نہ ہوتا	"
۴۹۷	نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۵۶	"	دلائل نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام	۴۰
"	القول الجلی کو حضرت نے خود ملاحظہ فرمایا	۵۷	۴۹۰	سجادہ نشینی	۴۱
۴۹۸	مؤلف القول الجلی کو سندوں سے نوازا	۵۸	"	تصرفات ثابت ہیں	۴۲
"	مسائل تصوف کی تدوین	۵۹	۴۹۱	اللہ کے ولی کی مخالفت کا نقصان	۴۳
۴۹۹	ماخذ کتاب	۶۰	"	تصوف کا درس	۴۴
"	ماخذ نصاب کی تصانیف اور دیگر کتب (۷۰۱)	"	"	بے حجاب زیارت اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۴۵

عظیم اسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

(تقدیم)

حرف آغاز

marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مُحَمَّدٌ وَّعَلَىٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس

(عظیم محسن و مظلوم شخصیت)

رشحاتِ قلم بہ راس المفکرین، سرتاج المتکلمین، عمدۃ المتوکلمین، قدوة المجاہدین، محققِ دوراں اویبِ زماں، عارفِ معارفِ شریعت، ناشرِ الوارثِ لریقت، دانائے علم و حکمت، پاسبانِ اہل ولایت جناب حضرت الحاج پروفیسر محمد حسین احمسی ایم اے (علوم اسلامیہ و اردو) ناظمِ اعلیٰ بزمِ لاثانی پاکستان دہلی و سرپرستِ مجلۃ الحقیقہ و شہیرانِ اسلام پاکستان خلیفہٴ مجاز تاجدارِ اقلیمِ ولایت، منبعِ رشد و ہدایت، غوثِ الانبیاء، قیومِ زمانہ، قندیلِ نورانی اعلیٰ حضرت پیرِ سید علی حسین شاہ نقشب لاثانی، قدس سرہ النورانی

وہ عظیم مستیاں جنہیں قدرتِ کاملہ نے مختلف ادوار میں امت مسلمہ کی قیادت و حفاظت کا فریضہ سونپا، ان میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ کا مقام بہت بلند اور نام بہت نمایاں ہے۔ آپ نے روحِ اسلام کو سمجھا اور زمانے کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے بہترین انداز میں سمجھانے کی کوشش کی تفسیر و حدیث ہو کہ فقہ و تصوف، کلام و عقائد ہوں کہ سیر و سوانح، ہر میدان آپ کے قلم کی جولان گاہ ہے۔ حکومتیں بدلتی رہیں، بادشاہ آتے جاتے رہے مگر آپ کے دربارِ فیض کے دروازے کھلے رہے اور علم و عرفان کے جام چلتے رہے بلکہ سیاسی حالات ناگفتہ بہ رہے

بدامنی اور دہشت گردی زور پر تھی، غربت و افلاس نے چاروں طرف ڈیرے ڈالے ہوئے تھے، افراتفری اور نفسی نفسی کا عالم تھا، اس کے باوجود حضرت شاہ ولی اللہ ملت اسلامیہ کا مضبوط سہارا بنے رہے اور فکری و عملی سرمائے کی حفاظت کرتے رہے۔ بظاہر صرف ایک محدث، ایک فقیہ، ایک صوفی، ایک شاعر کو جب خازنِ سیاست میں داخل ہو کر حالات کو پلٹتے ہوئے دیکھتے ہیں تو اپنی حیرت میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ ہاں یہ شاہ عبدالرحیم قدس سرہ کا نورِ نظر ہی تو تھا جس نے مرہٹوں کا زور توڑنے کے لیے جناب احمد شاہ ابدالی علیہ الرحمہ کو بلایا اور بانی پت کی تیسری لڑائی میں فی الواقع جنگ کے بعد مرہٹوں کی طاقت ٹوٹ گئی۔ اگر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ ایسا نہ کرتے تو آج پاک و ہند کی تاریخ کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔

حضرت شاہ ولی اللہ ۳ شوال ۱۱۱۳ھ (بمطابق ۱۷۰۰ء) کو بزمِ دنیا میں تشریف لائے اور ۲۹ محرم ۱۱۶۶ھ (بمطابق ۱۷۵۲ء) کو اس جہانِ ثانی سے کوچ فرما گئے۔ رضی اللہ عنہ۔ حصولِ تعلیم کا زمانہ کتنا ہی مختصر ہو، مہنگا کر دیا جائے تو باقی کتنے سال بچتے ہیں، اس مختصر سی مدت میں حکیم الاسلام نے جو کارنامے سر انجام دیئے اور بالخصوص جو تحقیقی اور متنوع ادب بہم پہنچایا، دیکھیں تو یوں لگتا ہے جیسے صدیوں میں تیار ہوا ہو۔ خصوصاً اس وقت جب لکھنے والا ماحول سے کٹ کر شب و روز صرف لکھنے ہی میں مصروف رہے۔ مگر حضرت شاہ صاحب کی مصروفیات تو گونا گوں تھیں۔ وہ اپنے عظیم والد و معلم و مرشد حضرت شاہ عبدالرحیم قدس سرہ کی مسند کو زینت بھی دے رہے تھے، لہذا تدریس کا فریضہ، ایرانِ طریقت کی رہنمائی، استفتا کرنے والوں کے جواب سب ان کی روزمرہ کی ناگزیر ذمہ داریاں تھیں۔ وہ پہلو میں ایک حساس دل رکھتے تھے لہذا دین و مذہب کو کمزور کرنے والی جو سازشیں تیار ہو رہی تھیں اور ایران سے آنے والے لوگوں

کے جو دربار حکومت پر چھلے ہوئے تھے، اثرات پر بھی کڑی نظر رکھتے تھے۔ نیز وہ معاشرہ جو عیاشی و فحاشی کے سیلاب میں بہ رہا تھا، آپ کے سامنے تھا۔ ان حالات میں اسلام کا دفاع اور ایمان کی حفاظت بہت محنت طلب مسئلہ تھا، مگر حق یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے ہمت نہ ہاری، بہت کچھ کر کے دکھایا۔ ایسے زمانے اور ان حالات میں حکیم الاسلام کا لکھنے کے لئے وقت نکالنا اور وہ بھی اس انداز میں کہ ہر تحریر انقلابی ہو اور روشنی کا مینار۔ بغیر تائید ربانی اور رحمت مصطفوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے ناممکن ہے۔ یہ کیسے ممکن ہوا، اس راز سے خود پردہ اٹھاتے ہیں۔ الدر الثمین فی مبشرات الغیبی الامین میں تیسری بشارت یوں درج فرماتے ہیں:

”حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے گھر تشریف لائے ہیں اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں فلم ہے ایسا کہ اس کی نوک ٹوٹی ہوئی ہے۔ آپ نے ہاتھ بڑھایا کہ مجھ کو فلم عنایت فرمادیں اور فرمایا

هَذَا قَلَمُ جَدِّي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: یہ میرے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلم ہے

پھر آپ نے اسے ہاتھ میں روک لیا اور فرمایا امام حسین (رضی اللہ عنہ) اسے ٹھیک کر دیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسے ٹھیک کر دیا، پھر عطا فرما دیا۔

پھر چادر لائی گئی تو اسے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اٹھا کر فرمایا

هَذَا رِدَاءُ جَدِّي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: یہ چادر میرے نانا پاک حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے

پھر مجھے اور ہادی۔

فِيمَنْ يُؤَمِّدُ الشَّرْحَ صَدْرِي لِلتَّصْنِيفِ فِي الْعُلُومِ

marfat.com

Marfat.com

الشَّرْعِيَّةُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ

ترجمہ: اس دن سے میرا سینہ علوم شریعت میں تصنیف کرنے کے لئے کھل گیا۔ والحمد للہ۔ (الدر الثمین حدیث نمبر ۱)

اندازہ فرمائیے حضرت حکیم الاسلام کا منبع علم کیا ہے اور شرح صدر کا سبب کیا ہے۔ اس واقعے کو سامنے رکھیں تو کئی عقڈے کھل جاتے ہیں۔ سب سے بڑی بات تو یہی کہ ہر دور میں ہر آن حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر نظر رکھتے ہیں، ہر فرد کی خداداد صلاحیت کو جانتے ہیں اور امت کی رہنمائی کے لئے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم مخصوص افراد کا انتخاب فرما کر ان کی امداد فرماتے ہیں، مثلاً کسی زمانے میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تشریف لاکر سیدنا حضور غوث اعظم شہنشاہ جیلان و شہنشاہ اغیاث رضی اللہ عنہ کو وعظ کا حکم دیا اور انہیں مخصوص صلاحیتوں سے نوازنے کے لئے ان کے منہ میں اپنا لعاب دہن شریف ڈالا۔ حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ پر کرم فرمایا اور انہیں ضروری صلاحیتوں سے نواز کر تجدید و قومیت کے منصب پر فائز فرمایا، یونہی ہر دور میں ہوتا رہا اور حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خدائے واحد و اکرم کے فضل و کرم سے مخصوص لوگوں کو منتخب فرما کر ان کی ضروریات کے مطابق نوازتے رہے۔ اسی دستور کے مطابق شاہ ولی اللہ قدس سرہ کا انتخاب عمل میں آیا تو کیا یہ حقیقت سامنے نہیں آجاتی کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت سے لیکر ان کے لئے بھی غافل نہیں۔ اسی لئے حضرت سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں چوں نبی در رنگ شبان امت است در محافظت امت خود غفلت شایان منصب نبوت او نباشد۔ (مکتوبات امام ربانی۔ دفتر اول مکتوب ۹۹)

ترجمہ: چونکہ نبی اپنی امت کی حفاظت میں شبان کی طرح ہیں تو پھر غفلت ان کے منصب نبوت کے مناسب نہیں۔

اس قسم کے لاتعداد واقعات جن میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف فرما ہوئے بلکہ بیداری میں، اور آپ نے اپنے کسی وفادار غلام کو کسی منصب پر فائز کیا تو یہ لاتعداد ثبوت ہوئے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ ہونے کے، مختار ہونے کے، امت کو ہر وقت مشاہدہ فرمانے کے، اس کی ضروریات کا خیال رکھنے کے، اور غیب جاننے کے۔ ایک شخص کو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیدار سے نوازا رہے ہیں اور دوسروں کو اس کے ذریعے فیض دے کر ہدایت دے کر اور جاہ و منزل سے آگاہ فرما کر۔ بلاشبہ ایسا شخص اپنے دور کا گویا امام ہوتا ہے اور عموماً اسے کسی نہ کسی انداز میں امام مانا بھی جلتا ہے مثلاً یہی تین شخصیات یعنی حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ، انہیں امام الاولیاء مانا جاتا ہے، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو امام ربانی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کو امام الہند کہا جاتا ہے۔ یہ امام حضرات اپنے اپنے دور میں ہمیشہ اس جماعت اور مذہب کے

نمائندے رہے ہیں جس کے بارے میں حدیث پاک میں آیا ہے،

إِسْعَوُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّهُ مَنْ شَدَّ شُدِّي النَّارِ (ابن ماجہ)

ترجمہ: سوادِ اعظم (یعنی بڑی جماعت) کی پیروی کرو اور بیشک جس نے

سوادِ اعظم کو چھوڑا وہ تنہا ہی دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

اس قسم کی شخصیات اپنے اپنے دور میں بلکہ بعد کے ادوار کے لئے بھی معیار حق ہوتی ہیں چنانچہ آج تک امت کا بڑا طبقہ یعنی سوادِ اعظم انہیں یونہی ماننا چلا آیا ہے اور ان کے فیصلوں کو بے چون و چرا تسلیم کرتا چلا آیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ لوگ اتحادِ امت کا بڑا سبب ہیں اور ان کی وجہ سے کسی اختلافات کا سدباب بھی ہوتا رہا ہے۔ یقیناً ان کا سایہ ہما پایہ بقائے ملت کا ایک ذریعہ ہے اور ان کی سیرت عقائدِ اسلامیہ کی پہچان نیز جذبہٴ عشقِ خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کا باعث ہے۔

امام ہندوپاک حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کی سیرت مقدسہ کا مطالعہ کرنے سے وہی فوائد حاصل ہوتے ہیں جو باقی تمام اکابر ملت کی سیرت مقدسہ کے مطالعے سے ہوتے آئے ہیں۔ اس لحاظ سے آپ کو محسن ہندوپاک بھی کہا جاسکتا ہے، مگر افسوس جس طرح آپ عظیم محسن ملت ہیں یونہی بلکہ اس سے زیادہ مظلوم بھی ہیں۔ لوگوں نے اسی امت کو جس کی رہنمائی کے لئے آپ کو حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا قلم مبارک اور دوائے مقدس عطا ہوئی تھی، گمراہ کرنے کے لئے آپ کے نام کا سہارا لیا اور وہ عقائد و تعلیمات جو آپ کو ربّی میں ملے تھے اور جن کی اشاعت آپ عمر بھر کرتے رہے انہیں شرک و کفر سے تعبیر کیا اور یہ کہہ کر کیا کہ شاہ صاحب بھی انہیں کفر و شرک ہی سمجھتے اور کہتے تھے۔ پھر یہ ظلم کرنے والے کہیں باہر سے نہیں آئے تھے بلکہ یہ ظلم گھر کے بعض وارثوں سے شروع ہوا، گویا وہی معاملہ ہوا۔

باغیاں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے!

ذرا سوچئے تو یہی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث علیہ الرحمہ کے مخالف کون تھے، اسلام کا نام لینے والوں میں صرف رافضی۔ ان کے سوا پاک و ہند میں ایک شخص بھی ایسا نظر نہیں آتا جو اس دور میں ان کی عظمت کا قائل نہ ہو۔ طریقت کے کسی فروری مسئلے میں کسی کا مشاہداتی و علمی اختلاف تو معمولی بات ہے البتہ کسی بنیادی اعتقادی مسئلے میں کسی کو بھی ان سے پر خاش نہیں تھی۔ اختلاف ہوتا بھی تو کیونکر، سارے برصغیر کے علماء عموماً ان کے شاگرد تھے یا مرید۔ منقولات میں انہیں کا فیض سارے ملک میں جاری و ساری تھا۔ منقولات کی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام حضرت مولانا فضل امام علیہ الرحمہ کے مدرسے میں تھا مگر تفسیر و حدیث کے علوم وہ بھی انہیں سے سیکھتے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بعد ان کے نامور

فرزند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ان کی مسند علم و عرفان کے وارث ہوئے
 (رضی اللہ عنہما) جنہوں نے اپنے آباء و اجداد کے ورثے کی بہترین حفاظت فرمائی
 اور نہایت ہی اچھے طریقے سے اسے آگے شاگردوں اور مریدوں تک پہنچایا۔
 یوں سمجھئے عقیدہ و عمل کا جو ورثہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تابعین عظام رضی اللہ عنہم
 کو بخشا اور پھر آگے آگے ائمہ فقہاء و محدثین و مفسرین سے ہوتا ہوا شاہ ولی اللہ
 اور حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہم تک پہنچا تھا، آپ نے من و عن آگے پہنچا دیا۔
 آپ بلکہ آپ کے سب برادران حضرت شاہ عبدالقادر حضرت شاہ رفیع الدین اور
 حضرت شاہ عبدالغنی نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس کی حفاظت و اشاعت
 کی مدحت اللہ علیہم اجمعین۔

ہاں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ کے دور میں ایک حادثہ ہوا انگریز
 جو برصغیر کے کئی علاقوں پر پہلے سے قابض ہو چکے تھے، اب دہلی پر بھی ان کا سکہ
 چمنے لگا۔ مغلیہ خاندان کی حکومت جو حضرت اورنگ زیب علیہ الرحمۃ کے بعد لگانا
 توڑ پھوڑ کا شکار تھی، اب بالکل دم توڑ رہی تھی۔ مغل بادشاہ کی کمرانی لال قلعہ
 تک رہ گئی تھی اور وہاں بھی وہ انگریزوں کے جاسوسوں میں گھرا ہوا تھا۔ اب
 انگریز اس نام کی بادشاہت سے بھی جان چھڑانا چاہتے تھے۔ اس کی صورت ان
 کی منحوس پالیسی کے مطابق یہی تھی کہ اہل ہند کو لڑایا جائے۔ انہیں مزاحمت کا
 زیادہ خطرہ تھا تو مسلمانوں سے جن کی حکومت چھینی جا رہی تھی، لہذا ہندوؤں کو
 نو صدیوں غلام رہنے کا تاثر دے کر بھڑکایا اور مسلمانوں میں انہوں نے فرقہ واریت
 کا بیج بویا۔ انگریزوں سے پہلے یہاں رافضی تھے، ایران سے آئے ہوئے چند
 افراد یا ان سے متاثر ہونے والے کچھ اشخاص۔ باقی سب اہل اسلام سنی تھے
 اور وہ بھی ساحل مدراس کے چند شوائع کے سوا سب کے سب حنفی۔ اسلام کی
 معلومات رکھنے والا عام شخص بھی جانتا ہے کہ ایمان و ایقان کی ساری عمارت

حضور پر نور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر کھڑی ہے۔ ملت کی نشوونما، فروغ و ترقی سب کا انحصار اسی ولولہ عشق پر ہے۔ مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین برداشت نہیں کر سکتا۔ بقول اقبال علیہ الرحمۃ شیطان کا اصل ٹارگٹ بھی یہی جذبہ محبت ہے، اس لئے اپنے شاگردوں کو بطور خاص یہ تاکید کرتا ہے کہ

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بدن سے نکال دو

انگریزی یعنی شیطان ملعون کے شاگرد اسی نقطہ نظر کے مطابق کسی ایسے شخص کی تلاش میں تھے جو خاندانی طور پر مسلمانوں میں موثر بھی ہو اور انہیں گمراہ کرنے کے لئے کھوڑا بہت علم بھی رکھتا ہو۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز علیہما الرضوان کے گھرانے سے وہ گوہر مراد بھی مل گیا۔ محمد اسمعیل نامی، جو اول الذکر کا پوتا تھا اور ثانی الذکر کا بھتیجا۔ اسے بچپن سے ہی کھیل کود سے دلچسپی اور پڑھائی سے بیرتھا تاہم گمراہ کرنے اور اتحاد ملی کو پارہ پارہ کرنے کے لئے جتنا علم درکار تھا وہ اسے حاصل تھا۔ انگریز اس سے پہلے اسی قسم کا ایک صاحبزادہ محمد بن عبدالوہاب بھی نجد کی سرزمین سے تلاش کر چکے تھے اور وہاں ان کا تجربہ بہت کامیاب رہا تھا۔ شیخ نجد کی کتاب التوحید بھی اس ناپاک مقصد کے لئے بہت مفید تھی، وہ بھی اسمعیل کو مل گئی۔ لہذا عوام کو گمراہ یا متذبذب کرنے کے لئے اسے دلائل گھڑنے پر بہت زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی۔ جن عقائد و اعمال کو اسے شرک یا بدعت کہنا تھا، وہ بھی سب کے سب اس کے اپنے گھر میں موجود تھے (اس لئے اس کے لئے اسے کوچہ گردی نہیں کرنی پڑی، جس طرح محمد بن عبدالوہاب کو بھی سب کچھ اپنے گھر سے مل گیا تھا)

دیکھئے انگریزی شیطانوں کی شاطرانہ چال کی کامیابی کہ قوم میں بھوٹ ڈالنے

کے لئے اسے اس خاندان کا فرد میسر آیا جو خود اتحادِ قومی کا ضامن تھا۔ اگر اسمعیل شاہ ولی اللہ صاحب کا پوتا اور شاہ عبدالعزیز صاحب علیہما الرحمۃ کا بھتیجا نہ ہوتا تو شاید اسے کوئی مسلمان منہ نہ لگاتا اور ایک دیوانے کی طرح بڑھانک ہانک کر خاموش ہو جایا کرتا۔ مگر عوام جہیں حقیقتِ حال کا علم نہیں اور جن کے پاس زیادہ تحقیق کا وقت بھی نہیں ہوتا، بزرگوں کے نام سے دھوکا کھا گئے۔

میں فریب کھانے والا تو کسی سے یوں نہیں تھا

مجھے تیرا نام لے کے جل دے گیا زمانہ

اسمعیل و غلط کہنا دہلی کے مختلف چوکوں میں کھڑے ہو کر اور اردگرد اسی قسم کے غیر سنجیدہ نوجوان کھڑے ہو جاتے۔ وہ مسلمانوں کے جذبہٴ عشق پر بھلیاں گراتا اور حضورِ پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات ماننے والوں پر شرک کا فتویٰ دیتا اور وہ بھی اس وقت جب قوم کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر انگریزی یلغار کا راستہ رکنا چاہتے تھا اور پھر قوم ان عقائد پر جن پر اب تک تقریباً سب کا اتفاق تھا، پارہ پارہ ہونے لگی۔ سات سمندر پار سے آیا ہوا گورا چٹا آقا یہی چاہتا تھا اور یہی زر خرید غلام تے کر دکھایا۔ علما و مشائخ اس کی ہرزہ سرائی پر پریشان تھے مگر انگریز اپنے بندے کے مقابلے میں خدا کے بندوں کی کیا پروا کرتے۔ (یاد رہے بدعتہٴ تبلیغ حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کے وصال تک انفرادی نوعیت کا تھا مگر سڑکوں اور چوکوں تک آپ کے وصال کے بعد پہنچا) حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کا باقی خاندان اس صورتِ حال سے سخت پریشان تھے۔ وہ جانتے تھے کہ یہ نوزائیدہ مبلغ دین کی نہیں بے دینی کی تبلیغ کر رہا ہے اور یہ بے لگام مفتی کسی اور کے نہیں اپنے خاندان کے عقائد و رسوم کو شرک و بدعت کہہ رہا ہے، نہیں بلکہ صدرِ اول کے آج تک کے اکابر و اصاغر کے ایمان پر حملے کر رہا ہے۔ حق یہ ہے کہ اس کے فتوؤں سے کتاب و سنت تک محفوظ نہیں، چنانچہ انہوں نے جامع مسجدِ دہلی میں اسے مناظرے

کے لئے لکارا۔ یہ بیچارہ بھنگی بلی بن کر پہنچا اور بڑی ذلت آمیز شکست کھا کر ہزاروں رسوائیوں کے ساتھ میں وہاں سے بھاگا۔ ہاں مجمع عام کے سامنے بہت سی باتوں کا اقرار کرنے کے باوجود توبہ سے محروم رہا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ تتر ہو گیا۔ ہاں ہاں کتنا دردناک منظر ہے یہ کہ گھر کا وارث جسے نہایت جانفشانی سے اپنے آباؤ اجداد کے ورثے کی حفاظت کرنا تھی، دنیا کے لالچ میں آکر خود اسے برباد کرنا چاہتا تھا۔ اور اس سے بھی زیادہ شرمناک یہ امر کہ جن کے نام سے عوام کو دھوکا دے رہا ہے، انہیں کی عظمتوں کو پامال کرنے کے درپے ہے۔ سوچئے نا ذرا کہ مولانا اسمعیل نے جن عقائد کو شکر کیہ ٹھہرایا کون سے تھے وہی جو اس وقت تمام اہل سنت کے ہیں، اور ہر دور میں اہل سنت کے یہی رہے تیر یہی خود شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے باقی خاندان کے ہیں۔ ولی کے چوکوں میں وعظ کہتے والا یا تقویت الایمان لکھنے والا اسمعیل گو یا شاہ ولی اللہ علیہ الرضوان کے عقائد کو شکر کیہ کہہ رہا ہے یا دوسرے نفظوں میں شاہ ولی اللہ قدس سرہ کو معاذ اللہ مشرک کہہ رہا ہے، یونہی ان کے چاروں صاحبزادوں کو جن میں اس کا اپنا باب بھی شامل ہے، مشرک اور بدعتی قرار دے رہا ہے۔ مگر یہ بات ان کا نام لے کر نہیں کہتا۔ یہ نہیں کہتا کہ شاہ ولی اللہ اور ان کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز، شاہ عبدالقادر، اسمعیل کا یا شاہ عبدالقاسمی اور شاہ رفیع الدین مشرک تھے۔ اسمعیل کی یہی شاطرانہ چال تھی کہ پردے پردے میں سب کو مشرک کہو مگر نام نہ لو، نام لینے سے مخالفت بھی بڑھے گی، جو لوگ جال میں پھنس رہے ہیں، نہیں پھنسیں گے اور انجان لوگوں میں یہ تاثر بھی پیدا ہو گا کہ شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان کے یہی اسمعیل عقائد ہیں۔ حق یہ ہے کہ اسمعیل کے پیروکاروں میں یہ روش اب تک قائم ہے یعنی مشرک و بدعتی کہو مگر نام نہ لو تاکہ مخالفت کی لو تیز نہ ہو جائے۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز

محدث دہلوی قدس سرہ کے بھتیجیوں اور دوسرے شاگردوں نے اگرچہ اسمعیل کی بھرپور مزاحمت کی، مناظرہ کر کے اسے ذلیل کیا، اس کی تحریر کا تحریری جواب دیا مگر اس کی چال کامیاب رہی اور کچھ نہ کچھ لوگ اسے سنتے رہے، اس کی کتاب نفویت الایمان کو جسے انگریز حکومت نے خود طبع کر کے پورے برصغیر میں مفت تقسیم کیا تھا، لوگ پڑھتے رہے کہ یہ عظیم دادے کا پوتا اور عظیم چچے کا بھتیجا ہے۔ ہاں ہاں اس نسبت نے (اور انگریزوں کے سامنے نے) اسے بہت فائدہ دیا اور اب تک اس طریقے کا فائدہ اسے پہنچ رہا ہے بلکہ اسمعیل کے بعد جو لوگ زیادہ جالاک تھے، انہوں نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کی اسی عظمت نشان کے پیش نظر ایک اور منصوبہ بنایا، یعنی اسمعیل کی تعلیم پر مشتمل کوئی کتاب لکھ کر اسے شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کے نام سے منسوب کرنا۔ مثلاً البلاغ المبین، تحفۃ الموحدین، قرۃ العینین فی البطلان شہادۃ الحسن اور جنت العالیہ فی مناقب المعادیہ (اور بعض اصل کتابوں میں عبارات ملا دیں۔ اب تک ان کتابوں کو بڑی پھرتی اور چالاک سے پھیلایا جا رہا ہے) بلکہ اس سے بھی عجیب تر یہ صورت حال کہ شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے نام سے کئی ادارے، کئی اکیڈمیاں اور کئی درگاہیں معرض وجود میں آگئے مگر وہاں بھی شاہ صاحب کے نام سے وہ عقائد و اعمال پھیلانے جا رہے تھے جو ان کے نہیں تھے اور ان عقائد و اعمال کو شرک و بدعت کہا جا رہا تھا جن پر وہ عمر بھر قائم رہے۔ — کیسی دہشت گردی ہے، شاہ صاحب کے نام کا کیا استحصال ہے، اور شاہ صاحب پر یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ انہیں کے نام کا سہارا لے کر انہیں کے عقائد کو مشرک نہ کہا جائے۔ اگر دل میں رتی بھر بھی خوفِ خدا ہو تو یہ صورت حال پیدا نہیں ہوتی، مگر خوفِ خدا تو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا ہوتا ہے، جس کی پیش بندی کے لئے یار لوگوں نے عمر عزیز کی ایک ایک گھڑی

وقف کر رکھی ہے۔

یہ منصوبہ کہ عقائد کو مشرکانہ کہو مگر عقائد والے اکابر کا نام نہ لیں۔ اہل مکہ و
 قریب کا بہت بڑا ہتھیار ہے۔ مثلاً اسمعیل کو انبیاء کرام علیہم السلام بلکہ
 حضور امام الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کے عقیدے سے انکار
 ہے بلکہ اسے شرک قرار دیتا ہے۔ حضور سرور کون و ممالک صلی اللہ علیہ وسلم کے
 حاضر و ناظر، حامی و ناصر، مالک و مختار ہونے کا عقیدہ اس کے نزدیک شرک
 سے ہے۔ انبیائے عظام علیہم السلام اور اولیائے کرام علیہم الرضوان کی
 دہائی اس کے ہاں مشرک بنا دیتی ہے۔ اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت
 ان سے فیض پانا، بزرگوں کا عرس منانا وغیرہ ان کے نزدیک بدعت ہے۔
 میلاد شریف، تصویب شیخ، بی بی صاحبہ کی صحنک، ایصالِ ثواب ایسی سب
 چیزیں شاہ صاحب کے گھر میں ہوتی تھیں اور اسمعیل نے ان سب کو شرک
 کہا۔ اگر یہ عقائد شرک ہیں تو جن کے یہ عقائد ہوں وہ یقیناً مشرک ہوں گے
 مگر اسمعیل نے اپنے باپ و دادا کو مشرک نہیں کہا۔ اس لئے نہیں کہ ان کا
 ادب مقصود تھا بلکہ اس لئے کہ ان کے نام اور نسبت سے اس کی دکان چل
 رہی تھی۔ اگر انجان عوام کو اس بات کا علم ہو جانا کہ فرزندِ بلند اپنے جدِ امجد
 اپنے باپ اور چچوں کو مشرک کہتا ہے تو لوگ چال میں نہ آتے نیز انہیں دھوکا
 دینا بھی آسان ہو گیا کہ صاحبزادہ اگر ان عقائد کو شرک و بدعت سے تعبیر کر رہا
 ہے تو یقیناً اس کے بزرگوں کے بھی یہی عقائد ہوں گے۔

پھر اس قریب کی انتہا اس وقت ہوئی جب دارالعلوم دیوبند معرض
 وجود میں آیا اور اہل دیوبند نے ان تمام اسمعیلی عقائد کے ساتھ ساتھ خود کو
 'حنفی' یعنی حضرت امام ابوحنیفہ کا مقلد کہنا شروع کیا اور پیری مریدی کی نماز
 کے لئے اکابر دیوبند نے شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب (مہاجر کی)

کے دستِ حق پرست پر بیعت بھی کر لی، گویا سنت کا پورا البادہ اور مہ لیا۔ مگر حال وہی رکھی، یعنی سوادِ اعظم سے وابستگی ظاہر کر کے سنتی بھی، امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کا دعویٰ کر کے حنفی بھی اور حاجی امداد اللہ علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر بیعت ہو کر چشتی بھی بنے رہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے تھانوی صاحب کے بارے میں فرمایا۔

سُنّی و حنفی و چشتی

بن بن کے ہکاتے یہ ہیں

مگر حقیقت میں نہ سنی، نہ حنفی، نہ چشتی کیونکہ بغضِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کی دنیا تباہ و برباد اور تیرہ دناریک کر رکھی ہے۔ گزشتہ اکابر کی توجھوڑیے جو بات حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں ہو، ہرگز نہیں مانتے اگرچہ ان کے اپنے پیر کی نکھی ہوئی ہو، استاد کی ہو، جسے خود حکیم الامت کہتے ہیں ان کی ہو جس کے قاسم العلوم ہونے پر ایمان رکھتے ہیں وہ کہے۔ مگر اس کے باوجود جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل مانتے والے دوسرے لوگوں کو مشرک یا کافر یا بدعتی و گمراہ کہتے ہیں، انہیں ایسا بھی نہیں کہتے۔ مثلاً اگر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو نورِ مآثرنا معاذ اللہ کفر ہے تو جو بھی مانے وہ کافر ہوا مگر ان کے ہاں اپنے پرانے کی یہ تمیز ہر جگہ موجود ہے کہ دوسروں کو تو کافر کہہ دیں گے، اپنوں کو نہیں۔ شاید یہ دل سے ہی سمجھتے ہیں کہ ان کے اپنوں نے جو فضائل کہیں بیان کئے ہیں دل سے نہیں کئے محض دھوکا دینے کے لئے کئے ہیں، لہذا انہیں معذور سمجھتے ہیں۔ بہر حال یہ ایک فکر و عمل کا طرز ہے جو اسمعیل دہلوی سے شروع ہوا اور دیوبند میں آکر خوب پروان چڑھا۔

اوپر کی سطور میں آپ نے بار بار اسمعیل، اسمعیل، کی تکرار دیکھی ہے یقیناً آپ کو یہ بات کھٹکی ہوگی کہ لاکھ مخالفت سہی، نام لینے کا ایسا پھیکا انداز خلاف

تہذیب ہے۔ مولانا محمد اسماعیل شہید نہیں کہہ سکتے تو مولانا محمد اسماعیل صاحب ہی کہہ دیتے۔ آداب اس کی اجازت نہیں دیتے کہ اپنے مخالف کا نام نہایت غیر مہذبانہ انداز میں لیا جائے۔ مگر میں نے بھی ایک بات ذہن نشین کرانے کے لئے ایسا کیا ہے۔ خوب غور فرمائیے اسماعیل کا حضور پر نور محبوب خدا تاجدارِ لولاک لہا علیہ التحیۃ والنشا کے مقابلے میں کیا مقام ہے اور کیا حیثیت ہے۔ مگر یہ بد بخت و مردود شخص جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی اس انداز میں لیتا ہے کہ

جس کا نام محمد یا علی ہے، وہ کسی چیز کا مختار نہیں! (تغویت اللہان)
تو کیا تکلیف نہیں ہوتی۔ کیا کائنات کی عظیم ترین ہستی کا ذکر خیر کی طرح کرنا چاہیے۔ کیا کلمہ پڑھنے کا تقاضا یہی ہے بقول اعلیٰ حضرت
و شمنو محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کہئے

اگر بس چلے تو کیا ایسے بھونکنے والے کتے کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے دوزخ کی پست ترین وادی میں نہیں پھینک دینا چاہیے؟

کیا آپ نے یہ واقعہ نہیں سنا کہ کالج کے کچھ لڑکے حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک نے عرض کیا 'حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کچھ بتائیے' تو حضرت علامہ دیر تک صرف اس بات پر روتے رہے کہ جس قوم کے نوجوانوں کو اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام پک نہیں لینا آتا، اس کا کیا بنے گا۔ خود سوچئے کالج کے انگریزی پڑھے ہوئے ایسے نوجوان کا بیڑا زیادہ غرق ہے یا قرآن و حدیث پر بزمِ خویش عبور رکھنے والے عالمِ اہل کا۔

میں کہتا ہوں حضور کے بارے میں یہ تصور کہ کسی چیز کے مختار نہیں، جھوٹ

سہی، کفر سہی، لاتعداد آیات و روایات کے خلاف سہی، مگر فی الحال ہم اس کی طرف نہیں آتے۔ ابھی صرف اپنے آقا و مولا، ملجا و ماویٰ حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کے نام پاک لینے کے انداز پر غور مقصود سے اور انصاف سے کہئے اگر تقویت الایمان میں کوئی اور گستاخی، گولی اور جھوٹ اور کوئی اور قابل اعتراض بات تری بھی ہوتی، کیا اس کے مصنف کو روسیاء اور سراپا کفر بنانے کے لئے یہی انداز گفتگو کافی نہیں؟ سوال یہ ہے کہ اس نے کہاں سے سیکھا۔ سچی اور سیدھی بات یہی ہے کہ جہاں سے اسے مخصوص شیطانی توحید ملی، وہیں سے اسے یہ انداز ادب ملا۔ یعنی محمد بن عبدالوہاب کی کتاب التوحید سے۔ وہ مردود و مطرود و مرجوم و مخذول بھی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسی طریقے سے لیتا ہے یعنی صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہیں کہتا، مثلاً ایک جگہ یکتا سے

أَمَّا السَّالِقُونَ فَاَللَّاتُ وَالْعُزَّىٰ وَالسُّوَاعُ وَأَمَّا اللَّاحِقُونَ
فَمُحَمَّدٌ وَعَلِيٌّ وَعَبْدُ الْقَادِرِ وَالْكَلُّ سَوَاءٌ

(ترجمہ) پہلے (معبود) لات، عزیٰ اور سواع ہیں اور محمد، علی اور

عبدالقادر پچھلے (معبود) ہیں اور سب برابر ہیں۔

آخر اس انداز کی وجہ کیا ہے، صرف یہ کہ ان بد بختوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و بغاوت ہے اور ان کے نہاں خانہ دماغ نہیں یہ بات رچ بس گئی ہے کہ امت کے معاذ اللہ مشرک ہو جانے کا سبب خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور امت کے اس طرز عمل کا معاذ اللہ الزام حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ہے۔ تو توحید شیطانی کے نشے سے پاگل ہو کر جب امت پر فتویٰ شرک دیتے ہیں تو انہیں وہ احادیث یاد آجاتی ہیں جن کا تعلق شفاعت یا دوسرے اختیارات نبوت سے ہے یا جن میں خود ندائے غائبانہ سکھائی گئی ہے مثلاً اَعْيُنُونِي يَا عِبَادَ اللَّهِ (یعنی اے اللہ کے بندو! میری یاد کرو) پھر یہ بالکل آپے سے باہر ہو جاتے ہیں تو

امت کی حمایت کرتے ہوئے دیکھ کر امت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اور دوسرے محبوبانِ خدا کے بارے میں اول قول بکنا شروع کر دیتے ہیں۔ بد بخت اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو یا عیسیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا مانیں تو اس میں ان دو معصوم و بے عیب عظیم الشان پیغمبروں پر الزام کیسا (علیہما السلام)۔ کیا کہیں قرآن پاک میں عیسائیوں کی تردید کرتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف بھی کوئی آیات اتاری گئی بلکہ اللہ کے قرآن نے تو جہاں بھی موقع آیا، ان کے معجزات و کمالات و تصرفات بیان فرمائے، پھر بالخصوص وہ کمالات جنہیں عیسیٰ اپنی جہالت کی بنا پر عیسیٰ علیہ السلام کے خدا ہونے کے دلائل سمجھ بیٹھے تھے۔ ہاں ہاں کمالات تفصیل سے بیان فرمائے مگر ساتھ ہی یہ وضاحت فرمادی کہ یہ ان کی الوہیت کے نہیں ہوتے کے دلائل ہیں۔ ادھر ان کے برعکس نجد و دلی کے دو جیالے ہیں جو اس امت پر شرک کا الزام لگاتے ہیں جو شرک سے پاک ہے اور پھر اپنے مزعومہ و نام نہاد شرک کے جوش میں آکر جس نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں، اس کے کمالات و تصرفات کا انکار ہی نہیں کرتے، نہایت گستاخانہ انداز میں اس کا نام پاک لیتے ہیں، اور پھر بد بخت اسی کو توحید خیال کرتے ہیں۔

خیر بات لمبی ہوتی چلی گئی، مقصد یہ تھا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ جتنے بڑے امت کے محسن ہیں، اتنے بڑے مظلوم بھی ہیں۔ ان کی اصل تعلیمات کو چھپایا گیا، ان کے نام سے کتابیں لکھ کر اپنے معکوس نظریات کو ان کے افکار و نظریات کہہ کر عام کیا گیا اور بدترین دھوکا دے کر ان کی تعلیمات کو مشرکانہ قرار دے کر خود شاہ صاحب پر بھی شرک کا فتوے لگایا گیا۔

اس پس منظر میں ضرورت تھی کہ اس عظیم محسن کے احسانات کا ذکر کر کے

اور اس عظیم امام کی اصل تعلیمات کو سامنے لا کر اس عظیم مظلوم کا ساتھ دیا جائے۔ یہ کام مقدس بھی ہے اور محنت طلب بھی۔ اس کے لئے ایک شخص کی ضرورت تھی جس کا مطالعہ وسیع، نظر عمیق، دل دردمند اور فکر روشن ہو۔ چنانچہ مولانا صوفی پیر ادیب، سرایا اخلاص، سرایا حمید اور سرایا زہر جناب محمد صدیق ضیاء، تربیلا ڈیم کی شکل میں ہماری مراد مل گئی۔ ان سے میری شناسائی بلکہ دراصل دوستی کو ایک تہائی صدی سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے۔ میں گورنمنٹ ہائی سکول علی پور چٹھہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہا تھا اور یہ وہاں دسویں جماعت کے طالب علم تھے۔ یہ اس وقت بھی محنتی تھے اور وفادار۔ اس دور میں بھی ان کی سب سے نمایاں خصوصیت غیرتِ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم اساتذہ جو دراصل تعمیر ملت کی بجائے تخریبِ ملت میں مصروف رہتے ہیں، جب ان کی جماعت میں آکر اپنے گمراہ کن خیالات کا اظہار کرتے تو مولانا محمد صدیق کے ایک ہی جواب پر چب سا دھ لیتے مینہ پھٹ اور گستاخ اساتذہ جو دن رات حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا انکار کرنے پر تلے رہتے ہیں، اپنے نوعمر طالب علم کے سامنے بے بس ہو جاتے اور دوسرے طلباء استاد و شاگرد کی بات چیت سے محظوظ بھی ہوتے اور محفوظ بھی ہو جاتے۔ گویا اساتذہ کے لبادے میں آنے والے اگر ظلمتِ شب کے نقیب تھے تو صدیق صاحب ضیاء صبح بن کر اندھیروں کو مفروز ہونے پر مجبور کر دیتے۔ حق یہ ہے کہ ضیاء ان کے نام کا حصہ ہی نہیں بلکہ ان کی کارکردگی کا عنوان ہے اور ان کے مشن کا تعارف۔

بسیوں نوجوانوں کو ایمان اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مالا مال کرنے والا یہ نوجوان مبلغ و مناظر دورانِ تسلیم ہی شہنشاہِ ولایت ناشرِ زہد و طریقتِ شبلی زمانہ، شیخ یگانہ، قنومِ زمانی، حضورِ قبلہ عالمِ علی حضرت پیر سید

علی حسین شاہ صاحب نقش لاثانی قدس سرہ سجادہ نشین دربار لاثانی (علی پور سیداں شریف) کی نگاہ محبت کا اسیر ہو گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ذرے سے آفتاب اور قطرے سے گوہر بنا پدار بن گیا۔ یہ سراپا طلب بن کر گیا تھا، شیخ سراسر عطا بن کر جلوہ فرما ہوا۔ اس نے دامنِ اخلاص پھیلایا، اس نے دولتِ عرفان سے معمور کر دیا۔ اب اس کی صلاحیتوں میں اسی طرح اضافہ ہوا جس طرح عزتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گداؤں کی صلاحیتوں میں ہوتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک وقت آیا جب مرشدِ اعظم حضور نقش لاثانی قدس سرہ دنیا کی نگاہوں سے چھپ گئے (إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ) اور آپ کے فرزند اکبر عالم ربانی عارفِ حقانی قیومِ زمانی حضور قبلہ عالم الحجاج پیر سید عابد حسین قدس سرہ سجادہ نشین ہوئے۔ جناب محمد صدیق ضیاء صاحب کی وفاداری و نیاہ مندی روز افزوں رہی۔ چنانچہ شیخ کامل علیہ الرحمہ نے مریدِ صادق بلکہ مریدِ صدیق کی خدمت و استعداد کے پیش نظر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ۔

مولینا کی وفاداری اپنے پرخانے سے ہی نہیں، پرخانے کی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز سے بھی ہے اور مثالی ہے۔ یہ فقیر راقم الحروف آستی آستی دربار عالی کا سنگ ادنیٰ سے، مولانا محمد صدیق ضیاء نے اس کے ساتھ بھی اپنی مہر و وفا میں فرق نہیں آنے دیا۔ کہاں تزیں پلا ڈیم، کہاں شکر گڑھ، مہیتے میں کم از کم ایک دفعہ اپنے پرخانے (دربارِ دربار) شہنشاہ لاثانی علی پور سیداں شریف) میں حاضر ہوتے ہیں تو میرے سماں نقش لاثانی نگر (شکر گڑھ) میں شریف لاتے ہیں اور پھر جو کام ان کے ذمے لگایا جائے، اسے کمالِ تندی سے سرانجام دیتے ہیں۔ چند سال پہلے میں نے عرض کیا کہ قوم کو بدعت کے نام سے بہت دھوکا دیا جا رہا ہے اور دلچسپ واقفوں ساک بات یہ ہے کہ جو خود بدعتی ہیں وہ انہیں بدعتی کہہ رہے ہیں جو بدعتی نہیں بلکہ سنی ہیں۔ لہذا

اس پر بھی قلم اٹھانا چاہیے۔ سچی بات سے مولانا نے قلم اٹھایا اور تحقیق کا حق ادا کر دیا۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے اس موضوع پر اہل سنت کی کوئی اُردو تخریر اس سے زیادہ مکمل، مدلل اور مفید نہیں ہے۔ مخالفین کو بھی آج تک اس کا جواب دینے کی جرأت نہیں ہوئی۔ میں نے جو عرض کیا تھا کسی سنت کو بدعت بدعتی اب کہہ نہیں سکتا مدلل ایسی لکھی اس نے بدعت کی حقیقت ہے رب تعالیٰ نے سچ کر دکھایا اپنے فضل سے اور اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں۔

کتاب چھپ گئی تو میں نے عرض کیا جس طرح اللہ کریم جل مجدہ نے اپنے محبوبوں کے طفیل بدعت کی حقیقت لکھنے کی توفیق دی، یونہی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کے اصل افکار و نظریات سے بھی پردہ اٹھانا چاہیے، کیونکہ پار لوگوں نے ان کے نام نامی کا بھی بڑا استحصال کیا ہے۔ ضیاء صاحب سنتے ہی میدان میں آگئے۔ کئی سو صفحات پر مشتمل ایسی کتاب جو گویا اب فردوس نظر ہے ان کی بیسیوں کتابوں کا چھوڑے تیار ہو گئی۔ آپ اسے پڑھ کر حیران ہو جائیں گے وہ شاہ ولی اللہ جو ہمیں مدلل سے ایم۔ اے تک اور سکول سے لوٹو رٹی تک پڑھایا جاتا ہے اصل حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ سے کتنا مختلف ہے۔ سکولوں کا لہجہ اور یونیورسٹیوں والا شاہ ولی اللہ میلاد شریف و عرس شریف کا منکر ہے اور اصل شاہ ولی اللہ صاحب کے گھر میں یہ سب کچھ ہوتا ہے نصیبی کتابوں والا شاہ ولی اللہ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تک کے کمالات کا اسی طرح منکر و دشمن ہے جس طرح اُس کا پوتا اسمعیل مگر اصل شاہ ولی اللہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ، مختار، دانائے غیوب حاضر و ناظر، ملجا و ماویٰ اور بندہ نواز چارہ ساز سب کچھ مانتا ہے۔

اس کتاب سے آپ کو یہ اندازہ بھی ہو جائے گا کہ تحقیق کے نام پر بڑے بڑے پروفیسر کیا کیا عیاری و مکاری کرتے ہیں اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ سے اصل فیض ہدایت حاصل کرنے کے بجائے کس طرح ان کی تعلیمات کو بالکل برعکس رنگ میں پیش کر کے دنیا کو آپ کے فیض سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی محمد بن عبد الوہاب سے متاثر ہو گئے تھے، سخت دھوکے میں ہیں یاد دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ محمد بن عبد الوہاب نہایت کم ہمہ اور کند ذہن شخص تھا۔ اس کے ارد گرد بھی ایسے ہی لوگ جمع ہو گئے تھے جنہیں لوٹ مار کرنے کا شرعی جواز ملتا چاہئے تھا لہذا جب محمد بن عبد الوہاب نے اکثر بلکہ سب مسلمانوں کو مشرک، مرتد اور واجب القتل کہا تو ان کی مراد پوری ہو گئی۔ اسی سے اس کی فوج بن گئی، ورنہ محمد بن عبد الوہاب کی شخصیت میں دلاویزی کا ایک بھی پہلو نہیں تھا۔ اس کی کتابوں سے ہم جیسے گناہگار کوئی اثر نہیں لیتے چہ جائیکہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ جو استدلالی ایمان سے شہودی ایمان کی منزل تک پہنچ گئے تھے۔ حق یہ ہے کہ جس طرح یہ بات ناقابل یقین اور کھلم کھلا جھوٹ ہے کہ علی حضرت پر بلوی آخر عمر میں کسی دیوبندی یا غیر مقلد ملا سے متاثر ہو کر وہابی ہو گئے تھے، اس سے بھی زیادہ ناقابل یقین اور افسوس ناک جھوٹ یہ ہو گا کہ کوئی شخص حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کو وہابی کہہ دے۔

بہر حال کتاب آپ کے سامنے ہے اسے پڑھتے جائیے اور مصنف کی عرق ریزی پر اے داود تے جائیے نیز دعا کرتے جائیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم سیدنا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اسے قبول فرمائے اور حضور نقش لاثانی قدس سرہ کے صدقے میں مصنف کو اجر جزیل عطا فرمائے، نیز وہ کام جواب ان کے ذمے لگایا گیا ہے یعنی منکرین حدیث کی سرکوبی اس میں کما حقہ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین!

سگ بارگاہ حضور نقش لاثانی۔ اسی

حرف آغاز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان بنائے۔ یہ دنیا بسائی اور انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کیلئے برگزیدہ حضرات انبیائے کرام اور رسولانِ عظام علیہم السلام کو یکے بعد دیگرے مبعوث فرمایا۔ ان میں سب سے آخر، سب سے بڑے ہادی و رہبر شہداء المرسلین رحمۃ اللعالمین جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین بن کر تشریف لائے اور سلسلہ نبوت و رسالت کی تکمیل ہو گئی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے باب نبوت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔ البتہ ہدایت و رہنمائی اور دعوت الی الخیر کا سلسلہ جاری رکھا۔

ہدایت و رہنمائی اور دعوت الی الخیر کیلئے رہبر و داعی کا ہونا بھی ضروری ہے کہ بغیر رہبر و مہتممی کا ہدایت پانا اور راہ یاب ہونا ممکن نہیں رکھا گیا (وَمَنْ یُّضِلِّ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ وِلِیًّا مُّشْرِئًا)۔ الکہف: اور وہ جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے) اس لئے اللہ تعالیٰ قادر و قدیر نے اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ و التسلیم کی آخری اور عالمگیر امت کی ہدایت و رہنمائی کے لئے جہاں یہ انتظام فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کامل، اکمل اور عالمگیر تعلیمات عطا فرمائیں وہاں اسی امت سے داعیان الی الخیر کی ایک عظیم جماعت بھی تیار فرمائی تاکہ وہ دعوت الی الخیر اور تبلیغ و تذکیر کے ذریعہ ان روشن روشن تعلیمات کو انسانوں میں منتقل کرتی رہے فرمایا:

وَلَتَكُنَّ مِنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَیْرِ

اور تم میں ضرور ایک جماعت ہونی چاہئے

جو بھلائی کی طرف بلائے۔

(القرآن) | marfat.com

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے دعوت الی الخیر کیلئے ایک مخصوص جماعت (امّۃ) کو تیار فرمایا۔ ہر کسی کو اس کا اہل نہیں ٹھہرایا۔ خصوصاً بے علم (جاہل) رہیں نہیں ہو سکتا کہ وہ خود راہ شناس نہیں ہوتا۔
 لے علم نتواں خدا را شناخت

اور جو راہ شناس نہ ہو یعنی راہ اور راہ کے نشیب و فراز سے خود واقف نہ ہو، راہنمائی نہیں کر سکتا۔ پس رہبر و داعی الی الخیر کا راہ شناس یعنی عالم و عارف ہونا نہایت ضروری ہے اور عالم صرف علم دین حاصل کر لینے والے کا نام نہیں بلکہ عالم وہی ہوتا ہے جو اپنے علم پر عمل بھی کرتا ہے (الَّذِينَ يَعْمَلُونَ بِمَا يُعَلَّمُونَ مَشَاوَةً، کتاب العلم) یعنی رہبر و مبلغ کیلئے عالم باعمل ہونا ضروری ہے بلکہ بے عمل و غیر صالح کو تبلیغ روا ہی نہیں۔ فرمایا
 كَثِيرٌ مِّمَّنْ عِنْدَ اللَّهِ إِنْ تَقُولُوا
 مَا لَا تَفْعَلُونَ۔ (الصف)
 کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ
 بات کہ وہ کہو جو کر نہیں۔

گویا دعوت الی الخیر اور تبلیغ و تذکیر کیلئے جس جماعت کو منظم و ممتاز فرمایا گیا ہے وہ علماء و صلحاء کی جماعت ہے۔ محض لیٹر اٹھائے کو بکو پھرنے والے اور خلاف سنت گلیوں میں گشت کرنے والے جہلا کی نہیں۔ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث بھی علمائے دین میں یہ جاہل نہیں (العلماء ورثة الانبیاء)۔ پس تبلیغ و تذکیر اور دعوت الی الخیر کیلئے علماء ہی کو خاص فرمایا گیا۔ علم و عمل میں انبیائے کرام علیہم السلام کا جانشین بنایا گیا۔ چنانچہ حضور مخر صادق صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: عَلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ (میری امت کے علماء تبلیغ و تذکیر کے اعتبار سے بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں) پس اللہ تعالیٰ نے جماعت علماء کو دعوت الی الخیر اور تبلیغ و تذکیر کا فریضہ سونپا اور متلاشیانِ حق کا رہبر و رہنما بنا دیا۔ فرمایا:

فَسَلُّوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ
 لَا تَعْلَمُونَ۔ (الانبیاء)
 تو لے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر
 تمہیں علم نہ ہو۔

اور فرمایا اہل علم ہی میری رضا حاصل کرنے والے اور مجھ سے ڈرنے والے ہیں۔ (إِنَّمَا

يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ - فاطر۔ اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم دانے میں (علماء ہی میرے ہیں اور یہی میری طرف رجوع رکھنے والے ہیں۔ میں ان سے راضی ہوں اور مجھے انہی کی راہ پسند ہے پس تم بھی ان کی اتباع کرو راہ یاب اور کامیاب ہو جاؤ گے۔ فرمایا:

وَ اتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ (لقمن) اور تو اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا۔
جب علماء و صلحاء کی جماعت ہی داعیان الی الخیر کی جماعت ہے ان کا راستہ ہی صحیح راستہ ہے اور طالبانِ راہِ ہدایت اور متلاشیانِ سبیلِ نجات کیلئے ان کے راہنمائی حاصل کرنا بلکہ عقائد و نظریات اور افکار و تعلیمات میں ان کی پیروی کرنا لازم قرار دیا گیا ہے تو ان کے افکار و نظریات کو پرکشتش اور نصیحت آموز انداز میں لوگوں کو سنانا اور محفوظ کر کے آئندہ نسلوں تک پہنچانا بھی منشاءِ خداوندی کے عین مطابق ہے۔
اور زندہ قوموں کا تو شیوہ بھی یہی ہے کہ وہ اپنے محسنوں کو یاد رکھتی اور انکے نقوشِ قدم کی تابانیوں میں اپنی راہیں متعین کرتی ہیں اس سے نہ صرف اہل علم و عرفان اور صاحبانِ فضل و کمال شخصیات کا مشن زندہ رہتا ہے کہ لوگوں کی راہنمائی کیلئے اس کا زندہ رہنا ضروری بھی ہے، بلکہ پڑھنے سننے والا متاثر ہو کر سبق بھی حاصل کرتا ہے اور طبیعت انصاف پسند ہو تو غلطی پر آگاہ ہو کر تائب بھی ہو جاتا ہے۔

جید علمائے اسلام اور مقصدِ صلحائے عظام میں محسنِ ملتِ اسلام امیرِ امامِ اہلِ ہند حضرت شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے افکار و نظریات پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے ایسی قدر اور ادب ہمہ جہت شخصیت میں کہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ کے پیدگروائی قدر سلسلہ نقشبندیہ کے فخر حضرت شاہ عبدالرحیم محدثِ دہلوی سے لے کر فرزندِ ارحم سراجِ اہلِ ہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک اس ولی اللہی خاندان نے پاک دہند بلکہ تمام عالمِ اسلام پر گہرے علمی، فقہی اور روحانی اثرات مرتب کئے ہیں خصوصاً حدیث و تفسیر میں تو عرب و عجم کے علماء کو فیض یاب فرمایا ہے۔

فطرت شناس جانتے ہیں کہ قدرت جن افراد کو مخصوص مقاصد کیلئے تیار کرتی ہے انہیں صلاحیتیں بھی مخصوص عطا کرتی ہے۔ اللہ رب العزت نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو ملت کی اصلاح اور راہنمائی کیلئے ہیشمار فضائل حاصل سے سرفراز فرمایا۔ آپ بیک وقت علمائے راسخین کے امام، جید و نامور فقیہ، عظیم المرتبت محدث، حلیل القدر مفسر، جامع معقول و منقول، عارف معارف الہیہ، واقف اسرار لدنیہ، کاشف حقائق و دقائق، سلوک و تصوف کے نیرتیاں، محققین و متکلمین کے رئیس، سیاسیات و عمرانیات کے ماہر اور حکیم ملت اسلامیہ تھے۔ آپ نے تفسیر و حدیث، فقہ و کلام، عقائد و تصوف، سیر و سوانح، سیاسیات و عمرانیات، معمولات اہل سنت اور مقامات خلیفہ راشدین رضی اللہ عنہم پر قابل قدر کام کیا اور تحقیق و تدقیق کے دریا بہائے اپنی بعض ضخیم اور شہرہ آفاق تصانیف دینی مدارس اور جامعات کے نصاب میں داخل ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کا دور ایک خون آسمان دور تھا۔ ملک میں سیاسی بد نظمی اور معاشرتی و اقتصادی ابتزری پھیلی ہوئی تھی۔ اسلام دشمن قوتیں جن میں مرہٹے، جاٹ، سکھ اور روسیے شامل تھے مسلمانوں کے درپے آزار تھیں۔ مذہبی محاذوں پر کسی دیگر بدعتوں کے علاوہ شیعیت بھی یلغار کئے ہوئے تھی۔ غرض ملت داخلی، خارجی اور مذہبی طور پر شدید انتشار اور خلیفہ کا شمار تھی۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے گرد و پیش کے حالات کا پوری بصیرت سے جائزہ لیا اور اصلاح احوال کیلئے بھرپور کوششیں کیں۔ اگر آپ اسلام کے دشمنوں کے استیصال کیلئے احمد شاہ ابدالی کو دعوت نہ دیتے تو نہ جانے آج یاک و ہند کا نقشہ کیا ہوتا اور ازالۃ الخضر، ایسی جامع و لا یراب کتاب تصنیف کر کے شیعیت کا راستہ روکتے تو مذہبی صورت حال کیا ہوتی۔ آپ نے بہت سے مختلف فیہ مسائل میں نزاع کو سلجھایا اور دینی و مذہبی، علمی و فکری، سیاسی و اخلاقی غرض ہر محاذ پر ملت کی راہنمائی کی۔ ملت اسلامیہ آپ کے خدا و علم و فضل اور قابل قدر خدمات و احسانات کا اعتراف کرتی ہے۔ قوم آپ کو خراج تحسین پیش کرتی ہے اور علمائے اسلام اور صوفیائے ذوالا حترام

سے گردانتی ہے لیکن افسوس اتباع میں متفق نہیں۔ شاید آپ کے افکار و نظریات یکجا طور پر دستیاب نہ ہونے کے باعث صحیح طرح سے آگاہ نہیں، یا بعض لوگ محض مطلب براری کیلئے حقائق سے چشم پوشی کر جاتے ہیں۔ پاک ہند کی پیداوار بعض نام نہاد اسلامی مکاتب فکر کی ستمی عقیدت و محبت اور وابستگی و نسبت کے دعویٰ کے باوجود آپ کے اصل افکار و نظریات کی طرف متوجہ نہیں ہوتے مثلاً غیر مقلدین اپنے نظریات کی صحت کے ثبوت میں آپ سے استدلال کرنے کا تکلف تو کرتے ہیں لیکن آپ کے افکار و نظریات کی موافقت میں اپنے عقائد یاطلہ اور غیر مقلدیت سے تائب ہو کر حقیقت اختیار نہیں کرتے۔ کچھ یہی حال مبسوط دیوبندیوں کا ہے جو عقیدت و محبت کے دعویٰ کی آڑ میں شاہ صاحب کے برعکس اپنے خلاف اسلام نے نئے عقائد کا پرچار کرتے رہتے ہیں جبکہ عقیدت و محبت کا دعویٰ ہی کافی نہیں، شاہ صاحب کی تصریحات کی روشنی میں عقائد و ممولات کی اصلاح بھی ضروری ہے۔ غرض موجودہ دور میں اسلام کی حالت نہایت نازک ہے۔ صرف اغیار ہی اس کے درپے آزار نہیں، یہ نام نہاد مصلحین امت بھی اس کی نئی نئی تعبیرات و تشریحات پیش کر رہے ہیں وہ اسلام کی اشاعت نہیں اپنے مخصوص نظریات کا فروغ چاہتے ہیں اور تلبیسات کے جوہر دکھا کر بولے بھلے سنتوں کو اپنا سمنا بنا لیتے ہیں۔ قرآن و حدیث کی منبانی تاویلات کے ذریعہ عقیدگی پھیلانا اور عقائد صحیحہ میں شکوک و شبہات ڈالنا ان کا دیرہ ہے جو ملت اسلامیہ میں فسادِ عظیم کا باعث ہے اور اتحادِ اسلامی پارہ پارہ ہو کر رہ گیا ہے۔

قوم میں موجود افتراق و انتشار، مفسدین کی تلبیسات اور کتاب و سنت کی نئی نئی تعبیرات و تشریحات سے متفکر و پریشان دانائے علم و عرفان، ناشرانوار سندھ، مآلیٰ طلحات بدعت حاکمی، علماء امت، مخزومین و ملت، مفکر اسلام حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین (دامت برکاتہم القدسیہ) ناظم اعلیٰ بزم لائٹانی پاکستان نے بڑھ کر حکم فرمایا کہ موجودہ افتراق و انتشار اور مذہبی اختلافات کو مٹانے مفسدین کی تلبیسات کو طشتِ ازیام کرنے اور کتاب و سنت کی نئی نئی تعبیرات و تشریحات کا راستہ روکنے کیلئے خاص دعاء کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریحات کی جانب متوجہ کرو

اور انکے افکار و نظریات پیش کر دو۔ آپ راہنمایان ملت اور داعیان الی الخیر کی جماعت کے فرد فریدی ہیں۔ قوم آپ کو اپنا محسن خیال کرتی ہے، ان کی آراء کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ ان سے روگردانی روا نہیں سمجھی جاتی۔ عوام الناس آپکے افکار و نظریات سے آگاہ ہو کر نہ صرف مفسدین کی چالوں سے خبردار ہوں گے بلکہ بد مذہبی کے نقصانات سے آگاہ ہو کر اہل حق سے وابستگی کو ترجیح دیں گے۔ اس طرح قومی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے والے مفسدین کی تلبیسات کا زور ٹوٹے گا اور اسلام کو تقویت حاصل ہوگی۔

آپ کے افکار و نظریات آپ کی بیسیوں ضخیم کتابوں میں بکھرے پڑے ہیں۔ ہم نے مارکیٹ میں دستیاب کتب سے بساط بھر استفادہ کیا اور فیصلہ کن تصریحات کو قارئین کی آسانی کیلئے ساڑھے سا سو (۷۵۰) سے زائد جلی عنوانات سے نمایاں کر دیا ہے انشاء اللہ انصاف پسند حلقے ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ حضرت ثناء صاحب کے نام سے دھوکا دینے والے نام نہاد محققین کی تلبیسات اڑا رہے ہیں اور عام المسلمین آگاہ ہو کر مفسدین کی بجائے حق اور اہل حق سے وابستگی کو ترجیح دیں گے بلکہ یہ نام نہاد محققین بھی اگر حد سے بڑھ کر 'لَا یَرْجِعُونَ' کے مصداق نہیں بن گئے تو انشاء اللہ محکم خداوندی 'وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ' کے مطابق ترجمان اسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و نظریات اختیار کر لیں گے اور قوم اتفاق و اتحاد کی دولت سے مالا مال ہو جائے گی۔ ضرورت صرف بلا تعصب اور بنظر غائر مطالعہ کرنے کی ہے۔

آخر میں برادر طریقت جناب ڈاکٹر محمد اعظم صاحب (سیالکوٹ - حال امریکہ) کا شکر گزار ہوں جنہوں نے کتاب کی طباعت و اشاعت میں خصوصی دلچسپی لی اور ایک خطبر رقم صرف کر کے اسے قارئین تک پہنچانے کا اہتمام فرمایا۔

دُعَا سے اللہ تبارک و تعالیٰ سے قبول فرما کر خاص و عام کیلئے نافع بنائے اور ہم سب کو اپنے محبوب کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین !
ضیاء حسینی آسیوی

باب اول

احوال و مقامات

marfat.com

Marfat.com

احوال و مقامات

حَسَبُ وَنَسَبُ حکیم الامت حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد سے تھے اپنا سلسلہ
نسب یوں بیان کرتے ہیں: "ولی اللہ بن شیخ عبدالرحیم بن اشہید (شیخ وجہ الدین) ابن معظم
بن منصور بن احمد بن محمود بن قوام الدین عرف قاضی قاسم بن قاضی قاسم بن قاضی کبیر عرف
قاضی بدہ بن عبد الملک بن قطب الدین بن کمال الدین بن شمس الدین مفتی بن شیر ملک
بن محمد عطا ملک بن ابوالفتح ملک بن عمر حاکم ملک بن عادل ملک بن فاروق بن جبرئیل بن احمد
بن محمد بن شہر پار بن عثمان بن ہامان بن ہمایوں بن قریش بن سلیمان بن عفان بن عبد اللہ بن
عمر خطاب رضی اللہ عنہم اجمعین۔

پرانے نسب ناموں میں جو کہ رہتک اور شاہ ارذانی بدایونی کے خاندان میں موجود ہیں
جن میں نسب سالار حسام الدین بن شیر ملک سے ملتا ہے ان میں ایسا ہی پایا جاتا ہے۔ اور
ملک پرانے زمانے میں تعظیم کا لفظ تھا جیسا کہ ہمارے زمانے میں خان کا لفظ ہے۔ واللہ اعلم
بحقیقۃ الحال۔ (انفاس العارفين۔ اردو ص ۲۴۱)

والد ماجد شاہ عبد الرحیم علیہ الرحمۃ حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا
ذکر خیر و لپذیر القابات کے ساتھ کیا ہے۔

انفاس العارفين کی ابتداء میں خطبہ کے بعد فرماتے ہیں:

حمد و صلوة کے بعد فقیر ولی اللہ عفی عنہ یہ چند کلمات قدوة العارفين، زبده الواصلین
صاحب کرامات جزلیہ و مقامات جلیبہ سیدنا مولانا حضرت والد بزرگوار شیخ عبد الرحیم قدس
سره الغزنیہ کے اقوال و احوال واقعات و تصرفات پر مشتمل ہیں، میں نے اس کا نام "بوارق الولاية"
رہا ہے۔

آپ کی ولادت کی بشارت آپ کے نانا شیخ رفیع الدین نے دی جب آپ تقسیم میراث کے موقع پر اپنی سب سے کم سن اور غیر شادی شدہ بیٹی (والدہ شاہ عبدالرحیم) کو مشائخ کرام کا شجرہ اور اور فوائد طریقت پر مشتمل رسالہ عنایت فرما رہے تھے، آپ نے فرمایا، اس بیٹی کا ایک فرزند ہوگا جو ہماری اس معنوی میراث کا مستحق ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ بشارت حرف بحرف پوری ہوگی۔

کم عمری میں ہی آپ کو سن و مستحبات کی خوب پابندی کے ساتھ ضمیر فرماتے دیکھ کر آپ کے ماموں شیخ عبدالحمی نے بہت مسرت کا اظہار فرمایا تھا: بارہ تیرہ برس کی عمر میں حضرت زکریا علی نبینا وعلیہ السلام نے خواب میں آپ کو اسم ذات کی تلقین فرمائی۔ درود پاک کی کثرت کو حزنہ جبال بنائے رکھا اور اسی کی برکتوں سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت و بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعد ازاں حضرت شیخ آدم بنوری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ حضرت سید حافظ عبداللہ قدس سے بیعت ہو کر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے وابستہ ہو گئے۔ سیدنا غوث اعظم اور خواجہ نقشبندی رضی اللہ عنہما کی خصوصی نسبتوں سے فیضیاب ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ نے حضرت غوث اعظم اور خواجہ نقشبند قدس سرہما کی خصوصی نوازشات اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اعزازات کا ذکر فرمایا ہے۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا جبرہ مبارک آپ تک پہنچا۔ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دو بال مبارک انہیں عطا فرمائے جن میں سے ایک حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو ملا۔ آپ یوم میلاد شریف نہایت اہتمام سے مناتے ہوئے مبارک کی زیارت کراتے اور شیرینی وغیرہ تقسیم کرتے۔ ایک سال تنگدستی کے باعث صرف بھٹے ہوئے چنے تھے وہی بطور نیاز تقسیم کیے لیکن یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسب معمول منایا۔ آپ مزارات مقدسہ کی زیارت کا التزام بھی فرماتے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کالی علیہ الرحمۃ اور دیگر اولیائے کرام کے مزارات پر چاضری دیتے رہتے۔ بزرگوں کے عرسوں میں بھی شرکت فرماتے۔ اللہ رب العزت نے ظاہری و باطنی علوم سے نوازا تھا۔ فتاویٰ عالمگیری پر نظر ثانی آپ کی علمی

عظمتوں کی روشن دلیل ہے۔ اپنے عظیم فرزند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری و باطنی تربیت فرمائی۔ انہیں بیعت کیا اور بیعت و ارشاد کی اجازت سے نواز کر اپنا جانشین بنایا (مختصراً) — (انفاس العارفين)

مولانا عبدالستین ہاشمی کا تخریج عقیدت ملاحظہ ہو، کہتے ہیں:

”اگرچہ جو شہرت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (علیہ الرحمۃ) کو حاصل ہوئی وہ ان کے والد بزرگوار حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ کو حاصل نہ ہو سکی لیکن یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کی تعلیم و تربیت اور ان کے عالی افکار کی نمود میں حضرت شاہ صاحب کی فطری صلاحیتوں کے علاوہ حضرت شاہ عبدالرحیم کا بہت بڑا حصہ ہے۔ شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ کے والد شاہ وحید الدین علیہ الرحمۃ ایک صاحبِ دل اور صاحبِ سیف بزرگ تھے۔

۱۰۵۲ھ میں شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ کی ولادت ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر پائی اور آگرہ میں (جہاں ان کے والد بسلسلہ ملازمت مقیم تھے) میر محمد زابدہری سے معقولات اور علم کلام کی تحصیل کی۔ آپ ایک بلند پایہ عالم، محرم راز صوفی اور صاحب بصیرت فقیہ و محدث تھے۔

چنانچہ شاہ ولی اللہ آپ کے متعلق ایک جگہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص بھی ایسا نہیں دیکھا جو عام علوم میں عموماً اور فقہ و حدیث میں خصوصاً ان کی طرح تبحر رکھتا ہو۔

آپ کی روحانی تربیت میں سب سے زیادہ حضرت خواجہ حافظ سید عبداللہ علیہ الرحمۃ خلیفہ حضرت آدم بنوری علیہ الرحمۃ کو دخل تھا۔ حضرت آدم بنوری علیہ الرحمۃ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر خلفاء میں سے تھے۔ حضرت حافظ سید عبداللہ نے اپنے فیضِ صحبت سے شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ کو کنڈن بنایا تھا۔ یہ اس لیے کہ وہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جیسے نامور فرزند (جو مستقبل میں امام الہند بننے والے تھے) کی تربیت کر سکیں۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ نے بڑی جاں سوزی اور شفقت سے حضرت شاہ ولی اللہ کی تربیت فرمائی اور انہیں جو کچھ بارگاہِ اولیاء سے ملا تھا، سب کا سب اپنے گرامی قدر صاحبزادے

کے باطن میں اندر پیل دیا۔ (سطحات - اردو، ص ۲-۳)

حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ کے تصرفات و کرامات بے شمار ہیں (تفصیل کے لیے انفاس العارفين ملاحظہ فرمائیں)۔ آپ نے فرمایا:

”ایک مرتبہ میں نے حق تعالیٰ سے تحقیق و تجدد امثال کی طلب کی، مجھ پر ایک حالت طاری ہو گئی کہ میں نے خود کو ”قیوم عالم“ دیکھا اور عالم کے ہر ذرہ کا اپنے ساتھ ربط و تعلق مشاہد کیا کہ اگر وہ منقطع ہو جائے تو لاشیٰ محض ہو جائے۔“ (انفاس العارفين اردو ص ۲۵)

الغرض آپ نے عجیب و غریب مقامات کا اظہار فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں ہم نے جو کچھ حاصل کیا ہے درود شریف اور محض توجہ سے حاصل کیا ہے۔ فرخ سیر کے آخری عہد میں بدھ کے روز ۷۷ برس کی عمر شریف میں ۱۲ صفر المنظر ۱۱۳۱ھ کو وصال فرمایا۔

شاہ ولی اللہ کی ولادت کی بشارتیں | شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والدین قدس اللہ تعالیٰ سرہما اور

صلحاء کی ایک جماعت کو اس فقیر کی ولادت سے پہلے اور بعد بہت سی بشارتیں ملیں۔ چنانچہ ایک عزیز اور مخلص دوست نے یہ ساری تفصیلات دوسرے واقعات کے ساتھ اپنے رسالے ”القول الجلی“ میں بیان کی ہیں۔ (انفاس العارفين - اردو، ص ۲۹۶)

مؤلف القول الجلی نکھتے ہیں:

حضرت اقدس کی ولادت سے قبل بہت سی باتیں بشارت کے طور پر آپ کے بارے میں مختلف بزرگوں کی ارواح سے ظاہر ہوئیں۔ چنانچہ ایک روز آپ کے والد ماجد شیخ بزرگ شاہ عبدالرحیم (رحمۃ اللہ علیہ) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکل قدس سرہ کے مزار پر اتوار پر حاضر ہوئے۔ دورانِ فاتحہ حضرت کی روح پاک نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا اس کا نام قطب الدین احمد رکھنا۔ آپ نے اس خیال سے کہ اہلیہ کاسن اس کا متقاضی نہ تھا (یعنی وہ سن یاس کو پہنچ چکی تھیں) اس سے یہ تعبیر لی کہ شاید حضرت کی مراد میرے پوتے سے ہو یعنی شیخ صلاح الدین (جو حضرت کے بڑے صلوات)

تھے) کے کوئی لڑکا پیدا ہو حضرت خواجہ نے آپ کے اس خطرہ پر آگاہ ہو کر فرمایا کہ میرا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ وہ لڑکا تمہارے ہی مطلب سے پیدا ہوگا جب اس کو ایک عرصہ ہو گیا باوجودیکہ آپ کمال تجروے سے متصف تھے اور خواہش نفسانی سے مکمل اعراض تھا، نیز سن شریف بڑھاپے کی منزلوں سے گزر رہا تھا، لیکن اس سر کے معنی سے

موسیٰ (علیہ السلام) اندر درخت آتش دید بستر ترمی شد آں درخت از بار

شہوت و حرص مرد صاحب دل ہم چپاں واں وہم چنیں انکار

(جناب موسیٰ علیہ السلام نے درخت میں آگ دیکھی، درخت بجائے مچلنے کے اور سرسبز ہو گیا صاحب دل مرد کی شہوت و حرص کو اسی پر قیاس کرو) کا ظہور ہوا اور آپ کو نکاح ثانی کی خواہش پیدا ہوئی اور میاں شیخ محمد قدس سرہ (جو آپ کے خلیفہ بزرگ تھے) کی بڑی صاحبزادی سے آپ نے نکاح فرمایا اور ان کے بطن سے حضرت اقدس پیدا ہوئے اور ان کے بعد آپ کے پرورد خرد شاہ اہل اللہ جو کمالات ظاہری و باطنی سے متصف ہیں عالم وجود میں آئے۔ اس دوران وہ واقعہ سابقہ آپ کو یاد نہ رہا اور آپ کا نام ولی اللہ رکھا۔ بعد ازاں جب وہ بشارت مذکورہ آپ کو یاد آئی تو قطب الدین احمد بھی نام رکھا۔ الحمد للہ کہ ذات شریف دونوں ناموں کی مصداق ہوئی آپ کی ولادت سے قبل آپ کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ جو علوم شریعت میں تفسیر و حدیث کی عالمہ تھیں اور آداب طریقت سے آراستہ اور اقلیم حقیقت کی عارفہ، نیز اسم باسمیٰ یعنی فخر النساء تھیں اور اس سلسلہ میں بڑے بڑے بزرگ مردوں سے سبقت لے گئی تھیں۔ ایک رات نماز تہجد کے لیے اٹھیں دونوں قریب قریب نماز پڑھ رہے تھے نماز سے فراغت کے بعد جیسے ہی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، دونوں کے مابین کھوڑا فاصلہ تھا کہ غیب سے دو ہاتھ اور برآمد ہوئے اور دعا کے لیے اٹھ گئے۔ والدہ ماجدہ دیکھ کر متعجب ہوئیں۔ ان کو متعجب دیکھ کر والد ماجد نے فرمایا کہ یہ دونوں ہاتھ ہمارے اس فرزند کے ہیں جو عنقریب عرصہ وجود میں قدم رکھے گا وہ بھی ہمارے ساتھ اس نماز نیز ہماری دعا میں شریک ہے۔ بعد ازاں حضرت اقدس نے اپنی والدہ سے کہا کہ یہ دونوں ہاتھ ہمارے اس فرزند کے ہیں جو عنقریب عرصہ وجود میں قدم رکھے گا وہ بھی ہمارے ساتھ اس نماز نیز ہماری دعا میں شریک ہے۔ بعد ازاں حضرت اقدس نے اپنی والدہ سے کہا کہ یہ دونوں ہاتھ ہمارے اس فرزند کے ہیں جو عنقریب عرصہ وجود میں قدم رکھے گا وہ بھی ہمارے ساتھ اس نماز نیز ہماری دعا میں شریک ہے۔

والدین کے ساتھ نماز تہجد میں شریک ہوتے رہے۔ اور نماز سے فراغت کے بعد دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھاتے تھے۔ ہر وہ بات جو آپ کے والدین کو سالہا سال قبل مشاہدہ کرا دی گئی تھی پوری ہوئی۔ آپ کے والدین یہ دیکھ کر وہ واقعات یاد کرتے اور اللہ کا شکر ادا کرتے۔ (القول الجلی۔ اردو ص ۱۱۸، انفاس العارفين۔ اردو ص ۷۹، ۸۰ میں بھی ایسے ہی ہے)

رحمِ مادر میں تبلیغ | حضرت اقدس بھی رحمِ مادر ہی یہ تھے کہ ایک دن آپ کی والدہ ماجدہ لوگوں میں کھانا تقسیم کر رہی تھیں اور والد ماجد وہیں قریب

ہی کھانا نوش (تناول) فرما رہے تھے، اسی اثنا میں ایک سائل نے آواز دی، اور اللہ کے نام پر روٹی کا ٹکڑا مانگا۔ حضرت بزرگ نے پہلے خادم کے ہاتھ سے نصف روٹی ٹھہری، اس کے بعد راستہ ہی سے خادم کو بلا کر لقبیہ روٹی بھی حوالہ کی اور فرمایا کہ میرا یہ لڑکا جو شکمِ مادر میں ہے کہہ رہا ہے کہ راہِ خدا میں پوری روٹی دینی چاہیے، نصف پر اکتفا کرنا چاہیے۔ (القول الجلی ص ۱۱۸، انفاس العارفين۔ اردو ص ۷۹)

ولادت شریفیہ | آپ کی ولادت باسعادت قصبہ پھلت میں اپنے نانا کے ہاں ۲۷ شوال ۱۱۱۴ھ بروز چہار شنبہ (بدھ) بوقت طلوع آفتاب ہوئی۔ (القول الجلی۔ اردو ص ۱۱۸)

نام نامی | قطب الدین احمد (خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے "بشارتِ ولادت کے وقت" تجویز فرمایا تھا)

شاہ ولی اللہ (پیدائش کے موقع پر رکھا گیا اور اسی نام سے شہرت پائی) عظیم الدین (تاریخی نام، ۱۱۱۵ھ برآمد ہوتے ہیں۔ ایک عدد زیادہ ہے)

آپ کے القابات | ذکی اور حکیم تھے۔ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عطا ہوئے تھے۔ (دیکھیے انتباہ عربی اردو ص ۸)

تعلیم و تربیت | پانچ سال کی عمر میں کتب میں بیٹھے اور غالباً ساتویں سال قرآن ختم کیا۔ (حفظ کیا۔ حجتہ اللہ الباب ص ۱۲-۱۳ منظور الوحیدی)۔ اسی

سال فارسی کتابیں اور مختصرات پڑھنا شروع کیں۔ دسویں سال شرح ملا پڑھی اور اسی نوبت پر پہنچ کر مطالعہ کی راہ کشا وہ ہو گئی۔

پندرہویں سال بیضاوی کا کچھ حصہ پڑھا اور اس موقع پر شاہ عبدالرحیم نے خواہش عوام کی دعوت کی جس پر اجازت درس کی فاتحہ دی گئی۔ ہندوستان کے اس وقت کے رواج کے مطابق شاہ صاحب نے پندرہویں سال میں تعلیم سے فراغت حاصل کر لی تباہ حساب نے مختلف علوم و فنون کی جو کتابیں پڑھیں اس کی تفصیل ان کی اپنی تحریر (الجزء ص ۲۰۲-۲۰۳) کے مطابق حسب ذیل ہے:

حدیث

۱۔ مشکوٰۃ کتاب البیوع تاکتاب الآداب کے سوا پوری کتاب اور جو حصہ نہیں پڑھا تھا اس کی بھی اجازت دے دی گئی، اس طرح اس کی تلافی ہو گئی۔

۲۔ صحیح بخاری۔ کم و بیش کتاب الطہارت تک۔

۳۔ شمائل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (الترمذی) کامل۔

تفسیر

۱۔ بیضاوی، کچھ حصہ

۲۔ مدارک، کچھ حصہ

قرآن کریم کا مطالعہ معانی اور شان نزول میں تدبر اور کتب تفسیر کی مراجعت کے ساتھ کرتے رہے اور اس غرض سے متعدد بار اپنے والد کی خدمت میں حاضر ہوتے

فقہ

۱۔ شرح وقایہ، کامل باسثنائے قدر قلیل۔

۲۔ ہدایہ کامل، باسثنائے قدر قلیل۔

اصول فقہ

۱۔ حسامی

۲۔ توفیح و تلویح ، مقدمہ حصہ۔

منطق

۱۔ شرح شمسہ ، کامل

۲۔ خیالی ، کچھ حصہ

۳۔ شرح مواقف ، کچھ حصہ

کلام

۱۔ شرح عقائد ، کامل

۲۔ خیالی ، کچھ حصہ

۳۔ شرح مواقف ، کچھ حصہ

سلوک

۱۔ عوارف ، کچھ حصہ

۲۔ رسائل نقشبندیہ ، کچھ حصہ

حقائق

۱۔ شرح رباعیات مولانا جامی (علیہ الرحمۃ)

۲۔ لوائح

۳۔ مقدمہ شرح لمعات

۴۔ مقدمہ نقد النصوص

خواص اسماء و آیات

شاہ عبدالرحیم کامرنیہ کی مجموعہ جس کی انہوں نے چند بار شاہ صاحب کو
اجازت دی۔

طب

۱۔ موجز القانون

marfat.com

Marfat.com

حکمت
شرح ہدایہ الحکمتہ وغیرہ

نحو
۱۔ کافیہ
۲۔ شرح ملا

معانی
۱۔ مطول
۲۔ مختصر المعانی بقدر حاشیہ ملازادہ

ہندو حساب
بعض رسائلِ مختصرہ

(اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ ص ۵۷-۵۸)

علوم عقلیہ و نقلیہ کی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اپنے والد ماجد قدس سرہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اشغالِ صوفیہ بالخصوص اور اولیٰ نقشبندیہ میں مشغول ہوئے اور علوم تصوف کا مطالعہ شروع کر دیا۔ اور ایک مختصر مدت میں علوم باطن میں ایک بلند اور قابل ستائش مقام حاصل کر لیا۔ تحصیل سلوک کے بعد آپ کے والد بزرگوار شیخ عبدالرحیم قدس سرہ نے آپ کے سر پر دستارِ فضیلت رکھی اور درس کی عام اجازت دی۔ اور ایک تقریب منعقد کی (اور بہت سا کھانا تیار کیا اور خواص و عوام کی دعوت کی۔ انفاس العارفین) جس میں شہر کے علما و بزرگانِ دین قضاة اور دوسرے رؤسا شامل ہوئے۔ اور سب کی موجودگی میں شیخ عبدالرحیم نے اپنے بلند اقبال اور جلیل القدر فرزند شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو علوم متداولہ اور تصوف و سلوک کے درس کی اجازت دی اور آپ کے علم و عمر میں ترقی کی دعا کی اور تمام حاضرین نے ایک آواز کے ساتھ آپ کو مبارکباد دی کہ فضا گونج اٹھی۔ آپ نے زیادہ تر تعلیم اپنے والد بزرگوار اور شیخ محمد افضل سیالکوٹی سے حاصل کی۔ (حجۃ اللہ البالغہ، اردو، ۱۳-۱۲، منظور لوجیہ)

marfat.com

Marfat.com

سنہ ۱۲۳۳ھ سفر حج کے دوران حضرت شیخ ابوطاہر کردی سے رجوع فرمایا اور بخاری شریف کو پچاس مجالس (جلسوں) میں از اول تا آخر سرسری پڑھا، کچھ سماعاً اور کچھ قرأتاً اور پوری مسند دارمی شریف مسجد نبوی (علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) میں محراب عثمانی کے قریب آٹھ جلسوں میں سماعت فرمائی اور بقیہ کتابیں شروع سے پڑھ کر اجازت حاصل کی۔ شیخ مذکور نے روز ختم بخاری شریف ایک خاص مجلس منعقد کی اور دعوتِ طعام کی اور آپ کی از حد تعظیم و تکریم کی (القول الجلی۔ اردو، ص ۱۵۷)

خود فرماتے ہیں:

درس و تدریس

حضرت والد ماجد کی وفات کے بعد کم و بیش بارہ سال کتب دینیہ عقلیہ کے درس و تدریس پر موافقت کی اور ہر علم میں غور و فکر کا موقع ملا۔ (انفاس العاقین، اردو ص ۲۹۸)

عرب و عجم میں (آپ نے) اپنی علمی قابلیت کی دھاک بٹھادی۔ ہر طرف سے طلباء کا هجوم آپ کے پاس آیا اور علم طاہر و باطن سے دامن مراد بھر کر لے گیا۔

(حجۃ اللہ الباقیہ۔ عربی، اردو ص ۱۳۱/اول)

عمر کے چودہویں سال شادی عمل میں آئی جو خود فرماتے ہیں:

شکاح میں عجلت

والد صاحب نے میری شادی میں عجلت سے کام لیا۔ جب میرے مسرال والوں نے سامان مہیانا ہونے کا عذر کیا تو حضرت والا نے نہیں لکھا کہ اس عجلت میں ایک راز ہے (اور شادی ہو گئی)۔ (انفاس العاقین، اردو ص ۲۹۸)

عجلت کا یہ راز اس کے بعد واضح ہو گیا کہ

تکاح کی عجلت میں حکمت

شادی کے فوراً بعد میری (شاہ ولی اللہ کی) بیوی کی والدہ فوت ہو گئی۔ اس کے بعد میری بیوی کے نانا اور اس کے بعد اس فقیر کے عم بزرگوار شیخ ابورضا محمد قدس سرہ کے خلف الصدق شیخ فخر العالم فوت ہو گئے۔ اس کے بعد جلد ہی اس فقیر کے بڑے بھائی شیخ صلاح الدین کی والدہ وفات پا گئیں۔ اس کے بعد جلد ہی حضرت والد بزرگوار کمزور ہو گئے اور مختلف امراض نے آپ پر غلبہ کیا۔ اس کے بعد آپ کی

وفات کا واقعہ پیش آگیا۔ غرضیکہ یہ جمعیت منتشر ہو گئی اور ہر خاص و عام کو معلوم ہو گیا کہ اگر اس وقت شادی نہ ہوتی تو اس کے بعد سال ہا سال تک اس کا امکان نہیں تھا کہ یہ وقوع پذیر ہوتی۔
(انفاس العارفين - اردو ص ۲۹۶)

خود فرماتے ہیں:

بیعت طریقت اور خرقہ و اجازت

اس فقیر کو ارتباط بیعت، صحبت، خرقہ و فیض، توجہ و تلقین، عالم باطن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اس فقیر نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا ہے اور رُوبد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے سر مبارک گریبان مراقبہ سے اٹھایا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اشارہ فرمایا بیعت اور مصافحہ کا۔ یہ فقیر اٹھا اور تہ النوبہ زانو متصل بیٹھ کر اپنے دونوں ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں مبارک ہاتھوں میں رکھے اور بیعت کی۔ اور بعد قرائع بیعت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مبارک آنکھیں بند کیں اور اس فقیر نے بھی اپنی آنکھیں ان کے حضور میں بند کیں۔ اس وقت آپ نے وہی نسبت خاصہ جس کا پہلے علم القافر بایا تھا، عطا فرمائی، تو میں محیط ہو گیا از روئے علم کے۔ اور عاتق اللہ کہ اس واقعہ میں کچھ کلمہ و کلام درمیان نہ تھا۔ فقط روحانیہ فیض تھا، یا اشارہ اور فعل تھا۔ (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ عربی، اردو مترجمین حدیث)

اور عالم ظاہر میں اس فقیر (شاہ ولی اللہ) کو بیعت اور صحبت و خرقہ اور اجازت اور تلقین اشغال کے سب امور یا ان میں سے بعض امور سب خانوادہ ہائے طریقت سے جو آج کے دن روئے زمین پر مشہور ہیں ان میں سے اکثر سے ربط حاصل ہے۔ (انتباہ مترجم ص ۹) اس فقیر کا سلسلہ صحبت، تہذیب باطن کے طریق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مستفیض اور متصل یقینی الوقوع ہے۔ (انتباہ مترجم عربی، اردو مترجمین زجر القول الجلیل ص ۱۷)

اے تفصیل کے لیے اصل کتب صحاح انتباہ اور القول الجلیل ملاحظہ فرمائیے۔

پھر فرماتے ہیں: یہ فقیر ایک مدت تک حضرت والدِ نیر گوار (شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ علیہ) کی صحبت میں رہا ہے اور بیعت کی ہے (جیسا کہ اوپر بیان ہوا) اور آدابِ طریقت سے بہت کچھ سیکھا ہے اور طریقوں کے اشغالِ اخذ کیے ہیں اور خرقہ صوفیہ ان کے ہاتھ سے پہنا ہے اور (انہوں نے) خلوت میں اس ضعیف پر بہت توجہ فرمائی ہے اور اصل نسبتِ حضور کی ان کی توجہ سے حاصل کی ہے۔ اور آخر عمر میں اجازتِ تلقین اور بیعت و صحبت و توجہ کی عنایت فرمائی ہے۔ (اتباع عربی اردو) عمر کے ۲۹ برسوں میں حضرت والدِ بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں رحمتِ خداوندی کی آغوش میں چلے گئے۔ مرضِ موت میں بیعت و ارشاد کی اجازت عطا فرمائی اور یہ کلمہ **يَدُكَ حَكِيدِي** (اس کا ہاتھ میرے ہاتھ کی مانند ہے) کئی مرتبہ فرمایا۔ (الفاس العارفین اردو) ۲۹

پھر حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ بنوریہ سے وابستگی کا اظہار یوں کرتے ہیں: "بندہ ضعیف ولی اللہ نے طریقہ لیا ہے اپنے والد شیخ عبدالرحیم سے، انہوں نے سید عبداللہ سے، انہوں نے شیخ آدم بنوری سے، انہوں نے شیخ احمد سرہندی سے۔ الخ (رضی اللہ عنہم) (اشفا العلیل ترجمہ القول الجلیل ص ۱۸)

نسبتِ نقشبندیہ سے تعلق و رغبت | حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ تاج الدین سنہلی کا رسالہ جو اذکار

اشغالِ سلوک و آدابِ نقشبندیہ کے بیان میں ہے اس کو اپنے بچپن میں حضرت والدِ ماجد قدس سرہ سے پڑھا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان اعمال و اشغال کا تعلق استرخان کے ساتھ ایک محبتِ دل میں قائم ہے جو دوسرے اشغال سے نہیں ہے باوجود اس کے اللہ تعالیٰ نے مشہور مشائخِ طریقت کے اذکار و اشغال و اعمال پر اطلاع بخشی ہے (واقفیت عطا فرمائی ہے) لیکن رغبتِ دلی اور محبتِ قلبی بیشتر انہی اشغالِ نقشبندیہ کی جانب ہے۔ (القول الجلی اردو) ۳۵

۱۷ الفاس العارفین اردو ص ۲۹۶-۲۹۷ میں بھی ایسے ہی ہے۔

۱۸ القول الجلی اردو ص ۱۳۶ میں بھی ایسے ہی ہے۔

نسبت صحیح اور اعلیٰ ہے | شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کہتے ہیں، میں نے اپنے

والد بزرگوار قدس سرہ کو ایک طویل واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا۔ فرماتے تھے کہ میں نے خواب میں حضرات حسن، حسین اور علی رضی اللہ عنہم کو دیکھا۔ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اپنی نسبت کے متعلق پوچھا کہ کیا یہ وہی نسبت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں آپ لوگوں کے ہاں ہوتی تھی۔ اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مجھے اپنی نسبت میں استغراق کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے بھی اس میں پورا غور و تامل کیا پھر فرمایا ہاں ہاں یہ وہی نسبت ہے بلا کسی فرق کے۔

(ارمغان شاہ ولی اللہ ص ۲۱۴ بحوالہ القول الجلیل)

والد کے مزار سے توجید اور دیگر علوم حاصل کئے | خود فرماتے ہیں کہ والد بزرگوار

دستور بنا لیا۔ ان دنوں توجید کے مسائل کھلے جذب کار استرگشادہ ہوا اور سلوک میں سے کافی فخر ملا و جدانی علوم تو ذہن میں فوج در فوج نازل ہوتے تھے۔
انفاس العارفين اردو ص ۲۹۸

اشاعت سلسلہ کیلئے لوگوں سے بیعت | وہ (شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ) عمر

بہر علوم دینی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تصوف و معرفت کی تلقین فرماتے رہے اور مسترشدین سے بیعت بھی لیتے رہے۔
(ارمغان شاہ ولی اللہ ص ۱۸۷)

۱۵ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جب مجھے راہ سلوک کی ہوس پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ اہل شانہ کی غنابت نے مجھے خالوۃ نقشبندیہ کے ایک خلیفہ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ جن کی توجہ کی برکت سے خواجگان کا جذبہ جو بلحاظ فنا صفت قیومیت میں جا ملتا ہے حاصل ہوا اور اندراج النہایت فی البدایہ کے طریق سے بھی ایک گھونٹ حاصل ہوا۔ اس جذبہ کے حاصل ہو جانے کے بعد سلوک شروع ہوا اور یہ راہ میں نے اسد اللہ الغالب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روحانیت کی تربیت سے اس انجام تک طے کی یعنی اس ہم سے جو میرا پرورش کنندہ ہے (مبدا و معاونہا)

۱۶ القول الجلی اردو ص ۱۲۷ میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

marfat.com

Marfat.com

اجازت و خلافت سے سرفراز ہونے والے چند مشہور خلفائے عظام قدس سرہم کے اسمائے گرامی ملاحظہ ہوں:

حضرت شاہ محمد عاشق پھلتی (مولف القول الجلی)

حضرت شاہ نور اللہ

حضرت حافظ عبدالغنی . المتخاطب بہ حافظ عبدالرحمن

حضرت شیخ محمد عابد

حضرت میاں محمد شریف

حضرت مخدوم محمد معین

حضرت بابا فضل اللہ

جب حرمین تشریف
زادہما اللہ شرفاً

سفر حرمین شریفین اور زیارت مزارات مقدسہ

تعظیماً کے سفر مبارک کی خواہش دامن گیر ہوئی اور غزم پختہ ہو گیا تو ۸ ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ کو اپنے بڑے ماموں شیخ عبید اللہ سلمہ اللہ کی ہمراہی میں براہ لاہور روانہ ہوئے۔ اس سفر پر پٹنہ میں جہاں کہیں بھی کسی ولی کا مزار ہوتا وہاں جاتے اور کھوڑی دیر ٹھہرتے اور اس کو جس قسم کی نسبت حق سے ہوتی وہ آپ کو مکشوف ہوتی اس کو بالتفصیل بیان فرماتے جب پانی پت پہنچے، حضرت شاہ بوعلی قلندر اور شاہ شمس ترک و شاہ جلال قدس اللہ سرار ہم کے مزارات پر حاضری دی۔ بعد ازاں سرسند پہنچ کر حضرت مجدد و شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کے مزار پر حاضر ہوئے وہاں سے لاہور شیخ علی جویری قدس سرہ کے مزار پر حاضری دی۔ پھر ملتان پہنچ کر مخدوم بہاؤ الدین اور شاہ رکن عالم قدس سرہ کے مزارات پر تشریف فرما ہوئے اور تمام اہل قبود کے احوال ایک ایک کر کے بیان فرمائے۔

شہر ملتان میں اکثر طالب علموں نے شرف بیعت حاصل کر کے اشغال طریقت حاصل کئے۔ جب ملک سندھ پہنچے تو بہت سے علماء و فضلاء طلباً آپ کی تشریف آوری

کی خبر سن کر اشتیاقِ ملاقات کو حاضر ہوئے۔ جس وقت آپ نے شہرِ طبرستان
 نزل فرمایا تو اس شہر کے تمام علماء و صوفیاء آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک
 کثیر تعداد سعادتِ بیعت سے سرفراز ہوئی اور آدابِ طریقت و اشغالِ تصوف
 استفادہ کیے۔ مخدوم محمد امین جو وہاں کے اکابر علماء میں تھے اور کتاب و سنت کے تمام
 علوم و فنون اور معقول و منقول پر پورا ملکہ رکھتے تھے نیز اصطلاحات سے خوب واقف
 تھے اور علمِ حقائق کے ادراک میں ذہن رسا رکھتے تھے۔ حضرت اقدس کی صحبت کو غنیمت
 سمجھتے ہوئے آپ کے جمالِ باکمال کے گرویدہ ہو گئے اور آپ سے اخذِ فیض کر کے شرف
 اجازت سے مالامال ہوئے۔ پندرہویں ذی قعدہ کو

مکہ معظمہ میں داخل ہو کر عمرہ تمتع ادا فرمایا۔ پھر ذی الحجہ میں فریضہ حج ادا کیا جب کہ معظمہ میں
 قیام پذیر ہوئے تو وہاں کے تمام اکابر علماء و فضلاء حضرت اقدس کی ملاقات کو آئے، اور
 امتحاناً مختلف علمی سوالات کئے جب سرِ مسئلہ کا حسبِ دل خواہ جواب پایا اور تمام علوم و
 فنون اور معقول و منقول میں حضرت اقدس کو فائق و برتر سمجھ لیا تو آپ کی خدمت میں
 درس کی درخواست کر کے تلمذ اختیار کیا۔ ایک دن ایک سو ڈانی

عالم نے جو مدت سے مکہ معظمہ میں مجاور تھا، خواب دیکھا کہ کوئی ان سے کہہ رہا ہے کہ اگر
 اقطاب کا عقیدہ سیکھنا چاہتے ہو تو شیخ ولی اللہ سے استفادہ کرو۔ عالم مذکور اس خواب
 کے بعد شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے اور اخذِ طریق کے بعض اسرار استفاضہ کئے
 اور حرمین کے بکثرت لوگوں نے سعادتِ بیعت حاصل کی نیز اشغالِ طریقت استفاضہ کئے۔
 (القول الجلی ص ۱۵۵)

اور جیب، بعد اوائے حج
 ماہ ربیع الاول میں برائے

مدینہ طیبہ حاضری اور مشائخ کرام سے استفادہ

زیارتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں بکثرت اسرار
 آپ پر منکشف ہوئے اور جس وقت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ پر

پہنچ کر شرفِ زیارت سے مشرف ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے شمار عنایات و کرامات آپ پر مبذول ہوئیں جس دن بھی مواہبہ شریفہ میں جلوس فرماتے تھے نئے نئے اہل مدینہ منورہ پہنچنے سے قبل شیخ عبدالکریم انصاری من اولاد حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جو اکابر اہل مدینہ سے تھے، حضرت اقدس کو خواب میں دیکھا اور مواہبہ شریفہ میں آپ کی عظمت و بزرگی معلوم ہوئی اس بنا پر وہ آپ کی آمد کے منتظر تھے۔ جب آپ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو وہ مع اپنے قافلہ کے حضرت اقدس کو ڈھونڈتے ہوئے آئے اور ملاقات کر کے مذکورہ بالا خواب بیان کیا اور روضہ منورہ کے قریب مقام اصحابِ صفحہ میں حدیثِ مسلسل کی وہ اسناد جو ان کو پہنچی تھیں روایت کر کے اجازت دی اور مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مدرس شیخ طیب نے جو مشہور عالم نیر استاد شہر مدینہ تھے، حضرت اقدس کی دعوت کی۔ چونکہ حضرت اقدس کی فطرت میں بچپن ہی سے علمِ حدیث کی خدمت کا جذبہ تھا اور مدینہ منورہ جو ان علوم کا سرچشمہ تھا، آپ نے چاہا کہ جو عالی السند ہو اس سے کتبِ حدیث کی روایت نیر سند حاصل کریں۔ حضرت شیخ ابوطاہر کروری مدنی کی طرف جو ایک سن رسیدہ بزرگ تھے اور جامع علوم ظاہری و باطنی نیر ثقہ صوفی محدث تھے اور حرمین شریفین میں ان کی ہلکے کا کوئی عالم نہ تھا، رجوع فرمایا۔ لیکن حضرت اقدس جب بھی حضرت شیخ کے پاس تشریف لے جاتے وہ آپ کو دیکھتے ہی بسرو قد تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے اور اپنے ہاتھ سے مصلیٰ سجھا کر تکیہ لگاتے اور آپ کو تعظیم و تکریم تمام اس پر بٹھاتے اور خود شاگردانہ طور پر سامنے بیٹھتے اور سلاسلِ کثیرہ جیسے شطاریہ، بہروردیہ، کبروریہ، شاذلیہ، رفاعیہ، حدادیہ، مدنیہ وغیرہ کی اجازت جو ان کو والدِ محترم شیخ ابراہیم کروری قدس سرہ سے جو اپنے زمانہ کے مشہور صوفی محدث تھے ملی تھی، حضرت اقدس کو عطا فرمائی اور خرقد و کلاہ قریب مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کے سر اقدس پر باندھا اور حضرت اقدس نے

حضرت شیخ کی فرمائش پر ایک رسالہ فرقہ مبنیہ کے دو میں شیخ کے نام سے معنون کر کے تصنیف فرمایا۔ اور اس کو مقدمۃ التنبیہ فی الانتصار للفرقۃ السنیہ سے موسوم کیا۔ اہل عرب اس کی فصاحت و بلاغت دیکھ کر ذنگ تھے۔ (القول الجلی اردو ص ۱۵۵)

مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ کیسے آپ کو جلوس کی صورت میں رخصت کیا گیا

جب حضرت اقدس مدینہ طیبہ سے رخصت ہو کر مکہ معظمہ روانہ ہوئے حضرت شیخ (ابوطاہر کروری) نے اپنے گھر سے نکل کر بہت دور تک آپ کی مشایعت کی اور شیخ کے صاحبزادہ و دیگر اعزہ تین کوس تک آپ کے ہمراہ رہے۔ اثنائے راہ میں حضرت اقدس جہاں قیام فرماتے وہ اپنے کپڑے حضرت اقدس کے قدموں پر ڈالتے اور ان کو بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیتے۔ اور حضرت اقدس سے رخصت ہوتے وقت آپ کے فیض صحبت سے محروم ہونے پر تائف کرتے تھے۔ (القول الجلی اردو ص ۱۵۶)

۱۵ شعبان ۱۱۴۲ھ کو مکہ معظمہ پہنچ کر عمرہ ادا فرمایا اور ماہ رمضان میں متعدد عمرے کیے اور آخر عشرہ میں بیت اللہ

حج ثانی اور وطن واپسی

کے سامنے مسجد حرام میں اعتکاف فرمایا۔ اور جب تک آپ مکہ معظمہ میں رہے وہاں کے لوگ آپ سے فیوض ظاہر و باطن اخذ کرتے رہے اور اس جگہ آپ نے ایک رسالہ مسیحی فیوض الحرمین تصنیف فرمایا۔ بعد ازاں حج ثانی ادا فرما کر وطن کی جانب قصد فرمایا۔

جہاز ۲۳ روز کے عرصہ میں سورت کی بندگاہ پہنچا۔ پس یہ برکت تمام وہاں نزل فرمایا اور تھوڑے عرصہ توقف فرما کر بردکن وطن کی جانب کوچ فرمایا۔ اثنائے راہ جس شہر سے بھی ہو کر گزرتے تمام علماء و مشائخ آپ کی تشریف آوری کی خبر سنتے ہی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور تعظیم و تکریم بجالاتے۔ جب گوالیار پہنچے خواجہ خانو اور شیخ محمد غوث قدس سرہا کے مزارات کی زیارت کی۔ اور ہر ایک کی نسبت معلوم فرما کر بیان کی اور پھر دارالخلافت اکبر آباد میں امیر ابوعلی کے مزار پر اسرار پر حاضر ہوئے اور ان کے احوال دریافت فرما کر بہ زبان غیب بیان فرمائے۔

(القول الجلی اردو ص ۱۵۶-۱۵۷)

جناب رسول خدا ﷺ کی زیارت بابرکت | شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ خود فرماتے ہیں کہ اللہ کا بڑا انعام ہے کہ اس نے

مجھے حج بیت اللہ و زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (و زیارۃ نبیہ علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام) ۱۱۳۲ھ یعنی ایک ہزار ایک سو تینتالیس میں توفیق عطا فرمائی اور اس سے اعلیٰ نعمت یہ حاصل ہوئی کہ میرا حج مشاہدہ اور معرفت الہی کے ساتھ ہوا۔ کوئی حجاب اور کسی قسم کی رکاوٹ پیش نہیں آئی۔ در اسی طرح زیارت بھی زیارت مبرکہ ہوئی۔ اندھوں والی زیارت نہ ہوئی سو یہ زیارت شریفہ میرے نزدیک تمام نعمتوں سے فائق ہے۔ اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ ان تمام مشاہد کے اسرار جو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے القا فرمائے ہیں لکھ لوں۔ اور اسی طرح جیسا کہ مجھے روحانیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فوائد حاصل ہوئے تاکہ یہ چیز میرے لئے باعث تذکیر، میرے بھائیوں کے لئے بصیرت کے فرائض انجام دے۔ امید ہے کہ اس تالیف سے کچھ شکر ادا ہو جائے۔ الخ (فیوض الحرمین عربی۔ اردو ص ۲۱-۲۰)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شاکردی | آپ نے فرمایا: مجھے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سالک بنایا اور آپ نے خود میری تربیت فرمائی، لہذا میں کسی واسطہ کے بغیر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شاکرد ہوں۔ (فیوض الحرمین، عربی۔ اردو ص ۱۲۶)

قصیدہ بردہ شریف کی اجانت | فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی قصیدہ بردہ کی ابوطاہر نے

شیخ احمد نخلی سے، انہوں نے محمد بن علا عاملی سے، انہوں نے سالم سہوری سے، انہوں نے نجم غنطلی سے، انہوں نے شیخ الاسلام زکریا سے، انہوں نے ابو اسحاق صالحی سے، انہوں نے صلاح محمد بن محمد بن حسن شاذلی سے، انہوں نے علی بن جابر ہاشمی سے، انہوں نے اس کے ناظم شرف الدین بن محمد بن سعید حماد بوسیری سے (علیم الحرمہ) (انتباہ عربی اردو) ۱۳۳

دلائل الخیرات شریف کی سند

فرماتے ہیں:

”اور دلائل الخیرات کی ہمیں اجازت دی

ہمارے شیخ ابوطاہر نے انہوں نے شیخ احمد نخعی سے اور انہوں نے سید عبدالرحمن ادریسی مشہور محبوب سے انہوں نے اپنے والد احمد سے انہوں نے ان کے دادا محمد سے انہوں نے ان کے پردادا احمد سے اور انہوں نے اس کے مصنف سید شریف محمد بن سلیمان خزولی علیہم الرحمۃ سے

(انتباہ، عربی، اردو ص ۱۲۳)

بزرگوں کے عرس میں خود شامل ہو کر تے

ایک روز حضرت بزرگ قدس سرہ (شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ) کے عرس کی محفل

تھی حضرت اقدس (جناب شاہ ولی اللہ) مزار پر اسرار پر شریف فرماتے (القول الجلی اردو) حضرت اقدس (شاہ ولی اللہ) نے فرمایا۔ ایک بار شیخ ابورضا محمد قدس سرہ (آپ کے چچا) کے عرس کے موقع پر رات کے وقت جبکہ ان کے مقبرہ میں ہنگامہ دسرود جاری تھا اور حاضرین پر ذوق وجد طاری تھا۔ میں بعد العشاء اپنی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ نور کا ایک ٹکڑا سامنے لایا گیا اور یہ کہا گیا کہ جو کچھ اس محفل میں ذوق و شوق اور روح مبارک کی توجہ کی برکات ہیں۔ سب نے مرکب ہو کر یہ صورت اختیار کی ہے، جو عطائے الہی ہے۔ (القول الجلی، اردو ص ۲۴)

حضرت والا نے فرمایا کہ ایک بار عرس کی مجلس تھی اور ہم شیخ ابواضح اور شیخ ابوالفضل کے روضہ کی دیوار کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک نور مثل برق دونوں قبروں سے نکلا اور شدت تمام مجھ میں سرایت کر گیا۔ (القول الجلی ص ۵۱۸)

شاہ محمد عاشق پھلتی کو ایک خط کے جواب میں لکھتے ہیں:

الحمد للہ عافیت سے ہوں۔ مکتوب بھیت اسلوب پہنچا اور ایام عرس میں :-

آنے کا سبب معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ اچھے طریقے سے تلافی مافات کرے۔

(شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات ص ۱۲۵۔ مکتوب نمبر ۲)

مذہب حنفی تھا

ایک اجازت نامہ میں فرماتے ہیں:

کتبہ بیدہ الی رحمة الله الکریم العود و ولی الله
بن عبد الرحیم بن وجیه الدین بن معظم العمری نسباً الدهلوی
وطناً الاشعری عقیدة الصوفی طریقة والحنفی عملاً والحنفی والشافعی درساً.
(اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ ص ۴۲ - بحوالہ بخاری کا بلگرامی الاسخ)

فرماتے ہیں:

حنفیت کا پرچار فرمایا

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلایا کہ

مذہب حنفی میں ایک بہترین طریقہ ہے اور (فقہ کے لیے) وہ بہت موافق ہے
اس طریقہ مسنونہ کے جو کہ مدون اور منقح کیا گیا بخاری اور اس کے اصحاب کے زمانہ
میں، وہ یہ کہ مسئلہ میں اقوال ثلاثہ یعنی امام اعظم اور صاحبین (علیہم الرحمۃ) میں سے جو
قول اقرب بالسنة ہو اسے اختیار کر لیا جائے۔ اس کے بعد ان فقہائے احناف کی
کلی طور پر اتباع کی جائے جو علمائے حدیث میں سے ہیں، کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں
ہیں جو امام صاحب اور صاحبین نے اصول میں بیان نہیں کی ہیں اور نہ ہی ان کی نقلی
کی ہے اور احادیث ان پر دلالت کرتی ہیں تو ان کا اثبات ضروری ہے اور یہی
مذہب حنفی ہے۔ (فیوض الحرمین مترجم ص ۱۳۶، ۱۳۷)

غوث المحققین اور بے مثل یعنی لائانی تھے

قدوة المتأخرین، قطب المدققین، غوث المحققین شیخ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ہیں۔
القول الجلی ص ۶۲۲

حافظ جو بیان کرتے ہیں کہ ایک عزیز شاہ غلام حسین نے جو ایک صوفی اور
صادق اقرل آدمی تھے، مجھ سے بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک بزرگ جو سراپا
نور ہیں کہہ رہے ہیں کہ اس دور میں امت محمدیہ میں کوئی شخص شاہ ولی اللہ کے مثل

نہیں (یعنی لاثانی ہیں)

قیومیت اور تجلی ذات

(القول الجلی ص ۲۰۲)
حضرت قبلہ ایک بار جلد میں بیٹھے ہوئے تھے، ایک عجیب
حالت ظاہر ہوئی۔ کل عالم کا قیام اپنے سے پایا، اور

اپنی حقیقت کو تمام ذراتِ عالم کا قیوم دیکھا۔ اس حالت کو اپنے والد بزرگوار سے بیان
کیا۔ آپ نے سن کر فرمایا کہ یہی تجلی ذات ہے۔ (القول الجلی ص ۴۹)

سید علی جو آپ کے جد مادری کے یارانِ خاص میں سے
تھے بیان کرتے تھے کہ جب حضرت اقدس پیدا ہوئے تو

وہی کمالات

تیسرے روز میں اپنے گھر سے حضرت بزرگ (شاہ عبدالرحیم) کی خدمت باریک میں
بغرض مبارک حاضر ہوا، شرفِ حضوری حاصل ہونے پر میں نے مبارکباد دی۔ آپ نے ازحد
مسرور ہو کر فرمایا کہ سید علی یہ لڑکا عجیب پیدا ہوا ہے۔ ولادت کے بعد جب کپڑے
میں لپیٹ کر میرے پاس لایا گیا اور میری گود میں رکھا گیا، میں نے اس کو آنکھ کھول
کر دیکھا پھر اپنی نسبت کی طرف متوجہ ہوا تو اپنے کو ترقی کی جانب گامزن دیکھا۔
اور اپنی نسبت میں زیادتی محسوس ہوئی اور حقیقتاً یہ سب اسی نو مولود کی برکت کے
سبب تھا۔ (القول الجلی ص ۱۱۹)

آپ کے دودھ چھوٹنے کے زمانہ میں آپ کی والدہ ماجدہ نے یہ خواب دیکھا
کہ ایک مسہری بچھی ہوئی ہے اور اس مسہری پر حضرت بزرگ (رحمۃ اللہ علیہ) نماز پڑھ
سے ہیں۔ جب نماز سے فاسخ ہوئے (تو دیکھا کہ) سرخ چونچ کا ختی رنگ پندہ
آکر مسہری کے سر ہانے بیٹھ گیا اور اپنی چونچ سے ایک کاغذ کا پرزہ نکال کر ان کے
سامنے ڈال دیا۔ آپ نے اسے اٹھا کر دیکھا تو لفظ اللہ نہرے حروف میں لکھا
ہوا تھا۔ وہ پرزہ پرزہ رکھ کر اڑ گیا۔ اس کے بعد ایک دوسرا پرزہ جس کا جسم سبز
اور چونچ سرخ تھی آکر بیٹھ گیا اور پہلے والے پرندے کی طرح ایک کاغذ کا پرزہ چونچ
سے نکال کر سامنے ڈال دیا۔ حضرت اسے بھی اٹھا کر غور سے دیکھنے لگے۔ وہ بھی نہرے

حروف سے لکھا ہوا تھا۔ پہلی سطر میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور دوسری میں یہ مضمون تھا کہ اگر نبوت ختم نہ ہو گئی ہوتی تو ہم اس لڑکے کو نبی کر دیتے۔

والدہ ماجدہ فرمائے لگیں کہ تم کو اس وقت یہ خیال ہوا تھا کہ بشارت حضرت والا کے حق میں ہے لیکن حضرت کا غذا پڑزہ دیکھ کر ہماری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ میں نہ کہتا تھا کہ تمہارا یہ لڑکا بزرگی و کمال میں ایسا اور ایسا ہوگا۔ یہ بشارت بھی اسی بات کی موید ہے۔ یہ سب وہ سچے واقعات ہیں جو بذریعہ خوابات معلوم ہوئے کہ یہ بشارت میں حضرت اقدس کے متعلق تھیں۔ اس کے بعد یہ بات بھی صاف ہو گئی کہ پہلا پزندہ حضرت بزرگ قدس سرہ کو بشارت دینے والا تھا کہ اسم اللہ ذاتِ محض کے شہود پر دلیل ہے اور فاختہ سنگ کے پزندہ سے مراد حضرت اقدس کی شہریں بیانی اور حقائق و معارف کے بیان میں صدقِ سخن ہے جس سے سننے والوں کے قلوب کا متاثر ہوتا ہے۔ یہ سب صفات حضرت اقدس کی ذاتِ بابرکات میں اظہر من الشمس تھیں اور جو دوسرا پزندہ تھا وہ حضرت اقدس کے کمال کی بشارت دینے والا تھا اس لیے کہ ذاتِ صرف سے وصول کے بعد کشفِ مراتب کا وجدان اور احکامِ نشأتِ کمالِ نبوت ہی سے پیدا ہوتے ہیں۔ طوطی جو فصاحت و بیان میں تمام پرندوں میں ممتاز ہے ان حقائق کو بیان کرنے کی طرف مشعر ہے اور یہ بات ذوق و وجدان اور حقائق و معارف میں جو حضرت اقدس کی تصنیفات سے ظاہر ہوتے ہیں نصف النہار کے آفتاب کی طرح روشن ہے۔

دلیلِ سخن گفتارِ اُدیس دلیلِ آفتابِ انوارِ اُدیس
(القول الجلی ضد ۱۲-۱۲۱)

حضرت اقدس کو الہام ہوا کہ تو ان لوگوں میں سے ہے جو قیامت کے روز جنت میں بلا حساب و کتاب داخل ہوں گے اور تجھ سے کوئی سوال و جواب نہ ہوگا، اور جب تو قبر میں داخل ہوگا تو ہر علم اور ہر سہلی کو تجلی ذاتی کی جانب جو اسمِ رحمن کے اوپر ہے چھوڑ دے گا پھر توفیقاً ہو جائے گا اور یہ بڑی عظیم بات ہے کہ اس سے زائد کی امید نہیں کی جاسکتی۔ اور جب تو جنت میں داخل ہوگا تو وہاں دو قسم کے لوگ ہوں گے، ایک اربابِ علم و تجلی (اربابِ ذوقِ نقیض)

دوسرے اصحابِ عمل و احوال اور تو اہلِ تجلیات میں سے ہے۔ اور حال و تجلی کے درمیان فرق یہ ہے کہ تجلی امرِ الہی ہے اور حال امرِ ناسوتی۔
(اقول لجلی، اردو ص ۱۳۷)

خود فرماتے ہیں:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مجھے اس شے سے مطلع کیا جو کہ مجھے کروانے والا ہے، اور وہ جو کہ ظاہری اور باطنی نعمتیں مجھے دینے والا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ مجھے دنیا اور آخرت کے مواخذہ سے عصمت عطا فرمائی۔ لہذا جو سختیاں مجھ پر گزریں وہ مقتضیاتِ طبیعت سے ہیں مواخذہ کی وجہ سے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ان چیزوں کا احسان کیا اور مجھے سبلا دیا کہ وہ ایسی شے ہے جو اولیاء کو کم ملتی ہے۔ اور مجھے بہترین زندگی عطا کی اور ہر ایک سعادت سے مجھے معتد بہ حصہ ملا اور مجھے خلافتِ باطنہ کا خلعت پہنایا۔ چنانچہ یہ راز و فتنہ ظاہر ہوا اور میں متحیر ہو گیا۔ پھر اس کے بعد یہ چیز مجھ پہ ظاہر ہوئی تو میں اس کی کما حقہ حقیقت سمجھ گیا۔

(فیوض الحرمین، عربی۔ اردو ۱۹۰-۱۹۱)

رد ورفض کا عربی ترجمہ اور مجدد الف ثانی کی مدح | سات مہینے آپ کا قیام مدینہ منورہ میں رہا اس

عرصہ میں آپ نے علمائے کرام سے حدیث شریف کی تکمیل کی اور اپنے استاد گرامی ابو طاهر جمال الدین محمد بن برہان الدین ابراہیم المدنی الکردی الکورانی الشافعی کی فرمائش پر حضرت امام بیہقی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرسندی قدس سرہ کی تالیف "رد ورفض" عربی میں منقول کی اور اس کا نام المقدمۃ السنیۃ فی الانتصار للفرقة السنیۃ رکھا۔

اس رسالہ میں آپ نے جو مدح و ستائش حضرت مجدد (علیہ الرحمۃ) کی فرمائی رائق مطالعہ ہے اور آپ نے جہاں بھی کچھ فوائد کا اضافہ کیا ہے یا کسی مسئلہ میں اپنی رائے کا اظہار کیا ہے، قال العبد الضعیف عفی اللہ عنہ لکھ کر کیا ہے۔

ترجمہ کرنے میں آپ نے کسی بھی قسم کا ناجائز تصرف نہیں کیا ہے۔ (اقول لجلی کی زیارت ص ۵۱-۵۲)

ترجمہ قرآن پاک

مولانا محمد منین ہاشمی کہتے ہیں:

حضرت شاہ صاحب نے محسوس کیا کہ لوگ قرآن کریم کا احترام تو کرتے ہیں اور اس کی تلاوت بھی کی جاتی ہے، لیکن اس کے معانی کی طرف کسی کی توجہ نہیں ہوتی، جس کے باعث نزول قرآن کا حقیقی مقصد فوت ہوتا جا رہا ہے۔ چنانچہ آپ نے قرآن کریم کا ترجمہ فتح القرآن فی ترجمۃ القرآن کے نام سے تحریر فرمایا۔

اس ترجمہ کی سب سے بڑی خصوصیت اس کا اختصار اور جامعیت ہے۔ معرکہ الآراء اور دقیق سے دقیق مسائل کو آپ نے گنتی کے چند جملوں میں اس خوبصورتی سے بیان فرمایا ہے کہ انسان حیرت میں پڑ جائے۔ آپ نے سب سے پہلے علمائے معاصرین کی مخالفت کے باوجود قرآن کریم کا بلند پایہ ترجمہ پیش کیا۔ (سطحات، اردو عدد ۱۳، ص ۵)

اپنی عمر کا تعین

حضرت اقدس نے زبان غیب ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ افراد میں سے ایک شخص نے (اور اس سے اشارہ خود اپنی ذات کی طرف فرمایا) اپنی عمر کے تعین کے بارے میں معلوم کیا تو معلوم ہوا کہ پچیس سال ہوگی۔ ایک بار اسے ایک سخت مرض نے آگھرا، اس میں اس نے یہ مشاہدہ کیا کہ ایک جسم انتہائی پرانا اور بوسیدہ ہے۔ ایک فرشتہ نے اس کے ہر عضو (بند بند) کو جڈا کیا، اور پھر اس کے ایک ایک ذرہ میں تجسس و تلاش کر کے اس میں سے ایک چھوٹا سا جزو انتہائی سفید و براق، روشن و چمکدار جس میں زہرہ کی میراث تھی نکال کر اس شخص کے کان کے اوپر رکھ دیا۔ اس عمل سے اس کی مقررہ عمر میں اضافہ ہو گیا، اور وہ ساٹھ سال ہو گئی۔ اور عمر میں یہ زیادتی محض زہرہ کی وجہ سے ہوئی۔ اس کے بعد اس مقدار عمر پر بعض ارواح کی برکات اس طرح نازل ہوئیں کہ گویا ان ارواح مذکورہ نے اس شخص کے نفس کو اپنا ذکر قرار دے دیا۔ ساٹھ سال سے بھی دو ایک سال مزید بڑھ گئی۔ الخ (القول الجلی ص ۲۳، ص ۳۶)

ایک بار صاحبزادوں سے ارشاد فرمایا کہ پچیس سال محض تمہاری تعلیم و تربیت کے لیے

ہم کو عطا فرمائے گئے ہیں۔ (القول الجلی، اردو ص ۳۶)

مرض وفات اور سرکارِ دو عالم ﷺ کا کرم | حضرت شاہ ولی اللہ صاحب

دہلوی جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے اور زندگی سے یاس ہوئی تو بمقتضائے بشریت بچوں کی صغیر سنی کا تردد تھا اسی وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ تشریف لائے اور فرماتے ہیں تو کہہ کے کا فکر کرے ہے، جیسے تیری اولاد ویسی ہی میری اولاد۔ آپ کو اطمینان ہو گیا۔ شاہ صاحب کی اولاد سب عالم ہوئی اور بڑے مرتبوں پر پہنچی۔ (ارواح ثلاثہ ص ۲)

وصال مبارک | جب ۱۱۷۶ھ کے محرم کی آخری تاریخ ہوئی اور آپ کی عمر کا پھول

سال شروع ہو گیا تھا۔ ہفتہ کے دن مرزا جانِ جاناں جو کہ طریقہ نقشبندیہ احمدیہ کے مشاہیر میں سے ہیں اپنی جماعت کے ساتھ عیادت کے لیے آئے۔ خلوت کی محفل ہوئی، چند مخصوص افراد کے علاوہ کوئی نہ تھا۔ یہ بندہ (راوی) مخصوص افراد کا طفیلی تھا یعنی محفل میں شریک تھا۔ تقریباً آدھ گھنٹہ مراقبہ کی محفل رہی پھر مرزا نے رخصت طلب کی۔

اس وقت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے مزاج تشریف میں تغیر ہوا اور لفظ بہ لفظ موت کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے۔ چنانچہ اسی دن ظہر کے وقت طائر روح پاک نے عالم قدس کو پرواز کی اور رفیقِ اعلیٰ سے جا ملا۔ قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ تشریح: آپ کی وفات ظہر کے وقت ہفتہ کے دن ۱۱۷۶ھ محرم الحرام ۱۱۷۶ھ مطابق ۲۱ اگست ۱۷۶۲ء کو دہلی میں ہوئی اور اپنے والد ماجد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ (القول الجلی کی بازیافت ص ۴۳-۴۵، بحوالہ القول الجلی ص ۲۶۳)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سحری علالت اور وصال کی نہایت اہم تفصیلات پر مشتمل سید محمد نعمان حسنی کے مکتوب بنام شاہ ابوسعید حسنی رائے بریلوی کا اردو ترجمہ ملاحظہ ہو۔ پروفیسر

بلکہ آپ کی تاریخ وفات اس مصرع سے نکلتی ہے: ع

اولیٰ امام اعظم
marfat.com

Marfat.com

خلیق احمد نظامی کے مطابق یہ مکتوب نسیم احمد فریدی نے ندوۃ العلماء کے کتب خانہ میں دریافت کیا تھا۔ ترجمہ نظامی صاحب نے کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ شانہ۔ اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اس کی نعمتوں پر نیز جذبہ رضا با تقصا کے حصول پر اور مصیبت و بلا میں صبر کے حاصل ہونے پر۔ اور درود سلام سید الشاکرین، زبدۃ الراضین، قدوۃ الصابریں، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ پر اور (آپ کے ضمن میں) آپ کے آل و اصحاب پر جو کہ طیب و طاہر تھے اور آپ کے وارثین یعنی علمائے راہنما اور اولیائے مرشدین پر تاقیام قیامت۔

حمد و صلوات کے بعد واضح ہو کہ امام سنت و جماعت مقتدائے ارباب کرامت، پیشوائے عرفائے زمان، سرآمد اولیا جہان، قطبِ زمانی، محبوب سبحانی، سیدنا و مرشدنا ولی اللہ فاروقی، مجددِ وقت رضی اللہ عنہ کے انتقال پر بلال کا واقعہ اگر تفصیل سے لکھا جائے تو ہم جیسے غم زدہ لوگوں کے مناسب حال ہے۔ ہمارے دوست کے دل میں کیا آیا کہ ہمیں فراق و ہجوری میں مبتلا کر گیا۔ — و امصیباہ — اللہ تعالیٰ کی

شان بے نیازی کا عجیب نمونہ ہے کہ ایسے مقتدا کی روح کو صرف ۶۲ سال کی عمر میں جمعیٰ الٰہیٰ تاملہ و راضیۃ قرضیۃ (اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف راہنی اور پسندیدہ ہو کر رجوع ہو جا) کی ندا دے دی گئی اور بد و ضلالت والوں کو خوش آمد صحابہ دین کو اندوہ گیس کر دیا گیا۔

— یعنی محرم الحرام ۱۴۳۶ھ کی آخری تاریخ میں ہفتہ کے دن ظہر کے وقت حکم خداوندی کے مطابق حضرت اقدس کے طائرہ روح مطہر نے اوج علیین پر اپنا نشمن بنالیا۔ اصحاب و احباب کی حالت آنجناب کی مفارقت سے ایسی خراب و خستہ تھی کہ احاطہ تحریر میں نہیں آسکتی۔ . . . اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ پر اور آپ کے متوسلین پر نازل ہو۔

اب میں اصل مقصد کی طرف آتا ہوں۔ فضل الہی سے اور درگاہ حضرت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں اس عاصی کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کشش نے اپنی طرف کھینچا چنانچہ

ذی قعدہ (۱۵؍۱۹۸۷ء) کے مہینہ میں بڈھانہ جا کر آستانہ بوسی کی سعادت حاصل ہوئی اور جناب قدسی القاب (حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کی صحبتِ اقدس سے مشرف ہوا۔ بڈھانہ سے حضرت ایٹان ۹ ذی الحجہ (۱۵؍۱۹۸۷ء) کو بغرض علاج شہرہ ملی تشریف لائے اور یہاں بابا فضل اللہ کے مکان پر مسجد روشن الدولہ کے احاطہ میں جو چوک سعد اللہ خان میں واقع ہے، فروکش ہوئے۔

فرزندانِ گرامی قدر میں سے میاں محمد صاحب میاں عبدالعزیز میاں رفیع الدین مدظلہم العالی (اور اقربا و متوسلین میں سے) میاں محمد عاشق صاحب میاں اہل اللہ صاحب میاں محمد فائق، میاں محمد حواد اور خواجہ محمد امین وغیرہ حاضر خدمت تھے۔

یہ غلام اور میر محمد عتیق نیز میر قاسم علی جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے آخری ایام میں شرف بیعت سے مشرف ہوئے تھے، ہر روز حاضری اور خدمتگاری سے سعادت اندوز ہوتے رہتے تھے۔ مشفق من! یہ آخری مجلسیں بھی عجیب پر کیف اور پر فیض تھیں۔ نصیحتِ انس و رحمت اور رشتہاتِ قدس و برکت بارشش کی طرح بہتے تھے۔ اکثر اہل نسبت حضرات اپنے وجدانِ صحیح سے اس کو محسوس کرتے تھے۔ اہل اللہ اور عارف تو ہمیشہ اور ہر زمانہ میں ہوتے ہیں، مگر ایسا مردِ حقانی جو جمیع اوصاف حمیدہ کا حامل ہو اور جو کتاب و سنت کا اجتہادی نشان سے بہترین عالم ہو، نیز حقائق و معارف میں بحرِ موج ہو اور دیگر علوم میں دریائے ذخار ہو۔ صدیوں کے بعد پیدا ہونا ہے۔

دور ہا باید کہ تا یک مرد صاحبِ دل شود

بازید اندر حسرا ساں یا سہیل اندرین!

دوستوں کو چاہیے کہ صبر و شکیبائی کو اختیار کر کے حضرت شیخ کی نسبت رابطہ کو محبت کے ساتھ تصور میں لا کر مراقباتِ معلومہ میں مشغول رہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو فیضِ صحبت و رابطہ برابر باقی رہے گا جیسا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بعض رسائل سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ یہ امر بھی لائقِ حمد ہے کہ حضرت صاحبِ قدس سرہ کی آپ سے رضامندی اور

ضروری ہے جین تاکہ ان کو داخل مکاتیب کیا جاسکے۔

حضرت میاں اہل اللہ صاحب اور دیگر متوسلین نیز صاحبزادگان کی طرف سے نام بنام سلام مطالعہ فرمائیں۔ میں نے بڑھانہ میں حضرت اقدس کی خدمت میں بھائی محمد معین رحمہ اللہ علیہ کی وفات کی کیفیت بیان کر دی تھی۔ حضرت رحمہ اللہ علیہ نے ان کی روح کو ایصالِ ثواب کیا تھا اور بڑا افسوس ظاہر فرمایا تھا۔ (شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات ص ۲۰۲)

جس روز حضرت اقدس حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں مقبولیت

صالح (جس کو آپ سے ملاقات کا اتفاق نہ ہوا تھا) نے خواب دیکھا کہ حضرت سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) ایک مقام پر تشریف فرما ہیں اور یہ شخص بھی اس مقام پر حاضر ہے۔ ناگاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) وہاں سے اٹھ کر ایک جانب تشریف لے گئے۔ اس نے پوچھا، کہاں تشریف لے گئے، لوگوں نے کہا شاہ ولی اللہ آ رہے ہیں ان کے استقبال کو تشریف لے گئے ہیں۔

ایسا ہی ایک دوسرے شخص کا واقعہ ہے جو تین منزل راہ پر تھا۔ اس نے خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا چوڑا ہے جس پر فرشتے بچھا ہوا ہے اور اس پر حضرت اقدس انتہائی حسین شکل میں لباسِ فاخرہ زیب تن کیے ہوئے تشریف فرما ہیں اور یہ رانی (خواب نے کھنے والا) بھی خدمتِ اقدس میں حاضر ہے۔ ناگاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری پہنچی جس کا ہوج انتہائی پرنکلف مثل حجلہ عروسی کے ہے اس کو اس چوڑے کے قریب اتارا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چہرہ مبارک اس حجلہ سے باہر نکال کر حضرت اقدس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ ہم محض انہی کی وجہ سے آئے ہیں۔ (القول الجلی ص ۳۶۷)

حضرت اقدس کے بڑے صاحبزادے شیخ محمد صاحب نے فرمایا کہ وصالِ کجورے

روز حضرت اقدس ہماری نظر میں متثل ہوئے۔ اسی دن ایک جوان

طالب علم نے یہ خواب دیکھا کہ حضرت اقدس زردلیاس میں طوبوس تشریف فرما ہیں اور میاں شیخ محمد صاحب اس واقعہ جانکاہ سے نہایت بے قرار اور مضطرب ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت اقدس نے فرمایا کہ کیوں پریشان ہوتے ہو، کیا موت کا گمان کرتے ہو، اس کے کون سے آثار ہم میں ہیں۔ اگر جسم سے روح کا انقطاع سمجھتے ہو تو دیکھ لو کہ ہم (خود) موجود ہیں اور بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور اگر تمہارا مطلب نقل مکانی ہے تو چونکہ وہاں گرمی تھی اس لیے ہم وہاں سے منتقل ہو گئے اور بڈھانہ سے چلے آئے ہیں۔ (القول الجلی ص ۳۶۷)

حضرت شاہ عبدالعزیز سے منقول ہے، ملاحظہ ہو (ترجمہ) **سوئم اور سجادہ نشینی** تیسرے روز آدمیوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ حساب سے

باہر ہے۔ اکیاسی ختم کلام اللہ تو شمار میں آئے اور اس سے زیادہ ہی ہوئے ہوں گے اور کلہ شریف کا تو کوئی شمار ہی نہیں۔ (ملفوظات غزنی بحوالہ اسلامی تقریبات۔ ثواب العبادات ص ۲۸) شیخ محمد فرماتے ہیں کہ ہم نے اس وقت (بوقت وصال مبارک) انتہائی بے قرار ہو کر عرض کیا کہ یا حضرت ہمیں کس کے سپرد کر کے جا رہے ہیں۔ فرمایا، کیوں پریشان ہوتے ہو، فلاں (شاہ محمد عاشق) تو موجود ہے۔ اور اپنے اس خاکسار یعنی مؤلف کتاب ہذا کی طرف اشارہ فرمایا اور میاں اہل اللہ جو حضرت اقدس کے برخوردار ہیں وہ بھی موجود ہیں۔ پھر ہم نے کہا کہ آپ ہی ہمارا ہاتھ پکڑ کر ان کے سپرد کر دیں۔ حضرت اقدس نے پانچوں بھائیوں کے ہاتھ لے کر اپنے اس خاکسار مؤلف کے ہاتھ میں دے دئے۔

پھر فاتحہ سوئم وغیرہ کے اختتام کے بعد بموجب اشارہ جو کلام کرامت نظام سے سمجھا گیا تھا دستار سجادہ نشینی (شاہ عبدالعزیز کے سر پر، نیز دستار خلافت (دیگر) صاحبزادگان کے سروں پر باندھی اور جلیل القدر کام کی انجام دہی اس بندہ مؤلف نے کی۔ (القول الجلی ص ۳۶۸) آپ کے سوئم کے روز انبوء عظیم تھا اور تمام مشائخ عظام اور علمائے شہر موجود تھے شیخ محمد صاحب نے اس درمیان بحالت بیداری مشاہدہ کیا کہ عالم اعلیٰ کا ایک جسم غفیر صحن مسجد میں جہاں مجلس سوئم منعقد تھی، موجود ہے۔ (القول الجلی ص ۳۶۷-۳۶۸)

اولادِ امجاد | آپکی اولاد میں سے چار لڑکے جوان ہوئے۔ انہوں نے علوم حاصل کیے اور پھیلائے اور اصحابِ تصنیف و درس ہوئے ان کے نام یہ ہیں :-

شیخ عبدالعزیز محدث، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالغنی قدس سرہم حضرت شاہ عبدالعزیز محدث سب سے ہوتہار، صاحب علم ظاہر و باطن اور آپ کے علوم کے جامع اور آپ کے جانشین ہیں۔ اپنے عظیم باپ کی وفات کے بعد آپ ہی والدِ بزرگوار کی مسندِ علم و عرفان پر جلوہ افروز ہوئے (مختصراً)۔

(حجۃ اللہ البالغہ مترجم ص ۲، منظور الوجدی)

ایک دن شاہ ولی اللہ نے چار فرزند ان گرامی کو بشاراتِ عظیمہ سے نوازا آپ نے شیخ عبدالعزیز سے فرمایا۔ تمہارا نام ملا علی میں حجۃ اللہ ہے اور رفیع الدین کا نام ابو العجائب ہے۔ ان کو عناصر کی تسخیر حاصل ہوگی، جو بات کہیں گے وہ ہوگی اور عبدالقادر کا نام معین الحق ہے اور وہ مال سے یا دوسرے طریقہ سے حجۃ اللہ (شیخ عبدالعزیز) کی مدد کریں گے۔

یہ سن کر شیخ عبدالعزیز نے آپ سے کہا کہ کیا ولایت مجھے نہ ملے گی۔ آپ نے فرمایا، تم سمجھتے نہیں۔ حجۃ اللہ، اللہ تعالیٰ کا آلہ ہے، وہ اس سے مراد کی تکمیل کرانا ہے۔ محمد عاشق نے کہا، الحمد للہ! سب میں بشارات کے آثار صاف طور پر ظاہر ہیں (القول الجلی کی بازیافت ص ۲۳-۲۴ بحوالہ القول الجلی ص ۲۶۲)

شاہ صاحب کا عرس ہوتا تھا | مترجم لفظ جلی جناب نقی انور حاشیہ میں فرماتے ہیں :-

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے ایک مکتوب بنام شاہ ابوسعید بریلوی علیہما السلام سے معلوم ہوا کہ آپ نے کلام پاک حفظ کیا تھا جس سال شاہ رفیع الدین صاحب فاضل التحصیل ہوئے اور شاہ عبدالقادر صاحب قریب بفرارغ تھے۔ اسی سال شاہ عبدالغنی کلام پاک کے

حفظ سے فارغ ہوئے (حضرت شاہ عبدالعزیز) فرماتے ہیں :
 ”رفیع الدین بفضل الہی از تحصیل علوم فارغ شدہ در مجلس عرس حضرت (علیہ الرحمۃ)
 کہ مجمع علماء فقر اولو دستار ترک بستہ اجازت درس دادہ شدہ و عبد الغنی قرآن را ختم
 نمودہ در رمضان گذشتہ در محراب ایستادہ شد۔ الخ“
 یعنی ”رفیع الدین اللہ کے فضل سے فارغ التحصیل ہو گئے حضرت (علیہ الرحمۃ) کے
 عرس کی محفل میں جبکہ علماء فقر اکام جمع تھا۔ دستار ترک ان کے سر پر باندھ کر درس کی
 اجازت دے دی گئی۔ عبد الغنی نے قرآن (حفظ) ختم کر لیا، گذشتہ رمضان میں محراب
 سنا ہے۔ الخ“

ان قلمی مکتوبات کو مع ترجمہ مولانا نسیم احمد صاحب امرہوی نے رسالہ ”الفرقان“ لکھنؤ
 میں شائع کرایا اور دوبارہ رسالہ ”الرحیم“ (اگست ۱۹۴۵ء) میں شائع ہوا۔ مولانا امرہوی مدظلہ
 نے بھی کسی ظاہری مصلحت کے پیش نظر، نیز اس دور کے بیشتر علماء کی تقلید جابد کرتے ہوئے
 شاہ صاحب (علیہ الرحمۃ) کے مکتوب گرامی سے بے تکلف یہ الفاظ حضرت کے عرس کی محفل
 میں ”خارج کر دیئے معلوم نہیں تحقیق و دیانت کے اصول سے یہ کیسے جائز کر لیا گیا ہے۔ ان
 قلمی مکاتیب کی نقول خود مکتوب الیہ حضرت بریلوی کی عطا کی ہوئی میرے کتب خانے میں موجود ہیں
 محترم مولانا نور الحسن کاندھلوی کو آفرین صد آفرین، بڑی ہمت و جرات بیاباگانہ
 سے کام لیا کہ رسالہ فکر و نظر جولائی۔ ستمبر ۱۹۸۷ء، اسلام آباد، پاکستان ص ۱۲۵۔ ۱۲۶
 میں ”مجلس عرس“ نقل کر دیا۔ اگرچہ عرس کے بعد کالفظ ”حضرت“ حذف فرمایا جس سے
 یہ ثابت ہے کہ شاہ عبدالعزیز (علیہ الرحمۃ) بھی اپنے اکابرین کے طریقہ کے مطابق حضرت اقدس
 (علیہ الرحمۃ) کا عرس کرنے کے پابند تھے پھر ص ۱۲۶، ۱۲۷ میں موصوف نے مجلس عرس کا ترجمہ
 ”یادگار مجلس“ کیا ہے۔ میں تو انگشت بدندان رہ گیا کسی لغت میں یہ ترجمہ تلاش سے بھی
 نہ ملا۔ ممکن ہے کسی جدید قلمی لغت میں یا جدید تحقیق ہو۔ کاش یہ سہواً ہوا ہونہ قصداً۔ (قلمی نوہا)
 (القول بحلی، اردو، حاشیہ صفحہ ۳۶۹-۳۷۰)

آپ کے جانشین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (اپنے والد) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عرس کرتے تھے۔ مولوی عبدالحکیم ملتانی نے آپ پر یہ اعتراض کیا کہ تم نے عرس کو فرض سمجھ لیا ہے۔ سال بہ سال کرتے ہو۔ اس کا شاہ صاحب نے درج ذیل جواب دیا جو تذبذب النصاب سے منقول ہے۔ آپ فرماتے ہیں: (ترجمہ)

”یہ طعن جس پر کیا جا رہا ہے اس کے حالات سے بے خبری اور جہالت کی بنا پر ہے اس لیے کہ سوائے فرائض مقررہ شرعیہ کے کوئی شخص کسی شے کو فرض نہیں جانتا۔ ہاں یہ بیات ضرور ہے کہ زیارت قبور اور قبور صالحین سے برکت حاصل کرنا، قرآن مجید کی تلاوت، دعائے خیر، تقسیم طعام و شیرینی بالاتفاق علمائے کرام مستحسن اور خوب ہے۔“

اور روز عرس کے متعین کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دن ان کے دارِ عمل سے دارِ ثواب کی طرف انتقال کی یاد تازہ کرتا ہے۔“

(زبدۃ النصاب ص ۳۲ بحوالہ مسلک امام ربانی ص ۲۵، دین مصطفیٰ، اعلاء کلمۃ اللہ ص ۶۶)

کشف و علم | حضرت اقدس کاسن شریف بارہ سال کا ہو گا کہ ایک تقریب میں کسی عزیز سے آپ نے فرمایا کہ ارباب ریاضات کو جو کچھ کشف و کرامات سے مکشوف ہوتا ہے، وہ پاک طہنیت لوگوں کو بلا ریاضت و مجاہدہ کے حاصل ہو جاتا ہے اس لیے کہا کہ اس کی کوئی مثال دیکھئے تاکہ یہ بیات مان لی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہو جائے گا۔

اسی دن حضرت ظہریا عصر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ وہ صورتِ علمی جو آپ کی ولادت باسعادت سے بیس یا پچیس سال پیش یا اس سے کچھ زائد ان عزیز سے بمقتضائے جوانی سرزد ہوئی تھی، اور انہوں نے اس کے چھپانے کی بہت کوشش کی تھی آپ کے سامنے ظاہر ہوئی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو یہ صورت حال ان عزیز سے بیان کی۔ اس واقعہ کے دو تین روز ہی بعد وہ عزیز (اتفاق سے) کسی غیر آدمی کے گھر گیا اور

وہاں اتفاقاً اس سے خلوت میں کوئی لغزش ہو گئی۔ جب وہاں سے واپسی پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے وہ پورا واقعہ اس سے بیان کر کے فرمایا کہ یہ دوسرا گواہ ہے۔ اس وقت سے وہ عزت بردار سے آپ کے معتقد ہو گئے، الخ۔ (القول بحلی ص ۱۲۵-۱۲۶)

ایک روز کوئی شخص ایک نادر کتاب بغرض فروخت حضرت اقدس کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا چونکہ وہ کتاب قیمتی تھی اور بہت سستی بل رہی تھی، آپ نے اسے خریدنا چاہا، لیکن آپ کے پاس دینے کے لیے قیمت نہ تھی۔ آپ گھر کے اندر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ جو شخص اتنی رقم مجھے دے دے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کا عوض اس کو عنایت فرمائے گا گھر کی ملازمتوں نے مطلوبہ رقم جمع کر کے پیش کی۔ آپ نے وہ رقم لے کر کتاب خرید لی۔ دو تین روز بعد ایک مالدار شخص نے آپ کی خدمت میں ایک بہت قیمتی زمانہ جوڑا اندر کیا۔ آپ اس کو لے کر گھر میں گئے اور فرمایا کہ یہ پوشاک اس دن کی خدمت کا صلہ ہے۔

ایک روز شعبان میں آپ کے گھر میں کچھ موجود نہ تھا جو اہل علم اور فقراء پر خرچ فرماتے ملازمین نے آپ سے عرض کیا۔ آپ نے قدرے تامل فرما کر ارشاد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ رقم عطا فرمائی ہے، انشاء اللہ عنقریب آتی ہوگی۔ خادین اسی انتظار میں تھے کہ ایک شخص کچھ رقم لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور کے خدام پر صرف کی جائے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ تیرے دل میں یہ بات کیسے آئی۔ اس نے عرض کیا کہ میرے دل میں تھا کہ رمضان مبارک میں فقراء کیلئے کھانا پکواؤں گا۔ آج دل میں یہ خطرہ آیا کہ فقراء کو کھانا کھلانے کیلئے رمضان ہی کا مہینہ ضروری نہیں ہے پھر خیال آیا کہ کھانا پکانے کی کیا ضرورت ہے۔ اتنی رقم حضور کی خدمت میں پیش کر دینی چاہیے تاکہ جس طرح آپ مناسب سمجھیں فقراء کے خانقاہ پر خرچ فرمائیں، یہی سب سے مناسب ہے لہذا اتنی رقم خدمت اقدس میں پیش کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ اے عزیز تمہارا یہ عمل مقبول ہوا اللہ تعالیٰ مجھ پر اس سے قبل الہام فرما چکا تھا کہ اتنی رقم میں نے تمہیں بھیجی ہے، عنقریب پہنچ جائے گی۔ اس وقت سے میں منتظر رہا۔ بحمد اللہ، اس وقت وہ پہنچ گئی۔ وہ شخص یہ سن کر شکر الہی بجالایا۔ (القول بحلی ص ۱۲۲)

زمانہ طفولیت میں حضرت بزرگ قدس سرہ کے ایک مرید نے جو اطرافِ دہلی کے تھے اور بادشاہ کے وہاں ملازم تھے، حضرت اقدس کے لیے زرکار کپڑے کا ہدیہ بھیجا۔ گھر کے لوگوں نے اس خیال سے کہ عیدِ قریب آگئی ہے اس روز آپ کو پہنائیں گے لباسِ مذکورہ آپ سے چھپایا۔ آپ نے ازراہِ کشف معلوم کر کے اس کپڑے کے بارے میں سب سے فرمایا۔ گھر والوں نے اس کے چھپانے کی اور کوشش کی۔ آپ نے ذرہ برابر پرواہ نہ کی بلکہ اس کے برآمد کرنے پر مصر رہے اور فرمانے لگے، وہ زرکار لباس ہمیں دکھاؤ۔ مجبوراً وہ کپڑا لایا گیا اور آپ نے زیب تن فرمایا۔ (القول الجلی ص ۱۲۱)

شیخ کی مدح اور مشرق کے فضائل کو وسیلہ بنانا۔ ایک طریقہ

خواجہ محمد امین نے بیان کیا کہ ایک پارٹس نے بمبئی میں دیکھا کہ جناب حضرت ولی نعمت مظلّم مجھے اپنے خاص حالات و کمالات تحریر کرنے کا حکم فرما رہے ہیں۔ (القول الجلی ص ۳۵)

خواجہ محمد امین ولی اللہی لکھنوی نے ایک رسالہ مشرق کے فضائل میں تحریر کیا ہے اور اس کے کچھ حصے میں آپ کے حقائق و معارف انتہائی خوبی اور لطافت کے ساتھ جمع کیے ہیں اور ایک جزو لطیف مناجات میں مشنوی کا بھی ہے جس میں کمال (سوز) رقت و شیرینی ہے اور مناجات میں حضرت ولی نعمت کے فضائل و مناقب کی انتہائی ملاحظت اور حسن ادا سے شامل کر کے وسیلہ بنایا ہے۔ (القول الجلی ص ۶)

کرامت معمولی زادراہ، اور طویل سفر

کاتھا۔ ایک سفرِ ظفر میں آپ سے متعدد کرامات صادر ہوئیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وقتِ روانگی زبانِ غیب بیان سے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ ہمارے تمام امور کا کفیل ہے۔ اس سفر میں ہرگز بھوکا نہ رکھے گا اور صحیح سلامت واپس لائے گا۔ اور اس کی بھی اس طرح تحقیق ہوئی کہ باوجود زادراہ کی قلت کے گھر سے روانہ ہوتے وقت تین چار روپے

سے زائد نہ تھے۔ پورے سفر میں کہیں فائدہ نہ کرنا پڑا، بلکہ دورانِ سفر سب لوگ بہترین
(مغز) کھانے کھاتے رہے۔
(القول الجلی، اردو حصہ ۱۳۷)

کرامت۔ گمشدہ دستاویز مل گئی | حکیم ابو اوفانے ایک روز اپنے
روزینہ کا دستاویز (کاغذ) جس

میں کچھ حصہ جاری تھا، نیاز گل خان کو یہ کہہ کر دیا کہ وہ نجیب الدولہ سے دستخط کروا کر
باقی بھی جاری کرادیں۔ تھوڑے دنوں بعد جب حکیم صاحب موصوف نے ان سے وہ
مذکورہ کاغذ مانگا تو خان مذکور کو یاد آیا اور انہوں نے اسے تلاش کیا لیکن نہ ملا۔ اس
وقت وہ یہ سمجھے کہ گم ہو گیا۔ جواب دیا کہ میرے پاس نہیں، شاید تم لے گئے ہو۔ وہ
بہت پریشان ہوئے کہ اب کیا کرنا چاہیے، جو سند تھی وہ بھی گم ہو چکی (اور کوئی ثبوت
باقی نہ رہا) پریشان ہو کر حضرت اقدس سے یہ صورتحال عرض کی اور اپنا اضطراب بیان کیا
آپ نے اسی وقت گل خان کو تحریر فرمایا کہ خوب اچھی طرح ڈھونڈو۔ انہوں نے آپ
کے لکھنے کے مطابق بہت تلاش کیا لیکن کاغذ نہ ملتا تھا نہ ملا۔ اسی پریشانی میں تھے کہ
ایک شخص نے ایک کاغذ لا کر دیا کہ یہ یہاں پڑا ہوا تھا۔ جب انہوں نے اس کو دیکھا تو
وہ وہی گمشدہ دستاویز تھی۔
(القول الجلی، اردو حصہ ۳۵۹)

مجیب الدعوات تھے | قصبہ بھیت میں جو کاتبِ حروف کا وطن ہے،
ڈاکوؤں کی بہت کثرت تھی۔ آئے دن ڈاکہ زنی،

لوٹ مار، قتل و غارت گری کا بازار گرم رہتا تھا جس کی وجہ سے سارا قصبہ سہما رہتا تھا۔
مختلف تدابیر کے باوجود کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ ناچار حقائق آگاہ شاہ نور اللہ حن کا وطن بھی
قصبہ مذکور ہے، حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورتِ حال عرض کی، اور اس مصیبت
سے چھٹکارا پانے کے خواستگار ہوئے۔ آپ نے ان کی استدعا پر مالکِ حقیقی کی طرف متوجہ
ہو کر دعا فرمائی۔ جنابِ الہی سے الہام ہوا کہ ”ہم اس قصبہ کے باشندوں کے محافظ ہیں“ اس
وقت سے لے کر اب تک تقریباً نصف صدی گزر چکی ہے کسی کے ایک بیل تک کا نقصان

نہیں ہوا نہ کسی کار و پیر پیسہ لوٹا گیا، باوجودیکہ قصبہ مذکور کے اطراف و جوانب کے گاؤں اب بھی ڈاکہ زنی سے محفوظ نہیں ہیں۔
(القول الجلی ص ۱۴۲-۱۴۳)

مقامات | آپ کی تاریخ پیدائش ۱۱۴۲ھ ہے جو ایک عدد کی زیادتی کے ساتھ عظیم الدین سے برآمد ہوتی ہے۔ اور تاریخ وصال ۱۲۰۶ھ ہے اور اس مصرع سے نکلتی ہے:

ع اد بود امام اعظم دین

اخلاق و عادات | مولانا محمد متین ہاشمی رقم طراز ہیں:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو قدرت نے

ابتدا ہی سے حکیمانہ مزاج اور مومنانہ اخلاق کا حامل بنایا تھا۔ چنانچہ آپ بچپن ہی سے نرم خو، بردبار، سنجیدہ، خوش اخلاق، ستودہ صفات، محنتی، پاکیزہ اطوار، متقی اور ملنسار تھے۔ آپ نے عام بچوں کی طرح بچپن میں بھی کسی بات پر ضد نہیں کی اور نہ اپنا وقت کھیل کود میں ضائع کیا۔ آپ کے مزاج میں اتنی سادگی تھی کہ کبھی کسی خاص کھانے یا کپڑے کی خواہش کا اظہار نہیں فرمایا، جو بلا کھالیا اور جو میسر آیا پہن لیا۔ اور اپنا زیادہ وقت پڑھنے پڑھانے اور عبادت و ریاضت میں گزارا۔ شاہ صاحب کی جوانی فرشتوں کے دامن کی طرح پاک اور بے داغ تھی۔ آپ کے مزاج میں عام جوانوں کی طرح تشدد اور تیزی نہیں تھی۔ حکیمانہ ظرف بینی اور عالمانہ کردار جوانی ہی میں پیدا ہو چکا تھا۔

والد بزرگوار کی پاکیزہ تربیت نے آپ کو سچے مستغنی المزاج اور متوکل علی اللہ بنا دیا تھا۔ آپ کبھی امراء کے دروازے پر نہیں گئے اور کسی کے آگے دست سوال دراز کیا آپ ہمہ تن علوم و تہذیب کی خدمت میں مشغول رہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی پوری کفالت فرمائی۔ آپ بڑے فیاض اور سخی واقع ہوئے تھے۔ دور دراز علاقوں سے لوگ آپ کے چشمہ علم سے سیراب ہونے کیلئے آیا کرتے اور آپ سب کے اخراجات کا بار اٹھاتے تھے۔ جو مسافر یا مہمان آتا آپ اس کی مہمان لوانی انتہائی فراخ حوصلگی اور دیادلی سے

کرتے۔ طالبانِ علم کیلئے تو آپ کا آستانہ پناہ گاہ تھا۔ آپ اپنے معمولات میں اتباعِ سنت کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ آپ بیک وقت ایک حکیم، نکتہ شناس، ایک صوتی صافی، ایک محدث، ایک مفسر، ایک فقیہ، ایک بے مثال صاحبِ طرز ادیب، الشاہِ پرواز، شاعر، سیاست دان، معقول، مفکر، معاشیات کے ماہر، عمرانیات کے رمز آشنا، تاریخ کے خواص، مدیترانہ ذہن کے مالک، مجتہدانہ بصیرت کے حامل اور سب سے بڑھ کر ایک کامل و اکمل انسان تھے۔

یہی وجہ ہے کہ غلطی سی زندگی میں آپ نے علم و معرفت کا وہ باغ سجایا جس کی تازگی و شکفتگی میں آج تک کمی نہیں آئی اور نہ ہی قیمت تک آئے گی۔ (انشاء اللہ العزیز)
(سطحات، اردو ص ۱۳۱)

آپ نے فرمایا: **حقائق و معارف کی شان**
”اگر کوئی میرے بیان کیے ہوئے معارف اور حقائق کو اس طرح لکھ لے کہ لوگ سمجھ سکیں تو وہ فوائد و اسرار کا مشاہدہ کرے گا۔“
(القول الجلی کی بازیافت ص ۵۲-۵۳، القول الجلی اردو ص ۱۳۱)

خود فرماتے ہیں: **سلسلہ طریقت**
تصوف میں ہمارا سلسلہ صحبت اور طریقت و سلوک کے آداب میں ہمارے اخذِ علم کا واسطہ صحیح مشہور اور منقول روایت کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ملتا ہے۔ گو تصوف کے ان مخصوص آداب اور اشغال کا تعین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں۔ اس بندہ ضعیف ولی اللہ نے، خدا سے مغفرت کرے اور اپنے پیش و صاحبین سے ملائے اپنے والد شیخ اجل عبدالرحیم کی صحبت سے اللہ ان سے راضی ہو اور ان کو راضی رکھے (رضی اللہ عنہ وارضاه۔ ثناء عیسیٰ ترجمہ القول الجلی) ایک طویل مدت تک فیض حاصل کیا۔ ان سے میں نے ظاہری علوم پڑھے اور طریقت کے آداب سیکھے۔ اس بندہ ضعیف نے ان کی کرامات دیکھیں، ان سے مشکلات کے حل پوچھے اور طریقت و حقیقت اور واقعات و

احوال و کرامات کی قبیل میں سے جو کچھ ان پر اور ان کے مشائخ پر گزرا تھا، ان امور کے بارے میں ان سے بہت کچھ سنا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ موصوف کو میری طرف سے اور جو دوسرے استفادہ کرنے والے ہیں ان کی طرف سے جزائے خیر دے۔

بندہ ضعیف نے اپنے والد کی صحبت پائی اور والد بزرگوار بہت سے مشائخ کی صحبت سے مستفیض ہوئے جن میں سے یہ تین بڑے جلیل القدر ہیں:

اول خواجہ خرد جو شیخ احمد سرہندی، شیخ الہرداد اور خواجہ حسام الدین کے صحبت یافتہ تھے۔ اور یہ تینوں خواجہ خرد کے والد خواجہ باقی باللہ کے صحبت یافتہ تھے۔

دوسرے بزرگ شیخ عبداللہ ہیں جو شیخ آدم بنوری کے صحبت یافتہ تھے۔ انہیں شیخ احمد سرہندی کی صحبت ملی تھی اور شیخ احمد سرہندی خواجہ محمد باقی باللہ کے صحبت یافتہ تھے۔ تیسرے شیخ خلیفہ ابوالقاسم ہیں جنہوں نے ملا علی محمد کی صحبت پائی اور وہ امیر ابوالعلا کی صحبت میں بیٹھے تھے۔

خواجہ محمد باقی باللہ نے خواجہ محمد کنگی کی صحبت پائی۔ وہ مولانا محمد درویش سے فیضیاب ہوئے مولانا محمد درویش مولانا محمد زاہد کی صحبت میں بیٹھے اور مولانا محمد زاہد نے خواجہ عبید اللہ احرار کی صحبت پائی۔ اس طرح امیر ابوالعلا امیر عبداللہ کی صحبت میں بیٹھے امیر تکی نے خواجہ عبدالخالق سے فیض حاصل کیا اور وہ خواجہ عبید اللہ احرار کے صحبت یافتہ تھے۔

خواجہ عبید اللہ احرار نے کسی بزرگوں کی صحبت پائی جن میں سے مشہور مولانا یعقوب چرخئی اور خواجہ علاؤ الدین غجدوانی ہیں۔ یہ دونوں کے دونوں خواجہ نقشبند سے بلا واسطہ مستفید ہوئے۔ اس کے علاوہ مولانا یعقوب چرخئی نے خواجہ علاؤ الدین عطار کی کھی صحبت پائی۔ اسی طرح خواجہ علاؤ الدین غجدوانی محمد پارسا کی صحبت میں بیٹھے اور خواجہ علاؤ الدین عطار اور خواجہ محمد پارسا دونوں خواجہ نقشبند کے جلیل القدر اصحاب میں سے تھے۔

خواجہ نقشبند (رضی اللہ عنہ) نے بہت سے بزرگوں کی صحبت پائی جن میں سے سب سے زیادہ جلیل القدر محمد سماسی اور ان کے خلیفہ امیر سید کلال ہیں۔ خواجہ محمد سماسی نے خواجہ علی مستینی

سے فیض پایا۔ انہوں نے خواجہ محمود ابوالخیر فغنوی سے۔ انہوں نے خواجہ عارف ریوکری کے، وہ خواجہ عبدالحق مجدوانی کی صحبت میں بیٹھے۔ انہوں نے خواجہ یوسف ہمدانی سے فیض پایا اور وہ علی فارمدی کے صحبت یافتہ تھے۔ علی فارمدی کے بہت سے مشائخ تھے جن میں سے یہ دو سب سے زیادہ مشہور ہیں: ایک امام ابوالقاسم قشیری جو ابوعلی دقاق کے صحبت یافتہ تھے وہ ابوالقاسم نصیر آبادی کے، اور ابوالقاسم نصیر آبادی ابوالحسین حضرمی کے صحبت یافتہ تھے ان دونوں نے شبلی کی صحبت پائی اور وہ سید طریقت حضرت جنید بغدادی کی صحبت میں بیٹھے۔ علی فارمدی کے دوسرے شیخ خواجہ ابوالقاسم گرگانی ہیں جو ابو عثمان مغربی کی صحبت میں بیٹھے۔ وہ ابوعلی کاتب کے فیض یافتہ تھے اور وہ ابوعلی رُدباری کے۔ اور ابوعلی رُدباری جنید بغدادی کے۔

سید طریقت جنید بغدادی نے اپنے ماموں سری سغلی کی صحبت پائی۔ انہوں نے معروف کرخی کی اور معروف کرخی بہت سے مشائخ سے فیض یاب ہوئے جن میں سب سے مشہور ایک تو امام علی بن موسیٰ رضا ہیں جو اپنے امام موسیٰ کاظم کے صحبت یافتہ تھے۔ وہ اپنے والد امام جعفر صادق کے، وہ اپنے والد محمد باقر کے، وہ اپنے والد امام زین العابدین کے، وہ اپنے والد امام حسین کے وہ اپنے والد امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت پائی۔

معروف کرخی کے دوسرے مشہور شیخ ابو داؤد طالی ہیں جو فضیل اور عبید مجبی اور ذوالنون کے صحبت یافتہ تھے۔ ان تینوں نے تابعین اور تبع تابعین میں سے بہت سے مشائخ کی صحبت پائی، جن میں سب سے بڑھ کر جلیل القدر حسن بصری ہیں۔ یہ تابعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی صحبت میں بیٹھے۔ ان صحابہ میں سے ایک حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سنت کے حافظ تھے۔ الغرض یہ ہے ہمارے طریقہ کا سلسلہ صحبت جس کی نہ تو صحبت میں نہ شروع سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اس کے متصل ہونے میں شک کیا جاسکتا ہے۔

اس سلسلے میں امام جعفر صادق کو اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی انتساب حاصل ہے۔ قاسم نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے فیض پایا۔ انہوں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

یہ اوپر تو ہمارے طریقے کے ایک سلسلہ صحبت کا بیان ہوا۔ اس کے علاوہ ہمارے اور بھی سلسلے ہیں جن میں سے کسی میں کہیں کہیں تو صحبت کا اتصال ہے اور کہیں بیعت اور خرقے کا۔ چنانچہ بندہ ضعیف نے اپنے والد شیخ عبدالرحیم سے طریقہ لیا، انہوں نے شیخ عبداللہ سے، انہوں نے شیخ احمد سرہندی سے، انہوں نے اپنے والد شیخ عبدالاحد سے اور انہوں نے شاہ کمال سے۔

شیخ احمد سرہندی کو شیخ سکندر سے بھی طریقہ ملا۔ ان کو اپنے دادا شاہ کمال سے جن کا بھی ذکر ہوا۔ ان کو سید فضیل سے، ان کو سید گدار حمن سے، ان کو سید شمس الدین عارف سے، ان کو سید گدار حمن ابی الحسن سے، ان کو شمس الدین صحرائی سے، ان کو سید عقیل سے، ان کو سید بہاؤ الدین سے، ان کو سید عبدالوہاب سے، ان کو سید شرف الدین قتال سے، ان کو سید عبدالرزاق سے۔ ان کو اپنے والد امام طرفیق قادریہ محمد عبدالقادر حبیلیانی سے۔ ان کو ابو سعید مخزومی سے، ان کو ابو الحسن قرشی سے، ان کو ابو الحسن طرطوسی سے، ان کو ابو الفضل واحد تمیمی سے، ان کو ابو بکر شبلی سے اور ابو بکر شبلی کو اس سلسلے کے ذریعے جو اوپر بیان ہوا جنید بغدادی سے اسی طرح ان کو سلسلہ یہ سلسلہ آخر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

اس کے علاوہ شیخ عبدالرحیم نے اپنے نانا شیخ رفیع الدین محمد کی روح سے بھی فیض پایا اور وہ اس طرح کہ آپ کی پیدائش سے ایک عرصہ پہلے شیخ رفیع الدین نے آپ کو مسند طریق بطور خرق عادت عطا فرمائی۔ شیخ رفیع الدین نے اپنے والد شیخ نجم الحق چلکدہ سے اور انہوں نے شیخ عبدالعزیز سے یہ فیض پایا۔

مزید برآں شیخ عبدالرحیم کے اور بھی سلسلے ہیں۔ آپ کو سید عظمت اللہ اکبر آبادی نے مسند طریقت مرحمت فرمائی۔ ان کو اپنے باپ وادوں سے فیض ملا۔ ان کو شیخ عبدالعزیز سے

ان کو قاضی خان یوسف نامھی سے، ان کو حسن بن طاہر سے، ان کو سید راجی حامد شاہ سے، ان کو شیخ حسام الدین مانک پوری سے۔ ان کو خواجہ نور قطب عالم سے، ان کو اپنے والد علاء الحق اسعد لاہوری ثم بنگالی سے۔ ان کو اخی سراج عثمان اودھی سے، ان کو شیخ نظام الدین اویا سے، ان کو شیخ فرید الدین گنج شکر سے، ان کو خواجہ قطب الدین بختیار کاکا سے، ان کو خواجہ معین الدین سنجر سے، ان کو خواجہ عثمان ہارونی سے، ان کو حاجی شریف زندی سے، ان کو خواجہ مودود حشتی سے، ان کو اپنے والد خواجہ یوسف بن سمعان حشتی سے، ان کو اپنے ماموں خواجہ محمد حشتی سے، ان کو اپنے والد خواجہ ابو احمد حشتی سے، ان کو اپنے والد خواجہ ابو اسحاق شامی سے، ان کو ممشاد علودینوری سے، ان کو ابو ہبیرہ بصری سے، ان کو حذیفہ مرغشی سے، ان کو ابراہیم بن ادھم سے، ان کو فضیل بن عیاض سے، ان کو عید الواحد بن زید سے، ان کو حسن بصری سے یہ فیض ملا۔ ان کو علی رضی اللہ عنہ سے اور ان کو سید المرسلین صلی علیہ وسلم سے۔

والد بزرگوار نے بطریقہ باطن رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے بھی فیض حاصل کیا اور وہ اس طرح کہ والد بزرگ وار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موصوف کو نفعی و اثبات کے ذکر کی تلقین فرمائی تیز والد بزرگوار نے حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض پایا۔ اور آپ نے والد کو اسم ذات کی تعلیم دی۔ اس کے علاوہ والد بزرگوار نے شیخ ابو محمد عبد القادر جیلانی، خواجہ بہاؤ الدین محمد نقشبند اور خواجہ معین الدین حسن حشتی کی ارواح سے بھی کسب فیض کیا۔ والد نے ان امرا کو خواب میں دیکھا اور ان سے طریقت کی اجازت حاصل کی۔ تیز آپ نے ان میں سے ہر ایک کی طریقت میں جو نسبت ہے اس کو علیحدہ علیحدہ جانا اور ان امرا کی نسبتوں سے آپ کے قلب پر فیضان بھی ہوا چنانچہ والد بزرگوار ہم سے ان چیزوں کے بارے میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

باقی رہا علوم ظاہری کی تکمیل کا معاملہ، سو میں نے تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد، نحو، صرف کلام، اصول اور منطق وغیرہ علوم کو اپنے والد سے پڑھا۔ انہوں نے ان علوم کی چھوٹی کتابیں تو اپنے بھائی ابوالرضا محمد سے پڑھیں اور بڑی کتابیں مرزا زاید ہرودی سے، جو مشہور خواجہ تاشی کے مصنف

ہیں مرزا زاہد ہروی نے مرزا فاضل سے، انہوں نے ملا یوسف کوچ سے، انہوں نے مرزا جان وغیرہ سے، انہوں نے مشہور محقق جلال الدین دوانی سے، انہوں نے اپنے والد اسعد وغیرہ سے اور انہوں نے علامہ تفتازانی اور علامہ شریف جرجانی کے شاگردوں سے۔

حدیث میں مشکوٰۃ المصابیح، صحیح بخاری اور صحاح ستہ کی دوسری کتابوں کی اجازت ثقف اور مستند عالم حاجی محمد افضل نے مجھے عطا فرمائی۔ انہوں نے شیخ عبدالواحد سے یہ اجازت لی تھی۔ انہوں نے اپنے والد شیخ محمد سعید سے، اور انہوں نے اپنے ولو شیخ طریف مجدو شیخ احمد سرہندی سے یہ اجازت لی تھی۔ اس سلسلے کی ایک طویل سند ہے جو اپنی جگہ مذکور ہے۔ (ارمغان شاہ ولی اللہ ص ۵۰۵ تا ۱۰۱، بحوالہ القول الجمیل)

ایک تعلیمی سند اور خرقہ خلافت و اجازت

بن عبد الرحیم ہے، حضرت شاہ ولی اللہ نے یہ تحریری سند یا ڈگری (اجازہ) عطا فرمائی تھی۔ اس سند عربی میں ہے اور شاہ صاحب کی تصنیف المستوی کے موعظہ کے مطبوعہ نسخے میں شائع کی گئی ہے۔ یہاں اس کا اردو ترجمہ کیا گیا ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سب تعریف اللہ کیلئے ہے جس کی نعمت سے اچھائیاں تمام پاتی ہیں اور جس کے فضل و کرم پر تمام حالات میں تکیہ کیا جاتا ہے۔ افضل ترین درود و سلام پہنچے ہمارے آقا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سید مخلوقات کو نیز آپ کی آل، آپ کے اصحاب اور ان سب مومنین اور مومنات کو جنہوں نے ان کی خلوص دل سے متابعت کی۔

اما بعد!

رب کریم کی رحمت کا یہ محتاج احمد المدعو بہ ولی اللہ بن عبد الرحیم (اللہ تعالیٰ اسے سلف صالحین کے ساتھ شامل کرے) کہتا ہے کہ اللہ کے راستے میں میرا یہ نیک بخت بھائی شیخ جبار اللہ بن عبد الرحیم جو اہل پنجاب میں سے ہے، کتاب اللہ کی قرأت اور تجوید سے بہرہ ور ہے اور اس نے سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا کافی حصہ اخذ کیا ہے۔

قریباً چھ سال میرے ساتھ رہا۔ اس نے مجھ سے اس مدت میں حفص بن عاصم کی روایت سے قرآن مجید پڑھا اور اس ضمن میں قرآن مجید کے غیر بالنوس الفاظ، اس کے معانی اور نشان نزول کے بارے میں اسے جو مشکلات پیش آئیں، ان کے متعلق اس نے بحث و تمحیص کی ہیں۔ بغیر کسی تفسیر کی طرف رجوع کیے اپنے حافظے سے اسے جو کچھ بتانا تھا، بتایا اور یہ سلسلہ اس وقت تک برابر جاری رہا جب تک قرآن مجید ختم نہیں ہو گیا۔

شیخ یحییٰ بن عبد الرحیم نے مجھ سے تفسیر بیضاوی کے شروع کے بعض حصے سنے اس نے مجھ سے سورہ بنی اسرائیل سے لے کر سورہ احزاب تک کے حصے پڑھے اور تفسیر الجلالین سورہ یونس سے سورہ الکہف تک مجھ سے پڑھی، نیز مجھ سے صحیح البخاری اول سے لے کر کتاب التفسیر تک پڑھی اور اس کے بعض حصے مجھ سے سنے۔ سنن ابوداؤد اول سے لے کر کتاب الجہاد تک اور جامع ترمذی اول سے آخر تک مجھ سے پڑھی سنن نسائی اول سے لے کر آخر تک مجھ سے سنی۔ اسی طرح سنن ابن ماجہ اول سے آخر تک مجھ سے پڑھی مسند دارمی کے مجھ سے اول کے دو تہائی حصے سنے اور آخر کا ایک تہائی مجھ سے پڑھا۔ نیز مجھ سے مسند امام احمد و عبد اللہ بن عمر وغیرہ کا ایک حصہ پڑھا اور مشکوٰۃ کا ایک حصہ اور مصابیح کا ایک حصہ مجھ سے سنا۔ اسی طرح مجھ سے الترمذی کی شامل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابن الجصین پوری کی پوری پڑھی۔

موصوف نے مجھ سے بعض میری کتابیں اور رسالے بھی پڑھے جو میں نے مختلف علوم کے متعلق تالیف کیے ہیں۔ ان میں سے ایک احادیث الموطا پر مشتمل "المسوی" ہے جو اس نے اول سے آخر تک مجھ سے پڑھا۔ اور آثار الموطا اور اس کی احادیث کے متعلق امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تک اپنا سلسلہ اسناد ملایا اور اس کے ساتھ ساتھ اکثر مباحث فقہی سے واقفیت بہم کی۔

میری کتابوں اور رسالوں میں سے جو اس نے مجھ سے پڑھے، ایک حجۃ اللہ البالغہ بھی ہے جو علم و اسرار شریعت کے بارے میں ہے۔ نیز مجھ سے "الانصاف فی بیان اسباب

الاختلاف، عقد الجید فی احکام الاجتهاد والتقلید اور نقشبندیہ، گیلانی اور
چشتیہ ان تینوں طریقوں سے اشغال کے بارے میں "القول الجمیل" پر بھی۔ اسی طرح حدیث
نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر "المسلات" اور سلسلہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں "التحفة" اور علم اصول تفسیر میں
"نفوذ الکبیر" پر بھی

موصوف نے مجھ سے باقی فنون میں سے بھی جو کچھ کہ اس سے میسر ہو سکا، پڑھا اور سنا،
جیسے فقہ حنفی میں "الہدایۃ" کے بعض حصے، علم الکلام میں شرح المواقف کے بعض اجزاء، علم اصول حدیث
التحفة اور اس کے مصنف کی شرح اور اسناد میں شیخ ابراہیم کردی مدنی کی کتاب "الائم"۔ اس
نے مجھ سے تصوف میں عوارف المعارف از اول تا آخر پڑھی، احیاء علوم الدین کے شروع کے بعض
حصے پڑھے اور اس کے علاوہ اور بھی کتابیں پڑھیں جنہیں ان اوراق میں گنا نامکن نہیں۔

مختصراً جو کچھ اس نے مجھ سے پڑھا مجھ سے سنا اور وہ سب جس کی مجھ تک صحیح صحیح روایت
پہنچی ہے، میں نے اسے پڑھانے کی اجازت دی، نیز میں نے اسے خرقد فقر پہنایا۔ کھجور اور پانی
سے اس کی ضیافت کی، اس سے معانقہ کیا اور اسے اشغال صوفیہ کی تلقین کی جو اس نے مجھ سے
اخذ کیے تھے اور خرقد فقر پہنانے کی اجازت دی (یعنی اسے اپنا خلیفہ اور نائب بنایا)

میں اس کے حق میں اللہ کیلئے، اللہ کے دین کیلئے، اللہ کو گواہ بنانا ہوں کہ وہ مرد صالح ہے
دنیا سے اعراض کرنے والا اور نیک اعمال برابر کرنے والا ہے، اور اس بات کا حق رکھتا ہے
کہ اس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم حاصل کیا جائے اور یہ جو ہم نے کہا ہے، اللہ اس کا نگہبان وکیل ہے۔
میں نے اسے یہ بھی بتایا ہے کہ علمائے متاخرین میں یہ جو سات علماء میں جن میں سے ہر
ایک اسناد میں مستحکم مقام رکھتا ہے میں نے ان سے مندرجہ ذیل کتابوں کی روایت کرنے کی
اجازت لی ہے اور اس کیلئے میں تعریف کرتا ہوں اللہ کی جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ یہ
سات علماء یہ ہیں:

الشیخ عیسیٰ المعربی۔ اور ان کی کتاب مقالید الاسانید

اور ایک کتاب اور سے جس میں الباطنی کی اسناد ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

الشیخ ابراہیم کردی اور ان کی کتاب الامم

الحسن العجمی کی کتاب الاسناد

محمد بن محمد سلیمان الروانی کی کتاب صلاۃ الخلف

الشیخ احمد النخعی کا رسالہ۔ اور الشیخ عبداللہ البصری کا رسالہ

میں نے یہ سطور اوائل ۱۱۷۳ھ کے ماہ محرم کی اکیس تاریخ کو جمعہ کے دن لکھیں

راقم فقیر ولی اللہ بن عبدالرحیم جسے اپنی کوتاہیوں کا اعتراف ہے دعا کرتا ہے کہ اس دنیا میں

اور دوسری دنیا میں اللہ تعالیٰ اس کا حامی و ناصر ہو اور سب تعریف ہے اللہ کے لیے اول میں

اور آخر میں اور ظاہر و باطناً۔ (ارمغان شاہ ولی اللہ ص ۲۰۵ تا ص ۲۰۸)

خاندانی حالات

انفاس العارفين میں شامل رسالہ الامداد فی مآثر الاجداد سے انتخاب

شاہ صاحب فرماتے ہیں:

واضح ہو کہ ہمارے خاندان میں سب سے پہلے جس نے ریتنگ میں رہائش اختیار کی شیخ شمس الدین کی ہیں۔ یہ عالم اور عابد آدمی تھے اور سب سے پہلے قریش سے جو شخص

لے ریتنگ ہانسی اور دہلی کے درمیان ایک شہر ہے جو تیس کوس دہلی سے قبل کی طرف واقع ہے۔ شروع میں جب ہندوستان فتح ہوا تو سادات اور بہت زیادہ قریش نے وہاں اقامت اختیار کر لی تو اس طرف کوئی شہر اس سے زیادہ آباد اور پر رونق نہیں تھا۔ مگر زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ رونق اور آبادی جاتی رہی۔ (انفاس العارفين ص ۲۴)

۲۷ شاہ ولی اللہ دہلوی خود نقل فرماتے ہیں:

انہوں نے وصیت کی تھی کہ نماز جنازہ لوا کرنے کے بعد ان کے جنازہ کو اس مسجد جو ان کی عبادت گاہ اور عتکاف گاہ تھی میں رکھیں۔ تھوڑی دیر اسے (یعنی عبادت گاہ کو) خالی چھوڑیں۔ اس کے بعد اگر وہاں جنازہ موجود ہو تو دفن کریں ورنہ واپس آجائیں۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ ایک ساعت کے بعد جب تلاش کیا تو وہاں جنازہ کا کوئی نشان دکھائی نہ دیا۔

(انفاس العارفين ص ۲۴)

marfat.com

Marfat.com

اس شہر میں آئے اور شعائرِ اسلام کا ظہور ہوا اور طغیانِ کفر فرو سوا وہی تھے۔۔۔ بعض قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں مسلمانوں میں سے ہر ذی وقار شخص جو اس قسم کی قضیات میں قیام کرتا تھا، شہر کی سیاست از قسم قضا، احتساب اور افتاء وغیرہ اس کے سپرد ہوتی تھی، ان مناصب کے بغیر بھی اسے قاضی اور محتسب کے نام سے پکارتے تھے۔ واللہ اعلم!

اس بزرگ کی زندگی ختم ہونے کے بعد اس کا سب سے بڑا بیٹا کمال الدین بمقتی ان امور میں اپنے والد کا جانشین ہوا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے قطب الدین اور اس کے بعد اس کے بیٹے عبد الملک نے اس طریق سے زندگی بسر کی۔ ان بزرگوں کے بعد ان شہروں میں باقاعدہ طور پر قضات کے تقرر کا دستور ہو گیا۔

قاضی بدیع بن عبد الملک نے اپنی موروثی ریاست کی حفاظت کیلئے منصبِ قضا اختیار کیا۔ اپنے بعد اس نے دو بیٹے چھوڑے، ایک قاضی قاسم جو باپ کی وفات کے بعد اس کا جانشین ہوا، اور دوسرا منکن۔ اس کے بعد اس کا ایک بیٹا یادگار رہا۔ قاضی قاسم کے دو بیٹے تھے، ایک قاضی فارن جو کہ اپنے باپ کا جانشین اور شہر کا رئیس تھا بطور اس کا نام عبد القادر یا قوام الدین ہے۔ ہندوؤں کی زبان پر اس کی تعریف ہوئی۔ واللہ اعلم!

دوسرا کمال الدین تھا جس کا ایک بیٹا نظام الدین نامی تھا۔

قاضی فارن کے دو بیٹے تھے، شیخ محمود اور شیخ آدم جو بہائی خان کے عرف سے مشہور تھا۔ اس کی نسل باقی ہے۔ شیخ محمود جو اپنے خاندان میں بزرگ تھے، اس نے کسی سبب سے عہدہ قضا قبول نہ کیا اور بادشاہی نوکری کر لی۔ اس دوران اس نے زمانہ کا بہت تجربہ کیا۔ اس کا ظاہری حال رہتک کے صدیقیوں کی طرح تھا۔ اس کی شادی سونی پت کے سید گھرانے کی ایک لڑکی آفریدہ سے ہوئی، جس سے شیخ احمد پیدا ہوا۔ شیخ احمد بچپن میں ہی رہتک سے چلا گیا تھا اور شیخ عبد الغنی بن شیخ عبد الحکیم کے ساتھ پرورش پائی۔ موصوف نے اس کی شادی اپنی لڑکی سے کر دی اور ایک مدت تک اس کی تربیت کرتے رہے۔ اس کے بعد رہتک میں دوبارہ آکر قلعہ کے باہر عمارت تعمیر کی اور اپنے عزیزوں اور خدام کے ساتھ وہاں قیام کیا۔

شیخ احمد کی نسل اس کے فرزندوں میں سے اس کے دو بیٹوں کی اولاد میں منحصر رہی ایک شیخ منصور جو بہادری اور علم وغیرہ صفات سے متصف تھا۔ اس نے پہلے شیخ عبداللہ بن شیخ عبدالغنی مذکور کی ایک بیٹی سے شادی کی جو اس کا ماموں تھا۔ اس سے شیخ معظم اور شیخ اعظم پیدا ہوئے۔ اس کی وفات کے بعد دوسری شادی کی جس سے شیخ عبدالغفور اور اسماعیل پیدا ہوئے۔ دوسرا شیخ حسن تھا جو خوشحال اور فالخ البال تھا۔ اس کے دو بیٹے تھے محمد سلطان اور محمد مراد۔ حضرت والد بزرگوار نے محمد مراد کو دیکھا تھا اور اس کی فوت گرفت کے عجیب و غریب واقعات مشاہدہ کیے۔ حضرت والد ماجد (شاہ عزیز) کو بچپن میں جب وہ دیکھتے تو کہتے کہ اس بچے کو دیکھنے سے مجھ پر رعب اور ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔ اس تحریر کا مقصد یہ ہے کہ اسے مطالعہ کرنے والا نسب کے اس حصہ پر مطلع ہو جائے جو صلہ رحمی میں ضروری ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (اسے ترمذی نے روایت کیا ترجمہ) اپنے نسب کا علم حاصل کرو تا کہ اس کے ذریعے تم صلہ رحمی کر سکو کیونکہ صلہ رحمی خاندان میں محبت کا باعث ہے، دولت اور شہرت اس سے بڑھتی ہے۔

شیخ عبدالغنی | اس فقیر (شاہ ولی اللہ) نے شیخ عبدالغنی کی بعض اولاد سے سنا ہے کہ وہ عالم متقی اور پرہیزگار تھے جلال الدین اکبر انکی تعظیم و توقیر کرتا تھا

۱۱۔ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں "ان میں سے ایک یہ ہے کہ انھی سال کی عمر میں دینار کو انگوٹھے اور شہادت کی انگلی میں لے کر گرتے اور اسے دوہرا کر دیتے۔

۱۲۔ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ جب اکبر بادشاہ نے اجماع اور بے دینی اختیار کی تو وہ دوستی کا رشتہ ٹوٹ گیا بلکہ ایک دوسرے سے شدید نفرت ہو گئی۔ ایک مدت کے بعد بادشاہ کو حسرت کی ہمیشہ آ گئی۔ اس طرف مسلسل افواج بھیجتا تھا لیکن فتح نہیں ہوتی تھی۔ اس اثنا میں ایک رات ابا ناصر الدین شہید ابن امام محمد باقر رضی اللہ عنہما کے مزار کے معتکفین نے عالم بیداری میں دیکھا کہ ایک رئیس مسلح جماعت کے ساتھ آئے۔ ان کے ساتھ ایک مشعل تھی اور وہ روضہ نما میں داخل ہو گئے۔ دیکھنے والے نے سمجھا کہ مسافر ہیں جو زیارت کے ارادہ سے آئے ہیں۔ اس نے آگے بڑھ کر دیکھا کہ وہ بندگان قبر میں داخل ہو گیا اور اس جماعت میں سے ہر شخص ایک ایک قبر میں داخل ہو گیا۔ اس نے ان میں سے بعض سے سوال کیا کہ یہ سردار کون ہے اور یہ جماعت کھسی ہے۔ اس نے کہا شہدوں کی ایک جماعت ہے (ابن ناصر الدین) ہیں [بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر]

خواجہ ہاشم کشمی نے شیخ مجدد حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "میرے والد بزرگوار (شیخ عبدالاحد) ایک مدت تک شیخ عبدالغنی کی ملاقات کے متلاشی رہے کیونکہ شہر سون پت کے ایک بہت ہی عمر رسیدہ بزرگ سے ایک راز ان تک پہنچا تھا۔۔۔۔۔ شیخ مذکور کسی مہم کے سلسلہ میں سرہند سے گزرتے رہے جب سرہند پہنچے تو کاروان سر میں قیام کیا۔ ہمارے والد بھی وہاں پہنچے، معالفاہ اور بھی مزاج چری کے بعد خلوت کی درخواست کی اور التماس کی کہ اس سر بستہ راز کو ظاہر فرمائیں۔ شیخ نے

اسے بیان کیا

شیخ معظم | شیخ معظم بہت بڑے بہادر تھے اس سلسلہ میں ان کے عجیب واقعات حد و شمار سے باہر ہیں۔ حضرت والد بزرگوار فرماتے تھے کہ شیخ منصور کو ایک (کافر) راجہ سے جنگ کرنے کا اتفاق ہوا اور مہینہ لشکر شیخ معظم کے سپرد ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر بارہ سال تھی۔ زبردست جنگ ہوئی اور دونوں طرف سے بہت سے لوگ قتل ہوئے۔ اسی اثناء میں شیخ معظم سے کسی نے کہا کہ شیخ منصور شہید ہو گئے اور ان کا تمام لشکر شکست کھا گیا۔ اس سے ان کی رگ حمیت پھڑکی۔ انہوں نے کفار کے سردار کا رخ کیا اس اثناء میں جو بھی ان کے سامنے آیا قتل یا زخمی کر کے بیکار کر دیا۔ بڑی سعی و کاوش کے بعد راجہ کے ہاتھی کے پاس پہنچ گئے۔ وہاں ایک کافر سردار نے مقابلہ کیا۔ اسے تلوار کے ایک ہی وار سے دو ٹکڑے کر دیا اور اسے گھوڑے کے نیچے ڈال دیا۔ لوگوں نے اس پر ہجوم کر لیا۔ اس راجہ نے تمام لوگوں کو منع کیا اور کہا جو شخص اتنی کم عمری میں اس طرح کی جرات اور بہادری کرتا ہے عجائبات زمانہ سمیٹے اس کے بعد اس نے شیخ معظم کے دونوں ہاتھ چومے اور بہت عزت سے

[گذشتہ صفحہ کا بقیہ جاشیہ] اس نے پھر سوال کیا کہ بیوگ کہاں گئے اور کیا کام کیا۔ اس نے کہا چتوڑ فتح کرنے کے لیے گئے تھے اور اسے فلاں وقت فلاں بج کی طرف سے فتح کر لیا۔

شیخ عبدالغنی کو جب اس عجیب و انتہائی اطلاع ملی تو فتح کی خوشخبری اور پورے کالپور و اقوہ بادشاہ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ کچھ دنوں بعد فتح چتوڑ کی خبر اسی کے مطابق موصول ہوئی جس میں سرسوزق نہیں تھا بادشاہ نے بارہ گاؤں حضرت امام نامرالدین کے مزار کیلئے وقف کر کے شیخ عبدالغنی کے سپرد کر دیے۔ (انفاس الاولیاء لدوکتہ ۲۴۲-۲۴۳)

پیش آیا اور اس غصہ کا سبب پوچھا انہوں نے کہا، مجھے خبر ملی ہے کہ میرے والد شہید ہو گئے ہیں۔ میں نے حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہے اور اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹوں گا جب تک کفار کے رئیس کو قتل نہیں کر لوں گا یا خود قتل نہیں ہو جاؤں گا۔

راجہ نے کہا، اس شخص نے جھوٹ کہا تمہارے والد زندہ ہیں اور ان کا جھوٹا فلاں جگہ دکھائی دے رہا ہے۔ پھر شیخ منصور کے پاس راجہ نے آئی بھیجا کہ ہم اس بچے کی وجہ سے صلح کرتے ہیں، اور شیخ منصور کے تمام مطالبات تسلیم کر کے واپس چلا گیا۔

شیخ معظم کے سید نور الجبار سون پتی جو کہ ایک عالی نسب سید تھے اور ان کے آباؤ اجداد علم و فضل سے آراستہ تھے، کی بیٹی سے تین لڑکے پیدا ہوئے، شیخ جمال، شیخ فیروز اور شیخ وجیہ الدین۔ شیخ وجیہ الدین کمال تقویٰ اور شجاعت سے متصف تھے حضرت

شیخ وجیہ الدین

والدِ قدس سرہ فرماتے تھے کہ میرے والد کا وظیفہ تھا کہ تین روز میں دو پارے تلاوت کرتے تھے، خوشی غمی، سفر اور حضر کسی وقت بھی اسے ترک نہیں کرتے تھے۔ جب بوڑھے ہو گئے اور بیماریاں کمزور ہو گئی تو جلی حروف کا قرآن مجید اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ سفر میں وہ کبھی بھی ان سے جدا نہیں ہوا۔ وہ اپنا گھوڑا کسی کی زراعت (کھیتی) میں نہیں لے جاتے تھے اگرچہ تمام لشکر اس زراعت میں چلا جاتا۔ بعض اوقات انہیں متعارف راستہ سے ہٹ کر بھی چلنا پڑتا۔ اپنے خدام، ملازمین اور گھسیاروں وغیرہ سے بڑی نرمی اور انصاف برتتے تھے۔ ایک سفر میں ایک شخص میں ولایت کے شواہد مشاہدہ کیے اور اس سے بیعت کر لی اور صوفیہ کے اشغال میں مشغول ہو گئے اور کم گولی اور لوگوں کی مجلس سے یک سوئی اختیار کی حضرت والد ماجد ان کی بہادری کی بہت سی حکایات بیان کرتے تھے۔

ان کی شادی شیخ رفیع الدین محمد بن قطب العالم بن عبدالعزیز کی بیٹی سے ہوئی جس سے تین فرزند پیدا ہوئے: ۱، محمدی شیخ ابوسنا محمد ۲، محمدی شیخ عبدالرحیم ۳، محمدی شیخ عبدالحکیم میرے والد گرامی (شیخ عبدالرحیم) فرماتے تھے کہ میرے والد ماجد ایک رات تہجد کی نماز

۱۰ تفصیل کے لیے دیکھئے انفاس العارفين - اُدو ص ۲۴۷ تا ۲۵۱

اوا کرے تھے کہ ایک سجدہ میں (کچھ دیر) کھڑے رہے۔ میں نے خیال کیا کہ ان کی روح ان کے جسم سے پرواز کرگئی جب انہیں افاقہ ہوا تو میں نے طویل ٹھہرنے کے متعلق استفسار کیا۔ فرمایا کہ مجھے غیبت واقع ہوئی تو اس حالت میں مجھے اپنے عزیزوں کے حالات کی اطلاع ہوئی جو شہید ہوئے تھے۔ ان کے درجات و مقامات مجھے بہت پسند آئے۔ میں نے حق سبحانہ و تعالیٰ سے شہادت طلب کی اور بے حد الحاح و زاری کی، یہاں تک کہ میری دعا کی قبولیت مجھ پر منکشف ہوئی۔ اور کن کی طرف اشارہ ہوا کہ تمہاری شہادت کی جگہ وہاں ہے۔ اس واقعہ کے بعد آپ نے کھوڑا خریدا اور کن کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستہ میں بعض تاجروں کے ساتھ جو اصلاح اور تقویٰ سے منصف تھے، دوستی کا عہد باندھا۔ جب یہ قافلہ توئیریا کی سراب میں پہنچا۔۔۔۔۔ تو جاسوس کی اطلاع پر ڈاکوؤں کی ایک کثیر جماعت سرا میں آئی اس وقت آپ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا ہمیں آپ سے کوئی سروکار نہیں۔۔۔۔۔ لیکن تاجروں کے پاس فلاں فلاں مال ہے انہیں ہم نہیں چھوڑیں گے۔ چونکہ آپ کو اس سفر کا مقصد اچھی طرح معلوم تھا اس لیے تاجروں کی رفاقت چھوڑنے پر راضی نہ ہوئے اور جنگ و قتال پراُتر آئے۔ اس اثنا میں ان کو بائیں زخم آئے اور ایک زخم میں سرسجم سے جدا ہو گیا۔ اس کے باوجود تکبیر کہتے ہوئے ایک تیر کی مار تک کفار کا تعاقب کیا۔ ایک عورت یہ حال دیکھ کر بہت متعجب ہوئی۔ پھر آپ گر پڑے اور وہیں دفن ہوئے۔ والد صاحب فرماتے تھے کہ اسی دن کے آخری حصہ میں متمثل ہو کر مجھے زخم دکھائے۔ میں نے ایصالِ ثواب کے لیے کچھ صدقہ دیا۔ حضرت الد صاحب فرماتے تھے کہ میں نے ان کے جسم کو وہاں سے متمثل کرنے کا ارادہ کیا۔ ایک روز انہوں نے متمثل ہو کر مجھے ایسا کرنے سے منع فرما دیا۔ (انفاس العارفين اردو گھنٹہ ۲۵۳)

۱۰ شہید ہوتے ہیں۔ قرآن پاک نے انہیں مردہ کہنے بلکہ مردہ گمان کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (البقرہ)

مشائخ کرام اور سادہ عظام

انفاس العارفين من شامل شام صاحب کے سالہ انسان العین فی مشائخ العربین سے انتخاب

شیخ احمد ثناوی علیہ رحمۃ اللہ آپ علی بن عبد القدوس بن محمد عباس ثناوی کے فرزند ہیں آپ کے آباؤ اجداد کی بار اولیٰ سے ہوئے ہیں۔ — شریعت و طہارت کے جامع تھے۔ آپ نے علم حدیث شمس رملی اپنے والد سید غفصتقر اور شیخ محمد بن ابی الحسن سے حاصل کیا اور اپنے والد سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ ان کے بعد سید صبغۃ اللہ کی صحبت کا التزام کیا، اور درجات عالیہ کو پہنچے اور ان سے خلافت حاصل کی۔

کاتب حروف (شاہ ولی اللہ کہتا ہے کہ متاخرین اہل حریمین کی اصطلاح میں قبول بیعت اخذ عہد کو کہتے ہیں۔ یعنی جب بھی مشائخ صوفیہ اس کی بیعت قبول کرتے ہیں اس طریقہ کے مشائخ کرام، زندہ ہوں یا گذشتہ، کی برکات اس کے شامل حال ہو جاتی ہیں۔

آپ نے فرمایا: لا یدخل النار من رأی و رای من رأی الی یوم القیمۃ۔ (وہ شخص دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جس نے مجھے دیکھا یا اس کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا یہ سلسلہ قیامت کے دن تک جاری رہے گا)۔

آپ ۱۲۸ھ میں فوت ہوئے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

شیخ احمد قشاشی علیہ رحمۃ اللہ آپ محمد بن یونس القشاشی المعروف بعبد النبی ابن شیخ احمد الدجانی کے فرزند تھے۔ — شیخ یونس کو عبد النبی اس لیے کہتے ہیں کہ وہ لوگوں کو اجرت دے کر مسجد میں بٹھاتے تاکہ وہ نبی صلی علیہ وسلم پر درود بھیجیں۔ قشاشی اس لیے کہتے ہیں کہ اپنے آپ کو چھپانے کیلئے مدینہ منورہ میں قشاشہ فروشی کرتے تھے اور قشاشہ پرانی بیکارگری پڑی چیزوں کو کہتے ہیں جیسے دوائیں اور پرانے جوتے وغیرہ۔

شیخ احمد قشاشی علم حقیقت اور شریعت میں امام

تھے حقائق معرفت میں باتیں کرتے تو وہ آیات اور احادیث سے مدلل ہوتیں۔ انہوں نے بہت سے مشائخ کی صحبت حاصل کی اور اپنے والد سے خرقہ پہنا لیکن شیخ احمد ثناوی سے مقصد حاصل ہوا، اسی لیے انہوں نے خود کو ان کی طرف منسوب کیا۔

کہتے ہیں کہ ایک رات انہوں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے انہیں خرقہ پہنایا اور اپنی بہن ان کے نکاح میں دے دی۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ ان کی وحد الوجود کی معرفت درست ہو گئی ہے اور ابن عربی کی ہمیشہ کی یہی تعبیر ہے۔

کہتے ہیں کہ اپنی کسی ضرورت میں انہوں نے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر لکھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عليك انت اقرب الی متی ام هذا فی من قریب منی وان بعدت

الا ما شفعت فی وفی قضا حاجتی کلها الدنیویة والاخریة لی ومن احب امین اس کے چھ ماہ بعد سید محمد بن علوی نے آپ کو لکھا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

کی ہے۔ انہوں نے فرمایا، احمد قشاشی سے میرا سلام کہو اور اسے میری تسفاحت کی خوشخبری دو اور اس سے لگے روز دوبارہ سید محمد علوی نے کہا، میں نے دوسری مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

زیارت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا، احمد قشاشی سے میرا سلام کہو اور اسے یہ خوشخبری سناؤ کہ وہ جنت الفردوس میں میرا جلس ہوگا۔

شیخ احمد قشاشی کی عجائب روزگار کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ تمام قرآن مجید آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا تھا۔

امراء کے گھر میں نہیں جاتے تھے اور اگر وہ ان کی زیارت کیلئے آتے تو خندہ پیشانی اور بشارت سے ملتے اور ہر شخص کے مقام و مرتبہ کے مطابق سلوک کرتے۔

آپ ۱۹ ذی الحجہ ۱۰۰۰ھ میں فوت ہوئے۔

سید عبد الرحمن الدربلی الشہر بابا محجوب رحمہ اللہ علیہ آپ کی ولادت مغرب کے شہر مکناس میں ہوئی۔ مغرب مہر، روم

اور شام کی سیاحت کی۔ اس کے بعد کئی سال تک حرمین شریفین کی مجاورت کی۔ اس کے بعد

اولیاء کی زیارت کیلئے یمن گئے کیونکہ کہتے ہیں یمن میں اولیاء یوں پیدا ہوتے ہیں جیسے زمین سے سبزی۔ انہیں یہاں ان کے ساتھ عجیب واقعات و لحاظ اور رنگین صحبتیں میسر آئیں۔ پھر جب مکہ واپس آئے اور یہاں قیام کیا تو اہل مکہ نے آپ سے استفادہ کیا اور خرقہ صوفیہ حاصل کیا۔ آپ سے بے شمار روایات بیان کرتے ہیں۔

شیخ زین العابدین شافعی فقہی مدینہ سے میں نے سنا۔ وہ اپنے والد سے جو سید محمد کے خادم تھے اور وہ سید محمد سید عبدالرحمن کے معتقد تھے، سے نقل کرتے ہیں کہ شریف مکہ کو کوئی ضرورت پیش آئی۔ اس نے سید عبدالرحمن محبوب کی طرف رجوع کیا اور دعا کی درخواست کی۔ سید کچھ دیر تک سوچتے رہے پھر فرمایا کہ فلاں محلہ میں اس قسم کا مکان ہے بیت المال کے افسر کو چاہیے کہ اس میں سے شریف مکہ کو جس قدر ضرورت ہے لے لے، اور باقی کو وہاں احتیاط سے چھوڑ دیں۔ لوگ اسی وقت گئے اور گھر کو اسی طرح پایا جیسا کہ انہوں نے بتایا تھا۔ وہاں سے بیس ہزار اشرفیاں لے لیں اور صندوق پر مہر لگا دی اور سید صاحب کے پاس لے آئے۔ آپ نے اسے شریف مکہ کو دے دیا تاکہ اپنی ضرورت میں خرچ کرے۔ شریف مکہ کا اس کے بعد ارادہ ہوا کہ باقی رقم بھی اپنے تصرف میں لائے۔ لیکن وہاں سے اسے نہ گھر ملا نہ ہی مال۔ بہت حیران ہوئے۔ سید صاحب سے اس کا راز پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ایک ایرانی شخص اپنے وطن میں مر گیا اس کا کوئی وارث نہیں تھا۔ میں تصرف کر کے اس کے مکان کو مکہ میں لایا جو ضرورت پوری ہو جانے کے بعد واپس چلا گیا۔

سید جیسے کمالات باطنی سے متصف تھے، کمالات ظاہری بھی حد کمال کو پہنچائے تھے۔ جو دو کرم میں بے نظیر تھے۔ ان کے دسترخوان پر صبح و شام کثیر جماعت حاضر ہوتی وہ تمام کے ساتھ خندہ پیشانی اور خوش خلقی سے پیش آتے۔ لوگ اطراف و جوانب سے ان کیلئے ندیری لاتے تھے جنہیں وہ فقرا پر تقسیم کر دیتے تھے۔ جو شخص آپ کی زیارت کیلئے آتا اس کی استعداد کے مطابق درود و تلاوت اور استغفار اور نیکی کے کاموں کی راہنمائی کرتے۔ الخ۔

شمس الدین محمد بن العلاء البابی علیہ السلام | حافظِ حدیث تھے۔ اپنے زمانہ میں مصر و
حرمین کے اُستاد تھے۔ تواضع و جودتِ نیم

محبت، اخلاق پسندیدہ سے متصف تھے۔ کہتے ہیں آغازِ کار میں انہیں لیلۃ القدر دکھائی
دی اور اس رات کے بعض عجیب آثار مشاہدہ کئے۔ اس وقت انہوں نے دعا کی کہ باخدا
مجھے حافظ ابن حجر عسقلانی کی طرح کر دے چنانچہ آپ کی یہ دعا قبول ہوئی۔
آپ نے فرمایا، کوئی شخص ان سات اقسام کے علاوہ کسی موضوع پر کتاب تصنیف
نہ کرے:

یا تو اس چیز میں کتاب تالیف کرے جس کی طرف پہلے کسی شخص کا ذہن نہ گیا ہو۔
یا کسی ناقص چیز کی تکمیل کرے۔
یا کوئی چیز دشوار ہو اس کی شرح لکھے۔
یا طویل کو مختصر کرے مگر اختصار اس قسم کا ہو جس سے معانی میں خلل پیدا نہ ہو۔
یا خلطِ محبت ہو تو اسے صحیح ترتیب سے جمع کرے۔
یا پہلے مصنف نے غلطی کی ہو اس کی تصحیح کرے۔
یا کوئی متن مشر ہو تو اسے جمع کر دے۔
ورنہ تصنیع اوقات کے سوا کچھ حاصل نہیں۔

شریف مگر اور وزرا د آپ سے تبرک حاصل کرتے تھے اور آپ کے فرمان
سے انحراف نہیں کر سکتے تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت ہمیشہ کیا کرتے تھے۔ آپ نے مصر کے
ایک یابل میں ۷۰۰ھ میں انتقال کیا۔

شیخ علی بن حفص بن مغربی مغربی علیہ السلام | آپ کی جائے پیدائش اور نشوونما مغرب میں
ہے۔ قرآن مجید اور علوم متعارفہ کے کچھ متون

اسی جگہ یاد کئے پھر الجزار چلے گئے اور سلما سی کے پاس دس سال سے زیادہ عرصہ رہے اور اسی
جگہ متبحر عالم بنے۔ علماء قسطنطنیہ، مصر اور حرمین شریفین سے بھی روایت کی۔ مگر کو آپ نے اپنا

وطن بنایا مقالید الاسالید کے نام سے آپ کی ایک معجم ہے۔ الغرض وہ ایک متقی عالم تھے اور جمہور اہل حرمین کے استاد تھے۔ ادعیہ حدیث میں اور قرأت میں ایک کتاب بھی تصنیف کی۔ ————— بہت سے مشائخ کے ساتھ آپ نے اپنا ربط و تعلق قائم کر رکھا تھا لیکن اوراد شاہ ولیہ آخر عمر تک پابندی سے پڑھتے رہے۔ اس طریق کا آپ پر غلبہ تھا۔ آپ نے امام ابو حنیفہ (رضی اللہ عنہ) کے مسلک کے مطابق ایک مُسند بھی تالیف فرمائی۔ آپ نے متصل عنعنہ کے ساتھ حدیث روایت کی جس سے ان لوگوں کے گمان کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ سلسلہ حدیث اب متصل نہیں رہا۔

آپ نے ۱۰۸۰ھ میں انتقال فرمایا۔

محمد بن محمد سلیمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ حافظ حدیث تھے۔ دینی اور دنیاوی دونوں علوم کے جامع تھے۔ آپ شیخ ابو بدین مغربی

کی طرف سے حرقہ مدیرہ رکھتے تھے۔ درحقیقت کتب حدیث کی تصحیح کا طریقہ اور نسخہ نبویہ اتفاق در معرفت آن حرمین شریفین میں وہی لائے۔

جمہور اہل حرمین کے استاد اور متبحر ثقہ عالم تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ استنبول گئے ہوئے تھے وہاں ایک شخص نسخہ نبویہ فروخت کر رہا تھا۔ قدر شناسی اور علم کی حرص نے انہیں زر کثیر قریباً تین ہزار روپے سکر کے عوض اسے حاصل کرنے پر اکھارا اور اسے حاصل کیا اس نسخے کے ساتھ آپ کو انتہائی محبت تھی۔ اس فقیر (شاولی اللہ) نے اس نسخہ

کی زیارت کی ہے اور اس سے کچھ پڑھا بھی ہے۔ اس فقیر (شاہ ولی اللہ) نے شیخ مذکور کے فرزند محمد و فدا اللہ سے ان کی تمام مرویات کی اجازت لی ہے کیونکہ انہوں نے اپنے والد سے قرأت، سماعت، اجازت کے لحاظ سے انہیں حاصل کیا تھا۔ اس کے علاوہ میں نے مکمل موطا بروایت یحییٰ بن یحییٰ بھی تمام ان کے سامنے پڑھی۔ انہوں نے شیخ حسن عجمی وغیرہ مشائخ سے پڑھی تھی۔ والحمد للہ!

شیخ ابراہیم کردی قدس سرہ | آپ عالم و عارف تھے۔ فقہ شافعی، حدیث اور عربی ادب میں مہارت تامہ رکھتے تھے، اور سرفن میں ان کی

تصنیف موجود ہے اپنے وطن میں تحصیل علم کی بھرچج کے ارادہ سے نکلے کم و بیش دو سال تک بغداد میں قیام پذیر رہے اور سید عبد القادر (جیلانی) قدس سرف کے مزار پر متوجہ رہے اور یہیں سے اس راہ کا ذوق و شوق پیدا ہوا اور چار سال شام میں رہے اور مصر سے ہوتے ہوئے حرمین شریفین میں آئے۔ شیخ احمد قشاشی سے ملاقات کی۔ دونوں کے درمیان حیرت انگیز ربط و تعلق پیدا ہو گیا۔ ان سے حدیث روایت کی اور خرقة پہنا۔ اور ان (شیخ احمد قشاشی) کی صحبت کی بدولت علمی کمالات کو پہنچے۔ فارسی، کردی، ترکی اور عربی تمام زبانیں جانتے تھے۔ آپ ذہانت، تبحر علمی، زہد و تواضع اور صبر و حلم سے متصف تھے۔

کہتے ہیں کہ شام میں قیام کے دوران شیخ محی الدین ابن عربی کے مزار کی طرف اس نیت سے متوجہ ہوئے کہ آگے سفر جاری رکھیں یا نہ۔ آپ نے دیکھا کہ شیخ ابن عربی ان کے جوتوں کی خاک صاف کر رہے ہیں۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ وہ اقامت کیلئے فرماتے ہیں۔

شیخ ابوطاہر بیان کرتے ہیں کہ شاہ روم کا استاد جسے خواجہ کہتے ہیں، مدینہ منورہ کی زیارت کیلئے آیا اور شیخ ابراہیم کی صحبت میں علماء و احباب کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ حاضر ہوا۔ جب اس نے شیخ سے ملاقات کی تو اس نے کہا کہ میں نے شام میں ایک کھلم کھلا بدعت دیکھی اس کے قلع قمع میں بہت کوشش کی۔ شیخ نے فرمایا وہ بدعت کیا تھی، اس نے کہا مساجد میں لوگ ذکر یا بجز کرتے تھے۔ شیخ نے یہ آیت پڑھی: **ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا۔ خود کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ اسے یہ بات بڑی معلوم ہوئی بعض فقہی عبارتیں جو قاضی خان وغیرہ سے نقل کی تھیں، جیب سے نکال کر شیخ کو دیں۔ شیخ نے فرمایا: اگر بات تقلیداً کہتے ہیں تو میں کسی اور امام کا مقلد ہوں اور آپ کسی دوسرے کے۔ آپ کی حجت مجھ پر لازم نہیں۔ اور اگر بات تحقیقاً کہتے ہو تو یہ گز اور یہ میدان۔ پس آپ نے جلد ہی ایک جامع رسالہ تحریر فرمایا اور اس خود کے شبہات کا مسکت جواب دیا۔ شیخ کے احباب نے**

خوجہ کی خفگی کو جو کہ سلطنتِ عثمانیہ میں بلند مقام رکھتا تھا، ملاحظہ کیا اور شیخ سے کہا کہ تردید میں اس قدر مبالغہ مناسب نہیں۔ شیخ نے فرمایا، حق سے چشم پوشی نہیں کی جاسکتی۔ جو ہونے ہونے دو۔ الغرض خوجہ اور اس کے ساتھی کوئی جواب دے سکے اور مہوت نہ گئے۔

کلمہ الحق یعلو لا یعلیٰ - حق سر بلند ہوتا ہے، سرنگوں نہیں ہوتا، کا منظر سامنے آ گیا۔ شیخ ابراہیم کی سیرت یہ تھی کہ وہ خود پسند فقہا اور صوفیوں کی طرح بڑے بڑے عمامے، لمبی آستینیں اور پھٹے پرانے لباس سے بیزار تھے۔ آپ اہل حجاز کے عوام کے درجہ کا لباس جو مختصر مگر گڑھی، اون کی دھاری دار عبا اور بڑے رومال پر مشتمل ہوتا تھا پہنتے تھے آپ کبھی محفل میں نمایاں جگہ پر بیٹھتے اور گفتگو میں پہل کرنے وغیرہ کے ذریعے اپنی حیثیت کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ آپ اپنے معتقدین کو مناظرہ و مذاکرہ کے ذریعے فیض پہنچاتے تھے۔ الخ

شیخ حسن عجمی رحمہ اللہ | آپ شیخ الحدیث، فصاحت و بلاغت، حفظ اور جودتِ فہم میں جامع فنونِ علم تھے۔ آپ کا زیادہ تر استفادہ وصحبت شیخ عیسیٰ مغربی سے

ہے بہت سے شیوخ مثل شیخ احمد قاسمی، شیخ محمد بن العلاء بابل، شیخ زین العابدین بن عبدالقادر طبری شوافع کے امام و مفسر کی صحبت میں بھی رہے اور ان سے روایت کی ہے۔

شیخ ابوطاہر بیان کرتے ہیں، شیخ حسن عجمی نے شیخ نعمت اللہ قادری وغیرہ صوفیہ سے ملاقات کی، سے دعوتِ اسماء بھی جانتے تھے۔ شیخ ابوطاہر یہی کہتے تھے کہ میرے شیخ سیدی حسن عجمی خوب صورت نہیں تھے، بلکہ ان کی آنکھ میں عیب تھا۔ اس کے باوجود جب وہ حدیث پڑھتے تھے تو ان کے چہرے پر انوار دیکھے جاتے تھے اور دنیا بھر سے حسین دکھائی دیتے تھے۔ آپ نے اپنی اسانید کو ایک رسالہ میں جمع کیا ہے جس سے آپ کے تبحرِ علمی کا پتہ چلتا ہے۔

سہ سال ماہِ رجب میں مدینہ منورہ کی زیارت کیلئے آئے اور مسجدِ نبویؐ علیہا والسلام میں صحاحِ ستہ میں سے ایک کتاب بطور سرود ختم کرتے تھے۔ اور اہل مدینہ آپ سے روایت کرتے

سہ طریق سرود ہے کہ شیخ قادری یا سامع ہوتا ہے وہ کتاب کی تلاوت کرتا ہے لیکن لغوی، فقہی اور اسماء الرجال وغیرہ مباحث سے تعریف نہیں کرتا۔

تھے۔ شیخ حسن عجمی، احمد قطان اور شیخ ابوطاہر وغیرہ کا پسندیدہ طریقہ تدریس تھا۔ صاحبان علم و فضل اور فقہی طلبائے حدیث کیلئے یہ طریقہ زیادہ موزوں ہے کیونکہ وہ جلد از جلد سماع حدیث اور سلسلہ روایت کو درست کر لیتے ہیں اور وہ دوسرے مباحث کو شرح کے سپرد کر دیتے ہیں۔

شیخ حسن اپنے مشائخ سے بہت متواضع تھے اور ان کی خاطر داری کی انتہائی کوشش کرتے تھے۔ ۱۱۳ھ میں طائف میں وفات پائی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔

شیخ احمد نخعی رحمہ اللہ
شیخ احمد نخعی علیہ
 علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے۔ بہت سے مشائخ طریقت اور علمائے شریعت کی صحبت حاصل کی اور سید عبدالرحمن سید محمدوی سید عبداللہ سقاف اور میرکلاں بن میر محمود بلخی وغیرہ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ اور حدیث محمد بن العلابلی اور شیخ عیسیٰ مغربی اور اسی طبقہ کے دوسرے علماء سے حاصل کی۔ اور سماع بخاری اور موطا میں تسلسل حاصل کیا۔ ان کے پاس مشائخ صوفیہ کے بہت سے اور اد تھے۔ شروع ہی سے علم و علمائے محبت اور نیکی پر ان کی نشوونما ہوئی تھی۔ ان کی صحبت کا التزام اور صوفیائے کرام سے عقیدت رکھتے اور ان کے اعمال و اشغال کو باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔ آپ کو مشائخ حرمین شریفین اور باہر سے آنے والے مشائخ کی بھرپور صحبتیں حاصل ہوئیں۔

الغرض آپ مکہ معظمہ کے سر پر آوردہ لوگوں میں سے تھے اور برکات اور قبولیت دعا میں مشہور تھے۔ شیخ عبدالرحمن نخعی ولد شیخ احمد نخعی بیان کرتے ہیں کہ شیخ احمد نخعی کے والد کے ہاں نرینہ اولاد زندہ نہیں رہتی تھی اس لیے وہ بہت غمگین رہتے تھے۔ جب شیخ احمد پیدا ہوئے تو ان کیلئے اہل اللہ سے عا کر آتے تھے اور ان سے استمداد اور روحانی توجہ طلب کرتے تھے۔ انہیں ہر جمعہ شیخ تاج الدین سنہجلی کی خدمت میں بھیجتے تھے۔ اتفاقاً ایک روز شیخ تاج الدین سنہجلی نے مائل کیا اور اس خادم کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ جو انہیں لایا تھا کہ یہ بچہ

آپ جیسا نہیں ہے بلکہ آپ سے افضل اور سعادت مند ہے لیکن اس کی عمر کم ہے۔ جب خادم اپنے آقا کے پاس پہنچا اور حقیقت حال بیان کی تو آقا (شیخ احمد کے والد) نے اسے واپس بھجیا اور کہا، میری طرف سے شیخ کی خدمت میں درخواست کرو کہ میں نے اپنی زندگی اس بچے کو دے دی اور آپ سے اس معاملہ میں سفارش کا خواستگار ہوں۔ شیخ نے جب یہ پیغام سنا تو توجہ کی اور کچھ دیر کے بعد کہا کہ ان کی نیت قبول ہو گئی۔ اپنی طرف سے انہیں سفر آخرت کی تیاری کیلئے تین مہینہ کی مہلت دی۔ شیخ احمد کے والد اسی عرصہ میں فوت ہو گئے، اور شیخ احمد نے توڑے سال عمر پائی۔

شیخ احمد نخلی نے کہا کہ میرے شیخ، شیخ عیسیٰ بن کنعان نے مجھے جب طریقہ غلو تیرہ میں اجازت دی اور مجھے مکہ معظمہ میں اپنا خلیفہ بنایا تاکہ تمام غلوئی میرے پاس جمع ہوں اور اس طرز پر جو اس گروہ کیلئے مقرر ہے کہ نماز تہجد کے بعد اوراد میں مشغول ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے میرے دل میں بہت تردد پیدا ہوا کیونکہ میرے دل کی رغبت مکمل طور پر نقشبندیہ طریق کی طرف تھی، اور میں شیخ کی مخالفت بھی نہیں کر سکتا تھا۔ حضرت خاتمِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا۔ اس سال مجھے روضہ مطہرہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ جمعہ کے روز نماز جمعہ سے پہلے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا گویا آپ زیارت عثمانیہ میں چاروں خلفاء کے ساتھ موجود ہیں۔ میں تیزی سے اس طرف بڑھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و خلفائے راشدین (رضی اللہ عنہم) کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر ایک جدید سجادہ پر جو روضہ مبارک کے سر کے قریب صفِ اول کے مقابل بچھا ہوا ہے لائے اور فرمایا، ”یہ شیخ تاج الدین کا سجادہ ہے اس پر بیٹھ جاؤ۔“ میں سمجھ گیا کہ یہ طریقہ نقشبندیہ کی طرف اشارہ ہے اور اس طریقہ کی اجازت ہے۔

شیخ عبداللہ بن سالم البصری رحمۃ اللہ علیہ آپ نے بہت سی کتب احادیث کو زندہ کیا ان میں ایک مسند احمد ہے۔ قریب تھا کہ اسے

زمین سے اس کا نسخہ کامل نہ مل سکے۔ آپ نے مصر، عراق اور شام کی پرانی لائبریریوں سے اس

کے اجزا کو جمع کیا اور ان تمام سے ایک نسخہ لکھا۔ اسے صحیح کر کے اصل نسخہ کی صورت میں عام کر دیا اور کتب ستہ کی روشنی میں صحت کے اصول مقرر کیے اور نسخہ نبویہ سے اپنے خط کے ساتھ اصل سے بہتر لکھا۔ ان کی بخاری کی ایک شرح "ضیاء الساری" کے نام سے بھی ہے جسے وہ منعقب پیری کی وجہ سے مکمل نہ کر سکے اور تمام زندگی طریقہ سرد اور بحث کے طور پر روایت کتب حدیث میں گزار دی۔

الغرض آپ اس آخری زمانہ میں حاقظ حدیث تھے۔ بچپن سے ہی شیخ عبداللہ علم و علماء اور صلاح و تقویٰ کو پسند کرتے تھے۔ روزانہ دس پارے قرآن مجید کے تلاوت کرتے تھے۔ جب بوڑھے ہو گئے تو جس قدر پڑھ سکتے تھے پڑھتے۔ صحیح بخاری شریف کو دو مرتبہ خانہ کعبہ میں ختم کیا۔ ایک مرتبہ اس وقت جب کعبۃ اللہ کی مرمت کر رہے تھے اور دوسری مرتبہ جب اس کا دروازہ درست کر رہے تھے۔ اور مسند امام احمد کو اس کی تصحیح اور جمع کے بعد مسجد شریف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے نزدیک چھپن روز میں پڑھا۔ عمر کے آخری حصہ میں شیخ عبداللہ مغربی نے آپ سے صحاح ستہ پڑھیں اور اکثر اہل مکہ نے آپ سے سماع کیا۔ آپ ۱۲۴ھ میں فوت ہوئے۔

شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم الکرووی المدنی ^{رحمۃ اللہ علیہ} آپ شروع سے ہی علم ائمہ علماء کی طرف راغب تھے۔ اپنے والد سے خرقة

خلافت پہنا۔ آپ کے والد نے ان کیلئے بہت سے بزرگوں سے خرقة اور اجازت حاصل کی۔ ان میں سے شیخ محمد بن سلیمان مغربی ہیں۔ اور عربی کتب سید احمد اور بس مغربی سے پڑھیں۔ آپ نے فقہ شافعی علی طولوی سے حاصل کی اور علم معقول نجم باشی سے جو روم کے متبحر علماء میں سے تھے۔ علم حدیث اپنے والد سے حاصل کیا۔

شیخ ابوطاہر نے سلاسل کثیرہ جیسے شطابہ، بہروردیہ، کبریہ، تذاویر، ذاعینہ، حدادیہ، مذنیہ وغیرہ کی اجازت جو ان کو اپنے والد محترم شیخ ابراہیم کروی قدس سرہ سے جو اپنے زمانہ کے مشہور مفسرین و محدث تھے ملی تھی، حضرت اقدس ثناء اللہ (کو عطا فرمائی اور خرقة و کواہ قریب منبر نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے ہاتھ میں پانچواں۔ (القول الجلی۔ لردو ص ۱۵۵)

اس کے بعد شیخ حسن عجمی سے حاصل کیا اور اکثر آپ نے ان سے استفادہ کیا۔ اس کے بعد احمد نخلی اور شیخ عبداللہ بصری سے اخذ کیا۔ اور شیخ عبداللہ بصری سے شمائل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھی اور آپ سے دو ماہ سے بھی کم مدت میں مسند امام احمد کا سماع کیا۔ اور حریم شریفین میں باہر سے آنے والے علماء و مشائخ سے بھی بہت کچھ اخذ کیا۔ ان میں سے شیخ عبداللہ دہلوی ہیں جن سے آپ نے ملا عبداللہ حکیم سیالکوٹی کی کتب روایت کی ہیں۔ ان کا سلسلہ شیخ عبداللہ اللیب کے ذریعہ مولانا عبداللہ حکیم سیالکوٹی سے ملتا ہے۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتب بھی اسی واسطے سے مولانا عبداللہ حکیم سیالکوٹی سے روایت کرتے ہیں۔ مولانا سیالکوٹی نے خود ان سے اجازتاً اور روایتاً حاصل کیں اور ان میں سے شیخ سعید کوکئی سے بعض عربی کتابیں اور فتح الباری کا چوتھا حصہ پڑھا۔

الغرض آپ سلف صالحین کے تمام اوصاف تقویٰ، عبادت میں کوشش، علم میں معقولیت اور مذاکرہ میں انصاف سے متصف تھے۔ اگر کوئی مسئلہ ان سے دریافت کیا جاتا تو جب تک پورا غور و فکر اور کتابوں سے تحقیق نہیں کر لیتے تھے، جواب نہیں دیتے تھے۔ فرمایا، میں صوفیہ پر اعتراض کرنے سے بہت ڈرتا ہوں۔

پھر آپ نے ایک قصہ بیان کیا کہ شیخ یحییٰ شاذلی میرے والد سے کچھ اختلاف رکھتے تھے، جس کا اثر مجھ پر بھی تھا۔ اسی اثنا میں شیخ یحییٰ شاذلی فوت ہو گئے۔ ایک عرصہ بعد جب انہیں قبر سے نکالا تو اس طرح صحیح و سالم تھے گویا آج ہی سوئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی پر کسی عارف کے اختلاف کے سبب طعن نہیں کرنا چاہیے۔

جس روز میں (شاہ ولی اللہ) شیخ ابوطاہر کی خدمت میں رخصت ہونے کیلئے حاضر ہوا تو یہ شعر پڑھا ہے

نسبت کحل طریق کنت اعرفہ الا طریقا یود بنی لربکم

(میں تیرے گھر کی طرف جانے والے راستہ کے علاوہ تمام راستے بھول گیا)

یہ شعر سنتے ہی شیخ پر گریہ طاری ہو گیا اور بہت متاثر ہوئے۔ آپ صفا المبارک ۱۲۵ھ میں فوت ہوئے

شیخ تاج الدین قلع حنفی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مکہ کے مفتی اور قاضی عبدالمحسن کے فرزند تھے بہت سے مشائخ حدیث کی خدمت میں پہنچے اور

ان سے علوم حاصل کیے اور ہر ایک سے اجازت حاصل کی۔ آپ خردسال ہی تھے کہ آپ کے والد نے ان کیلئے شیخ عیسیٰ مغربی سے اجازت حاصل کی۔ آپ نے فرمایا کہ شیخ محمد بن سلیمان مغربی کے درس ختم سنن نسائی کے موقع پر حاضر ہوا۔ آپ نے ختم کے بعد تمام حاضرین مجلس کو اجازت دی جن میں میں بھی حاضر تھا۔

آپ نے علم حدیث کی اکثر تعلیم شیخ عبداللہ بن سالم مصری سے حاصل کی فرماتے تھے کہ یہ تمام بحث و تنقیح کے طور پر ان سے پڑھی ہیں۔ اور صحیحین کو شیخ عجمی کے پاس پڑھا ہے۔ اور ہر وہ حدیث جو روایت کے لحاظ سے صحیح ہے اس کی اجازت ان سے حاصل کی ہے۔ اس کے علاوہ شیخ صالح زنجانی کی خدمت میں ایک مدت رہے اور بڑے عظیم فوائد حاصل کئے، اور علم فقہ میں ان سے بہت بڑا حصہ حاصل کیا ہے۔ شیخ احمد نخلی سے بھی انہیں اجازت و روایت حاصل ہے۔ شیخ احمد قطان بھی ان کے مشائخ سے ہیں۔ کئی سال تک ان کی صحبت میں رہے اور درس و تدریس کا طریقہ ان سے سیکھا۔

فرماتے تھے کہ شیخ احمد قطان کی وفات کے بعد میرے تمام مشائخ شیخ عبداللہ بصری اور شیخ احمد نخلی وغیرہ نے اصرار کیا کہ میں شیخ احمد کی جگہ پر کعبۃ اللہ کے سایوں میں مالکی مصلوں پر بیٹھوں اور حدیث کا درس دوں جیسا کہ شیخ کی عادت تھی۔ لیکن مجھے ان اکابر کی موجودگی میں اس عظیم القدر کام کی انجام دہی دشوار معلوم ہوتی تھی اس لئے میں قبول نہیں کرتا تھا۔ اس کے باوجود ان کی طرف سے از حد مبالغہ ہوا اور شیخ حسن عجمی جو ان دنوں طائف کی طرف گئے ہوئے تھے انہیں میں نے ریب حالات لکھے۔ آپ نے پھر مشائخ کا حکم ماننے کی تاکید لکھی۔ لا محالہ ہر طرف سے استمداد اور استخارہ کے بعد تسلیم فرمایا کہ ان بزرگوں کے انشا پر شیخ کی جگہ پر صبح بخاری کی قرأت شروع کی ادا سے اس مقام سے شروع کیا جہاں شیخ کی قرأت ختم ہوئی تھی۔ مجلس ختم میں تمام علماء و مشائخ موجود تھے۔ شیخ ابراہیم کریمی سے بھی ان تمام علوم کی اجازت حاصل کی اور

حدیثِ مسلسل بالاولویت ان سے حاصل کی۔

کاتبِ حروف (شاہ ولی اللہ) نے شیخ تاج الدین سے عجیب قصہ سنا ہے اور وہ یہ ہے کہ "ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہو گیا اور بیماری لمبی ہو گئی ضعف و کمزوری نے ہلنے چلنے کے قابل نہ چھوڑا۔ اس حالت میں میں نے خواب میں دیکھا کہ یا کوئی شخص آیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اس مرض کی شفا کے لئے ایک مرغی پکائی جائے اور اس پر تمام قرآن پڑھا جائے یہ بیمار سے کھائے تو شفا پائے گا جب میں بیدار ہوا تو میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ خواب کے حکم کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ اشدہ رات جب میں سویا تو گویا امام بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) ہمارے گھر تشریف لائے ہیں۔ اپنے دستِ مبارک سے ایک دیگ رکھی اور اس کے نیچے آگ جلائی اور صبح سے شام تک اس میں مرغی پکالی پھر میرے سامنے لا رکھی اور فرمایا، ہم نے اس مطبوخ پر تمام قرآن پڑھا ہے اسے کھا لو میں نے اسے کھایا تو تندرست ہو گیا اور مجھ میں بیماری کا کوئی اثر نہ تھا۔ میں صبح و تندرست ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ مجھے ازالہ مرض سے زیادہ اس بات کی خوشی ہوئی کہ امام بخاری نے مجھ پر اس درجہ لطف و کرم فرمایا۔

کاتبِ حروف (ولی اللہ) کہتا ہے کہ شیخ تاج الدین کی مجلس درس میں جس زمانہ میں وہ بخاری کا درس دیا کرتے تھے، دو تین روز مسلسل حاضر ہوا۔ اور صحاح کثیرہ اور موطا امام مالک (رضی اللہ عنہ) کے کچھ حصے، مسند دارمی، کتاب الآثار امام محمد اور موطا محمد کی آپ سے سماعت کی۔ آپ نے ان کتابوں کی اجازت تمام اہل مجلس کو دی اور اس جماعت میں یہ فقیر بھی شامل تھا اور وہ حدیث جو حدیثِ مسلسل بالاولویت سے مشہور ہے، شیخ ابراہیم سے سماعت کی اور یہ پہلی حدیث شریف ہے جو میں نے روضہ نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے بعد ان سے سنی۔

(انفاس العارفين ص ۲۷۳ تا ۲۷۵)

ہم عصر سلاطین ہند

- ۱۔ عالمگیر محی الدین محمد اورنگ زیب علیہ السلام۔ ۳۰ جولائی ۱۶۵۸ء (تا ۱۷۰۷ء)
 - ۲۔ شاہ عالم اول بہادر قطب الدین محمد ۳ مارچ ۱۷۰۷ء (تا ۱۷۱۲ء)
 - ۳۔ جہاندار شاہ معز الدین ۲۸ فروری ۱۷۱۲ء (تا ۱۷۱۳ء)
(گیارہ ماہ چند دن)
 - ۴۔ فرخ سیر معین الدین احمد ۹ جون ۱۷۱۳ء (تا ۱۷۱۹ء)
(چھ سال چند ماہ)
 - ۵۔ رفیع الدرجات شمس الدین محمد ابوالبرکات۔ ۲۸ فروری ۱۷۱۹ء (تقریباً پانچ ماہ)
 - ۶۔ شاہجہان ثانی شمس الدین محمد رفیع الدولہ ۷ جون ۱۷۱۹ء (تقریباً چار ماہ)
 - ۷۔ محمد شاہ روشن اختر ناصر الدین ۹ اکتوبر ۱۷۱۹ء (تا ۱۷۳۸ء)
(تقریباً تیس سال)
 - ۸۔ احمد شاہ بہادر مجاہد الدین ۲۷ اپریل ۱۷۳۸ء (تا ۱۷۵۲ء)
(تقریباً چھ سال)
 - ۹۔ عالمگیر ثانی عز الدین محمد ۵ جون ۱۷۵۲ء (تا ۱۷۵۹ء)
(تقریباً چھ سال)
 - ۱۰۔ شاہجہان ثالث ۳ نومبر ۱۷۵۹ء (صرف چودہ دن)
 - ۱۱۔ شاہ عالم ثانی جلال الدین محمد ۲۵ دسمبر ۱۷۵۹ء (تا ۱۸۰۶ء)
- (بیر محمد کرم شاہ علیہ الرحمہ مقدمہ قصیدہ اطیب النغم مترجم ص ۷-۸)
- (اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ ص ۱-۲ میں بھی ایسے ہی ہے)

آپ کی پیشین گوئیاں

پروفیسر خلیق احمد نظامی نے اپنی کتاب 'شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات' میں شاہ صاحب کی مستند سوانح حیات 'القول الجلی' سے بعض پیشین گوئیاں نقل کی ہیں۔ انتخاب ملاحظہ ہو۔

رفیع الدرجات کی جانشینی | جب رفیع الدرجات مہلک مرض میں مبتلا ہوا اور اس کی زندگی سے مایوسی ہو گئی تو سید عبداللہ خان قطب الملک کو اس کے جانشین کی فکر ہوئی۔ خواجہ محمد سلطان شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا۔

"بادشاہ کی اولاد کافی ہے۔ معلوم نہیں ان میں سے کون تخت پر بیٹھے گا۔"

شاہ صاحب نے روشن اختر کا نام لیا اور کہا کہ وہ مستقل بادشاہ ہو گا۔ خواجہ محمد سلطان کو اس بشارت سے خوشی ہوئی اور جا کر شاہزادہ کو بھی خبر سادی۔ لیکن جب رفیع الدرجات کا انتقال ہوا تو سب نے بالاتفاق رفیع الدولہ کو تخت پر بٹھا دیا۔ صاحب 'قول الجلی' نے لکھا ہے:

"یہ صورت باعث تشویش خاطر ہوئی لیکن پھر بھی بشارت کے ظہور کا انتظار رہا۔ آخر چند دنوں بعد رفیع الدولہ کا انتقال ہو گیا اور حضرت کی بشارت پوری ہوئی اور روشن اختر جس کا لقب محمد شاہ ہے، تخت سلطنت پر بیٹھا۔ (شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، ج ۱، القول الجلی ص ۶۳)

سلطان محمد ابراہیم کے مقابلہ میں محمد شاہ کی فتح | جب عبداللہ خان نے سلطان ابراہیم کو تخت

پر بٹھا دیا اور محمد شاہ سے جنگ کا ارادہ کیا تو خواجہ محمد سلطان شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا کہ اس جنگ میں کون کامیاب ہو گا۔ کچھ دیر غور کے بعد فرمایا:

"مجھے ایسا دکھایا گیا ہے کہ عبداللہ خان کی ساری فوج منتشر ہو گئی ہے اور اس کا

ہاتھی تہا میدان میں رہ گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی فوج کو شکست ہوگی اور محمد شاہ کو فتح ہوگی۔ بالآخر جب دونوں میں جنگ ہوئی تو وہی ظہور میں آیا جیسا کہ انہوں نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔ (شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات ص ۲۱-۲۲ (مقدمہ) بحوالہ القول الجلی ص ۶۵)

نادر شاہ کے حملوں کے بارے میں پیشین گوئی | نادر شاہ کے حملے کی تفصیلات بھی قول الجلی میں ملتی ہیں۔ لکھا ہے

کہ ایک دن شاہ صاحب نے فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آگ کا ایک دریا امتداد آرہا ہے۔ بڑے بڑے حوادث کے پیش آنے کے آثار نظر آرہے ہیں۔ پھر فرمایا:

”آباد بستیاں برباد اور تباہ ہو جائیں گی اور ایسی آفت آئے گی کہ اس کا علاج ارکان سلطنت نہ کر سکیں گے۔ اور ایسا بھی نظر آتا ہے کہ شہر دہلی جو دارالسلطنت ہے وہ ہر جانب سے آفات کی زد میں ہے۔“

جب ۱۱۴۸ھ شروع ہوا تو فرمانے لگے، ان مصائب کا وقت قریب آ گیا ہے اس زمانہ میں اس شدت کی بارش ہوئی کہ قصور مشیدہ تک گر گئے اور ایک عالم تہہ و بالا ہو گیا۔ ”غنیم و گھنیم“ نے اسی زمانہ میں حملہ کیا اور حالانکہ شاہی افواج موجود تھیں، وہ شاہجہاں آباد کے قریب پہنچ گیا اور اس کو تباہ و برباد کرنے کا قصد کیا۔ دریا کے کنارے شدید مقابلہ ہوا۔ بہت سے لوگ مارے گئے۔ بڑی جنگ اور تباہی کے بعد اس آفت سے بچھا چھوٹا۔

بعض عقیدت مندوں نے عرض کیا کہ جس آفت کا خطرہ تھا وہ گزر گئی، فرمایا وہ آفت تو آنے والی ہے۔ انہیں دنوں کا واقعہ ہے کہ شاہ نور اللہ شاہجہاں آباد کے سوقِ سلطانی میں کچھ خریدنے کیلئے گئے۔ جب واپس آئے تو شاہ صاحب نے دریافت فرمایا:

”اہل بازار کا کیا حال دیکھا“

جواب دیا کہ بالفعل وہ سب محفوظ ہیں لیکن ایک دشت نظر آتی ہے۔ یسین کر فرمایا:

”یہ بازار زبانِ حال سے کہہ رہے ہیں کہ یہاں خون کے دریا رواں ہوں گے۔“

یسین کر لوگوں میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہو گئی۔ اس وقت کوئی خاص اندیشہ

نہ تھا۔ تقریباً ایک سال بعد نادر شاہ کا حملہ ہوا۔ نادر شاہ کا فتنہ ایسا تھا کہ تباہی اور بربادی کی حد نہ رہی۔ وہ ہزاروں ہزار "سفاک ہجوم کے ساتھ شہروں اور قصبوں کو تہ و بالا کرتا ہوا کرتا تھا پہنچ گیا۔ وہاں محمد شاہ نے مقابلہ کیا۔ اس زمانہ میں لوگوں نے شاہ صاحب کو خطوط لکھے اور استفسار حال کیا۔ فرمایا: "زبردست مصیبت آئے گی لیکن بالآخر محمد شاہ اپنی جگہ پر ہی رہے گا" لڑائی میں محمد شاہ کے باؤں ہاتھی مارے گئے اور چھوٹی موٹی سپاہ تو کتنی ہی تباہ ہو گئیں جو لشکر باقی بچا اس پر ایسا رعب چھا گیا کہ سپاہی ادھر ادھر بھاگ گئے۔

جو باقی بچے ان کو عسا کر قزلباش نے گھیرے میں لے لیا۔ اس زمانے میں بہت لوگوں نے شدت بھوک میں جان دے دی۔ بادشاہ اور وزیر دونوں پکڑ لئے گئے۔

پانی پت میں قتل عام کا ہنگامہ برپا ہوا۔ بے شمار لوگ قتل ہوئے۔ کچھ عرصہ تک تو وہاں سوائے گرگ و شغال کے کوئی نظر نہ آتا تھا۔

شاہجہاں آباد میں داخلے کے تیسرے دن نادر شاہ نے قتل عام کا حکم دیا۔ صبح سے لے کر تین گھنٹی دن گزرے تک تیس ہزار سوار خوزیری اور قتل و غارت کرتے پھرتے رہے۔ جس جاندار کو پاتے خواہ وہ انسان ہوتا یا حیوان قتل کر دیتے۔ یہاں تک کہ انہوں نے کتے اور بلیوں تک کو نہ چھوڑا اور شہر کے بازاروں اور مکانات کو آگ لگا دی۔ قتل ہونے والوں کے پشٹے کے پشٹے لگ گئے۔ سوقِ سلطان میں جو چاندنی چوک کہلاتا ہے، خون کی ندیاں بہ گئیں۔

دہلی میں نہ کوئی داخل ہو سکتا تھا نہ یہاں سے باہر جاسکتا تھا۔ بھوک کی تاب نہ لا کر ہزاروں باشندوں نے دم توڑ دیا۔ لاشوں کے تعفن سے وبا پھیل گئی اور لوگ اس سے مرنے لگے۔ حالات اس حد تک ناگفتہ بہ ہو گئے کہ سلطنتِ تیموریہ کے باقی رہنے کا خیال تک لوگوں کے ذہن سے نکل گیا۔ لیکن ہوا وہی جس کی پیشین گوئی شاہ صاحب نے کی تھی۔ حملہ آور تمام خزانوں و دفائنِ جدیدہ و قدیمہ اور زر و جواہر وغیرہ لے کر واپس چلا گیا اور محمد شاہ کو اس کی جگہ پر چھوڑ گیا۔

اس ہنگامہ کے زمانے میں عقیدت مندوں نے شاہ صاحب کو خطوط لکھے اور ان کی دُعا اور توجہ کی درخواست کی۔ انہوں نے سب کو تسلی اور تشفی کے جواب لکھے اور فرمایا، سب متعلقین محفوظ رہیں گے۔ اس ہنگامے میں شاہ صاحب کا محلہ کشک نرور بالکل محفوظ رہا۔ الخ (شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات ص ۲۳ تا ص ۲۵ (مقدمہ بحوالہ القول الجلی ص ۹۰ تا ۹۲)

احمد خان افغان کا ہنگامہ | ایک مرتبہ احمد خان افغان، کا ہنگامہ برپا ہوا تو دہلی کے باشندوں میں انتہائی اضطراب اور بے چینی پھیل گئی۔ شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے بعض مخلصین مثلاً خواجہ حبیب اللہ کشمیری اور عمر خان قصوری نے پوچھا کہ اس فتنہ و فساد میں اپنا مال و اسباب کہاں لے جائیں، فرمایا: ہم اور ہمارے سب مخلصین بلکہ تمام باشندگان دہلی اس فتنہ میں محفوظ رہیں گے اور خدا تعالیٰ ایسی صورت پیدا کر دے گا کہ امن قائم ہو جائے گا۔

مولانا محمد عاشق کا بیان ہے کہ ایسا ہی ہوا اور اہل بیان دہلی محفوظ رہے۔

(شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات ص ۲۳ تا ص ۲۶ (مقدمہ) بحوالہ القول الجلی ص ۱۶)

احمد شاہ ابدالی کا غلبہ | مولانا محمد عاشق لکھتے ہیں کہ گو احمد شاہ ابدالی ایک دو بار شکست کھا کر واپس چلا گیا تھا، لیکن شاہ صاحب ہی فرماتے تھے کہ "اس کا اس علاقے پر قبضہ ہوگا۔"

عالمگیر ثانی کے عہد میں "فتنہ صفدر جنگ" کے بعد ابدالی نے پھر ہندوستان کا رخ کیا اور دریائے انک تک پہنچ گیا۔ اس کی آمد آمد کا غلبہ برپا ہو گیا۔ بہادر خان بلوچ شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت ابدالی کے متعلق کبھی دریافت کیا گیا، فرمایا: "اس ملک پر اس کا پورا غلبہ ہوگا۔"

دریافت کیا گیا، ایسی صورت میں ارکان سلطنت کا حال کیا ہوگا، فرمایا: "ان کا حائر نہ پوچھو، تم البتہ سلامت رہو گے۔ چنانچہ جب ابدالی قریب پہنچا تو ارکان دولت کی بدحواسی کا یہ عالم ہوا کہ کئی تدبیران کی سمجھ میں نہ آتی تھی۔

حضرت شاہ صاحب سے بادشاہ اور وزیر نے رجوع کیا اور ان سے پوچھا کہ ان حالات میں کیا راہ اختیار کریں۔

عالمگیر ثانی سے شاہ صاحب نے فرمایا کہ تم اس ہنگامہ میں سلامت رہو گے۔ عماد الملک وزیر سے بہت اصرار سے فرمایا کہ جنگ ہرگز نہ کرنی چاہیے۔ جب درانی دہلی کے قریب پہنچا تو بادشاہ اور وزیر کو صلح کر لینے کے علاوہ کوئی صورت ہی نظر نہ آئی۔ ابدالی نے عماد الملک کی دولت تو لے لی لیکن اس کی جاں بخشی کر دی اور وزارت پر بھی بحال کر دیا۔ اس زمانہ میں شاہ صاحب نے شیخ محمد عاشق (علیہ الرحمہ) کو خط لکھا اور ابدالی کی فوج کے بارہ کی طرف متوجہ ہونے پر اپنی تشویش کا اظہار کیا۔

ایک مرتبہ فوج دکن نے افواج ابدالی کو لاہور کے قریب شکست دے کر ہندوستان بدر کر دیا۔ اسی زمانہ میں مشہور ہو گیا کہ احمد شاہ ابدالی مر گیا۔ شیخ محمد عاشق نے یہ بات شاہ صاحب (علیہ الرحمہ) کی خدمت میں عرض کی، فرمایا:

”جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ احمد شاہ درانی اس ملک میں پھر آئے گا اور ان کفار کو زیر و زبر کرے گا۔ باوجود ان مظالم کے جو وہ کر رہا ہے اس کو اسی لئے اب تک اللہ نے باقی رکھا ہے، وہ یہی کام ہے۔“

افواج دکن جب لاہور سے واپس آگئیں تو لوگوں کو اطمینان ہو گیا کہ اب حالات درست ہو گئے۔ اس زمانہ میں شاہ صاحب نے مولانا محمد عاشق کو خط لکھا جس میں فرمایا:

”ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ فتنہ عظیم پیدا ہو گا اور ایک عالم تہہ و بالا ہو جائے گا۔“

اس وقت شاہ صاحب کا یہ اشارہ کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ اسی زمانہ میں ایسا ہوا کہ ”کفار دکن“ نے اپنی فوجیں جمع کیں اور نجیب الدولہ ان سے نبرد آزما ہوا۔ تقریباً تین مہینے تک بارہہ کے قریب ہنگامہ جاری رہا۔ ہزاروں آدمی مارے گئے اور وہ تمام علاقہ تباہ و برباد ہو گیا۔ مولانا محمد عاشق کا بیان ہے:

”اس زمانہ میں شاہ صاحب نے نجیب الدولہ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ آپ جیسے امیر المجاہدین

کے حق میں دُعا سے خیر کرتا ہوں اور سرورشِ غیبی سے فتح کی نوید سُنتا ہوں“

ایسا ہی ہوا۔ نجیب الدولہ نے جہاں اپنا مستقر بنایا تھا وہاں سے اس کو نہ ہٹایا جاسکا اور جب دشمن کی فوجیں گنگا کو عبور کر کے اس کے علاقہ میں داخل ہوئیں تو ناگہاں شجاع الدولہ انہوں کی مدد کو پہنچ گیا اور غنیم کی حالت تباہ ہو گئی۔ ہزاروں مارے گئے۔

”ہر باد جب نجیب خان پر حملہ کرتے تھے کفار کے سردار قتل ہو جاتے تھے“

اس جنگ کے زمانہ میں مولانا محمد عاشق شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر تھے۔ ایک دن فرمانے لگے کہ ابدالی بارہہ کی طرف متوجہ ہو گا اور سب روسیوں کے ساتھ بل کر مرہٹوں سے جنگ کرے گا۔ اس وقت تک ابدالی کے آنے کی کوئی توقع نہ تھی۔ ناگہاں معلوم ہوا کہ وہ جہنا کو عبور کر کے مرہٹوں کی فوج کے مقابلہ پر ڈٹ گیا ہے۔ بہت لوگ اس ہنگامہ میں مارے گئے۔ ابدالی ان کو شکست دے کر سہارنپور پہنچا۔ وزیر اور مرہٹے اس کے مقابلے کی تاب نہ لاسکے اور شاہجہاں آباد پہنچ کر تیاری کرنے لگے۔ درانی نے سب روسیوں کو ساتھ لے کر شاہجہاں آباد کا رخ کیا۔

اس وقت وزیر ایک نقشبندی بزرگسکی وساطت سے شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر دُعا کا طالب ہوا۔ شاہ صاحب (علی الرحمہ) نے بے دھڑک کہا:

”شاہ ابدالی غالب آئے گا اور کفار کی فوج شکست کھائے گی اور تم تنہا رہ جاؤ گے اور اس جگہ جو غرب اور جنوب کے درمیان ہے جا پڑو گے“

وزیر کو اس جواب سے بے حد مایوسی ہوئی۔

شاہ ابدالی روسیوں کو ساتھ لے کر مرہٹوں کے خلاف آگیا اور معرکہ عظیم قائم ہوا۔ غنیم کی فوج کا سردار مارا گیا اور ساری فوج شکست کھا کر تتر بتر ہو گئی۔

جنگ کی تفصیل دینے کے بعد شیخ محمد عاشق نے افواجِ درانیہ کے مظالم کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے:

”اس کے بعد درانی سپاہی شہر میں داخل ہو گئے اور انہوں نے قتل و غارت گری

شروع کر دی۔ ایک دنیا اس غارت گری کا شکار ہو گئی۔

نوبت یہاں تک پہنچی کہ جس محلہ میں شاہ صاحب رہتے تھے وہ بھی محفوظ نہ رہا۔ شاہ صاحب اس محلے کو چھوڑ کر شہر پناہ کے اندر تشریف لے گئے۔

جس زمانہ میں ابدالی اور خیب الدولہ کفار و کفر سے مصروف پیکار تھے اور مرہٹوں کی فوج دہلی پر مسلط تھی اور عماد الملک نے برائے نام ایک شخص کو تخت پر بٹھایا تھا۔ حکیم ابو الوفا کشمیری نے شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) سے ان حالات پر اظہار تشویش کیا، فرمایا: "ابدالی کو حصول مقصد میں جو دشواریاں پیش آرہی ہیں وہ اس دباں ظلم کی بنا پر ہیں جو اس نے شہروں پر کیے ہیں۔ بعد کو اس کے حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔"

ان حالات میں شاہ صاحب نے جو جو پیشین گوئی کی تھی وہ پوری ہوئی۔ کہا تھا کہ ابدالی یہاں ٹھہرے گا نہیں بلکہ اولاد ملوک سے کسی کے حوالے کر کے چلا جائے گا۔ مولانا محمد عاشق لکھتے ہیں:

اس کے بعد شاہ عالم عالی گوہر سپر عالمگیر شہید پورب میں تخت پر بیٹھا اور اس کے بعد موروثی تخت گاہ شاہجہاں آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ اسی زمانہ میں نواب زینت الملک والدہ شاہ عالم عالی گوہر نے شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کو اپنے اوپر مظالم کی تفصیل کا خط لکھا۔ اس کے جواب میں شاہ صاحب نے فرمایا کہ حق بات یہ ہے کہ آپ کے خاندان پر جو ظلم ہوا ہے اس کے شر سے ایک طرف سے دوسری طرف تک پہنچے ہیں۔ امید فوری یہ ہے کہ عدل الہی، اور جو کون ظلم کے ساتھ ناحق قتل کر دیا جائے پس ہم نے اس کے وارث کو (قصاص یا دیت کا) تسلط دیا ہے۔ پس چاہیے کہ وہ وارث قتل کرنے میں زیادتی نہ کرے یعنی غیر قاتل کو قتل نہ کرے۔ فقیر عاڈوں میں مشغول سے اور قبولیت کا منتظر ہے۔ سرور غیب نے حصول مراد کا افادہ فرمایا ہے بلکہ وہ تدبیر بھی گوش ہوش میں ڈال دی ہے جو صاحب معاملہ کو تین چار سال کی مدت میں کرنا چاہیے اور وہ تدبیر بھی جو سات سال بعد کرنا چاہیے۔ انشاء اللہ ان تدبیروں کو بروقت لکھا جائیگا۔ (شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات ص ۲۶ تا ۳۱ مفقود) بحوالہ القول الجلی ص ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹ (۲۳)

شیخ محمد عاشق علی روضہ کے نام فرماتے ہیں:

”سابق میں عالم گہرثانی سے جو کچھ کہہ دیا گیا تھا کہ اس فتنہ میں تم کو سلامتی حاصل رہے گی وہ بھی ظہور میں آیا۔ اکثر کی جائیدادوں کی سندیں (دستاویزیں) ضبط ہو گئیں مگر میری سند کہ دستخط کر کے مجھے واپس کر دی گئی ہے۔ (شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات ص ۱۲۱، مکتوب ۱۲)

جو پیشینگوئیاں پہلے بیان ہوئیں ان کے علاوہ چند ایک یہ ہیں:

سادات بارہہ کے دو اشخاص وہاں کے حکام کی طلبی پر جو انہیں کے قبیلے کے تھے نوکری کے ارادہ سے شاہجہاں آباد پہنچے۔ اولاً حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم محض ان دونوں حکام کے اصرار پر آئے ہیں اور انہوں نے بہت اصرار سے ہم کو بلایا ہے۔ ان دونوں میں سے ایک تو اسی شہر میں ہے اور دوسرا دوسری جگہ ہے جہاں ہماری بھلائی ہو وہاں حضور جانے کیلئے فرمائیں۔ آپ نے فرمایا تمہارے اس سوال کا جواب کل دیا جائے گا۔

صبح کو وہ پھر حاضر ہو کر حسب وعدہ جواب کے طالب ہوئے آپ نے فرمایا کہ وہ حاکم جو شہر میں ہے پہلی ملاقات میں ہی تمہیں صاف جواب دے دے گا اور جو دوسری جگہ ہے اس میں بھی کچھ کامیابی کی صورت نظر نہیں آتی۔ انہوں نے عرض کیا ہمیں تو انہوں نے خود بلایا ہے نیز ان سے بوجہ قرابت دہلی امید کی جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا، بات تو وہی ہے جو میں نے کہی ہے۔ غرضیکہ وہ اسی روز اس امیر سے جو اس شہر میں تھا جا کر ملے۔ اس نے پہلی ہی ملاقات میں کہہ دیا کہ اب (تمہارے لئے) کوئی گنجائش نہیں ہے پھر وہاں سے مایوس ہو کر دوسری جگہ گئے۔ وہاں بھی اس امیر نے ان کی ملازمت کی تلاش میں بڑی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ بعد ازاں مایوس ہو کر واپس آگئے اور یہ واقعہ اس فقیر (موقف القول الجلی) سے بیان کیا۔ (القول الجلی ص ۱۲۱)

ایک شخص نے حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ فلاں شخص یہ کہتا ہے کہ فلاں مہینے میں حکومت میں الٹ پلٹ ہوگی۔ حضور کا اس بارہ میں کیا ارشاد ہے۔ فرمایا

کہ بالفعل (موجودہ حالت میں) تو ایسی کسی بات کا علم نہیں ہے اگر اطلاع دی گئی تو بتاؤں گا۔ دوسرے ہی روز فرمایا کہ آج میں نے واقعہ میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان پھاٹک ہے اور اس کے اوپر ایک محل بنا ہے اور وہاں محمد شاہ مع اپنے دو خاندان والوں کے بیٹھے ہیں اور ایک شخص اس کو معزول کرنا چاہتا ہے اور میں بھی موجود ہوں۔ اور وہ شخص محمد شاہ کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ کر رہا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ اس کے وضعیہ کا کوئی فائدہ نہیں اور اس میں کوئی بھلائی بھی معلوم نہیں ہوتی اور محمد شاہ سے میں نے کہا کہ یہ شخص تمہارا دشمن ہے اور ڈاکو ہے اس کو قتل کر دو۔ اور محمد شاہ گو کہ خود بھی ہتھیار بند ہے لیکن حملہ کی جرأت نہیں کر پار رہا ہے بلکہ کچھ خائف بھی ہے اور وہ شخص بھی حملہ کرنا چاہتا ہے لیکن کسی وجہ سے نہیں کر پار رہا۔ الحاصل محمد شاہ اس مجلس میں اس کے صدر (ایڈا) سے محفوظ رہا پس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص نے انقلاب کے بارہ میں پیشین گوئی کی تھی تو ہرگز انقلاب آئے گا۔ چنانچہ آپ کے فرمانے کے مطابق ایسا ہی ہوا۔ (القول الجلی ص ۱۱۱)

عالم، عامل، عارف کامل شاہ نور اللہ جو حضرت اقدس
خیر کی شان کے عظیم خلفاء میں سے ہیں، بیان کرتے ہیں کہ ایک روز

حضرت اقدس خیر کثیر کے مسائل میں سے کوئی مسئلہ بیان فرما رہے تھے، میرے دل میں ایک الجھن پیدا ہوئی اور قلب اس بیان سے مطمئن نہ ہوا۔ جب محفل برخواست ہوئی تو میں سونے کے ارادہ سے بیٹا۔ ابھی پورے طور تک یہ پرس گیا بھی نہ تھا کہ غفلت طاری ہوئی۔ اس حال میں میں نے دیکھا کہ سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف فرما ہیں اور اس (خیر کثیر) کی طرف اشارہ کر کے فرما رہے ہیں کہ **أَنَا قَوْلٌ وَقَوْلِي الْحَقُّ** (میں بھی یہی کہتا ہوں اور میرا قول حق ہے) اسی وقت میں جاگ پڑا۔ غور کیا تو وہ غلطی دل سے مٹ چکی تھی۔ (القول الجلی ص ۱۳۵)

اثنائے سفر میں جب حضرت اقدس کا
شاہ صاحب کی قدم بوسی ہوئی رہی احمد آباد سے گزر ہوا۔ دو طالب علم

آپ کی ملاقات سے مشرف ہوئے حضرت کے جذبِ صحبت اور خشش و عطا کے فیض نے

وہ رنگ دکھایا کہ ہر چیز کو چھوڑ چھاڑ تشریف ملازمت اختیار کیا۔ آپ مصلحت وقت کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کو اسی جگہ چھوڑ کر وطن مبارک تشریف لے آئے۔ چونکہ حضرت کی فیض نظری رنگ دکھانے کی تھی، انہوں نے بھی سب چھوڑ چھاڑ شاہجہاں آباد کی راہ لی اور خدمت اقدس میں حاضر ہو کر قدم بوسی کی سعادت سے مشرف ہوئے، نیز اشغال طریقت کے طالب ہوئے آپ نے قبول فرما کر ہر ایک کو اس کی صلاحیت کے مطابق تلقین کی۔ الخ (اقوال جلی ص ۱۴)

حضرت شاہ نور اللہ (خلیفہ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ) کے دست مبارک کا لکھا ہوا (مکتوب) پایا گیا کہ ۱۳ صفر ۱۱۵۷ھ روز شنبہ کو حضرت مرشد مدظلہ سے یہ عرض کیا کہ بے اختیار یہ دل چاہتا ہے کہ جلد سے جلد پہنچ کر حضور کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کیا کروں لیکن بعض مجبوریوں کی بنا پر اس دولت کے حصول میں تاخیر ہوتی ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ تمہاری یہ مجبوریاں ظاہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مجبوریوں کو بھی دُور فرمائے گا۔ الخ (اقوال جلی ص ۱۵)

تصانیف و تالیفات

حضرت شاہ صاحب کی قہرست تصانیف ملاحظہ ہو:

- قرآن :- ۱۔ فتح الرحمن فی ترجمۃ القرآن ۲۔ فوذ الکبیر ۳۔ فتح النخبیر
۴۔ مقدمہ در فن ترجمہ قرآن ۵۔ تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء
حدیث :- ۶۔ مسوی (شرح موطا) عربی ۷۔ مصغی (شرح موطا) فارسی
۸۔ اربعون حدیثاً مسلسلاً بالاشراف فی غالب نندہا ۹۔ اللذائین فی مبشرات النبی الامین
۱۰۔ التواد من احادیث سید الاول والادخر ۱۱۔ افضل لمبین فی اسلسل من لحایث النبی الامین
۱۲۔ الارشاد الی مہمات علم الاسناد ۱۳۔ تراجم البخاری ۱۴۔ شرح تراجم بعض ابواب البخاری
فقہ کلام، عقائد :- ۱۵۔ حجة اللہ البالغہ ۱۶۔ البدور البازغہ
۱۷۔ النصار فی بیان سبب الاختلاف ۱۸۔ عقد الجدید فی احکام الاجتہاد و التقليد
۱۹۔ السر المکتوم فی اسباب تدوین العلوم ۲۰۔ قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین

۲۱۔ المقالة الوضیہ فی النصیحۃ والوصیۃ ۲۲۔ حسن العقیدہ ۲۳۔ المقدمۃ السنیہ
 ۲۴۔ فتح الودود فی معرفۃ الجنود ۲۵۔ ملسلا ۲۶۔ رسالہ عقائد بصوت وصیۃ (فارسی)
تصوف :- ۲۷۔ انتہیات الالہیہ ۲۸۔ فیوض الحرمین ۲۹۔ القول الجمیل ۳۰۔ ہمععات
 ۳۱۔ سطعات ۳۲۔ لمحات ۳۳۔ الطاف القدس ۳۴۔ ہوامع (شرح حزب البحر)
 ۳۵۔ الخیر الکثیر ۳۶۔ شفاء القلوب ۳۷۔ کشف العینین فی شرح الرباعین
 ۳۸۔ زہراوین ۳۹۔ فیصلہ وحدت الوجود و الشہود ۴۰۔ امتیاء فی سلاسل اولیاء اللہ
سیر و سوانح :- ۴۱۔ سرور المنحزون ۴۲۔ ازالۃ الخفاء عن خلافت الخلفاء
 ۴۳ تا ۴۹۔ القاس العارفين (۱۔ بوارق الولايت ۲۔ شوارق المعرفت
 ۳۔ امداد فی آثار الاجداد ۴۔ نبذۃ الایرزیہ فی اللطیفۃ العزیزہ
 ۵۔ العظیۃ الصمدیہ فی الالقاس المحمدیہ ۶۔ انسان العین فی مشائخ الحرمین
 ۷۔ جزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف)

مکتوبات :- ۵۰۔ مکتوبات مع مناقب ابی عبداللہ
 ۵۱۔ مکتوبات المعارف مع ضمیر مکتوب ثلاثہ ۵۲۔ مکتوبات فارسی (مشمولہ کلمات طیبہ)
 ۵۳۔ مکتوبات عربی (مشمولہ حیاتِ دل) ۵۴۔ مکتوبات (شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات مرتبہ خلیق احمد علی)
نظم :- ۵۵۔ اہلب التغم فی مدح بیۃ العرب و العجم۔ یہ بائیر قصیدہ ہے اس کے ساتھ تین
 اور قصائد ہمزبیرہ تاثریہ اور لایہ بھی شامل ہیں۔
 ۵۶۔ دیوان اشعار عربی جس کو شاہ عہد العزیز نے جمع کیا اور شافیع الدین مرتب کیا ہے
صرف :- ۵۷۔ نظم صرف میر (فارسی)
متفرق :- ۵۸۔ رسالہ دانشمندی۔

تصانیف کی یہ فہرست درالشمین (عربی۔ اردو) سے حاصل کی گئی ہے۔
 علاوہ ازیں شاہ صاحب کی تاریخ سارہ شخصیت اور دیگر
 مقبولیت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے بعض

مگر انہوں نے اہلسنت وجماعت کے خلاف عقائدِ باطلہ پر مشتمل کتابیں تالیف کیں اور اپنی بد مذہبی پر پردہ ڈالتے ہوئے ان کتابوں کو شاہ صاحب سے منسوب کر دیا۔ علما و محققین نے اپنی تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ یہ کتابیں شاہ صاحب کی نہیں ہیں وہ جعلی کتابیں ہیں۔

۱۔ تحفۃ الموحدین ۲۔ البلاغ المبین ۳۔ قولِ سدید

۴۔ اشارہ مستمرہ ۵۔ قرۃ العینین فی البطلان شہادۃ الحسنین

۶۔ جنت العالیہ فی مناقب المعایر ۷۔ رسالہ اوائل ۸۔ فیما یحب حفظ الناظر

ان جعلی کتب پر تبصرہ کرتے ہوئے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے ماہر مضمون اردو جناب

راجہ رشید محمود صاحب فرماتے ہیں :

”مؤخر الذکر دونوں رسالے ناشرین کی عدم توجہ سے شاہ صاحب کی فہرست تصانیف میں شامل ہو گئے حالانکہ پروفیسر محمد الیوب قادری کی تحقیق کے مطابق پہلا رسالہ شیخ محمد سعید کا ہے اور دوسرا شاہ صاحب کے کسی شاگرد کا۔“

مندرجہ بالا کتابوں کو دیگر تاریخی شواہد و دلائل کے علاوہ ان کی زبان و بیان اور اعتقادات

کے لحاظ سے شاہ صاحب کی تحریر سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ قرۃ العینین اور جنت العالیہ کو

تذکرہ گلشن ہند میں مرزا لطف علی نے شاہ ولی اللہ سے منسوب کیا ہے لیکن مولانا شبلی نعمانی بابلے

اردو مولوی عبدالحق اور دوسرے محققین نے اس کی تردید کی ہے۔ شبلی نعمانی نے لکھا ہے

کہ پہلی کتاب ”قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین“ ہے جس میں شہادتِ امام حسین علیہ السلام

کے ابطال کا سوال ہی نہیں اور دوسری کتاب بالکل فرضی ہے حضرت معاذیہ رضی اللہ عنہ کے مناقب

میں شاہ صاحب نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔ مولوی محبوب علی دہلوی تنبیہ الضالین میں لکھتے

ہیں کہ شاہ ولی اللہ پر رافضیوں نے تہمت اور بہتان کیا کہ انہوں نے شہادتِ حسین (رضی اللہ عنہ) کا

روکیا ہے۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے ایک فرد اور ان کی تصانیف کے مشہور ناشر ظہیر الدین

نواسر شاہ رفیع الدین دہلوی نے شاہ صاحب کی کتاب ”تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء“

کے آخر میں بھی قارئین کی اطلاع کے لئے لکھا ہے کہ بعض لوگوں نے بعض تصانیف شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز رحمہما اللہ تعالیٰ وغیرہ کے نام منسوب کر دی ہیں۔ ظہیر الدین صاحب انفاس العارفين، مطبوعہ مطبع احمدی دہلی کے آخر میں ان جعلی اور مصنوعی کتابوں کا ذکر کرتے ہوئے تحفۃ الموحدين اور ابلاغ المبین کے ساتھ مولانا عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے منسوب تفسیر موضح القرآن مطبوعہ مطبع خادم الاسلام دہلی اور مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کے نام منسوب ملفوظات مطبوعہ میرٹھ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

جعلی رسائل شاہ صاحب قلم سے مراد کے نام نامی سے منسوب کرنے کا ظلم زیادہ تر اس لئے کیا گیا کہ بعض لوگ اہل سنت و جماعت کے عقیدوں کو ختم کر کے دین کو کمزور کر دینا چاہتے تھے تا صاحب کی شہرت اور عظمت کو اپنے مقاصد مذمومہ کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کرتی مکر وہ ہے، اہل علم و دانش اس کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔ تحفۃ الموحدين سب سے پہلے ایک اہل حدیث (غیر مقلد) حاجی عبدالغفار دہلوی علی جان والے نے شائع کی (حیاتِ ولی مطبوعہ اکمل المطابع بحوالہ منشاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان، از حکیم محمود احمد برکاتی، قیام پاکستان کے بعد مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان نے اسے دوبارہ شائع کیا۔ اس طرح اس طبعی نے اس جعلی کتاب کے متعدد ایڈیشن نکال کر عامۃ الناس کو گمراہ کرنے کی پوری کوشش کی۔ پروفیسر محمد ایوب قادری نے مجموعہ وصایا اربعہ مطبوعہ شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد کے صفحہ ۲۷، ۲۸ پر دلائل و براہین کے ساتھ اس کتاب کو جعلی ثابت کیا ہے۔ مولانا وکیل احمد کنڈر پوری نے بھی اپنی کتاب ”وسیلہ جلیلہ“ میں اس کتاب کے شاہ صاحب سے انتساب کو غلط بتایا ہے۔ ابلاغ المبین پہلی بار مطبع محمدی سے ایک اہل حدیث فقیر اللہ نے شائع کی۔ اس میں اکثر غیر مستند اور وضعی احادیث کا سہارا لے کر سوادِ اعظم کے عقائد کو مطعون کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے بارے میں مولانا سلیمان ندوی نے بھی فرمایا ہے کہ ”پیشہ ولی اللہ دہلوی کی تصنیف ہے ہی نہیں بلکہ کسی نے لکھ کر ان کی طرف منسوب کر دی ہے تاکہ شاہ صاحب کو ماننے والے ان عقائد کو مان لیں“ (تذکرہ سلیمان از غلام محمد بی اے عثمانیہ بحوالہ مجموعہ وصایا اربعہ) مولانا

دکٹر احمد سکندر پوری لکھتے ہیں "یہ کتاب کسی وہابی کی تصنیف ہے جسے کافی لیاقت نہ تھی، مگر اعتبار و اسناد کے لئے مولانا شاہ ولی اللہ کی طرف منسوب کی گئی" (وسیلہ جلیل) مشہور اہل حدیث محقق و مورخ غلام رسول مہر کو بھی کہنا پڑا "البلاغ المبین تو یقیناً شاہ ولی اللہ کی کتاب نہیں۔ اس کا اسلوبِ تحریر و طریقِ ترتیب مطالب شاہ صاحب کی تمام تصانیف سے متفاوت ہے (بحوالہ مجموعہ و صحایا اربعہ مترجمہ پر فیسر ایوب قادری) "قولِ سدید" کو بھی انہی لوگوں نے لکھا اور شاہ صاحب کا نام استعمال کر ڈالا۔ شاہ ولی اللہ اور تقلید میں مولانا محمد علی کاندھلوی خواہر زادہ مولانا محمد اور بس کاندھلوی کہتے ہیں "میری حیرت کی کوئی انتہا نہیں جب میں سنتا ہوں کہ لوگ غیر مقلدیت کو پروان چڑھانے کے لئے حضرت شاہ صاحب کی کتابوں سے ادھوری اور تراشیدہ عبارتیں نقل کر کے سچاے عوام کو دھوکا دیتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ "قولِ سدید" کے نام پر ایک من گھڑت کتاب کو شاہ صاحب سے منسوب کرتے ہیں۔"

اس طبقے کی اس علمی بددیانتی کے بارے میں حکیم محمود احمد برکاتی نے فارانِ کراچی کے جون ۱۹۶۵ء کے شمارے میں لکھا ہے: "ایک گروہ — اہل حدیث (غیر مقلدین) نے شاہ صاحب اور ان کے اخلاف کی طرف ایسی تحریروں کو منسوب کر دیا جو حقیقتاً ان کی نہیں تھیں اس سلسلے کا آغاز ۱۸۵۷ء سے قبل ہی ہو گیا تھا چنانچہ قاری عبدالرحمن پانی پتی اور نواب قطب الدین خان نے اس زمانے میں اس کی تردید کر دی۔ پھر موجودہ صدی کے آغاز میں سید ظہیر الدین احمد ولی اللہی نے بار بار اس کی تردید کی لیکن البلاغ المبین اور تحفۃ الموحیدین جیسے رسائل آج تک شاہ صاحب کے نام سے چھپ رہے ہیں" (بحوالہ پیش لفظ، الطائفتان از حکیم محمد موسیٰ امرتسری) محمد نس الدین جالندھری نے مختلف مسائل میں علمائے کرام کے فتاویٰ حاصل کر کے "۱۳۱ھ میں فتاویٰ علمائے حنفیہ" کے نام سے فیصری پریس جالندھری سے شائع کئے ان میں عالم محقق حضرت مولانا مشاق احمد انبیٹھوی کا "البلاغ المبین" کے بارے میں تحقیقی فتویٰ شامل ہے۔ اس فتویٰ کے آخر میں بہت سے تائیدی فتاویٰ شامل ہیں — اس تحریر میں مولانا مرحوم و مغفور نے

شاہ صاحب کی دوسری اہم کتابوں کے حوالے سے "البلاغ المبین" کا رد کیا ہے۔
 حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ اور ان کے خاندان کے ساتھ جہاں ظالموں نے یہ سلوک روا
 سمجھا کہ کتابیں لکھ کر ان کے نام سے چھاپا دی گئی ہیں وہاں ان کی کتابوں میں اپنی مرضی کی عبارتیں بھی داخل
 کر دیں۔ شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان کی تصانیف پر عملی و تحقیقی کام کرنے والوں نے جگہ جگہ
 اس ظلم کی نشاندہی کی ہے۔ حکیم محمود احمد برکاتی نے اپنی تصنیف "لطیف شاہ ولی اللہ اور
 ان کا خاندان" میں اس موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی ہے اور تاویل الاحادیث، بمعنا عقد المجید
 کے علاوہ شاہ عبدالعزیز کے تحفہ اثنا عشریہ اور تفسیر فتح العزیز وغیرہ میں الحاقات اور اضافوں
 کو ثابت کیا ہے اور کتب خانہ رامپور سے ملنے والے مخطوطے "سائلیت شاستر" عقد الدین خاں
 کے علی الرغم شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تصنیف تسلیم نہیں کیا۔ عبدالرحیم ضیا شاہ رفیع الدین
 کے ترجمہ قرآن کو نام تمام قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسے دوسروں نے تمام (مکمل) کر کے
 آپ کے نام سے شہرت دی (مقالات طریقت)۔ حکیم محمود احمد برکاتی نے مولانا عبدالحمید
 چشتی کے ایک محققانہ مقالے کے حوالے سے شاہ رفیع الدین کے رسالہ "تنبیہ الغافلین" کے
 ترجمے میں اضافوں کی نشاندہی کی ہے۔ عاشق الہی میرٹھی نے مولانا رشید احمد گنگوہی کی سوانح
 "تذکرۃ الرشید" کے صفحہ ۱۴۰ (حصہ اول) پر شاہ اسحاق کے فتویٰ پر شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کی مہر کا
 تذکرہ کیا ہے۔

جس شخص نے بھی ارشادات شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کیا ہے، اسے
 "تفہیمات الہیہ" کی بہت سی عبارتوں کے الحاق اور محرف ہونے کے بارے میں شبہ نہیں ہو سکتا۔
 (تقدیم انقاس العارفین ص ۶ تا ۱۶)

یہ پنجاب سٹیٹ بک بورڈ کے ایک ماہر مضمون کی مدلل رائے ہے جو ہم نے
 پیش کر دی ہے۔ انصاف کی بہت امید ہے اللہ تعالیٰ ہی ہدایت عطا فرمائے والا ہے۔

باب دوم

عقائدِ حَسَنہ

marfat.com

Marfat.com

عقائدِ سنیہ

خدا موجود ہے اور ایک ہے | سب خوبیاں اللہ کو، جو مالک ہے سارے جہانوں کا اور درودِ سلام ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو تمام نبیوں کے خاتم ہیں اور آپ کے تمام آل و اصحاب پر۔

اس کے بعد کہتا ہے یہ عاجز اور محتاج خداوند کریم کی رحمت کا یعنی احمد جسے ولی اللہ بن عبد الرحیم کہتے ہیں۔ خدا ان دونوں کے حال پر رحم فرمائے کہ میں خدا تعالیٰ کو اور ان کو جو فرشتوں، جنوں اور انسانوں میں سے حاضر ہیں گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں سچے دل سے یہ اعتقاد رکھتا ہوں کہ

اس جہان کا خالق ایک (اللہ) ہے جو قدیم (انلی ایدی) ہے کہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ واجب الوجود ہے یعنی اس کا وجود ضروری ہے اور عدم محال ہے۔ وہ بزرگ و بڑا ہے اور ہر کمال و خوبی کا جامع اور ہر اس چیز سے جس میں غیب و نقص ہے پاک ہے۔ وہی تمام مخلوقات کا خالق ہے (ذوات ہوں خواہ افعال سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں) تمام باتوں کا جاننے والا ہے۔ تمام ممکن الوجود چیزوں پر قادر ہے۔ تمام جہانوں کو اپنے ارادے

اے غیر ممکن یعنی خدا کا ہونا ضروری ہے اور نہ ہونا یا نہ ہو سکتا ناممکن۔
لے ذات کی جمع

لے جس کا ہونا عقل کی رد سے ممکن ہو ضروری نہ ہو (ہر مخلوق ممکن الوجود ہے اور خدا ہی واجب الوجود ہے یعنی خدا کا ہونا ہی عقل کی رد سے ضروری ہے) یاد رہے کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی تحقیق کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ممکن الوجود ہونے کے باوجود ایک مخصوص دائرہ امکان میں ہیں باقی مخلوق کا دائرہ امکان دوسرا ہے۔ (مکتوبات)

سے پیدا فرمانے والا ہے۔ وہ خود زندہ ہے اور ہر (باریک سے باریک) چیز کو دیکھتا ہے نہ کوئی اس کا مشابہ ہے نہ مقابل نہ کوئی اس کا حریف ہے نہ عدیل و ہمسر اور نہ کوئی اس کا مماثل ہے نہ شریک نہ وجوب وجود (یعنی ذات و صفات) میں نہ استحقاق عبادت میں نہ جہان کی تخلیق میں نہ اس کے انتظام و انصرام میں، لہذا سارے جہانوں میں کوئی اور اس کے سوا مستحق عبادت نہیں۔ یعنی سوا اللہ کے کوئی انتہائی تعظیم کا حق نہیں رکھتا اور نہ کوئی اس کے سوا ہے کہ بیماروں کو شفا دے مخلوق کو روزی بخشے اور کسی کی تکلیف کو مٹا دے اس معنی میں کہ وہ جب کسی چیز کو چاہے تو اس سے فرمائے ہو جا اور وہ فوراً ہو جاتی ہے (یعنی حقیقت میں شفا روزی وہی دیتا ہے اور مصیبت وہی مٹاتا ہے) نہ سبب ظاہری اور عرف عام و عادت کے اعتبار سے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ طبیب نے بیمار کو شفا دی، اور بادشاہ نے لشکر کو روزی دی کہ یہ بالکل دوسری بات ہے اگرچہ الفاظ بظاہر ایک جیسے ہیں اور نہ ہی کوئی اس کا مددگار (دو زبیر) ہے۔ وہ نہ کسی چیز میں حلول کرتا ہے نہ کسی چیز میں (متحد ہونا اور) سماتا ہے۔ کوئی حادثہ و ناپید چیز اسکی ذات کریم کے ساتھ قائم نہیں لہذا نہ اسکی ذات حادث ہے نہ صفات (جس طرح اسکی ذات قدیم ازلی اور ابدی ہے، اسکی صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں)۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اسکی صفات (فعلیہ) کا تعلق اپنے متعلقات سے حادث ہوتا ہے تاکہ افعال ظاہریوں اور حقیقت یہ ہے کہ وہ تعلق بھی حادث نہیں۔ حادث تو وہی چیز ہے جس سے ان صفات کا تعلق ظاہر ہوا یا کسی متعلق کے اختلاف کے باعث تعلق کے احکام مختلف ہوتے ہیں اور اسکی ذات ہر اعتبار سے ہر

۱۔ برابر ۲۔ یعنی اللہ ہی واجب الوجود مستحق عبادت، خالق اور مدبر حقیقی ہے۔

۳۔ عبادت انتہائی تعظیم ہے اور اس کے لائق صرف ایک اللہ ہے۔

۴۔ ایک چیز کا دوسری میں یوں داخل ہونا کہ دونوں میں تمیز نہ ہو سکے۔

۵۔ نئی اور فانی چیز

۶۔ تعلق رکھنے والی چیزوں سے۔

قسم کے حدوث و تعدد و تفاوت سے میرا ہے وہ اب بھی ویسا ہی ہے جیسا ازل میں تھا۔ اس میں نہ کوئی تغیر ہو نہ کسی حدوث کو اس کے سراپردہ جلال میں کسی قسم کا کوئی دخل نہ وہ جو ہر اور نہ وہ عرض ہے اور نہ کسی مقرر جگہ میں نہ کسی معین سمت میں کہ جس کی طرف یہاں "اور وہاں" سے اشارہ کیا جاسکے، اور اس کا حرکت کرنا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا یا اپنی ذات و صفات میں کسی قسم کا تغیر قبول کرنا یا لغو کہنا یا کرنا اور جھوٹ سے ملوث ہونا اس پر قطعاً محال ہے۔

اور وہ عرش پرستوی ہے جیسا کہ خود اس نے اپنا وصف کریم بیان فرمایا لیکن اس معنی میں

اے گنتی میں زیادہ ہونا

اے فرق اور تقسیم

اے جو ہر۔ وہ چیز جو بذات خود قائم ہو، اور عرض جو ہر کا متضاد ہے۔ جو ہر اور عرض کی اصطلاحاً علم فلسفہ سے تعلق رکھتی ہیں ممکنات (مادی چیزیں) ہی ان کا مصداق ہیں۔ آسان لفظوں میں یوں سمجھئے کہ ساکت و جامد درخت ایک جو ہر ہے جو خود قائم ہے اور تپتے پھول اور پھل وغیرہ اعراض (عرض کی جمع) ہیں کہ اس درخت کے وجود سے قائم ہیں درخت نہ ہوتا تو یہ نہ ہوتے اور ان کے نہ ہونے سے درخت پر کچھ اثر نہیں۔ سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بھی اہلسنت و جماعت کی رائے کے موافق بعض عقائد کلامیہ کے بیان میں نویں عقیدہ کے شروع میں جو ہر و اعراض کو ممکنات میں شمار فرمائے ہیں (دیکھئے ذرّ اول مکتوب نمبر ۲۶۶) پس دونوں اصطلاحیں حادث و مخلوق ہی کیلئے استعمال ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ان سے پاک ہے، وہ نہ جو ہر ہے اور نہ ہی عرض۔

اے محال وہ جو موجود نہ ہو سکے۔ پس شاہ صاحب کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا جھوٹ سے ملوث ہونا یا اس پر قدرت رکھنا محال ہے۔ کسی کا اللہ کو جھوٹ پر (معاذ اللہ) قادر بنانا شاہ صاحب کے عقائد کے مطابق نہیں۔ یعنی وہ اسلام کا مخالف ہے جو اللہ کو عیب پر قادر بتاتا ہے، یہ تباہ عقیدہ اسلامی نہیں شیطانی ہے۔ اسلامی عقیدہ یہی ہے کہ جھوٹ اللہ کی صفت نہیں بن سکتا۔ وہ اس بات سے پاک اور منزہ ہے اور شاہ صاحب یہی فرما رہے ہیں۔

نہیں کہ وہ کسی خاص سمت و جہت میں ہے (کہ اللہ تعالیٰ جہت و مکان و زمان و حرکت و
 مکان و شمس و صورت و جمیع حوادث سے پاک ہے) بلکہ اس فوقیت اور عرش پرستوں
 کی حقیقت خود اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، یا پھر ان ذواتِ عالیہ کو اس سے
 آگاہی ہے جنہیں اس نے اپنے پاس سے علم بخشا اور ان کا علم درجہ یقین کو پہنچ گیا۔

اللہ تعالیٰ کے وجہ کریم کا دیدار آخرت میں ہر مومن کو ہوگا، اور اس
دیدارِ الہی کی دوسری صورتیں مقرر ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ ان پر تجسلی خاص فرمائے اور

اس کا دیدار بلا کیف، تصدیق عقلی سے زیادہ منکشف اور روشن تر ہو گیا کہ آنکھیں
 اس کا ظاہر طور پر نظر نہ کر رہی ہیں، لیکن یوں کہ وہ نہ کسی کے محاذات میں ہونے کسی کے مقابلہ
 میں نہ کسی خاص جہت میں نہ کسی رنگ و شکل و صورت میں۔ یہ عقیدہ معتزلہ وغیرہ کا ہے اور
 وہ حق بھی ہے۔ لیکن ان کی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے اس معنی کے اعتبار سے دیدارِ الہی
 کو اسی طریقہ تاویل میں منحصر کر دیا ہے۔

اور دوسری صورت دیدارِ الہی کی یہ ہو سکتی ہے کہ وہ ایک روشن ترین ستارے کی مانند
 اہل ایمان پر نمودار ہو جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا۔ اور اہل ایمان کی نگاہوں میں بظاہر
 جہت، شکل، مکان اور رنگ سے اس کی زیارت معنوی و عینی ہو جائے جیسا کہ خواب میں واقع ہوتا
 ہے (حالانکہ وہ روایت عقلی ہوتی ہے عینی نہیں)۔ اور جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی
 اور ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار کو بہترین صورت میں دیکھا، تو ہو سکتا ہے کہ آخرت میں
 دیدارِ الہی کی وہی صورت ہو جیسی ہمیں خواب میں دوسری چیزیں نظر آتی ہیں یہ دونوں وہ صورتیں
 ہیں جو ہمارے فہم ناقص میں آتی ہیں اور ہم ان پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر
 اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک رویتِ الہی سے ان دونوں طریقوں کے علاوہ کوئی
 اور طریقہ مراد ہے تو وہی حق و صواب ہے۔ ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ خدا و رسول کی جو
 مراد ہے وہ حق ہے اگرچہ ہم اسے کما حقہ سمجھ نہ پائیں۔

قدرت الہی

جو اس نے چاہا ہو گیا اور جو نہ چاہا نہ ہوا پس کفر و معصیت کو اسی نے پیدا کیا اور اسی کے ارادے سے ہیں لیکن وہ ان سے راضی نہیں۔ وہ غنی و بے نیاز ہے۔ اپنی ذات و صفات میں کسی چیز کا محتاج نہیں۔ اس پر کسی کا حکم نہیں چلتا اور نہ کسی دوسرے کے لازم کر دینے سے اس پر کوئی شے لازم ہو جاتی ہے۔ ہاں اس نے اپنے کرم سے جو وعدہ فرمایا ہے اسے پورا فرماتا ہے (اس کے وعدے و وعید بدلتے نہیں) چنانچہ احادیث میں ہے کہ (جو فلاں کام کرے وہ جنت میں جائے گا) اللہ اس کا ضامن ہے۔ اس کے ہر فعل میں کثیر حکمتیں اور بے شمار مصلحتیں ہیں خواہ ہمیں معلوم نہ ہوں۔ اس پر کسی خاص بندے کے ساتھ لطف یا اس کے ساتھ وہ کرنا جو اس کے حق میں بہتر ہو کچھ واجب نہیں۔ وہ برائی سے پاک و صاف ہے! اس کے کسی فعل یا حکم کو ظلم و زیادتی نہیں کہا جاسکتا (وہ جو کرتا ہے یا کرے گا عدل و انصاف ہے) جو کچھ کرتا ہے یا جس کام کا حکم دیتا ہے وہ کسی نہ کسی مصلحت سے ہوتا ہے لیکن اس کا حکم دینا (یا کسی چیز سے روکنا) اس لئے نہیں کہ اس کام کے کرنے یا نہ کرنے سے اس کی ذات و صفات میں کوئی کمال حاصل ہوگا اور نہ اس میں اس کی کوئی اپنی غرض و غایت ہے کہ یہ چیزیں ضعف و نقصان کی علامتیں ہیں (جو اللہ کی شان کے لائق نہیں) اس کے سوا حقیقتاً کوئی دوسرا حاکم نہیں لہذا کسی چیز کی بھلائی، برائی اور کسی کام کا باعث ثواب و عذاب ہونا عقل پر منحصر نہیں بلکہ چیزوں کا بھلا بُرا ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اچھا بنایا اور اس کے کرنے کا بندوں کو حکم دیا اور انہیں اس کا مکلف بنایا ہے۔ البتہ ان میں بعض امور ایسے ہیں جن کی افادیت (بندوں کے حق میں مفید ہونا) اور ثواب و عذاب کے ساتھ مناسبت عقل انسانی بھی پہچان لیتی ہے جبکہ بعض امور ایسے بھی ہیں جن کی اچھائی برائی جاننے پہچاننے سے ہماری عقل قاصر ہے۔ اور جب تک انبیائے کرام (علیہم السلام) وحی الہی کے ذریعے ہمیں ان کا حسن و قبح نہ بتائیں ہم آگاہ نہیں ہو سکتے۔

خدا تعالیٰ کی ہر صفت (اس لحاظ سے) واحد ہے کہ کوئی کسی صفت میں اس کا شریک نہیں

ہاں اس کا اپنے متعلقات سے تعلق غیر متناسی اور لانا تھا ہے (وہ ذرہ ذرہ کو محیط ہے)

اور اللہ تعالیٰ نے فرشتے پیدا کئے ہیں
فرشتے اور شیاطین انکو مختلف خدمتیں سپرد ہیں۔ ان میں سے

بعض فرشتے مقرب بارگاہِ الہی ہیں (اور یہ سب ملائکہ بر فضیلت رکھتے ہیں) ان کو علوی کہتے ہیں۔ بعض کے سپرد انسانوں کے اعمال نامے لکھنے کی خدمت ہے بعض انسان کی ہلاکتوں اور دشمنوں سے حفاظت کرتے ہیں بعض انسانوں کو بھلائی کی طرف بلاتے اور نیکی کی طرف راغب کرتے ہیں۔ اور فرشتوں میں سے ہر ایک کا خاص منصب و مقام ہے۔ خدا کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے، وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔ مخلوقاتِ الہی میں شیاطین بھی ہیں جو بنی آدم کو برائی پر آمادہ کرتے ہیں۔

اور قرآن مجید کلامِ الہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی
قرآن مجید اسخرا الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا اور

یہ بات کسی بشر کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے دُوبد و گفتگو کرے۔ ہاں وحی کے طور پر ممکن ہے یا یوں کہ وہ بشر پس پر وہ اس کا کلام سُننے یا اللہ تعالیٰ کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے، جو وہ چاہے (یہ ہے وحی کی حقیقت)

اللہ تعالیٰ کے ناموں اور اس کی صفات میں کوئی نام محض
اللہ کے نام اپنی طرف سے ایجاد کرنا جائز نہیں۔ اسمائے الہیہ سب توفیقی ہیں اور ذاتِ باری تعالیٰ پر ان کا اطلاق صرف شرع پر موقوف و منحصر ہے۔

معاد جسمانی (یعنی قیامت کے روز جسموں کا اپنی اپنی قبروں
معاد و محشر سے اٹھنا) برحق ہے۔ لوگوں کے اجسام اٹھائے جائیں

گے اور دنیا میں جو روح جس جسم سے متعلق تھی اسی میں دوبارہ ڈال دی جائے گی شرعاً بھی یہی بات ہے اور عرف و عادت کا بھی یہی تقاضا ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ وہ طویل و

کو تباہ کر دیئے جائیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ کافر کی ڈاڑھ کوہِ احد کے برابر ہو جائے گی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اجسام اس سے زیادہ لطیف اور خوبصورت ہو جائیں جیسے دنیا میں تھے جیسا کہ جنتیوں کے بارے میں وارد ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ بچہ، وہی جوان بھی ہوا بوڑھا بھی اور اس کے سزاوار بار اولتے بدلتے رہتے ہیں۔ نیک و بد اعمال پر جزا و سزا لوگوں کے اچھے بڑے اعمال کا حساب و کتاب اور صراط و میزان حق ہے (ای میزبان میں لوگوں کے اعمال نیک و بد تولے جائیں گے)

جنت و دوزخ | اور جنت و دوزخ حق ہیں اور آج سے (ہزار ہا سال) پیشتر پیدا ہو چکی ہیں۔ ہاں کوئی نص صریح انکی خاص جگہ بتانے کے متعلق وارد نہیں، بلکہ یہ دونوں اسی جگہ ہیں جہاں خدا لے چاہا۔ ہمارا علم اور ہماری معلومات، آخر تمام مخلوق الہی اور ساری کائنات کو تو محیط نہیں۔

گناہِ کبیرہ کا مرتکب مسلمان ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا (آخر کار جنت میں جائے گا) جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ اگر تم متوہ کاموں میں سے کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو تو ہم تمہارے چھوٹے چھوٹے گناہ بھی معاف فرمائیں گے، تو یہ بات مانتی چاہئے کہ نماز و کفارات کے باعث یہ بات جائز ہے کہ اللہ عزوجل محض اپنے فضل سے اس کی مغفرت فرمادے، اور گناہِ کبیرہ پر مواخذہ نہ فرمائے۔

مگر چونکہ افعال الہی دنیا و آخرت میں دو طرح کے ہیں، ایک وہ جو سنت الہیہ کے موافق ہیں اور دوسرے وہ جو ہمارے اعتبار سے بطور خرق عادت (یعنی عام عادت کے خلاف) تو ان لوگوں کے کبیرہ گناہوں کی معافی جو توبہ کئے بغیر اس دنیا سے سدھار گئے بطور خرق عادت کے ہو جائے تو ایسا ہونا جائز و ممکن ہے۔ اسی طرح شریعت کے ان نصوص میں بھی تطبیق ہو جاتی ہے جو بظاہر مختلف اور یا ہم متعارض معلوم ہوتی ہیں۔

شفاعت | اور شفاعت حق ہے اور ان لوگوں کے لئے ثابت ہے جن کو شفاعت کرنے کی خدائے رحمن و رحیم نے اجازت دی

ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی امت کے اہل کبار کا شفاعت فرمانا حق ہے اور وہ یقیناً شفیع روز محشر ہیں اور شریعت مطہرہ میں جہاں شفاعت کا انکار آیا ہے تو اس سے مراد وہی شفاعت ہے جو اذن الہی اور مرضی خداوندی کے برخلاف ہو (یعنی کفار اور ان کے معبودانِ باطل کی) گناہگاروں اور بدکاروں پر فیر میں عذاب ہونا اور نیکوکار مسلمانوں کا اپنی اپنی قبروں میں نعمتیں پانا دونوں باتیں برحق ہیں اور فیر میں منکر نکیر کا مردے سے سوال کرنا برحق ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا اپنے رسولوں (علیہم السلام) کو مخلوق کی ہدایت و رہنمائی کے لئے مبعوث فرمانا حق ہے اور اس کا اپنے بندوں کو اپنے پیغمبروں کی وساطت سے اچھے کاموں کا حکم دے کر اور بُرے کاموں سے روک کر مکلف بنانا برحق ہے۔ یہ انبیاء و رسل (علیہم السلام) اور لوگوں سے ایسے امور کے باعث ممتاز ہوتے ہیں جو اوروں میں بر سبیل اجتماع (سب ایک ساتھ) نہیں پائے جاتے اور یہی امور ان کی عظمت (و رسالت) کی دلیل ہوتے ہیں۔

مثلاً انہیں معجزے دیئے جاتے ہیں، ان کی فطرت سلیم ہوتی ہے اور ان کے اخلاق میں کمال پایا جاتا ہے۔ یوں ہی ان خصوصیتیں انبیاء و مرسلین (علیہم السلام) کفر و شرک سے (ہمیشہ کے لئے) معصوم ہیں اور گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے مطلقاً اور گناہ صغیرہ پر اصرار سے بھی (قبل بعثت و بعد بعثت) معصوم ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو سب برائیوں سے تین طرح بچاتا ہے: ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کو فطرت سلیم پر پیدا فرماتا ہے اور ان کے اخلاق میں کمال درجہ کا اعتدال مختص ہے چنانچہ وہ گناہوں کی طرف تاغیب ہی نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ ہر حال میں ان سے دور و نفور رہتے ہیں اور دوسری وجہ امتیاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بندگی و حجتی گناہوں کے عذاب اور طاغوتوں کے ثواب سے آگاہ فرماتا رہتا ہے اور یہ چیز بھی ان کو گناہوں سے بچاتی ہے۔ اور تیسری یہ کہ رحمت الہی لطف آمیز غیبی تنبیہوں سے ان کے اور نافرمانیوں کے درمیان حائل ہو جاتی ہے (اور یہ تائید و نصرت غیبی انہیں ہر لغزش سے بچالیتی ہے) جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے

قہتے ہیں ہے (کہ جب زلیخا آپ کے درپے ہوئی تو) آپ نے اپنے والد ماجد حضرت یعقوب (علیہ السلام) کو دیکھا کہ انگشت مبارک دندان اقدس کے نیچے دبا کر اجتناب کا اشارہ فرماتے ہیں۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں

اللہ عزوجل نے سلسلہ نبوت حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ختم کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا بعد کوئی سیانہ نہیں ہو سکتا۔ اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعوت اسلام تمام جن و انس کے لئے عام ہے یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق انسان و جن (بلکہ ملائکہ جنات و جمادات) سب کی طرف مبعوث ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء و مرسلین (علیہم السلام) سے افضل ہیں ختم نبوت کی خصوصیت کے لحاظ سے بھی اور دوسرے ایسے ہی اور خصائص کے اعتبار سے بھی۔

اور اولیاء اللہ کی کرامات حق و ثابت ہیں۔ اور یہ کامل الایمان مسلمان ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات

اولیاء اللہ

کا عرفان ہوتا ہے اور اپنے ایمان (علم و عمل) میں راست باز اور نیکو کار ہوتے ہیں۔ اسی قریب خاص سے اللہ جسے چاہتا ہے معزز فرماتا ہے اور وہ جسے چاہے اپنی رحمت سے امتیاز بخشے۔

اور ہم گو اہی دیتے ہیں کہ عشرہ مبشرہ (وہ دس صحابی جن کو جنت کا مژدہ ملا) قطعاً جنتی اور اصحاب خیر ہیں۔ یوں

عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم

ہی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا حضرت خدیجہ الکبریٰ اور حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت امام

اے علم انبیاء، تصرف انبیاء علیہم السلام (جہاں چاہتا پہنچتا) اور ان کی نصرت و مدد کے صحیح ہونے کے بارے میں حضرت ثناء ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ، مسئلہ اور نظریہ کتنا واضح ہے اور آپ کے نزدیک اس کی وضاحت کس قدر ضروری ہے کہ عقائد میں ذکر کیا۔

یہ تحذیر الناس کے مصنف اور مرزا قادیانی نے جو قسمیں گھڑی ہیں سب باطل ہیں اور جو بھی ختم نبوت کے شرعی مفہوم کا منکر ہے، کافر ہے۔

حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ سب جنتی ہیں، ہم ان کی اقتداء کرتے ہیں اور ان کے عظیم مراتب کو پہنچاتے اور مانتے ہیں جو انہیں اسلام میں حاصل ہیں۔ اسی طرح اصحاب بدر و اصحاب بیعت الرضوان یہ سب قطعاً جنتی ہیں (رضی اللہ عنہم)۔

اور حضرت ابو بکر صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد امام مطلق اور حضور کے خلیفہ برحق

خلفائے راشدین (رضی اللہ عنہم)

ہیں، پھر عمر فاروق اعظم، پھر حضرت عثمان غنی، پھر حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم (پھر صحیحہ بیعت کے لئے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ) ان حضرات پر خلافت راشدہ تمام ہوئی پھر اس کے بعد اسلامی بادشاہت کا، پھر جبروت شد و کا دور آیا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اور دیگر انبیاء و مرسلین علیہم السلام) کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور اس افضلیت سے ہماری مراد وہ افضلیت نہیں جو شجاعت و قوت اور علم و نسب اور ایسی ہی دوسری چیزوں کو شامل ہو بلکہ ہماری اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے یہاں زیادہ عزت و منزلت والا ہونے کا باعث یہ ہے کہ (دین اسلام کو ان سے جتنا فائدہ پہنچا کسی اور سے نہ پہنچا۔

مختصر یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاہنشاہ ہیں اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں آپ کے وزیر، اس وجہ سے کہ ان حضرات نے دین حق کی اشاعت میں پوری تشریح سے کام لیا (اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی نیابت کا پورا حق ادا کر دیا)

اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ خدا کی مرضی کی باتیں بارگاہ الہی سے حاصل کریں۔ دوسری یہ کہ ان باتوں کو مخلوق خدا تک پہنچائیں اور ان دونوں یعنی ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آخری حیثیت کے اعتبار سے حظ وافر پایا

لے اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے بھی دفتر دوم مکتوب میں ایسا ہی فرمایا ہے۔

تھا۔ یعنی اس فیضانِ الہی کو مخلوقِ خدا تک پہنچانے، ان کی تالیفِ قلوب اور انہیں مرکزِ اسلام پر جمع کرنے اور جنگی تدابیر میں کمال حاصل تھا۔

اور ہم صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا جب بھی ذکر کریں خیر سی کے ساتھ کرتا نظر نہیں ہے۔ وہ سب ہمارے دینی پیشوا اور مقتدا ہیں، ان میں سے کسی کے ساتھ بد عقیدگی اور ان کی کسی بات پر طعن کرنا یا انہیں برا بھلا کہنا سب حرام ہے۔ ہم پر فرض ہے کہ ہم ان کی تعظیم و تکریم بجالاتے رہیں۔

اور ہم اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہیں کہتے، ہاں اگر کوئی کلمہ گو
تکفیر اہل قبلہ | تا وہ منجھار کا منکر ہو یا وہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرے یا وہ
 حشر و نشر کا انکار کرے یا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عظمتوں کو نہ مانے یا ضروریاتِ دین میں سے کسی
 ایک عقیدے کا منکر بے شک مستحق تکفیر ہے۔

اور اچھے کاموں کا حکم کرنا اور بُری باتوں سے روکنا ہر مسلمان پر فرض ہے لیکن شرط یہ ہے
 کہ اسے فتنہ و فساد برپا نہ ہو اور اس کا بھی غالب گمان ہو کہ اسے قبول کر لیا جائے گا (ورنہ
 فرض نہیں)۔ یہ ہیں میرے عقیدے اور میں ظاہر و باطن میں انہیں پر کلمہ بند اور بارگاہِ الہی میں ان کی
 قبولیت کا متوقع (امیدوار) ہوں۔ اور سب خیریاں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں اول و آخر و ظاہر و باطن۔

عقیدۃ الحسنہ المعروفہ بعقائد الاسلام ص ۱۳ تا ۳۳



باب سوم

عقیدہ توحید

marfat.com

Marfat.com

عقیدہ توحید

سب نیکیوں کا سرچشمہ عقیدہ توحید ہے

سب نیکیوں کی اصل (جڑ) اور عمدہ ترین نوع توحید ہی ہے اس لئے کہ رب العالمین کے سامنے عجز و انکساری اس پر موقوف ہے۔ یہی سعادت کے حصول کا عظیم ترین خلق (ذریعہ) اور یہی اس علمی تدبیر کی اصل ہے اور اس کے ذریعے انسان کو غیب کی طرف کامل توجہ حاصل ہو سکتی ہے اور مقدس طریقہ سے اس کے نفس میں غیب کے ساتھ لاحق ہونے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی عظمت نشان بیان کی اور اسے شکموں کی تمام انواع میں بمنزلہ دل کے قرار دیا کہ جب وہ درست ہو جائے تو سارا بدن درست ہو جاتا ہے اور جب یہ خراب ہو جائے تو سارا بدن ہی بگڑ جاتا ہے۔ آپ نے مطلق طور پر فرمایا کہ جو مرجائے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کرتا ہو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ یا (فرمایا) اللہ تعالیٰ نے اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دی۔ یہ فرمایا جنت کے کوئی اثر اسے روک نہیں سکتا وغیرہ ذالک۔ ایسے الفاظ اور بھی مروی ہیں۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا جو شخص مجھے دئے زمین کے برابر گناہ لے کر ملے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ شرک نہ کرتا ہو تو میں اس کو اسی قدر بخشش کے ساتھ بلوں گا۔

یاد رکھیے، توحید کے چار درجے ہیں:

۱۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی میں واجب الوجود ہونے کی صفت ہے اور غیر اللہ (ہرگز) واجب الوجود نہیں ہوتا۔

۲۔ عرش، آسمانوں، زمینوں اور تمام جواہر کا پیدا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے

۳۔ آسمانوں، زمین اور ان میں کی ہر چیز کا مدبر صرف اللہ تعالیٰ ہے۔
۴۔ اللہ تعالیٰ ہی عبادت کے جانے کا مستحق ہے۔

حقیقتِ شرک

یاد رہے کہ عبادت سے مراد ازہد تنزل و عاجزی ہے اور کسی سے ازہد عاجزی کی دوسری صورتیں ہیں:

۱۔ صورتاً (عاجزی) ہوگی مثلاً وہ کسی کے سامنے کھڑا ہو یا سجدہ میں ہو۔
ب۔ نیت سے یہ (عجز) اختیار کرے یعنی اس فعل سے بندہ اپنے آقا کی تعظیم کی نیت رکھے اور اس فعل سے رعایا اپنے بادشاہوں کی تعظیم کرے یا شاگرد اپنے استاد کی تعظیم کریں۔

تیسری کوئی صورت ایسی نہیں ہے۔

جب یہ ثابت ہو چکا کہ ملائکہ نے ازراہ احترام آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے بھی نہیں احترامی سجدہ کیا اور سجدہ اعلیٰ ترین تعظیم کی شکل ہے تو لازم آیا کہ نیت کے ساتھ ہی امتیاز کیا جاسکے۔

لیکن معاملہ ابھی تک غیر واضح ہے اس لئے کہ مثلاً مولیٰ کا اطلاق کسی مقام پر ہوتا ہے اور یہاں پر لازمی طور پر معبود ہی مراد ہے اس لئے یقیناً یہاں پر سجدہ سے مراد عبادت ہی ہوگی۔

اس کی توضیح یوں ہے کہ تنزل کا تقاضا یہ ہے کہ عاجز و ذلیل میں کمزوری اور دوسرے میں قوت ہو۔

ذلیل میں پستی اور دوسرے میں شوکت ہو۔

ذلیل میں اطاعت و اتباع ہو اور دوسرے میں تسخیر و نفاذ حکمی (کی قوت) ہو۔
یہ دو قدریں ہیں:

ایک قدر (اندازہ) اپنے لئے اور اپنے سے مشابہ مخلوق کیلئے۔ اور دوسری قدر (اندازہ) اس کے لئے جو کہ حدیث امکان کی کمزوریوں سے بالکل پاک و بالائے۔

جو آدمی سلسلہ امکانات کو واجب الوجود تک منتہی تسلیم کرتا ہے وہ ایسا واجب ہے کہ جو غیر کا محتاج نہیں تو وہ لازمی طور پر ان صفات کو جن سے مدح کی جاتی ہے انہیں دو درجوں میں تقسیم کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔ ایک وہ درجہ ہے جو شانِ خداوندی کے لئے مخصوص ہے اور دوسرا وہ جو اس کی اپنی حالت کے موافق ہے۔

اور ہر انسان اپنی استطاعت کے مطابق ہی مکلف ہوتا ہے۔ شرک کی حقیقت یہ ہے کہ انسان بزرگوں کے بارے میں یہ عقیدہ رکھ لے کہ ان سے جو عجیب عجیب آثار و کرامات صادر ہوتی ہیں وہ اس لئے صادر ہوئیں کہ وہ ان صفات کمال سے موصوف ہیں جو کہ جنس انسان میں نہیں ہوتے بلکہ واجب حل مجبہ کے ساتھ ہی مخصوص ہیں اور غیر اللہ میں صرف اس صورت میں پائے جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ غیر پر خلعت الوہیت ڈال دے یا وہ غیر اللہ کی ذات میں فنا اور اس کی ذات کے ساتھ باقی ہو جائے یا ایسا کوئی دوسرا فاسد اور خرافاتی عقیدہ رکھ لے جیسے کہ حدیث میں ہے: "مشکین ان الفاظ کے ساتھ تلبیہ پڑھتے ہیں، حاضر ہوں، حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، مگر وہ شریک ہے جس کا تو مالک ہے اور اس کی ملکیت کا بھی تو مالک ہے" چنانچہ یہ مشرکین اس کے سامنے از حد تذلل اختیار کرتے اور اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتے جیسے کہ بندے اپنے اللہ کے ساتھ کرتے ہیں۔ اس مفہوم کے کئی قوالب اور صورتیں ہیں اور شریعت انہی صورتوں اور قوالب سے بچت کرتی ہے جن کو انسان شرک کی نیت سے کرتا ہے۔ آخر کار وہ عام عادت میں شرک کا مظنہ اور شرک کا لازم بن جاتا ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ۔ اول ص ۱۵۶ تا ص ۱۶۳

اصحاب قبور سے استعانت شرک نہیں

حضرت شیخ ابورضا علیہ الرحمۃ نے حدیث "اذا تحیرتہ فی الامور فاستعینوا باصحاب القبور" (جب تم معاملات میں حیران رہ جاؤ 'البحر جاؤ' تو اصحاب قبور سے مددو) بیان فرمائی۔ لے

انفاس العارفين ص ۱۶۸

ترکستان کا ایک شغلہ بیگ نامی مرد تھا جس نے اس راہ (تصوف) کا ذوق پیدا کیا، بخارا میں آیا اور خواجہ نقشبند (رضی اللہ عنہ) کے مزار پر اس انتظار میں بیٹھا کہ (مسائل مزار رہنمائی فرمائیں اور) اسے کسی ولی اللہ کی اطلاع ملے۔ آخر کار خواجہ نقشبند (رضی اللہ عنہ) نے خواب میں اسے فرمایا کہ تیرا پیر مندوستان میں دہلی شہر کے اندر ہے اور حضرت والا (شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ) کی شکل بھی دکھائی۔ الخ

انفاس العارفين ص ۹۵

مزارات اولیاء سے توحید ملتی ہے یہ عقیدہ شرک نہیں

میں نے حضرت والد بزرگوار کے مزار پر توجہ کرنا اپنا دستور بنا لیا۔ ان دنوں توحید کے مسائل کھلے۔

انفاس العارفين ص ۲۹۸

لے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"روح کا ایسے افعال کا اختیار کرنا اور گزرنا جو اجسام کے افعال کے مناسب ہیں جیسے کہ دشمنوں کا ہلاک کرنا اور دوستوں کی مدد کرنا وغیرہ اسی قسم سے ہے" (دقترا اول - مکتوب ۲۲۹)

اہل قبور سے استعانت کے منکرین اگر شاہ صاحب کی پیش کردہ حدیث پاک اور حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی تفسیر پر اکتفا کر لیں تو امید ہے ساری عمر شرک دیکھتے رہنے کی بجائے شاہ صاحب کی طرح توحید حاصل ہونے کے قائل ہو جائیں (ضیاء)

تصرف اولیاء سے بھی توحید حاصل ہوتی ہے

ایک دفعہ ایک شخص عبد سبحان نامی ان (شیخ محمد) سے ملا (آپ نے) اس پر ایسا تصرف کیا جس سے اس پر توحید کی ایک قسم منکشف ہوئی۔

انفاس العارفين ص ۲۶۲

ولیوں کے استمداد شرک نہیں، شاہ عبد الرحیم سے استمداد کی گئی

سید نور علی بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں میٹھا ہوا تھا اور دل کو مشغول رکھے ہوئے تھا، اسی اثنا میں ایک سیاہ شخص تاریکی میں ظاہر ہوا۔ میں نے سمجھا جن سے جو مجھے تکلیف پہنچائے گا، میں قوی ہمت کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوا میں اسے ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ وہ اسی ہمت کے ساتھ مجھ پر حملہ آور ہوا اور میرے دل کو گھیر لیا۔ میں پریشان ہو گیا اور اطمینان کلی طور پر جانا رہا۔ ہر لمحہ وہ مجھ پر غالب آ رہا تھا کفر و فسق اور معتقدات اسلامیہ میں شک کی دعوت دیتا تھا۔

اس سلسلہ میں میں نے حضرت والا (شاہ عبد الرحیم) سے استمداد کی

انفاس العارفين ص ۶۸

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

”وہ درویش جس کا قدم شریعت میں راسخ اور پختہ ہے اور جو عالم حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں ان کی دعا و ہمت و توجہ کا طالب رہنا چاہیے اور ان سے مدد طلب کرنی چاہیے۔ (مکتوبہ۔ دفتر اول)۔ تم جانتے ہو پیر کیسی ہستی ہے، پیر وہ ذات ہے کہ جناب قدس خداوندی جل شانہ تک پہنچنے کے راستے میں اس سے استفادہ کرتے ہو اور اس سے اس راہ میں طرح طرح کی مدد و اعانت حاصل کرتے ہو۔“ (مکتوبہ ۱۹۔ دفتر اول)

(باقی حاشیہ اگلے صفحے پر)

استمداد کرنے والے کو مشرک نہیں کہا تو جہودی اور لڑکا ہوا۔

اس فقیر (ولی اللہ) نے شیخ فقیر اللہ جو حضرت والد ماجد کے پرانے خادم ہیں اور اس قصہ میں حاضر اور قاصد رہے ہیں، سے سنا ہے کہ محمد فاضل کے رشتہ داروں میں سے ایک عورت رابعہ نامی کے بچہ پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس کے متعلق حضرت والا (شاہ عبدالرحیم) سے استمداد کی۔ انہوں نے دعا فرمائی اور توجہ دی، لڑکا پیدا ہوا۔
انفاس العارفين ص ۶۸-۶۹

استمداد کرنے پر توجہ دی منصب بحال ہو گیا

حضرت والد ماجد فرماتے تھے اوزنگ زیب بادشاہ نے کسی سبب سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مرید رشید اور مستعد طالب ہر وقت سلوک طریق میں پیر کی کرامات و خوارق کا احساس کرتا ہے اور غیبی معاملہ میں ہر وقت اس سے مدد چاہتا ہے اور مدد پاتا ہے۔ (مکتوب ۹۱۔ دفتر دوم)
”اسی طرح حاجت مند لوگ اولیاء اللہ سے زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی مخالف مہالک میں امداد طلب کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان اولیاء اللہ کی صورتیں حاضر ہو جاتی ہیں اور ان مصائب کو دور کر دیتی ہیں۔“ (مکتوب ۵۸۔ دفتر دوم)
حضرت صدر الانا فاضل مراد آبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”ایاک نستعین“ میں یہ تعلیم فرمائی کہ استعانت

خواہ بواسطہ ہو یا بے واسطہ ہر طرح اللہ کے ساتھ خاص ہے حقیقی مستعان وہی ہے باقی آلات و امداد و احباب وغیرہ سب عون الہی کے مظہر ہیں۔ بندے کو چاہیے کہ اس پر نظر رکھے اور ہر چیز میں دست قدرت کو کارکن دیکھے۔ اس سے یہ سمجھنا کہ اولیاء و انبیاء (علیہم السلام) سے مدد چاہنا شرک ہے عقیدہ باطل ہے کیونکہ مقربان حق کی امداد الہی ہے استعانت بالغیر نہیں۔“ (خزائن العرفان)

اور مولانا محمود الحسن دیوبندی اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری سے کی جائے تو جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔“

بدایت اللہ بیگ کو اس کے منصب سے برطرف کر دیا۔ وہ اس سبب سے بہت غمگین ہوا اور شکستہ خاطر میرے پاس آیا۔ قلت مال اور کثرت عیال کو بیان کیا اور از حد اصرار اور گریہ زاری کی۔ یہاں تک کہ میرا دل پورے طور پر اس کے حال کی طرف متوجہ ہو گیا۔ پہلے مجھ پر اس طرح ظاہر کیا گیا کہ قضائے مہرم ہے۔ میں نے بہت التجا اور نیاز مندی کا اظہار کیا اور میری توجہ اس حد تک متعلق ہو گئی کہ اگر یہ کام حسبِ منشا نہیں ہوتا تو صرفیوں کا لباس اتار پھینکوں گا اور پھر کبھی بھی اسے نہیں پہنوں گا۔

اس حال میں حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے میری دعا کو قبول فرمایا۔ بادشاہ نے بغیر کسی سبب کے اسے بلایا اور کہا ہم نے فلاں کا قصود معاف کر دیا۔ اس کا منصب بحال کر دیا ہے اور اس قدر اضافہ بھی کر دیا ہے۔
انفاس العارفين ص ۹۹-۱۰۰

مد مانگنے والے کو مشرک کہا بلکہ ولی اللہ نے مد فرمائی

حضرت والد ماجد فرماتے تھے اسد علی کا اپنے بعض شرکاء (برادری کے لوگوں) کے ساتھ جھگڑا ہو گیا۔ وہ جمع ہو گئے اور چاہا کہ اسے ہلاک کر دیں۔ وہ میرے پاس آیا اور بہت گریہ و زاری کی۔ میں اس کے حال کی طرف متوجہ ہوا۔ میں نے کہا جاؤ ثابت قدم رہو اور کسی شخص سے مت ڈرو۔

اس کے شرکاء سزاؤں کی تعداد میں تھے اس پر حملہ آور ہوئے۔ اس کے صرف بیس ساتھی تھے سزا کار انہوں نے میری شکل دیکھی کہ انہیں ثابت قدم رہنے کی تلقین کر رہی ہے۔ اس نے بندوق چلا دی جو دشمن کے گھوڑے کو لگی۔ وہ گر پڑا اور دشمن مرعوب اور ذلیل ہو کر بھاگ گئے۔
انفاس العارفين ص ۱۰۲

حضور ﷺ انا ممکن کو ممکن بنا سکتے ہیں پیہ و لبوں کا عقیدہ سے شرک نہیں
حضرت والد ماجد فرماتے تھے کہ میں نے حضرت سیدنا رسول ﷺ کو خواب میں

دیکھا۔ آپ میری طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کی توجہ گرامی کی برکت سے میں مقامات اولیا کو عبور کرتا تھا اور انہیں اچھی طرح پہچانتا تھا یہاں تک کہ میں اس مقام تک پہنچ گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ولی اس جگہ سے نہیں گزر سکتا۔
میں نے عرض کیا کہ فقیر کا اعتقاد یہ ہے کہ ہر وہ ناممکن بات جس کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوں ممکن ہو جاتی ہے۔ الخ

انفاس العارفين ص ۷۳

رسول اللہ کا حکم مان لیجئے کہ اُمّت ہرگز مشرک نہیں ہوگی

امام احمد نے ابوالخیر سے انہوں نے عقیقہ بن عامر جہنی سے روایت کی ہے کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دولت خانہ سے برآمد ہوئے اور فرمایا! قسم خدا کی مجھے تم سے یہ اندیشہ نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو گے بلکہ مجھے یہی اندیشہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرو گے۔
ازالۃ الخفا اول ص ۲۰۷

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عید کہلانا شرک نہیں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے برسر منبر خطبہ میں فرمایا

فَدَكُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ عَبْدًا وَخَادِمًا. میں حضور کے ساتھ تھا، میں آپ کا بندہ اور خادم تھا۔

ازالۃ الخفاء بحوالہ جامع الحق اول ص ۳۷۹



باب چہارم

مقاماتِ نبوت ﷺ علیٰ محمد صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

مقامات نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

جانتا چاہیے کہ اہل چیز نبیوں اور رسولوں (علیہم السلام) کے ارسال کے اندر ارادہ حق تبارک و تعالیٰ ہے جو بطریق لطف و کرم صادر ہوتا ہے کہ وہ بذریعہ بعثت رسالت اپنے بندوں کو خیر سے نزدیک کرے اور شر سے دور۔ اور ان کے مظالم کو رفع کرے پس اس ارادہ سے اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً انبیاء و مرسلین (علیہم السلام) کو مبعوث فرماتا رہا اور ان کے دین کو غالب اور ان کی دلیوں اور حجتوں کو ظاہر و باہر فرماتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ کی بعثت رسالت سے عالم کا تذکرہ کیا جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں فرمایا ہے:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا (ترجمہ) وہی ہے جس نے اٹھایا (مبعوث کیا) ان پر جو

میں ایک رسول انہی میں کا، پڑھ کر سنا ہے انکو اس کی آیتیں اور انکو سنو اتنا ہے اور سکھلاتا ہے انکو کتاب اور عقلمندی

وَلِيَعْلَمَهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

اور لوازم نبوت سے یہ امر ہے کہ جو شخص نبی ہونے والا ہے اس امر کو تفہم کرے کہ جمیع افراد بشر میں سے اسے نبوت کے لیے خاص کیا گیا ہے اور نفس ناطقہ کی دونوں قوتوں (عقل اور عاملہ) میں اسے کامل و مکمل کیا گیا ہے۔ قرآن کریم کی آیت شریفہ: **اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ** (الانعام) میں اسی طرف اشارہ ہے۔

پس اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بغیر وساطت کسی فعل و عمل کے انبیاء علیہم السلام کو قوتِ عاقلہ بقدر مزید عطا فرماتا ہے۔ اس امتیاز و تمیز کی وجہ سے عالم غیب سے ان پر وحی نازل ہوتی رہی اور وہ جنت و نار اور ملائکہ وغیرہ امور غیبیہ کا مشاہدہ کرتے رہے اور واقعات عجیبہ کو بصورتِ مثالیہ دیکھتے رہے۔ اسی قوت کی طرف حدیث: **الرؤيا الصالحة من ستة واربعين جزء من النبوة**۔ میں اشارہ واقع ہوا ہے۔ یعنی روئے صالحہ نبوت کے چھالیسویں حصہ سے ایک حصہ ہے۔

اسی طرح انبیائے کرام (علیہم السلام) کی قوتِ عاملہ میں بھی مدد و اعانت کی جاتی رہی جس کی وجہ سے سمت صالح ان کو نصیب ہوا۔ اسی قوت کے سبب سے وہ معاصی سے اجتناب کرتے رہے اور آدابِ طاعات و عبادات اور تدبیر منزل اور ریاستِ مدن کی رعایت کرتے رہے۔ اس صورت و طریق سے کہ جس سے بہتر صورت و طریق ممکن نہیں، جو انبیائے کرام (علیہم السلام) کے علاوہ کسی اور سے ظہور میں آسکے، خلق، شجاعت، سخاوت، کفایت، عدالت، شناختِ مصلحتِ قوم اور استقامت، یہ سب قوتِ عاملہ سے حاصل ہوتی ہیں اور اسی قوتِ عاملہ کے کمال سے عصمت و تحفظ حاصل ہوتا ہے۔

الغرض جب یہ دونوں قوتیں جیسی کہ حاصل ہونی چاہئیں کسی شخص کو حاصل ہوتی ہیں تو غیب سے اس کے ہر کام میں مدد و اعانت اترتی ہے اور اس کے اعمال و افعال میں برکاتِ عجیبہ ظہور میں آتی ہیں جن کا احصا ممکن نہیں۔

اگر ناظرین اس سے بھی سہل اور آسان طریق میں مقالاتِ نبوت کو پہچاننا چاہیں تو ہم کہتے ہیں فرض کریں چار قسم کی شخصیتیں ایک شخص واحد اور تن واحد میں جمع کر دی گئی ہیں اور اس مجموعہ کے نام کو نبی اور پیغمبر کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

شخصِ اول: بادشاہِ عادل، مگر نہ بطریق رسم و رواج بادشاہ بلکہ وہ بادشاہ جو بالطبع منزلت و مرتبہ بادشاہ عالم ہوتا کہ اس کے نفسِ ناطقہ کا ظل و پرتو لوگوں پر پڑے جس کے سبب سے ان کے درمیان بوجہ حسن اہتمام و انتظام پیدا ہو۔ ہر ایک اپنی اپنی جگہ اور اپنے اپنے مرتبہ پر قائم رہے اور قوم کے درمیان ایک قسم کی وحدت اور اتحاد و اتفاق قائم ہو۔ اس اتحاد و اتفاق اور وحدتِ مدنیہ کے لحاظ سے اہل قلم و اہل علم، سپاہ و فوج، افسران فوج، اہل ریاست، کاشتکار و تجار وغیرہ جمیع رعایا و برابر اہل رجاں ایک قالب کا درجہ رکھتے ہوں۔

اگر ان گروہوں کے درمیان پہلے سے اتحاد و اتفاق قائم نہ ہو تو اس بادشاہ کے

ظلم و عاظمت اور اس کے اقوال و افعال سے از سر نو اتفاق و یگانگت قائم ہو جائے اگر

اتفاق و اتحاد پہلے سے قائم ہو تو اس میں ترقی و تضاعف ہوتا جائے اور ہر ایک ناشائستہ امر نسبت دُ
 نابود ہو جائے۔ قصہ کوتاہ یہ کہ بخت و اقبال، حکمت عدالت، کفایت، شجاعت و غیر
 جمیع امور اور منزلت و مرتبت جو اس بادشاہ کے لیے ہونے ضروری ہیں وہ سب
 کے سب ذات قدس نبی علیہ السلام میں مشاہدہ کریں۔ آیت کریمہ **هُوَ الَّذِي أَنزَلَ**
بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلْفَتْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ
وَلَكِنَّ اللَّهَ أَلْفَ بَيْنَهُمْ میں اسی صفت کی طرف اشارہ ہے۔

شخصِ دُوم :- ایسا حکیم جو حکمتِ عملیہ میں ممتاز و فائق، علم اخلاق، تدبیر منزل اور بیارت
 مدن میں مہارت تامہ رکھتا ہو اور نہ صرف یہ بلکہ یہ جمیع صفات تحقیقاً و تخلیقاً پائے
 جائیں، بمطابق کل اناتیسر شمع بمصافہ ان ہی صفات کی خوب اس سے ظاہر
 ہو۔ آیت کریمہ **يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتِ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ**
خَيْرًا كَثِيرًا۔ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ نیز قرآن کریم میں جس نبی کا ذکر کیا گیا ہے
آتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ بھی اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔

تفسیر شخص :- وہ عارفِ کامل، صوفیِ کامل اور مرشدِ کامل ہے جو تہذیبِ نفس اور
 تزکیہ قلب کے طریقوں سے بخوبی واقف ہے۔ مصدرِ کراماتِ عجیبہ و منظرِ خوارقِ غریبہ
 ہے جس نے اپنی قوتِ ارشاد اور اپنی تاثیرِ صحبت سے گم گشتگانِ باورِ ضلالت کو
 راہِ راست دکھلائی ہو جس نے سالہا سال ریاضت و مجاہدات سے اپنے نفس کو مہذب
 کیا ہو اور طاعات و عبادات سے آراستہ و پیراستہ اور عالمِ اجسام سے عالمِ ارواح
 تک رسائی کی ہو مقاماتِ عالیہ اور احوالِ سنیہ حاصل کئے ہوں جیسا کہ صوفیائے کرام و مشائخ
 عظام کے حالات سے ظاہر ہے۔ یہی وہ قوت ہے جس کی طرف اللہ تبارک و تعالیٰ نے
آیت و بیزگیہم و یعلمہم الکتاب والحکمة میں ارشاد فرمایا ہے۔

چوتھا شخص :- وہ جبرائیل امین (علیہ السلام) ہے جو سموات میں مطاع اور مین ہے اور خداوند
 ذوالجلال اور اس کے انبیاء و رسل کے درمیان سفیر اور واسطہ ہے اور وحی و الہام اور علم کا ذریعہ

ہے اور تدبیر الہی کا ایک خارجہ ہے اور ملائکہ مدبرات امر کا سرخیل ہے "لا یعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون" ان کی خاص الخاص صفت ہے۔
 اس جگہ جبرائیل (علیہ السلام) سے ہماری مراد وہ قوتِ ملکیت ہے جو خارجہ تدبیر الہی اور واسطہ اخذِ علومِ خداوندی ہو یعنی اس کی اصل جبلت جبرائیل ہو اور جس کے لیے خطیرۃ القدس کی راہیں کشادہ ہوں۔ اور ملائکہ اعلیٰ سے جو علوم اس کے عقل اور قلب پر القا ہوں ان کو بسہولت اخذ و جذب کر سکے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ کے اثرات طریبات

اب دیکھنا چاہیے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ نے اپنے زمانہ بعثت و رسالت میں کس چیز کی جانب اعتنا کیا اور توجہ نام فرمائی اور پھر عالم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیا آثار باقی رہے ہیں اس باب میں امر مذکور کے متعلق تمام جزئیات پر نظر ڈالنا چاہیے۔ پھر ان جزئیات سے ان امورِ کلیہ کی طرف ذہن کو منتقل کرنا چاہیے جو ان جزئیات سے منتج ہوتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے زمانہ میں مبعوث ہوئے کہ عالم میں کفر و شرک پھیلا ہوا تھا اور خصوصاً عرب میں لوگ اور دنیا والے حشر و نشر سے انکار کر رہے تھے۔ طاعت و عبادت کو فراموش کئے ہوئے تھے۔ ملتِ حنیفہ میں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب تھی، تحریف کر چکے تھے۔ حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے اور ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو اول آپ نے شرک کا ابطال کیا اور مجاز و حقیقت کا فرق بتلایا اور تحریفات و تبدیلیات کو مٹایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات باریکات سے اذکیائے قوم کے نفوس پر دینِ حق کی شعاعیں پڑیں اور انہوں نے اس کی حقانیت کو سمجھا اور آپ کی نصرت و اعانت پر کمر باندھی یہاں تک کہ راہِ حق ظاہر ہوئی اور کفر و اسلام

میز ہوا اور لوگ دین حق میں آنے لگے۔ اس وقت عرب کے لوگ خصوصاً قریش آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ تعصب کرنے لگے اور ورپے ایذا رسانی ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوت خدا و او سے ان کا مقابلہ فرماتے رہے اور استقامت کو کام میں لائے۔ آپ کے اصحاب آپ کے پیرو ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت و مدد کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرتے یہاں تک کہ (یوں سمجھئے) شرابِ عشق کا کوئی جام ایسا نہ تھا جو انہوں نے نہ پیا اور کوئی مٹی و سکر نہ تھا جو انہیں نہ ہوا۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت و جہاد پر مامور ہوئے اور توفیق و تائید الہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مساعی جمیلہ کیں کہ مقدور بشریت میں اس سے زیادہ سعی و کوشش کرنا ممکن نہ تھا اور آپ کے جمیع اصحاب (رضی اللہ عنہم) آپ کی حرکت و جنبش اور آپ کے غم و ارادہ کے ساتھ ساتھ رہتے یہاں تک کہ اسلام کو بہت سی فتوحات حاصل ہوئیں اور کفار شکست و ہزیمت کھانے لگے۔ جاہلیت مٹتی گئی اور کفر و شرک اور ظلم و تم پائمال ہوا جس علم سے لوگ نا آشنا تھے وہ علم ان کے درمیان شائع ہوا اور عداوت و حسد رنج و کینہ ان کے درمیان جاتا رہا اور دین حق کے پر و یک دل و یک جان ہو گئے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا: **وَ اذْکُرُوا النِّعْمَةَ الَّتِي عَلَیْکُمْ اذْکُنْتُمْ اَعْدَاءً فَالْفَ بَیْنِ قُلُوبِکُمْ فَاصْبِرْ بِنِعْمَةِ اِخْوَانَا۔**

وہ لوگ روز و شب علم قرآن، علم ایمان یعنی ارکانِ خمسہ اسلام، علم احسان یعنی اخلاص فی العبادۃ، علم شریع یعنی تدبیر منزل، سیاست مدن، آداب معیشت، علم رقائق، علم اخلاق، علم فضائل اعمال، علم مناقب کبرائے امت اور علم معاد کی ترویج کرتے تھے۔ اور علاماتِ فتن سے آگاہ، حتیٰ کہ یہ علوم بہر کہ و مر اور صغیر و کبیر تک پہنچے اور سب نے فائدہ اٹھایا مگر جو متعصب اور شقی ازلی تھے بے نصیب رہے اور فائدہ نہ اٹھا سکے۔

(ازالہ الخفا دوم ص ۱۲ تا ۱۳)

نورِ مصطفیٰ اور حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت

ہے جیسا کہ قوم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے متعلق بیان کیا ہے کہ **اَوَّلُ**

مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِيَّ“ (اللہ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا) ۱۷

فیوض الحرمین مترجم ص ۲۹۶

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حق سبحانہ تعالیٰ کے آیتہ اور اس کے مظہر اتم ہیں اور حقیقت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تعین اول جامع تعینات اور منطابہ ہے اور تمام کائنات ان کے نور سے ظہور پذیر ہوئی ہے۔

انفاس العارفين ص ۱۷۲

وہ بات جو اہل سیر لکھتے ہیں کہ نور محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں تھا پھر حضرت شیث کی پیشانی میں آیا پھر فلاں فلاں حضرات کی پیشانیوں میں منتقل ہوتا رہا تا آنکہ حضرت عبدالمطلب اور حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہما) کی پیشانی میں آیا، بالکل درست ہے

سطحات ص ۱۷۹

ع وَقَدْ كَانَ نُورَ اللَّهِ فِيْنَا لِمُهْتَدِي

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان ہر ہدایت کے طلبگار کیلئے اللہ تعالیٰ کا نور ہیں جس کی روشنی میں وہ اپنے جاوہ حیات کو کامیابی سے ملے کر تا ہوا منزل مقصود پر رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

قصیدہ اطیب الثغم ص ۸۴-۸۵

اے سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث پاک کو مکتوبات دفتر سوم حصہ دوم مکتوب ۴ میں ذکر کرنے کے بعد فرمایا ” یہ حقیقت محمدی کا مرتبہ تھا اور یہ تعین اول ہوگا۔ اسی دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۰۱ میں فرمایا ” جانا چاہئے کہ خلق محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دوسرے افراد انسانی کی پیدائش کی طرح نہیں بلکہ عالم کے افراد میں سے کسی فرد کی پیدائش سے بھی مناسبت نہیں رکھتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: خَلِقْتُ مِنْ نُورِ اللَّهِ (میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں) اور دوسروں کو یہ دولت نصیب نہیں۔

۱۷ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”وہ ایک ایسا نور ہے جو عنصری پیدائش میں اصلااب سے لرحام متکثرہ میں گرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حکمتوں اور مصلحتوں کے مطابق انسانی صورت میں جو کہ بہترین صورت ہے ظاہر ہوا اور اس کا نام محمد اور احمد ہوا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکتوب دفتر سوم، مکتوب نمبر ۱۰۱“

marfat.com

Marfat.com

صفات بشریت حجاب میں حقیقت نہیں

صفات بشری جو
انبیاء علیہم السلام میں ہیں

ان کے جمال یا کمال کے لئے حجاب ہیں (حقیقت نہیں)

الفوز الکبیر ص ۹

والد صاحب فرماتے تھے کہ "انا ملاح و انخی یوسف اصبح" کی حدیث سے میرے دل میں حیرت ہوتی تھی کیونکہ ملاحت عشاق کے لئے صباحت سے زیادہ قلق و اضطراب کا باعث ہے اور منقول ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام لباسِ فاخرہ پہن کر جلوہ گر ہوتے تھے تو بہت سے لوگ جمالِ یوسفی کو دیکھ کر مر جاتے تھے اور یہ حقیقت سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی نہیں ہونا چاہئے تھا کہ معاملہ برعکس ہوتا۔

ایک دفعہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس نکتہ کے متعلق میں نے پوچھا، فرمایا اللہ نے میرا جمال غیرت کی وجہ سے لوگوں کی نظر سے پوشیدہ رکھا ہے۔

انفاس العارفين ص ۲۳۰ وراثتین حدیث ۲۰

میں نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اللہ تعالیٰ کی ایک خاص نظر ہے گویا کہ

صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

"جو لوگ محبوب تھے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیسر کہا اور دوسرے انسانوں کی طرح ان کو تصور کیا تو انہوں نے ان (کی عظمتوں) کا انکار کر دیا اور صاحبِ دولت لوگ کہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسالت اور رحمتِ عالمیان کے عنوان سے جانا اور دوسرے لوگوں سے ان کو ممتاز دیکھا وہ ایمان کی دولت سے مشرف ہوئے اور اہل نجات ٹھہرے۔ (مکتوبات دفتر سوم حصہ ہشتم)

اور بانیِ مسدویہ بند مولانا محمد تاسم ناتوتوی کہتے ہیں سے

رہ جمال پتیرے حجابِ بشریت نہ جانا کسی نے بھی تجھے جز سار (فسادِ ذاکم)

marfat.com

Marfat.com

یہی مراد ہے مثل اس قول سے کہ لَوْلَا كَمَا خَلَقْتُ الْاَفلاكَ لَعَا اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اگر تمہیں نہ پیدا کرتا تو ان آسمانوں کو بھی نہ پیدا کرتا۔ فیوض الحرمین ص ۱۴۷

خمر آدم کے وقت آ علی نبینا وعلیہ السلام نبی تھے
ابن نے سیرکار ابد قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روحانی سوال

کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم كُنْتُ نَبِيًّا وَاَدَمُ مُنْجِدِلٌ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطَّيْنِ لَعَا كَيْفَا
معنی ہیں، تو میری روح پر روحِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہوئی اور ایک ایسی صورت
مثالیہ دکھائی گئی جو عالم اجسام میں آنے سے پہلے تھی اور اس کا فیضان بارگاہِ مثال
میں نمایاں ہو رہا تھا۔ گویا جب حضرت آدم علیہ السلام کا خمر ہو رہا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ یہ حدیث قدسی حضرت مجدد الف ثانی نے دفتر سوم مکتوب ۹۳ اور ۱۲۲ میں بصراحت ذکر فرمائی ہے
اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اسے خطبہ مدارج النبوۃ میں درج کیا ہے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر کی فرماتے
ہیں ۵۔ نہ پیدا اگر ہوتا احمد کا نور نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور (کلیات اہلیہ ص ۲۸ جہاد اکبر)
۲۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے یہ روایت یوں نقل فرمائی: كُنْتُ نَبِيًّا وَاَدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطَّيْنِ -
(مکتوب ۲۹ دفتر اول) اور اسی دفتر اول مکتوب ۴۲ میں فرماتے ہیں: "اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا میں جلوہ فرما
نہ ہوتا ہوتا تو اللہ تعالیٰ مخلوق کو نہ پیدا کرتا اور نہ اپنی ربوبیت ظاہر کرتا اور آپ اس وقت نبی تھے جب حضرت
آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی میں تھے"

ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملاحظہ فرمائیں (مدینہ منورہ) نقل فرماتے ہیں کہ:

حضرت میرزا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: مَتَى كُنْتُ نَبِيًّا؟
آپ کو نبوت کے درجہ پر کب فائز کیا گیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وَاَدَمُ بَيْنَ الرَّوْحِ وَالْجَسَدِ -
میں اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ اسے امام احمد امام حاکم اور دیگر
ائمہ نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی بارگاہ
میں عرض کیا: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى وَجَّيْتُ لَكَ النَّبُوَّةَ - اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو نبوت کب
ملی، فرمایا: وَاَدَمُ بَيْنَ الرَّوْحِ وَالْجَسَدِ - ابھی آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے (ترمذی کتاب المناقب)
ذکر روایت ترمذی اور حاکم نے روایت کی اور اسے صحیح قرار دیا ہے (امتیازات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۳۲، ۳۵)

کا اس بارگاہِ مثال میں ظہورِ تام (مکمل ظہور) تھا۔ اس لیے جب آپ عالمِ جسمانی میں ظاہر ہوئے اور عالمِ جسمانی میں مستقل ہوئیں آپ کے ساتھ قوائے مثالیہ تو وہ علومِ ظاہر ہوئے جن کا کچھ حساب نہیں۔

در الثمین حدیث ۱۲ (سطحاً ص ۲۹ اور فیوض الحریں ص ۹۸ میں بھی یہ حدیث موجود ہے)

دُعائیں اور آمد کی بشارتیں

وَدَعْوَةٌ اِبْرَاهِيمَ عِنْدَ بِنَائِهِ
بِمَكَّةَ بَيْتًا فِيهِ نَبِيُّ الرِّغَابِ

ترجمہ: حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ دعائیں جو آپ نے مکہ مکرمہ میں بیت اللہ شریف تعمیر کرتے وقت مانگی تھی۔ اور اس بیت اللہ میں بندگانِ خدا کو بڑی بڑی نعمتیں عطا کی جاتی ہیں۔

بَشَارَةٌ عِيسَى وَالَّذِي عَنْهُ عَابَرُوا
بِسِدَّةِ بَابِ بِالنُّجُومِ الْمُحَارِبِ

ترجمہ: حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت میں جیسے قرآن کریم میں موجود ہے "وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ" یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک رسول کی آمد کا ثرودہ سنایا جو ان کے بعد تشریف لائے گا اور جس کا نام نامی احمد ہوگا۔

تفسیر الطیب النعم مترجم ص ۲۶ تا ۲۸

ذکرِ ولادت باسعادت اور برکت ہی برکت

اپنی دعائیں آپ کا ذکر کیا اور آپ کی عظمتِ شان کی خوشخبری دی۔ حضرت موسیٰ و عیسیٰ اور تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ کی بشارت دی۔ آپ کی والدہ نے دیکھا کہ گویا ان سے ایک نولہ نکلا جس نے ساری زمین کو منور کر دیا۔ انہوں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ ایک مبارک بچہ پیدا ہوگا

جس کا دین مشرق و مغرب پر غالب آیا۔ چنانچہ آوازیں دیں۔ کاهنوں اور نجومیوں نے آپ کی عظمت شان کی خبر دی۔ فضائی واقعات نے آپ کی عظمت بتائی مثلاً کسریٰ کے بلند کنگرے گر پڑے اور دلائل نبوت نے آپ کا احاطہ کر لیا جیسے کہ ہرقل اور قیصر روم نے بتایا اور لوگوں نے آپ کی ولادت اور آپ کی شیرخوارگی کے زمانہ میں برکت کے آثار کا مشاہدہ کیا۔

حجۃ اللہ البالغہ صوم ۹۹۰

ہمارے نبی اکرم کا نام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبد اللہ

نام مبارک اور مناقب و مراتب

بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ صوم ۹۸۸

وَسَمَّاهُ رَبُّ الْعَرْشِ أَسْمَاءَ مَدَّحِهِ

تُبَيِّنُ مَا أَعْطَى لَهُ مِنْ مَنَاقِبِ

ترجمہ: عرش کے پروردگار نے اپنے ایسے ناموں سے مسمیٰ فرمایا جس سے وہ مناقب و مراتب عالیہ ظاہر ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عطا فرمائے۔

رُؤْفٌ رَحِيمٌ أَحْمَدٌ وَ مُحَمَّدٌ

مُقْفِيٌّ وَ مَفْضَالٌ يَسْتَبِي بِعَاقِبِ

ترجمہ: اس شعر میں حضرت شامی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند اسماء مبارکہ ذکر کیے ہیں جن سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقامات رفیعہ کا پتہ چلتا ہے۔ ان میں سے چار اسماء رؤف رحیم احمد اور محمد

اے حضرت بچہ! ثانی رضی اللہ عنہ میلاد پاک بیان کرنے کی سعادت حاصل فرماتے ہیں:

”علمائے کہا سے کہ جب حضرت عبد اللہ کے نطفہ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں آمنہ کے رحم میں قرار پکڑا تو تمام رشتے زمین کے بت اور دھڑے گر پڑے اور تمام شیطان اپنے کام سے رگ گئے اور ابلیس علیہ اللعنة کے تخت کو فرشتوں نے الٹ دیا اور اسے سمندر میں پھینک دیا اور چالیس روز تک اسے سزا ملتی رہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کی رات میں کسریٰ کا محل کانپ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے اور فارس کو وہ عظیم آگ جو برابر ایک ہزار سال سے روشن تھی ایک بیک بجھ گئی۔ (دفتر دوم مکتوب ۶۸)

marfat.com

Marfat.com

ایسے ہیں جو قرآن کریم میں مذکور ہیں اور باقی تین اسماء مبارکہ مقفی، مفضل اور عاقب احادیث میں مذکور ہیں۔

از حد مہربان	ردوف
ہمیشہ رحم کرنے والا	رحیم
ساری مخلوق سے زیادہ اپنے رب کی حمد و ثنا کرنے والا	احمد
جس کی بار بار تعریف کی جائے	محمّد
پچھے آنے والا	مقفی
مبالغہ کا صیغہ ہے اس کا معنی ہے کثیر الفضل۔	مفضل

پچھے آنے والا (یعنی خاتم النبیین) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
قصیدہ اطیب النعم ص ۱۲۶-۱۲۷

خاندان عالی شان
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب کے اعلیٰ ترین نسب اور
بہادر ترین قبیلہ اور سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ
فصیح زبان اور سب سے زیادہ ذکی اور فہیم خاندان میں پیدا ہوئے۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۹۸۸

فَارْسَلْنَا مِنْ عَلِيَا قُرَيْشٍ نَبِيًّا
وَأَمْرِيكَ قِيمًا قَدْ بَلَّوْهُ بِكَاذِبٍ

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریش کے اعلیٰ ترین خاندان جو ہاشم میں مبعوث فرمایا
اور قریش نے آپ کو ہر طرح آنا یا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت و کردار کو دروغ گوئی اور کذب بانی سے
پاک و صاف پایا۔

قصیدہ اطیب النعم مترجم ص ۷۶-۷۵

مکہ معظمہ میں میلاد اور ظہور انوار | میں مکہ معظمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
مولد مبارک میں ولادت کے روز حاضر تھا اور

لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیج رہے تھے اور آپ کے ان معجزات کا تذکرہ
کر رہے تھے جو ولادت یا سعادت کے وقت ظاہر ہوئے، اور ان مشاہدات کو بیان کر

رہے تھے جو جنت سے پہلے ظاہر ہوئے تو میں نے دیکھا کہ اچانک بہت سے انوار ظاہر ہوئے۔

فیوض الحرمین مترجم ص ۸
میرے والد بزرگوار (شاہ عبدالرحیم) نے مجھے خبر دی فرمایا کہ میں میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے روز کھانا پکویا کرتا تھا میدا پاک کی خوشی میں۔ ایک سال میں اتنا تنگ دست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا گرچہ بھنے ہوئے، وہی میں نے لوگوں میں تقسیم کئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو بھنے ہوئے چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ بہت شاد و بانشاہ ہیں۔

در الثمین حدیث ۲۲

قدیم طریقہ کے موافق ۱۲ ربیع الاول کو میں نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کچھ نیاز تقسیم کی اور آپ کے بال مبارک کی زیارت کرائی۔ تلاوت قرآن پاک کے دوران میں ملا علی کا ورد ہوا (یعنی فرشتے نازل ہوئے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح نے اس فقیر اور اس سے محبت کرنے والوں کی طرف بہت انعامات فرمائی۔

القول الجلی کی بازیافت ۵۸ بحوالہ القول الجلی ص ۷۳

اے جناب حاجی ابد اللہ مہاجر کی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں،
”مشرک فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔“
(فیصلہ ہفت مسئلہ۔ کلیات ابدیہ ص ۸)
جناب ڈاکٹر محمد علوی مالکی مکہ مکرمہ نے ۲۰ مدلل وجوہات سے میلاد شریف کا جواز ثابت کیا انہی میں سے ۳ میں فرماتے ہیں،

”سکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خوشی منانا ایک ایسا امر ہے جس کا تقاضا خود قرآن پاک ہم سے بیان کرتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: ”قُلْ يُفَضِّلُ اللَّهُ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا۔ اے رسول انہیں بتا دیجئے کہ یہ محض اللہ کی رحمت و فضل و کرم ہے پس اس کے حصول پر خوشیاں منایا کرو۔“

(ذخائر محمدیہ ص ۳۱)

آپ کی محبت سب محبتوں پر فائق ہے | حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”تم میں سے کوئی اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والد اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۴۰

عبداللہ بن ہشام سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے اور آپ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جان کے سوا آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم جب تک میں تمہیں جان سے زیادہ محبوب نہ ہوں گا، تم مومن نہ ہو گے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم، اب آپ مجھے جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اب تم مومن کامل ہوئے۔

ازالۃ الخفا دوم ص ۲۵۷، اول ص ۲۲۹

شیخ اکبر فرماتے تھے کہ مجھے ایک شخص سے اس لئے عداوت تھی کہ وہ شیخ ابو مدین مغربی پر طعن کرنا تھا جبکہ مجھے شیخ مغربی کی بزرگی کا یقین تھا۔ ایک روز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں میں نے زیارت کی۔ گویا آپ فرماتے ہیں کہ تم فلاں شخص سے کیوں بغض رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا، کیونکہ وہ ابو مدین سے دشمنی رکھتا ہے اور میں نہیں بزرگ سمجھتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یادو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست نہیں رکھتا۔ میں نے عرض کیا، ہاں رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا، تو ابو مدین کے ساتھ بغض کی وجہ سے اس سے عداوت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی وجہ سے اس کے ساتھ دوستی کیوں نہیں رکھتا۔

شیخ اکبر نے کہا، میں نے اس کے بعد اس دشمنی سے اللہ کے حضور توبہ کی اور اس کے گھر گیا۔ اس سے معذرت کی اور قصہ بیان کیا۔ قیمتی کپڑا تحفہ پیش کر کے اسے راضی کیا۔ پھر میں نے ابو مدین کے متعلق ناراضگی کا سبب پوچھا تو اس نے جو وجہ بتائی وہ ایسی نہ تھی جس کی

وجہ سے ابو مدین کے ساتھ دشمنی رکھی جائے۔ میں نے اسے حقیقت سمجھائی۔ بس اس نے اللہ تعالیٰ کے ہاں توبہ کی اور طعن و تشنیع سے رجوع کر لیا، اور ہم سب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت جاری ہو گئی۔ والحمد للہ!

انفاس العارفین۔ اردو ص ۲۹۳

سَأَذْكُرُ حُبِّي لِلْحَبِيبِ مُحَمَّدٍ
إِذَا وَصَفَ الْعُشَّاقُ حُبَّ الْحَبَائِبِ

ترجمہ: جب دنیا کے دوسرے عشاق اپنے محبوبوں کی محبت کا بیان کریں گے تو میں اس وقت اس عشق کا ذکر کروں گا جو مجھے اپنے حبیب کریم سے ہے جن کا نام نامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

وَيُذَكِّرُنِي فِي ذِكْرِهِ قَسْرٌ يُرِيدُ
مِنَ الْوَجْدِ لَا يَحْوِيهِ عِلْمُ الْأَجَانِبِ

ترجمہ: جب میں اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتا ہوں تو عشق و محبت کے باعث میرے رنگے ٹکڑے ہو جاتے ہیں اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے بیگانوں کا علم نہیں پاسکتا۔ صرف اہل نسبت اور بیگانوں کو ہی اس کی حقیقت کا شعور ہو سکتا ہے۔

قصیدہ الطیب النغم مترجم ص ۱۵۰-۱۵۳

آپ سیرت و صورت میں معتدل مزاج کے مالک بن کر تشریف لائے۔
میانہ قد، نہ زیادہ طویل اور نہ چھوٹے قدم کے۔ سر کے بال نہ بالکل

حَسَنٌ وَجَمَالٌ

گھنگریالے، نہ بالکل سیدھے بلکہ درمیان درمیان تھے آپ ذہبی از حد فریب تھے اور نہ ہی بالکل چہرہ والے بلکہ آپ کے چہرہ مبارک میں قدمے گولال تھی سر بڑا، ریش مبارک دراز ہاتھوں اور قدموں پر گوشت، رنگ سفید سرخی مائل، اعضاء میں فریبی، قوی گرفت اور باہ کے مالک، سب لوگوں سے لہجہ زیادہ صادق ترین اور طبیعت نرم ترین تھی۔ جو اچانک آپ کو دیکھتا مرعوب ہو جاتا۔ اور جو آپ سے پہچان کر اختلاط و ملاقات کرتا تو آپ سے محبت کرنے لگتا۔ بزرگ ہونے کے باوجود سب سے زیادہ متواضع، اپنے گھر والوں کے ساتھ سب سے زیادہ شفیق تھے۔

حجۃ اللہ بالقرۃ۔ دوم ص ۹۸۹

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (یوں بیان) فرمایا:

marfat.com

Marfat.com

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ حد سے زیادہ لمبے نہ پستہ قامت بلکہ میانہ قد سرخ و سپید تھے۔ آپ کے بال مبارک کھونگر والے تھے لیکن زیادہ چھلے دار نہ تھے۔ آپ بالوں کو دونوں کانوں کی طرف چھوڑتے تھے۔ آپ کشادہ پیشانی اور سیاہ بڑی آنکھوں والے تھے سینہ مبارک پر باریک خطا و ندان مبارک چمکدار، ناک بلند، گردن مبارک گویا چاندی کی صراحی تھی۔ آپ کے سینہ مبارک سے ناف تک مثل سیاہ مشک کی لکیر کے سیاہ بال تھے اور ان کے سوا آپ کے جسم مبارک اور سینہ پر کہیں بال نہ تھے۔ آپ کی ہتھیلیوں اور قدموں پر گوشت تھا۔ آپ جب چلتے جھک کر چلتے گویا بلندی سے نیچے اتر رہے ہیں اور جب کسی طرف دیکھتے پورے بدن سے مڑ کر دیکھتے گوشت چشم سے نہ دیکھتے جب کھڑے ہوتے سب سے بڑھ جاتے اور جب بیٹھتے سب سے اونچے رہتے جب بات کرتے لوگوں کو دم بخود کر دیتے اور جب تقریر کرتے رُلا دیتے لوگوں پر سب سے زیادہ رحم دل تھے۔ تمیم کے مثل مہربان باپ اور ہواؤں کے لئے مثل بزرگ شوہر کے سب سے زیادہ سخی، شجاع اور خوش رو تھے۔ آپ کا لباس گلیم اور کھانا جو اور تکیہ چرمی کھجور کے پھلکوں سے بھرا ہوا۔ چار پائی بول کی کھجور کے بان سے بنی ہوئی مٹھی آپ کے دو عمائے تھے، ایک کا نام صحاب اور دوسرے کا نام عقاب تھا۔ آپ کی تلوار کا نام ذوالفقار نشان کا عزا، اور اونٹنی کا عصباً اور خچر کا دلدل اور حمار کا لعفور اور گھوڑے کا بحر اور بکری کا برک اور چھڑی کا مشوق اور لواء کا حمد تھا۔ آپ اونٹوں کو باندھتے اور پانی بھرنے والے اونٹوں کو چارہ دیتے اور پیوند لگاتے اور جوتا ناکتے تھے۔

ازالہ الخفا دوم ص ۵۳۶

جَمِيلٌ مَّحِيًّا أَبْيَضُ الْوَجْهِ رُفَعَةٌ
جَلِيلٌ كَرَادِيْسٍ أَرْجُ الْحَوَاجِبِ

ترجمہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرخ انور من موہنا، اس کی رنگت سفید ہے قدم مبارک درمیانہ ہے اور اعضا کی ہڈیاں پر گوشت ہیں اور آپ کے ابرو باریک اور کمان کی طرح طویل ہیں۔

صَبِيحٌ مَلِيحٌ أَدْعَجُ الْعَيْنِ أَشْكَلُ
فَصَبِيحٌ لَهُ الْإِعْجَامُ لَيْسَ بِشَائِبِ

marfat.com

Marfat.com

ترجمہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مہتاب کی طرح روشن ہے حضور کا حسن دل بٹھانے والا ہے۔
چشم بازاغ کی سیاہی بہت شدید ہے اور اس کے سفید حصوں میں سرخ ڈوروں کی آمیزش نے آنکھوں کو
از حد پر کشش بنا دیا ہے۔ آپ کے کلام میں ایسی فصاحت و بلاغت ہے کہ اس میں عجبت کا نشانہ تک نہیں
پایا جاتا۔
قصیدہ الطیب النعم مترجم ص ۵۱-۵۲

محاسن و کمالات

فَلَسْتُ أَرَى إِلَّا الْحَبِيبَ مُحَمَّدًا
رَسُولَ إِلَهٍ الْخَلْقِ جَمْعِ الْمَنَاقِبِ

ترجمہ ۱۔ ایسا معاون و مددگار جو مصیبت میں دست گیری کرے مجھے کوئی نظر نہیں آتا بجز اپنے محبوب و نواز کے
جس کا اسم گرامی محمد ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جو ساری مخلوق کے پروردگار کے رسول ہیں جن کے محابو
محاسن بے شمار ہیں۔

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”حسن و جمال محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان میں کہ جس سے جہانوں کے پروردگار کی محبت کا تعلق
ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جمال کے ساتھ رب العالمین کے محبوب ہوئے ہیں۔ حضرت یوسف اگرچہ اس
صباحت کی وجہ سے جو وہ رکھتے تھے حضرت یعقوب کے محبوب ہوئے ہیں علیٰ نبینا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام۔ لیکن
ہمارے پیغمبر جو کہ خاتم المرسلین ہیں اس ملاحت کی وجہ سے جو وہ رکھتے ہیں خالق زمین و آسمان کے محبوب ہیں
علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات اور (اللہ نے) زمین و زمان کو ان کے طفیل پیدا کیا ہے۔ اگرچہ اس دنیا
میں دو تہائی محسن حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے مسلم ہے اور باقی تیسرا حصہ تمام میں تقسیم ہوا ہے لیکن عالم آخرت
میں محسن صرف حسن محمدی ہے اور جمال صرف جمال محمدی علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کہ وہ خدا تعالیٰ کے محبوب ہیں۔
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى جَمِيلٌ مُّبِينٌ الْجَمَالَ۔ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ مسلم ترمذی بروایت ابن مسعود رضی عنہ
(دفتر سوم، مکتوب ۱۱)

۲۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”یہ بات طے شدہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اسمائی اور صفائی کمالات کے جامع ہیں۔“
(دفتر اول، مکتوب ۱۱)

كَرِيْمًا اِنْ تَجَمَّعَتُ الْمَعَالِي
تَدْرِي فِي جَنَّتِهِمْ مِثْلَ الْهَبَاءِ

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس وہ ذات کریم ہے جب سارے اوصاف کمال اور
محامد حسنہ جمع کر لیے جائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ان کی حقیقت گرد و غبار کی مانند ہے۔

وَ حَاشَا اَنْ تَقُوْلَ لَكَ الْمَعَالِي

بِهْ كُلِّ الْمَعَالِي وَالْعُلَمَاءِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نوحے یہ کہنے سے محفوظ رکھے کہ تو یہ کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ عالی قدریں ہیں
کیونکہ ایسا کہنا آنسور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سراوی میں کوتاہی کرنے کے مترادف ہے۔ سچی بات تو یہ
ہے کہ جتنی بلند قدیں ہیں مفصل ہوں یا مجمل سب کو یہ عزیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے نصیب
ہوئی ہیں۔
قصیدہ اطیب النغم مترجم صفحہ ۳۰-۳۱، صفحہ ۲۰-۲۱

غرض کمال کا کوئی مرتبہ اور مقام ایسا نہیں جس کے امام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوں۔

خیر کثیر صفحہ ۱۷۲

نَعْتِ سُرُورِ كَانَاتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما کا لقب
اشاعر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے لہذا علی و بیہ کے

شاعروں میں سے تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح (نعت) اور کفار کی ہجو (مذمت) میں ان کے
بہت اشعار ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ ان کا شعر کافروں پر تیر سے بھی زیادہ کارگر
ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد شریف میں ان کے لئے منبر رکھوا دیتے تھے، یہ اس پر کھڑے ہو
کر نعت کے اشعار پڑھتے تھے (یعنی نعت سنا تے تھے)۔ ازالة الخفاء، اول صفحہ ۲۹

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ جو آپ پر درود پڑھے اور مدح کرے (نعت کہے)
تو بہت خوش ہوتے ہیں۔
فیوض الحرمین - مترجم صفحہ ۹۷

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح (نعت) اور آنحضور کے کمالات کا تذکرہ اور
آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلائل کا بیان بلاشبہ بڑی برکات کا باعث ہے اور درجہات کی

بلندی کا سبب ہے۔

قصیدہ اطیب النغم مترجم ص ۲۳

زمانہ کے حوادث سے نجات کے لئے اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فوح سے مدد طلب کی جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مناقب اور کمال کا ذکر کر کے ان سے نجات حاصل کی جائے۔

قصیدہ اطیب النغم مترجم ص ۲۴

سَأَذْكُرُ حَبِيبِي لِلْحَبِيبِ مُحَمَّدٍ
إِذَا وَصَفَ الْعُشَّاقُ حُبَّ الْحَبَائِبِ

ترجمہ: جب دنیا کے دوسرے عشاق اپنے محبوبوں کی محبت بیان کریں گے تو میں فقط اپنے اس عشق کا ذکر کروں گا جو مجھے اپنے حبیبِ کریم سے ہے جن کا نام نامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

قصیدہ اطیب النغم مترجم ص ۱۵۰

وَأَنْ تَمْدَحَ رَسُولَ اللَّهِ يَوْمًا
فَعَاذِرُ عَنْ تَقْصِيرِي الشَّاءِ

ترجمہ: اور اگر تجھے کسی دن اللہ کے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح (نعت) کی توفیق نصیب ہو تو خبردار! اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثنا گسٹری میں کوتاہی نہ کرنا۔

قصیدہ اطیب النغم ص ۱۹۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن کی مذمت بھی گویا نعت ہے

ایسا کیوں نہیں کہتے کہ اس سورت (قَبَلَتْ) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم منقبت

لے سینا مجد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے دفتر اول مکتوب ۴۴ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوب مدح سرائی فرمائی ہے ایک مقام پر کمال ادب و احترام کا اظہار کرتے ہوئے نقل فرماتے ہیں:۔

میں اپنے کلام سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح و ثنا نہیں کرتا بلکہ اپنے کلام کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر سے آراستہ کرتا ہوں۔

مَا أَنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِي
لَكِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِي بِمُحَمَّدٍ

پھر لکھتے ہیں:

محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (دونوں جہان کی آبرو میں جو شخص آپ کے مدائے کی خاک نہیں بنا اس کے سر پر خاک پڑے۔

محمد عربی کا بڑے ہر دو سراست کسید خاک درش نیت خاک بر سر او

(نعت) اور بہت بڑی فضیلت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے آپ کے ایک دشمن پر آپ سے بے ادبی کی بنا پر لعنت کی ہے۔

انفاس العارفين ص ۲۹۱

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | اردو و سلام ہوں اس کے رسول پر جو ان تمام لوگوں سے افضل ہیں

جنہیں جو امع القلم عطا کیے گئے۔ سطعات۔ اردو ص ۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیائے کرام (علیہم السلام) پر فوقیت حاصل ہے۔ فیوض الحرمین مترجم ص ۱۱

وَإِنَّكَ أَعْلَى الْمُرْسَلِينَ مَكَانَةً
وَإِنَّ لَكُمْ لَهْمُ شَمْسٍ وَهَمٌّ كَالْتَوَاقِبِ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا مرتبہ تمام رسولوں سے اعلیٰ و ارفع ہے اور آپ کی ذات ان کیلئے آفتاب ہے اور وہ (چمکدار) ستاروں کی مانند ہیں۔ قصیدہ الطیب النغم ص ۱۵۸

رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا خَيْرَ الْبَرِيَا
يَوْمَ الْقَضَاءِ

ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اے اللہ کی ساری مخلوق سے بہتر، ہم قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطا کئے خواستگار ہیں۔ قصیدہ الطیب النغم (ہمزہ قصیدہ) ص ۲۲

بے مثل و بے مثال نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (صحابہ رضی اللہ عنہم کو) صوم وصال سے

منع فرمایا۔ عرض کیا گیا، آپ وصال کرتے ہیں (یعنی دن رات رونے رکھتے ہیں)

لہ حضرت مجتہد الف ثانی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس دنیا میں لوگ کیا پا سکتے ہیں۔ قیامت کے روز آپ کی بزرگی معلوم ہوگی جب آپ پیغمبروں کے امام بنیں گے اور ان کے صاحب شفاعت ہوں گے۔ آدم اور آدم کی ساری اولاد سب آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ علیہ وعلیہم السلام۔ (مکتوبات دفتر سوم۔ مکتوب ۱)

خود جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں گا

(مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحوالہ مسلم۔ ترمذی)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اور تم میں سے کون میری طرح ہے؟ (أَيْكُمْ مِثْلِي) اللہ تعالیٰ مجھے رات کو کھلانا اور پلاتا ہے۔
حجۃ اللہ البالغہ ص ۵۸۶۔ دوم

بَدِيعُ كَمَالٍ فِي الْمَعَانِي فَلَا أَمْرِي
يَكُونُ لَهُ مَثَلًا وَلَا بِمَقَارِبِ

ترجمہ:۔ تمام اوصاف معانی میں آپ کا کمال بے نظیر و بے مثال ہے۔ آپ کا ان کمالات میں ہمسر ہونا تو کبھی کوئی قریب پہنچنے کا بھی دعویٰ نہیں کر سکتا۔ بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہر کمال میں اور ہر خوبی میں وہ مرتبہ بلند ازانی فرمایا کہ دنیا کا کوئی شخص کوئی نبی رسول یا فرشتہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برابری تو کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک پہنچنے کا بھی دعویٰ نہیں کر سکتا۔
قصیدہ اطیب التعم ص ۶۴

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
قول مبارک (حدیث پاک) سے

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ صحیح ہے

اشارہ فرمایا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو موت نہیں آیا کرتی۔ وہ اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اور حج کیا کرتے ہیں اور وہ زندہ ہوتے ہیں یہ

۱۔ یہ حدیث پاک بخاری شریف میں بھی موجود ہے۔ (دیکھئے بخاری مترجم جلد اول ص ۲۰۰ کتاب حضرت سیدنا محمد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی مکتوب ص ۳۱ دفتر اول میں نقل فرمایا۔ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں
وَاللَّهِ يَا لَيْسَيْنِ مِثْلَكَ لَمْ يَكُنْ
فِي الْعَالَمِينَ وَحَقٌّ مِنْ أَنْبَاءِكَ
اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی قسم، تمام مخلوقات میں آپ جیسا نہ کوئی ہو ہے نہ ہوگا۔ قسم سے اس کے حق کی جس نے آپ کو قرآن دیا۔
(رحمت الرحمان۔ شرح قصیدۃ النعمان ص ۹)

۲۔ حضرت محمد الف ثانی رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں "الْأَنْبِيَاءُ يُصَلُّونَ فِي الْقُبُورِ"۔ انبیاء کرام قبروں میں نماز ادا کرتے ہیں (پھر فرماتے ہیں) یہ حدیث آپ نے سنی ہوگی، اور مجھے پھر عبد الصلوٰۃ والسلام شب معراج حضرت کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کے نزدیک سے گزرتے تو دیکھا کہ آپ قبر میں نماز ادا فرما رہے ہیں۔ (دفتر دوم مکتوب ص ۱۶)

غزالی عدل اپنی کتاب حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نقل فرماتے ہیں: ابو یعلیٰ نے اپنی مسند اور امام بیہقی نے کتاب حیات الانبیاء میں یہ حدیث روایت کی کہ "لَا يَبْتَاعُ أَحْيَاءُ مَنِي قُبُورِهِمْ يَصَلُّونَ" اور مولانا جلال الدین امجدی الوار الحدیث ص ۳۱ میں نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض جلد اول ص ۱۹۹ سے نقل کرتے ہیں کہ الانبیاء علیہم السلام أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ حَيَاةً حَقِيقَةً" یعنی نبیوں کے گرام علیہم السلام حقیقی زندگی کے ساتھ اپنی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ بھی صحیح ہے

جس وقت میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور روضہ اقدس علی صاحبہا الف الف صلوة والی الف تسلیم کی زیارت سے مشرف ہوا تو میں نے روح مبارک و مقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہراً و عیاناً دیکھا۔ نہ صرف عالم ارواح میں بلکہ عالم مثال میں ان آنکھوں سے قریب تو میں سمجھ گیا کہ یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمازوں میں حاضر ہوتے ہیں اور لوگوں کی امامت فرماتے ہیں وغیر ذلک یہ سب (صحیح اور) اسی دقیقہ کی باتیں ہیں۔ فیوض الحرمین۔ مترجم ص ۸۱-۸۲

حتیٰ کہ میں نے خیال کیا کہ تمام فصحاء نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح سے لبریز ہے اور روح اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تیز ہوا کی طرح موجیں مار رہی ہے حتیٰ کہ دیکھنے والے کو موجیں ملاحظہ اقدس کی طرف نظر کرنے سے روک رہی ہیں اور میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اصل صورت کریمہ میں بار بار دیکھا..... یا وجودِ کریم میری تمنا اور آرزو تھی کہ روحانیت میں دیکھوں نہ جسمانیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ تو میری یہ بات سمجھ میں آئی کہ آپ کا خاصا ہے روح کو صورت جسم صلی اللہ علیہ وسلم میں کرنا۔ فیوض الحرمین مترجم ص ۸۳-۸۴

یہی حال ہے کہ برابر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلق کی جانب متوجہ ہیں اور ان کی طرف رخ انور کئے ہوئے ہیں۔ فیوض الحرمین ص ۸۸

اور جب بھی میں روضہ اطہر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب متوجہ ہوا تو آپ کو حاضر (حاضر ظاہراً) دیکھا۔ فیوض الحرمین ص ۱۱۳

آپ کو مدگار سمجھنا اسلامی عقیدہ ہے اسے شرک کہنا جہالت!

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ایک مرتبہ سفر میں

(گزشتہ صفحہ کے حاشیہ کا بقیہ حصہ) قبروں میں زندہ ہیں۔ اور حافظ ابن قیم یوں اعتراف کرتے ہیں: (۸۸) عَدَّ كَانَهُ فِي الْقَبْرِ حَتَّى نَاطِقًا. آپ قبر انوار میں زندہ اور ناطق ہیں۔ التفسیر التونیہ ص ۱۸۱ بحوالہ ذخائر محمدیہ

ایسا اتفاق ہوا کہ کشتی پر سوار تھے۔ کشتی ٹوٹ گئی۔ اس کے ایک تختہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ تختہ نہ ڈوبا اور کنارے آگیا۔ یہ اترے تو دیکھا کہ (سامنے) ایک شیر کھڑا ہے۔ ایک مصیبت سے بچے تو دوسری سامنے ہے۔ پس انہوں نے اس وقت (رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کیا اور) کہا، اے شیر! میں سفینہ ہوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام۔ یہ سنتے ہی شیر دم ہلانے لگا اور ان کو راستہ پر پہنچا گیا۔

ازالۃ الخفا، اول ص ۲۸۴

قصیدہ کی تمہید میں زمانہ کے حوادث کا تذکرہ ہے کہ ان حوادث سے نجات کیلئے اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح سے مدد طلب (استمداد) کی جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب اور کمالات کا ذکر کر کے ان سے نجات حاصل کی جائے۔

قصیدہ الطیب النغم ص ۲۶

تَطَلَّبْتُ هَلْ مِنْ نَاصِرٍ أَوْ مَسَاعِدٍ
الْوَدُّ بِهِ مِنْ خَوْفِ سُوءِ الْعَوَاقِبِ

ترجمہ: میں بڑی کوشش سے بار بار ایسے مددگار یا معاون کی جستجو کرتا ہوں جس کے دامن رحمت میں مجھے بے نتائج کے خوف سے پناہ مل سکے اور امن و امان نصیب ہو سکے۔

فَلَسْتُ أَرَى إِلَّا الْحَبِيبَ مُحَمَّدًا
رَسُولَ إِلَهِ الْخَلْقِ جَمْعِ الْمَنَاقِبِ

ترجمہ: پس ایسا معاون و مددگار جو مصیبت میں دستگیری کرنے مجھے کوئی نظر نہیں آتا بجز اپنے محبوب و نواز کے جس کا اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو ساری مخلوق کے پروردگار کے رسول ہیں اور جن کے محابد و محاسن بے شمار ہیں۔

۱۔ مشکوٰۃ باب الکرامات میں حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "يَا أَبَا الْحَارِثِ أَنَا مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، أَرَى الْبِرَّ الْحَارِثَ! مِمَّنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ غَلَامًا هُونَ۔"

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ مبارک اسم صفاتی یعنی ناصیر، دلائل الخیرات شریف میں بھی موجود ہے، اس کے معنی ہیں مددگار، مدد دینے والا۔ (دلائل الخیرات ص ۶۷ تاج کبیری)

وَمُعْتَصِمِ الْمَكْرُوبِ فِي كُلِّ غَمْرَةٍ
وَمُنْتَجِعِ الْغُضْرَانِ مِنْ كُلِّ تَائِبٍ

ترجمہ: مجھے تو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کوئی نظر نہیں آتا جس کے دامن رحمت کو کوئی غمزدہ مصیبت کے وقت پکڑ کر پناہ لے سکے اور ہر تائب حصول مغفرت کیلئے جس کی بارگاہ اقدس کا قصد کر سکے۔
قصیدہ اطیب لنعیم ص ۳۲ تا ص ۳۴

وَإِنَّتَ مُجْبِرِي مَنْ هَجُومِ مُلْكَةٍ
إِذَا انْتَشَبَتْ فِي الْقَلْبِ شَرَّ الْمُغَالِبِ

ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے پناہ دینے والے ہیں جب مصیبت ہجوم کر کے آجائے اور اپنے اذیت ناک تیز چبھے میرے دل میں گاڑ دے۔
قصیدہ ص ۱۶۲

إِلَيْكَ تَوَجَّهِي وَبِكَ اسْتِنَادِي
وَفِيكَ مَطَامِعِي وَبِكَ ارْتِمَائِي

ترجمہ: ان مصیبت کے لمحوں میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنا رخ حضور کی ذات کی طرف کرتا ہوں اور حضور کی ذات کے دامن میں ہی پناہ لیتا ہوں اور میری ساری امیدیں حضور کی ذات سے وابستہ ہیں۔
قصیدہ ص ۲۲۱-۲۲۲

سوال اور استمداد جائز فریادری ہوتی ہے

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صاحبزادے یعنی ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر سلام بھیجا اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بھی ان علوم سے کچھ عنایت ہو جو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے ہیں۔ ہم آپ کی عطاؤں کے شوق اور رغبت میں حاضر ہوئے ہیں اور آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ آپ نے مدد فرمائی اور مجھے بتلادیا کہ کس طرح اپنی حاجتوں میں آپ سے مدد کی درخواست کروں (کیف استمدد بہ فی حوائجی)

فیوض الحرمین ص ۸۵-۸۶

جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو نہایت قریب ہو جاتے ہیں کہ انسان اپنی کوشش و ہمت سے عرض کرے اور آپ اس کی مصیبت میں فریاد کریں

فیوض الحرمین ص ۸۹

لفظ "یا" سے پکارنا اور "یا رسول اللہ" کہنا جائز ہے

وَصَلَّىٰ عَلَيْكَ اللَّهُ يَا خَيْرَ خَلْقِهِ
وَيَا خَيْرَ مَا مَوْلَىٰ وَيَا خَيْرَ وَاهِبِ

۱۔ دلائل الخیرات شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مبارکہ میں غوث اور غیاث بھی مذکور ہیں غوث کا معنی فریادرس اور غیاث کا سراسر فریادرس کیا گیا ہے۔ (دلائل الخیرات شریف ص ۷ مطبوعہ تاج کمپنی)

مولانا اشرف علی تھانوی کہتے ہیں

۲۔ يَا شَفِيعَ الْعِبَادِ خُذْ بِيَدِي

أَنْتَ فِي الْأَضْطِرَارِ مَعْتَمِدِي

۳۔ يَا رَسُولَ الْإِلَهِ يَا بَيْتِي

مِنْ غَمَامِ الْعَمُومِ مُلْتَحِدِي

۴۔ دستگیری کیجئے میرے نبی

کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی

میں ہوں بس ادا آپ کا دریا بول

ابر غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی

(نثر الطیب ص ۱۹۳ تاج کمپنی)

اب اگر ہدایتہ المستفید اول ص ۵۴ میں 'مجدی' یہ کہیں کہ "اے حضرت میری مدد کیجئے یا میری فریادری کیجئے یا مجھے رزق دیجئے یا میں تیری پناہ میں آتا ہوں" اور اس قسم کے دوسرے اقوال، پس یہ سب شرک اور ضلالت ہیں تو یہ لوگ شاہ صاحب کو اپنا بزرگ کہنے میں کیوں نہ کر سچے ہو سکتے ہیں؟ یا تو ان لوگوں کو اپنے غیر اسلامی نظریات سے توبہ کر کے شاہ صاحب کے اسلامی عقائد اختیار کرنے کا اعلان کر دینا چاہیے یا شاہ صاحب موصوف کے نام سے دھوکا دینا چھوڑ دینا چاہیے۔

۵۔ امام الامام سراج الامم سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم بارگاہ رسالت اب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کرتے ہیں:-

(ترجمہ) اے ہدایت کے نشان اللہ تعالیٰ قیامت تک آپ پر بقصد شوق دل مشتاقان زبیرت باریکت درود نازل فرمائے۔

۶۔ سیدوں کے سید و شیواؤں کے شیواؤں میں دل قصد سے آپ ہی کے حضور آیا ہوں۔ آپ کی مہربانی اور خوشنودی کی امید رکھتا ہوں

اپنے آپ کو سب بڑائیوں سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

۷۔ اے موجودات سے اکریم اے خزانہ نعمت الہی جو کچھ آپ کو اللہ نے بخشا ہے مجھے بھی بخشئے اور جیسا اللہ تعالیٰ نے آپ کو راضی کیا ہے مجھے بھی راضی کیجئے۔ (رحمت الرحمن اردو شرح قصیدہ النعمان ص ۱۰۸)

۸۔ (رحمت الرحمن اردو شرح قصیدہ النعمان ص ۱۰۸)

۹۔ صَلَّىٰ عَلَيْكَ اللَّهُ يَا عِلْمَ الْهُدَىٰ

مَا حَسَنَ مَشْتَاقٍ إِلَىٰ أَهْتُواكَ

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جَنَّكَ قَاصِدًا

أَرْجُو رِضَاكَ وَأَخْتَمِي بِهَاكَ

يَا أَلْكَرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرَىٰ

جَدُّ لِي بِجُودِكَ وَأَرْضِي بِرِضَاكَ

تعبہ۔۔ اے اللہ کی ساری کائنات سے بزرگ ترین رسول۔ اور اے تمام ان لوگوں سے بہتر جن سے خیر کی امید و البتہ کی جاسکتی ہے اور اے ان تمام جو درو عطا کرنے والوں سے زیادہ سخی آپ پر اللہ تعالیٰ کے درود ہوں۔

وَيَا خَيْرَ مَنْ يُرْجَىٰ لِكَيْفِ رِزِيَّةٍ
وَمَنْ جُودُهُ قَدْ فَاقَ جُودَ السَّحَابِ

ترجمہ۔۔ اے ان تمام لوگوں سے افضل حق سے مصائب دور کرنے کی امید کی جاسکتی ہے اور اے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جس کی سخاوت بادلوں کی موسلا دھار بارش سے بھی فوقیت رکھتی ہے۔

تفسیرہ الطیب النغم ص ۱۵۴-۱۵۵

حضرت شیخ احمد شاشی کہتے ہیں کہ اپنی کسی ضرورت میں انہوں نے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر لکھا۔

يا رسول الله صلى الله عليه وسلم عليك انت اقرب الى متي ام هذا
في من قريب مني وان بعدت الا ما شفعت في وفي قضا حاجتي
كلها الدنيوية والاخروية لي ومن احب امين۔

اے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زہدیت کا طریقہ ارشاد فرماتے ہیں کہ
عشاء کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے
بیٹھے اور خدا کی درگاہ میں جمال مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور وہاں
کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز گٹری اور منور
چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی دہنے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ کی یا میں اور
الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے۔
اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھ کر دہنی منتقلی پر دم کرے اور سر کے نیچے رکھ کر سوئے یہ عمل جمعہ
یا دو شنبہ کی رات کو کرے اگر چند بار کرے گا انشاء اللہ مقصد حاصل ہوگا۔ (کلیات امدادیہ ص ۱۱۱) منیا نقلت
اور حصین حصین میں دعائے حاجت میں "یا محمد" سے خطاب کا حکم موجود ہے۔
(حصین حصین مترجم ص ۱۹۳)

اس کے چھ ماہ بعد سید محمد بن علوی نے آپ کو لکھا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے انہوں نے فرمایا احمد قشاشی سے میرا سلام کہہ دو اور اسے میری شفاعت کی خوشخبری دو اور اس سے اگلے روز دوبارہ سید محمد بن علوی نے کہا میں نے دوسری مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا احمد قشاشی سے میرا سلام کہہ دو اور اسے یہ خوشخبری سنو کہ وہ جنت الفردوس میں میرا جلسہ ہوگا۔ (انفاس العارفين ص ۲۷۷)

ممكن نہیں کہ خیر صلی اللہ علیہ وسلم البشیر کو خیر نہ ہو

حضرت والد ماجد نے فرمایا کہ مجھے ایک شخص کے نسب میں

شک تھا جو خود کو سید بن سلالا تھا پس میں نے (خواب) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور وہ آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چارپائی کے نیچے لیٹا ہوا ہے پھر فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر اس کا نسب صحیح نہ ہوتا تو یہاں نہ ہوتا۔

در الثمین حدیث ۳۶۔ انفاس العارفين ص ۷۶

حضرت والد ماجد فرماتے تھے کہ ایک دفعہ بخار ہوا۔ بیماری نے طول پکڑا اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے (خواب میں) تشریف لاکر عیادت فرمائی۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ ایک عرصہ سے مجھے موئے مبارک کی آرزو ہے۔ بس قدر عظیم کرم ہو اگر اس قسم کی کوئی چیز عطا فرمائیں اور آپ اس خیال سے واقف ہو گئے۔

ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا اور دو موئے مبارک میرے ہاتھ میں پکڑا دیے۔ میرے دل میں خیال گزرا یہ دونوں بال بیداری میں میرے پاس رہیں گے۔ آپ اس خیال سے بھی واقف ہو گئے فرمایا یہ دونوں بال اس عالم میں بھی باقی رہیں گے۔ (انفاس العارفين ص ۷۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آئندہ زمانہ کے حوادث بھی منکشف ہو چکے تھے۔ الخ

علم غیب شریف

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۹۱۹

ایک آدمی اسلام کا دعویٰ کرتا تھا اور شدید جنگ کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ دوزخیوں

میں سے ہے۔ بعض لوگوں کو شبہ ہونے لگا۔ پھر ظاہر ہو گیا کہ اس نے خود کشتی کر لی ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ۔ دوم ص ۱۰۳

(جنگ بدر شروع ہونے سے پہلے) آپ نے فرمایا کہ " فلاں کی لاش یہاں ہوگی اور فلاں کی لاش یہاں ہوگی" وہاں وہاں آپ ہاتھ رکھتے جاتے چتا پتھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں جہاں ہاتھ رکھا تھا وہاں سے کوئی بھی نہ ہٹا (یعنی وہیں مرا پڑا یا گیا)۔

حجۃ اللہ البالغہ۔ دوم ص ۹۸

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اس وقت ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت خند و پیشانی کے ساتھ اس کے سلام کا جواب دیا اور اپنے برابر اسے بٹھایا جب وہ شخص چلا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا یہ وہ شخص ہے جس کا درجہ روزانہ کل اہل زمین کے برابر بلند کیا جاتا ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کیا وجہ ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ روزانہ صبح اٹھتا ہے تو دس مرتبہ مجھ پر درود بھیجتا ہے جو تمام مخلوق کے درود بھیجنے کے برابر ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کس طرح درود بھیجتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس طرح:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ عَدَدَ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ مِنْ خَلْقِكَ وَ

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ كَمَا يَتَّبَعِي لَنَا أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلَى

مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ كَمَا أَمَرْتَنَا أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْهِ. ازالة الخفاء اول ص ۴۵۹

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ترجمانِ غیب (غیب کی خبریں دینے والے) تھے۔ لہذا آپ نے

سے قرآن پاک میں فرمایا "وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رِّسَالِهِ مَنْ يَّشَاءُ" (آل عمران ۱۰۹)۔ اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے۔ ہاں اللہ چاہتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے۔ (کنز الایمان) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

فرداً فرداً صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے قصائل بیان فرمائے اور ہر ایک کا عند اللہ وعند الناس جو کچھ مرتبہ وفضیلت تھی اس کا اظہار کیا۔
 ازالۃ الخفاء۔ اول ص ۱۳۲

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ملکِ شام میں تجارت کیا کرتے تھے۔ وہاں انہوں نے ایک خواب دیکھا تو اس کو بحیرہ راسب سے بیان کیا۔ اس نے تعبیر بیان کی

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور دعویٰ پر دلیل طلب کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہی خواب جو تم نے شام میں دیکھا تھا۔ اور (علم غیب کی اس دلیل پر) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایمان قبول فرمایا۔

(مختصراً)۔ ازالۃ الخفاء اول ص ۱۳۲

ایس بن سلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھ کر بیعت کی۔ لوگوں نے کہا ابو عبد اللہ (عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کو خانہ کعبہ کا طواف امن کے ساتھ مبارک ہو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر زمازہ دراز تک وہ وہاں رہیں لیکن جب تک میں نہ طواف کر لوں وہ طواف نہ کریں گے۔

ازالۃ الخفاء دوم ص ۲۳۶

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) حضرت صدر الافاضل فرماتے ہیں: "توان برگزیدہ رسولوں کو غیب کا علم دیتا ہے اور سید الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسولوں میں سب سے افضل اور علی ہیں۔ اس آیت سے اور اس کے سوا بکثرت آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیب کے علوم عطا فرمائے اور غیب کے علوم آپ کا معجزہ ہیں۔ (خزان العرفان)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں جو کی نماز پڑھائی اور منبر پر جلوہ افروز ہو گئے اور ہمیں خطاب فرمانا شروع کیا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا پس آپ نے تشریف لائے اور نماز ظہر پڑھی اور پھر آپ منبر پر جلوہ افروز ہو گئے اور ہمیں خطاب فرمانا شروع کیا یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا پھر آپ منبر سے تشریف لائے اور نماز پڑھی آپ پھر منبر پر جلوہ افروز ہو گئے اور ہمیں خطاب فرمانا شروع کیا یہاں تک کہ سوج غروب ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فجر سے غروب شمس تک (ماکان وما یکون کی خبر دی۔ پس ہم نے خوب جان لیا اور اچھی طرح یاد کر لیا۔ (مسلم کتاب الفتن - بخاری جلد ۱ - مشکوٰۃ ص

جب فتح مکہ کا قصد معین ہو گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس خط کے لینے کے لئے روانہ کیا تھا جو حاطب بن ابی بلتعنہ نے کفار مکہ کو لکھا تھا۔ بخاری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور زبیر و مقداد کو بھیجا کہ روضہ مخاخ (مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک مقام ہے) میں ایک عورت جا رہی ہے اس کے پاس خط ہے لے آؤ۔

ہم گھوڑے دوڑاتے ہوئے اس مقام پر پہنچے وہ عورت ملی۔ ہم نے اس سے کہا خط نکال کر دے دو۔ اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا خط دے دے ورنہ ہم کپڑے اُتار کر تلاشی لیں گے۔ تو اس نے اپنی چوٹی سے خط نکال کر دے دیا۔

ہم اس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے۔ (ازالہ الخفا دوم ص ۴۹۸-۴۹۹) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صلح کی خبر دی۔

بخاری نے حسن سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ بیان فرما رہے تھے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید خدا نے عزوجل اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرادے۔ (ازالہ الخفا دوم ص ۵۴۲)

فضالہ بن ابی فضالہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں اپنے والد کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے گیا وہ بیمار تھے میرے والد نے ان سے کہا تم کیوں اس جگہ رہتے ہو اگر مریاؤ تو یہاں سوا اعراب جہنمیہ کے اور کوئی تو گور و کفن کرنے والا بھی نہیں۔ آپ مدینہ چلیں اگر وہاں انتقال ہوا تو تمہارے اصحاب تمہارا گور و کفن کریں گے اور تمہاری نماز پڑھیں گے۔ ابو فضالہ

۱۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا مجھے اجازت دیجئے میں اس کی (حاطب بن ابی بلتعنہ کی) گردن مار دوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ایسا کرو گے حالانکہ تمہیں کیا معلوم شاید خدا نے اہل بدر کے مستقبل پر مطلع ہو کر فرمایا "اعملوا ما شئتم" (یعنی تم جو چاہو کرو)

'رضی اللہ عنہ' اہل بدر میں سے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس درد سے نہ مروں گا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ میں اس وقت تک نہ مروں گا کہ
میرے تلوار کا زخم لگایا جائے اور میری ڈارٹھی میرے سر کے خون سے تر ہو۔ ابو فضالہ رضی اللہ عنہ
آپ ہی کی طرف سے صفین میں شہید ہوئے۔

ازالۃ الخفاء دوم ص ۵۲۲، ص ۵۳۸

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
اللہ عزوجل نے میرے لئے ساری زمین لمپیٹ دی

مشرق و مغرب کا علم

یہاں تک کہ میں نے اس کے مشرق و مغرب کو دیکھا۔ (ازالۃ الخفاء اول ص ۲۲۲)

وَإِخْبِرَ عَنْهُ أَنَّ سَيَبْلُغُ مَلَكُهُ

إِلَى مَا أُرَى مِنْ مَشْرِقٍ وَمَغَارِبٍ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات سے خبردار کیا کہ آپ کی حکومت مشرق
و مغرب کے ان علاقوں تک پہنچے گی جو اللہ تعالیٰ نے اُسے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کو دکھائیے ہیں
قصیدہ اہلبیت لسنم ص ۱۱۳

مسلمان علم غیب پر ایمان لا کر خوش ہوتے ہیں
اور منافقین طفر اور انکار کرتے ہیں

ابن عبد اللہ بن عمرو بن مزیٰنی اپنی والدہ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتی ہیں کہ جنگ
خندق کے سال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق میں کھودنے کی حدیں مقرر کر دیں اور ہم خندق میں کھودنے
میں مصروف ہو گئے تو ایک گول اور سفید چٹان نکلی جس نے ہمارے ہتھوڑوں کو توڑ دیا مگر
وہ نہ ٹوٹی۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی شکایت کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف
لائے اور ہتھوڑا اٹھا کر مارا تو وہ شق ہو گئی اور اس کے اندر سے ایک شعلہ نکلا جو اس قدر روشن
تھا کہ اگر شب ہوتی تو سارا ریگستان چمک اٹھتا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور آپ کے ساتھ تمام

مسلمانوں نے اسے دیکھ کر تجسیر کہی۔ پھر آپ نے ایک اور ہتھوڑا مارا اور وہ شق ہوئی تو اس میں سے اسی طرح چمکتا ہوا ایک اور شعلہ نکلا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر تجسیر کہی اور مسلمانوں نے بھی۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا پہلے شعلہ میں مجھے حیرہ کے سفید محل اور مدائن کسری دکھائے گئے۔ جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا کہ میری امت انہیں فتح کرے گی۔ اور دوسری دفعہ روم کے سرخ محل دکھائے گئے۔ جبریل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ میری امت انہیں بھی فتح کرے گی۔ سو تم خوش ہو جاؤ اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ چنانچہ مسلمان خوش ہوئے اور خدا کی حمد و ثنا بیان کی کہ اس نے ہم سے نصرت کا وعدہ کیا۔ بے شک اس کا وعدہ سچا ہے پھر جب عرب قبائل نظر آئے تو ان کو دیکھنے سے مسلمانوں کا ایمان و یقین زیادہ ہوا اور کہنے لگے یہ وہ لشکر ہے جس کا وعدہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہے۔ بیشک اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وعدہ سچا ہے۔

مگر جو لوگ منافق تھے وہ کہنے لگے کہ دیکھو کیا تعجب کی بات ہے کہ تمہارا پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہیں تھوٹے تھوٹے وعدے دیتا ہے۔ بھلا یہ بھی ممکن ہے کہ میثرب (مدینہ طیبہ) سے قصور حیرہ اور مدائن کسری نظر آنے لگیں اور اس پر طرہ یہ کہ کھود تو خندقیں رہے ہیں اور ظاہر ہونے کی ہمت نہیں رکھتے مگر قصور اور مدائن ضرور فتح کریں گے۔

جب منافقین نے یہ کہنا شروع کیا تو ان کے حق میں یہ وعید نازل ہوئی "وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدْنَاهُ اللَّهُ وَّرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا۔" ازالہ الخفا اول ص ۴۵۶-۴۵۷

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **رَبِّ نِي مَخْتَارٌ بِنَايَا** اے لوگو! تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے اس لئے

حج کرو۔ ایک آدمی نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہر سال۔ آپ خاموش رہے حتیٰ کہ اس نے تین بار سوال دہرایا۔ آپ نے فرمایا اگر میں کہہ دوں "ہاں" تو لازم ہو جائے گا اور تم سے یہ نہ ہو سکتا۔ حجۃ اللہ البالغہ مترجم ص ۵۹۸

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ پڑھا اور اس میں فرمایا کہ ایک نیک مرد کو اسکے پروردگار نے اختیار دیا ہے کہ وہ جب تک چاہے دنیا میں رہے اور جو کچھ دنیا کی نعمتوں سے چاہے کھالے، یا اپنے پروردگار کی ملاقات کو پسند کرے تو اس نیک مرد نے اپنے پروردگار کی ملاقات کو پسند کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت ابو بکر نے لگے۔۔۔ (سیدنا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ ارشاد سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے بارے میں فرمایا تھا)۔

ازالۃ الخفاء۔ اول ص ۱۹۶-۲۲۱

ایک بار جمعہ کے دن آپ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک اعرابی اٹھا اور کہا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) مال ہلاک ہو گیا اور گھر والے بھوکے ہوئے۔ بارش کی دعا کیجئے۔ آسمان پر ابر کا ایک ٹکڑا بھی نہیں تھا۔ آپ نے ابھی دعا سے ہاتھ نیچے نہیں کئے تھے کہ آسمان پہاڑوں کی طرح بادلوں سے اُٹ گیا اور اس قدر بارش ہوئی کہ لوگوں کو نقصان کا اندیشہ ہوا تو آپ نے دعا کی۔ ہمارے اردگرد پر سے اور ہم پر پڑنے پر سے جس طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ سے اشارہ کرتے بادل پھٹ جاتا ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ۔ اول ص ۲۲۶، دوم ص ۲۲۱

ناممکن کو ممکن بنا دینے کا اختیار رکھتے ہیں

حضرت والد ماجد فرماتے تھے کہ میں نے حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ میری طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کی توجہ گرامی کی برکت سے میں مقامات اولیا کو عبور کر رہا تھا اور انہیں اچھی طرح پہچانتا تھا یہاں تک کہ میں اس مقام تک پہنچ گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ولی اس جگہ سے نہیں گزر سکتا۔ میں نے عرض کیا فقیر کا اعتقاد یہ ہے کہ ہر وہ ناممکن بات جس کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ صحیح بخاری کتاب المناقب اور کتاب الانبیاء میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔

۲۔ صحیح بخاری ابواب الاستسقا میں بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ یہ حدیثِ پاک موجود ہے۔

marfat.com

Marfat.com

جہاں چاہتے ہیں تشریف لاتے ہیں کرم فرماتے ہیں

حضرت والد ماجد فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ مجھے بخار ہو گیا۔ بیماری نے طول پکڑا اور زندگی سے ناامید ہو گیا۔ مجھے اونگھ آگئی۔ اس غنودگی میں حضرت شیخ عبد العزیز نظامر سوجے فرماتے تھے "بیٹا! حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری عبادت کے لئے تشریف لائے ہیں بلکہ اور ممکن ہے آپ اس طرف سے آئیں اور تمہارے پاؤں اس طرف میں تیری چار پالی کو اس طرح رکھنا چاہیے کہ تیرے پاؤں اس طرف نہ ہوں۔"

مجھے (میں سے) اتفاقاً ہوا ایات کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں تھی۔ میں نے حاضرین کو اشارہ کیا انہوں نے میری چار پالی اس طرف پھیر دی۔ اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا!

كَيْفَ حَالُكَ يَا بَنِي - بیٹا! تیرا کیا حال ہے۔

ان الفاظ کی حلاوت مجھ پر غالب آگئی۔ عجیب وجد اور آہ و بکا کا مجھ سے ظہور ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس طرح گود میں لے لیا کہ آپ کی ریش مبارک میرے سر پر تھی۔ آپ کی قمیص (میرے) آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ آہستہ آہستہ اس وجد کو سکون آگیا۔

پھر میرے دل میں خیال گزرا کہ ایک عرصہ سے مجھے موسمے مبارک کی آرزو ہے کس قدر کرم ہو اگر اسی قسم کی کوئی چیز عنایت فرمائیں۔ آپ اس خیال سے واقف ہو گئے۔ ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا اور دوڑنے مبارک میرے ہاتھ میں پکڑا دیے۔ میرے دل میں گذرا یہ دونوں بال مبارک بیداری میں میرے پاس رہیں گے۔ آپ اس خیال سے بھی واقف ہو گئے۔ فرمایا

لے شاہ صاحب کا عقیدہ کتنا واضح ہے۔ آپ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف و اختیار کو کس وضاحت سے پیش کر رہے ہیں۔ گو یا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو متصرف و مختار ماننا اسلامی عقیدہ ہے۔ اسے شرک بتانا جہالت ہے یا تعقب۔

یہ دونوں بال اس عالم میں بھی باقی رہیں گے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صحت کلی اور طویل زندگی کی بشارت دی۔

پھر مجھے افاقہ ہو گیا۔ میں نے چراغ طلب کیا تو وہ دونوں بال مبلوک میرے ہاتھ میں تھیں تھے۔ میں غمگین ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں توجہ کی۔ مجھ پر غنودگی طاری ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متمثل ہوئے فرمایا بیٹے! تجھے آگاہ ہونا چاہیے کہ میں نے وہ دونوں بال احتیاط کے طور پر تمہارے تکیہ کے نیچے محفوظ کر دیئے ہیں وہاں سے تو انہیں حاصل کر لے گا۔ جب مجھے افاقہ ہوا تو میں نے انہیں وہاں سے لے کر عزت و احترام سے ایک جگہ حفاظت سے رکھ لیا۔ اس کے بعد بخار بالکل جانا رہا اور مجھ پر کمزوری طاری ہو گئی۔ اقربائے سمجھایہ موت کی برودت ہے وہ روتے تھے اور مجھ میں بات کرنے کی طاقت نہیں تھی میں سر سے اترتا کرتا تھا کچھ دیر کے بعد میری اصلی طاقت لوٹ آئی اور مجھے صحت کلی حاصل ہو گئی۔

انفاس العارفين ص ۷۵

جناب سید عبداللہ نے کہا میں نے قاری زاہد سے قرآن حفظ کیا جو بیابان جنگل میں رہتے تھے۔ (ایک مرتبہ) ہم دونوں قرآن شریف کا ورد کر رہے تھے اچانک عرب سے ایک قوم آئی جن کے آگے ان کا سردار تھا۔ قاری صاحب کی قرأت سنی تو ان کے سردار نے فرمایا۔ بارگاہ اللہ تو نے قرآن خوانی کا حق ادا کر دیا (یا ربك الله ادیت حق القرآن) پھر وہ تشریف لے گئے۔ (اگلے روز) دوسرا شخص اسی صورت میں آیا اور فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کل شب لوگوں کو فرمایا، فلاں جنگل میں قاری کی قرأت سننے کو جاؤ۔ تو پھر ہم نے جانا کہ جو سردار قوم کے آگے تشریف لائے تھے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور کہا بے شک میں نے آپ کو ان دونوں

۱۰ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَكَذَا حَبِيبًا وَابْنَ عَفْرَاءَ بَعْدَمَا
جُرِّهَا شَفِيتَهُمَا بِمَسِّ يَدَاكَ

ترجمہ: اور حبیب اور ابن عفراء جب دونوں زخمی ہوئے تو آپ کے دست مبارک پھرنے سے شفا ہو گئی۔
(رحمت الرحمن شرح قصیدہ النعمان ص ۷۳)

marfat.com

Marfat.com

آنکھوں سے دیکھا۔ واللہ اعلم! (در الثمین حدیث ۱۴، انفاس العارفين ص ۲۲)
 شیخ احمد قشاشی کی عجائب روزگار کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ تمام قرآن مجید آپ
 نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا۔ (انفاس العارفين ص ۲۷)

تاجدارِ انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اور وزیرِ ام
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سر
 نبی کے لیے دو وزیر اہل آسمان سے اور دو وزیر
 اہل زمین سے ہوتے ہیں چنانچہ میرے دو وزیر اہل آسمان سے جبرائیل و میکائیل علیہما السلام
 ہیں اور اہل زمین سے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں (ترمذی)

ازالہ الخفا اول ص ۵۱-۱۹۷-۵۸۵

حدیث ثعلبی جو تفسیر میں آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کریم اللہ وجہہ کے
 حق میں دعا کی: اللھم اشرح لی صدری ویسر لی امری واجعل لی وزیراً من اہلی
 (اے اللہ میرا سینہ کھول دے اور میرے لئے معاطلہ کو آسان فرما دے اور میرے خاندان میں سے
 میرے لئے وزیر بنا) کے بیان میں شیخ ابورضا فرماتے تھے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ واجعل لی
 وزیراً خاصاً من اہلی (میرے لئے پانچواں وزیر میرے اہل سے بنا) کیونکہ شیخین یعنی حضرت ابوبکر
 صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما اور دو فرشتے یعنی جبرائیل و میکائیل علیہما السلام پہلے ہی
 آپ کے وزراء تھے۔ انفاس العارفين ص ۱۷۸

وَمَكَارِمُ اخْلَاقٍ وَإِمْتَامُ نِعْمَةٍ
 نُبُوَّةٌ تَالِيْفٌ وَسُلْطَانٌ غَالِبٌ

۵

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکارم اخلاق سے متصف فرمایا اور اپنی نعمتوں کو
 آپ پر مکمل فرما دیا۔ ایسی نبوت عطا فرمائی جس میں الفت بھی ہے اور غالب حکومت بھی۔

تصیہ الطیب النغم مترجم ص ۹۲

(عقیدہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہنشاہ (امیر) ہیں اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں آپ کے وزیر ہیں
 العقیدة الحسنة

حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت کی گئی ہے کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ

مالک میں خزانہ قدرت کے

دآلہ وسلم لوگوں کے پاس طلوع آفتاب کے بعد تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے فجر سے پہلے یہ خواب دیکھا کہ مجھے مقالید اور موازین دی گئی ہیں۔ مقالید سے مراد کنجیاں (کہ ان سے تمام دنیا کے خزانے کھول سکوں) اور موازین سے یہی ترازو ہیں جن سے تولا جاتا ہے الخ۔

ازالۃ الخفا اول ص ۷۶

(ایک روز) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم متبریر تشریف لے گئے اور فرمایا اے لوگو! میں قیامت کے دن تم پر گواہ ہوں گا اور قسم خدا کی میں اس وقت اپنے جوش کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا ہوئی ہیں۔

ازالۃ الخفا اول ص ۷۶

بروایت براء بن عازب رضی اللہ عنہ غزوہ احزاب کے موقع پر خندق کی کھدائی کے دوران سخت پتھر نکل آیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی۔ آپ نے کدال ل

بسم اللہ کہہ کر پتھر پر کدال کو مارا جس سے ایک تنہالی پتھر ٹوٹ گیا۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے ملک شام کی کنجیاں عنایت میں تمام کے سڑخ محل یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔ پھر بسم اللہ کہہ کر آپ نے دوسری مرتبہ کدال ماری جس سے دو تنہالی پتھر ٹوٹ گیا اور آپ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے فارس کی کنجیاں عنایت ہوئیں خدا کی قسم میں یہاں سے فارس کے سفید محل دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے تیسری مرتبہ بسم اللہ کہہ کر کدال ماری تو باقی پتھر ٹوٹ گیا اور فرمایا اللہ اکبر مجھے یمن کی کنجیاں عنایت ہوئیں خدا کی قسم میں یہاں سے صنعا کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔

ازالۃ الخفا اول ص ۲۲۱-۲۲۲

حضور علیہ السلام نے عطا فرماتے ہیں

وَاجُودٌ خَلَقَ اللَّهُ صَدْرًا وَنَابِلًا : وَابْسَطَهُمْ كَفًّا عَلَى كُلِّ طَالِبٍ

marfat.com

Marfat.com

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باقتدار سینہ و باقتدار علیات سب سے زیادہ سخی ہیں اور ہر سائل کے لئے آپ کا دستِ کرم سب سے زیادہ کشادہ ہے۔

قصیدہ اطیب النغم ص ۵

مِنَ الْغَيْبِ كَمَا عَطَى الطَّعَامَ لِجَائِعٍ
وَكَمَا مَرَّةً أَسْقَى الشَّرَابَ لِشَارِبٍ

ترجمہ: عالمِ غیب کی مدد سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا بھوکوں کو کھانا کھلایا اور پیاسوں کو پانی پلایا۔

قصیدہ اطیب النغم ص ۹

فَلَا صَادِي عَزَّيْلَ الْقَلْبِ إِلَّا
وَلْيَصْدُرْ مِنْ نَدَاءِ يَارَ تَوَائِعِ

ترجمہ: کوئی ایسا پیاسا نہیں جو اپنے سینہ میں پیاس کی جلن محسوس کرتا ہے مگر جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطا و بخشش کی طرف رجوع کرتا ہے تو سیراب ہو جاتا ہے۔

قصیدہ ص ۲۰۸

ایک روز حضور علیہ السلام نے فرمایا:

”تم میں سے جو کوئی اپنا کپڑا پھیلائے رکھے جب تک میرا یہ کلام ختم نہ ہو پھر اسے لپیٹ کر اپنے سینے سے لگائے تو میرے کلام سے کچھ چیز بھی بھی فراموش نہیں کرے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے چادر پھیلا دی پھر اس کے بعد کبھی کچھ چیز نہ بھولے۔“ (حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۴۴) جناب والد ماجد نے بیان فرمایا کہ ماہِ رمضان شریف میں کہیں جانے کو سوار ہوا تو گرمی و تکلیف مجھے بہت ہوئی پس اسی حالت میں مجھے نیند آگئی تو زیارت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوا۔ آپ نے مجھے تہذیب کھانا عطا فرمایا جو چاول، قند اور گھی سے تیار ہوا تھا (زرہ، پلاؤ وغیرہ تھا) وہ کھلایا اور سیر ہوا تو ٹھنڈا پانی عنایت کیا۔ اسے پیا، پیاس دور ہوئی پھر جاگا

لے بخاری کتاب الجہاد میں فرمایا: ”إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ وَاللَّهُ يُعْطِي“ بے شک میں بانٹنے والا، جمع رکھنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے۔

اس حال میں کہ بھوک نہ تھی اور ہاتھوں سے زعفران کی بو آ رہی تھی (بعض عقیدت مندوں نے احتیاط سے دھو کر رکھ لیا اور برکت اور تبرک کے طور پر اس سے روزہ افطار کیا)۔

در الثمین حدیث ۱۹۱. القاس العارفين ص ۱۷

وَصَلِّ عَلَىكَ اللَّهُ يَا خَيْرَ خَلْقِهِ
وَيَا خَيْرَ مَا مَوْلٍ وَيَا خَيْرَ وَاٰهِبِ

۵

ترجمہ: اے اللہ کی ساری کائنات سے بزرگ ترین رسول اور اے تمام ان لوگوں سے بہتر جن سے خیر کی توقع کی امید کی جاسکتی ہے اور اے تمام جو دو عطا کرنے والوں سے زیادہ سخی! آپ پر اللہ تعالیٰ کے درود ہوں۔
تفسیرہ ص ۱۵۹

دستِ اقدس کی برکات

وَقَدْ فَاحَ طِيْبًا كَفُّ مِنْ مَسِّ كَفِّهِ
وَمَا حَلَّ رَأْسًا جَسَّ شَيْبُ الزَّوَابِ

۵

ترجمہ: جس خوش نصیب کا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک کو ٹھونچ گیا اس سے خوشبودار مہک اٹھتی رہی اور جس کے سر پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دستِ شفقت پھیر دیا اس کے

اے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اس فقیر کو اس دفعہ دہلی میں یہ آزمائش پیش آگئی کہ بعض دوستوں کو واقف میں دکھایا گیا کہ وہ فقیر کے وضو کا استعمال پانی پیش و نہ ضرر لاحق ہوگا۔ ہر چند اس سے باز رہنے کی کوشش کی لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ کتب فقہ کی طرف رجوع کیا تو خلاصی کی ایک صورت نکل آئی۔ اگر نین بار اعضاء دھو لینے کے بعد چوتھی بار بغیر نیت عبادت اعضا پر پانی پھیر دیں تو وہ مستعمل نہ ہوگا۔ اس حیلہ سے بے نیت قریت اعضاء پر پانی چلا کر اسے پینے کیلئے دیا۔ (دفتر اول۔ مکتوب ۲۹)

۳۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ روشن اور چمکدار تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ گویا موتی تھا اور کسی دیا دریشم کے کپڑے کو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک تھیلیوں سے نرم نہیں پایا اور میں نے کوئی ایسا مشک و عنبر نہیں سونگھا جس کی خوشبو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک سے بڑھ کر ہو۔ (بخاری و سلم مشکوٰۃ ص ۵۱۵، بحوالہ انوار الحدیث ص ۲۵۲)

بالوں میں بڑھاپا نہ آسکا۔

قصیدہ اطیب انعم ص ۱۰۹-۱۱۰

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا
جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

دست بوسی کا تشریح مختصراً

کے پاس آئیں تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کھڑے ہو جاتے ان کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ لیتے اور اپنی جگہ میں بٹھاتے۔ اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ کھڑی ہو جاتیں اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ لیتیں اور اپنی جگہ میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بٹھا دیتیں۔

(حجۃ اللہ البالغہ ص ۹۴۱-۹۴۲)

شیخ احمد نخلی نے بتایا کہ شیخ عیسیٰ بن کتان خلوتی نے مجھے حکم دیا کہ تو مکہ شریف میں ہمارا خلیفہ ہونا کہ سادات خلوتیہ نماز تہجد کے بعد تیرے پاس جمع ہو کر درود ظریف ہمارا پڑھیں اور میرا دل حضرات نقشبندیہ کی طرف مائل تھا پس شیخ عیسیٰ کی مخالفت میرے اوپر گراں گزری اور میرا حال بہت پریشان ہوا پس میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا اور استخارہ میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لیا۔

پس اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مجھ پر آسان کر دی۔ پھر میں جمعہ کے روز نماز جمعہ سے پہلے جب مدینہ شریف کی طرف گیا میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر ہانے کی طرف روضہ منورہ میں ہوں اس میں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور چاروں خلفاء رضی اللہ عنہم کو حضرت امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بڑھالی ہوئی زیادتی کے درمیان دیکھا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچنے میں جلدی کی۔ جب میں پہنچا تو پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور پھر باری باری خلفاء کی دست بوسی کی جب دست بوسی سے فارغ ہوا تو

۱۔ حضرت زبیر جو (وفد) عبدالمطلب میں شامل تھے فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں آئے تو ہم جلد جلد اپنی سواروں سے اتر پڑے اور ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک ادا پائے مبارک کو بوسہ دیا (ابو داؤد مشکوٰۃ بحوالہ انوار الحدیث ص ۴) مزید تفصیل کے لئے متفرقات کا باب ملاحظہ فرمائیں دست بوسی اور قدم بوسی کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ مبارک سے مجھے پکڑا اور روضہ منورہ کی طرف پھیرا۔
سب خلفاء (رضی اللہ عنہم) آپ کے ساتھ تھے۔ الخ۔

در الثمین، حدیث ۳۲۔

جَبَّ آيَةُ امِّ مَعْبُدٍ كَيْ خَيْمَةٍ كَيْ يَأْسٍ سَعَى كَرْوَةٍ تَوَّ
آپ کے لئے اس بکری نے دودھ دیا جو کہ دودھ

دینے والی بکریوں میں سے نہ تھی۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۹۹۷۔ قصیدۃ الطیب النغم ص ۱۰۳

لوگوں کو پیاس تھی مگر پانی ایک پیالے میں جو تھا اس کے سوا کچھ نہ تھا حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے اس میں اپنا ہاتھ رکھ دیا اور ان کی انگلیوں سے پانی جاری ہو گیا۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۱۰۲

جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان (ابو رافع رضی اللہ عنہ) سے تیسری مرتبہ (بکری کا)
دست طلب کیا، انہوں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بکری کے دوہی دست
ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اگر تم خاموش رہتے اور دست کے بعد دست لا کر دیتے
رہتے (اور دست ختم نہ ہوتے)

فیوض الحرمین مترجم ص ۲۶۱

اور فرشتے ظاہر ہوئے، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ
انہوں نے شق لے لیا اور اسے بیانِ وحمت سے بھر دیا۔

شوق صدر ہوا

حجۃ اللہ البالغہ ص ۹۹۱

شوق القمر بھی ہوا

وَاعْجَبُ نَبْلِكَ الْبَدْرُ يَشْقَى عِنْدَهُ وَمَا هُوَ فَنِيْ اِعْجَازِكَ مِنْ عَجَائِبِ

سہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
'فَصْرَجٌ صَدْرِيْ' پس انہوں نے میرا سینہ چاک کیا۔ (بخاری کتاب الانبیاء)

marfat.com

Marfat.com

ترجمہ:- اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عجیب ترین معجزات سے یہ ہے کہ چودہویں کا چاند حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارہ سے پھٹ گیا (دو ٹکڑے ہو گیا) اور یہ معجزہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے کوئی زیادہ عجیب و غریب نہیں ہے۔
قصیدہ اطیب النغم مترجم ص ۱۱۹-۱۲۰

سُورج لوٹانے کا واقعہ بھی صحیح ہے

۱۱۳۳ھ میں مدینہ منورہ میں ہمارے شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کر دی مدنی کے سامنے پڑھا گیا میں سن رہا تھا۔ وہ کہتے تھے مجھے میرے والد ابراہیم بن حسن کر دی مدنی نے خبر دی اور (دو طویل سناؤں سے) اسما بنت عمیس سے روایت کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی ہو رہی تھی جب وحی ختم ہو گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، اے علی! کیا تم عصر کی نماز پڑھ چکے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے آفتاب کو واپس کر دیا یہاں تک کہ انہوں نے نماز پڑھ لی۔ اسما کہتی ہیں میں نے آفتاب کو غروب ہونے کے بعد پھر دیکھا جس وقت لوٹا یا گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔

حافظ جلال الدین سیوطی نے "کشف اللبس فی حدیث رد الشمس" کے ایک مقام میں لکھا ہے کہ رد الشمس ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ امام ابو جعفر طحاوی وغیرہ نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ حافظ ابوالفرج ابن جوزی نے بہت زیادتی کی ہے کہ انہوں نے اس کو کتاب موضوعات میں داخل کر دیا۔ ان کے شاگرد محدث ابو عبد اللہ محمد بن یوسف دمشقی صالحی نے مزیل اللبس عن حدیث رد الشمس کے ایک مقام میں بیان کیا ہے کہ اس حدیث کو طحاوی نے اپنی کتاب مشکل الآثار میں اسما بنت عمیس سے دو طریقوں سے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں ثابت

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معجزہ دکھانے کا مطالبہ کیا تو آپ نے انہیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیے۔ (فَارَاهُمُ الشَّقَاقَ الْقَمَرِ)
(بخاری کتاب التنبیاء اور بخاری کتاب المناقب میں بھی اسی طرح ہے)

ہیں ان کے راوی ثقہ ہیں اور قاضی عیاض نے اس کو شفا میں درج کیا ہے۔ اور حافظ ابن سنی نے بشری اللیب میں اور حافظ علاؤ الدین مغلطائی نے اپنی کتاب الزہر الیاسم میں (اسے نقل کیا ہے) ابو الفتح ازدی نے اس کی تصحیح کی ہے اور ابو زرہ ابن عراقی نے "الدر المنثور فی الصحیح" المشرہ میں بیان کیا ہے۔ اور حافظ احمد بن صالح نے کہا ہے یہ تم کو کافی ہے جس کا مقصد علم حاصل کرنا ہے اس کو اسناد کی حدیث سے مختلف کرنا چاہیے کیونکہ وہ نبوت کی بہت بڑی نشانیوں میں سے ہے اور انہوں نے (بھی) ابن جوزی پر انکار کیا ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو موضوعات کی کتاب میں داخل کر دیا۔

میں (شاہ ولی اللہ) کہتا ہوں طحاوی نے مشکل الآثار میں اسے دو طرح سے روایت کیا ہے ان میں ایک طریق فضیل بن مرزوق عن ابراہیم بن الحسن عن فاطمہ بنت الحسن رضی اللہ عنہم سے ہے جس کو دو طویل سندوں میں ہم اوپر ذکر کر چکے۔

دوسرا طریق یہ ہے کہ ہم سے علی بن عبدالرحمن بن محمد بن مغیرہ نے بیان کیا کہ ان سے احمد بن صالح نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ندیک ان سے محمد بن موسیٰ نے عون بن محمد سے انہوں نے اپنی ماں ام جعفر سے انہوں نے اسماء بنت عمیس سے روایت کر کے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز صہبیا میں پڑھی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہما کو کسی کام پر بھیجا جب وہ واپس آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھ چکے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہما کی گود میں رکھ لیا اور غروب آفتاب تک سر مبارک نہ ہلایا جب آفتاب غروب ہو گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الہی تیرا بندہ علی تیرے نبی کے کام میں تھا تو اس پر آفتاب کو واپس کر دے۔ اسماء بنتی ہیں پھر آفتاب نکل آیا یہاں تک کہ اس کی دھوپ پہاڑوں اور زمین پر پھیل گئی حضرت علی رضی اللہ عنہما نے اٹھ کر وضو کیا اور عصر کی نماز پڑھی پھر آفتاب غروب ہو گیا۔ یہ واقعہ صہبیا میں ہوا تھا۔

لے مزید تفصیل اور ذمہ نیکین کے لئے مفکر اسلام حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی کی کتاب "سورج الطہاوی پلٹے" ضرور ملاحظہ کریں انشاء اللہ تمام شکوک و شبہات دور ہو جائیں گے اور ایمان کی علالت نصیب ہوگی تعصب سے دور رہنا ضروری ہے۔ یاد رہے کہ یہ کتاب "ادارہ تعلیمات مجدیہ" (دلیوے روڈ شکر گڑھ) نے شائع کی ہے۔

طحاوی کہتے ہیں محمد بن موسیٰ وہی ہیں جو قطری کے نام سے مشہور ہیں اور ان کی روایت پسندیدہ ہے اور عون بن محمد حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں اور ان کی والدہ ام جعفر بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب ہیں۔
ازالۃ الخفا، دوم ص ۵۲ تا ۵۳۔

حرا اور احد کے پہاڑوں کو ملنے سے روک دیا

ابو یعلیٰ نے سہیل بن سعد سے روایت نقل کی ہے کہ کوہِ احد ملنے لگا اور اس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر و عمر و عثمان (رضی اللہ عنہم) تھے۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے احد ٹھہرنا تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

ازالۃ الخفا، اول ص ۲۲۲

اسی طرح امام احمد نے — عبداللہ بن بریدہ کے والد سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ حرا پر بیٹھے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو بکر و عمر و عثمان (رضی اللہ عنہم) تھے۔ ناگاہ پہاڑ نے جنبش کی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حرا ٹھہر جا تجھ پر تو نبی یا صدیق یا دو شہید ہیں۔

ازالۃ الخفا، اول ص ۲۰۵

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجدِ انصاریٰ تک راتوں رات سیر کرائی گئی پھر وہاں سے سیدہ اُمّ سلمہؓ

معراج مع جسدِ اقدس ہونی

تک اور جہاں تک اللہ نے چاہا سیر کرائی گئی اور یہ سب سیر حالتِ بیداری میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ مبارک کے ساتھ ہونی — تمام انبیاء علیہم السلام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہونی۔

حجۃ اللہ البالغہ، دوم ص ۹۹-۹۵

وَ اَسْرَى عَلٰی مَثْنِ الْبُرَاقِ اِلَى السَّمَاءِ
فَاٰخِرُ فَرْكُوْبٍ وَاٰخِرُ رَاكِبٍ

اے حضرت مجتہد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ” اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو رب العالمین کے محبوب اور تمام اولین و آخرین موجودات میں سے بہترین ہیں معراج بدلی کی دولت سے مشرف ہوئے اور عرشِ کوہی سے گزر کر مکانِ دُزماں سے بھی اوپر چلے گئے۔“ (مکتوبہ، ۲، دفتر اول)

ترجمہ: رات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براق کی پشت پر سوار ہو کر آسمان کی طرف تشریف لے گئے۔ پس کتنا بابرکت ہے وہ براق جس پر نبی الانبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) نے سواری کی اور کتنا بابرکت ہے وہ شہسوار جو عالم آب و گل کی سرحدوں کو عبور کر کے لامکاں کی دستوں کی طرف روانہ ہوا۔

قصیدہ اطیب لتعمم مترجم، ص ۱۲۲

ایک بار شیخ عبدالحفیظ نے حدیث قدسی قف یا محمد فان اللہ یصلیٰ جو

قصہ معراج میں آئی ہے کا معنی دریافت کیا حضرت والد (شیخ ابورضا) نے لکھا۔

میری ناقص رائے میں آئی ہے کہ جب اس قاف معرفت کے سیرغ نے عالم خلق و امر کی فضا میں پرواز کی تو عالم کون و مکاں کی سرحد کے آخری نقطہ پہنچے اور عالم قدس حضرت الہی کی دلکشا ہوا دکھائی دی۔ اپنی علو مہمتی کی وجہ سے ارادہ کیا کہ اس عالم میں بھی پرواز کریں اسی وقت پاکیزہ خطاب پہنچ گیا کہ "قف یا محمد" یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم عالم امر کے آخری نقطہ پر ٹھہر جائیے کیونکہ یہ عبودیت کی حد ہے جس کے ساتھ مشاہدہ ربوبیت ہے "فان اللہ یصلیٰ" یعنی وہ چاہتا ہے کہ آپ کے ذریعے عالمین پر نبوت رسالت کا فیضان کرے۔ اس لئے ضروری ہے کہ رسول اسی برزخ میں ٹھہرتے تاکہ حضرت الہیہ سے معارف و احکام کا استفادہ کر کے عالم خلق و امر پر ان معارف کو بہائے اور فیضان کرے۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس برزخ کبریٰ پر ٹھہر جائیے جو کہ عارفین کے مقام کی انتہا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اصلوۃ پر ٹھتا ہے یعنی اس بلند مرتبہ اور مقام قربت پر فائز بندوں پر وہ رحمت فرما رہا ہے۔

الفاس العارفين ص ۲۴-۲۲۲

بہت کچھ رد و قدح کے بعد ہمیں

یقین حاصل ہوا ہے کہ ہمارے

رُؤیتِ باری تعالیٰ پر ایمان لاؤ

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی رات اپنے رب تعالیٰ و تقدس کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور

اے مولانا رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ پاک کو دیکھا ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۱۳) بقیہ حاشیہ رقم صفحہ ۲۰۸

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کانوں سے اس کا کلام سنا۔ ان باتوں پر ذرا بھی تعجب نہ کرو بلکہ ان کو تسلیم کرو اور ان پر ایمان لاؤ۔ الخ

نسخہ کتبہ اربعہ - ۱۳۹۹ء

ہمارے سردار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل بعثت میں یہ بات مندرج تھی کہ

شفاعت کا عقیدہ حق ہے

آپ قیامت کے دن شہید (گواہ) ہوں اور شفیع ہوں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں گنہگاروں کے لئے اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے عذر خواہ ہوں۔

فیوض الحرمین ص ۸۷

فاسق کے لئے جائز رکھا گیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی شفاعت سے دوزخ سے نکالا جائے گا۔

انقوز البکیر ص ۱۲

اللہ تعالیٰ نے تمام شرائع میں محبوبیت اور شفاعت کو خواص بندگان کیلئے ثابت کیا۔

حجۃ اللہ البالغہ - اول ص ۱۶۲

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک نبی کیلئے ایک مقبول دعا ہے چنانچہ سر نبی نے اپنی دعا کے متعلق جلدی کر لی اور میں نے اپنی دعا اپنی امت کی شفاعت کیلئے بچا کر رکھ لی۔

فیوض الحرمین ص ۲۴، حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۶۴۴

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس طرح مولانا اشرف علی تھانوی نے معراج کے بیان میں تین روایتیں نقل کیں کہ حضرت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا (نشر الطیب ص ۷۸، ۷۹)

سے ایک حدیث پاک میں فرمایا "أُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ" مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے (بخاری کتاب الہیم)

سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سے

وَمِنَ الشَّجِيِّ بِحِمَاكَ نَالَ رِضَاكَ

فَلَا تَأْتِ أَكْرَمُ شَافِعٍ وَتُشْفَعُ

ترجمہ: اللہ کے نزدیک آپ بہت معزز ہیں اور آپ شفاعت کے مجاز بھی ہیں اور آپ کی شفاعت قبول ہے جس نے آپ کی پناہ لی آپ کی خوشنودی حاصل کی۔ (رحمت الرحمن، شرح تصدیق النعمان ص ۱۰)

جناب مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"انبیاء و صلحاء علیہم الصلوٰت و التسلیمات کی شفاعت باذن اللہ قیامت کے روز مومنوں کیلئے ثابت ہے

پہلے نبیوں کی پھر صلحا کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری شفاعت میری امت سے اہل کبار کیلئے ہے۔"

(دفتر دوم - مکتوب ص ۷۷)

میں (شاہ ولی اللہ) شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندہ مخصوص اور اس کے ایسے رسول ہیں کہ شفاعت کبریٰ قیامت کے روز خاص آپ ہی کے واسطے ثابت ہے

در الثمین (خطبہ) ص ۲۵

(عقیدہ) شفاعت حق ہے اور ان لوگوں کے لئے ثابت ہے جن کو شفاعت کرنے کی خدائے رحمن و رحیم نے اجازت دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی امت کے اہل کبار کا شفاعت فرمانا حق ہے اور وہ یقیناً شفیع روز محشر ہیں۔

العقیدۃ الحسنہ

وَ قَدْ أَمَرَ الشَّفَاعَةَ حِينَ يُدْعَى
لَهَا مِنْ بَعْدِ عَذْرِ الْأَنْبِيَاءِ

ترجمہ: قصہ شفاعت میں بھی اصحاب فنا فی الرسول کے لیے کسی اشارے میں یعنی اس وقت جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفاعت کے لیے عرض کیا جائے گا جبکہ تمام انبیاء علیہم السلام (عذر پیش کر چکے ہوں گے۔

قصیدہ اطیب النغم ص ۲۱۲

هَذَا رَسُولُ اللَّهِ يَنْحُو الرِّبِّهِ
شَفِيعًا وَفَاتِحًا لِبَابِ الْمَوَاهِبِ

ترجمہ: اس وقت اللہ تعالیٰ کا محبوب رسول گنہ گاروں کی شفاعت کیلئے اور بخششوں کے دروازوں کو کھولنے کے لیے بارگاہِ الہی میں حاقری کا تمہ کرے گا۔

قصیدہ ص ۳۹

وَأَنْتَ شَفِيعٌ يَوْمَ لَا ذِي شَفَاعَةٍ
بِمَعْنَى كَمَا أَتَى سَوَادُ بْنُ قَارِبٍ

ترجمہ: آپ قیامت کے روز جبکہ کسی شفاعت کرنے والے کی شفاعت نفع نہیں دے گی، آپ اس روز شفاعت فرمائیں گے جو بارگاہِ الہی میں مقبول ہوگی جس طرح سواد بن قارب رضی اللہ عنہ (صحابی) نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شاکستی کی ہے۔

قصیدہ ص ۱۵۹ - ۱۶۰

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

درود شریف کی برکات

کی خدمت میں حاضر تھے، اس وقت ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ اس کے سلام کا جواب دیا اور اپنے برابر اُسے بٹھالیا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا یہ وہ شخص ہے جس کا درجہ روزانہ کل اہل زمین کے برابر بلند کیا جاتا ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کیا وجہ ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ روزانہ جب صبح اٹھتا ہے تو دس مرتبہ مجھ پر درود بھیجتا ہے جو تمام مخلوق کے درود بھیجنے کے برابر ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کس طرح درود بھیجتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح: **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ عَدَدَ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ مِنْ خَلْقِكَ وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ كَمَا يُبَغِّى لَنَا أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ كَمَا أَمَرْنَا أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْهِ**۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں تو اس طرح مٹاتا ہے جس طرح آگ کو پانی بجھاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا غلام آزاد کرنے سے بھی بہتر و افضل ہے۔

ازالۃ الخفا اول ص ۴۵۹

حضرت الداجد سے کئی بار سنا فرماتے تھے ہم نے جو کچھ حاصل کیا ہے درود شریف اور محض توجہ سے حاصل کیا ہے۔ (انفاس العارفين ص ۱۳۹)۔ اور مجھے (شاہ ولی اللہ کو) درود کی ہر قدر محنت کی وصیت کی اور فرمایا کہ اسی کے سبب ہم نے پایا جو پایا۔ (شفا لعلیل ترجمہ المقول الجہیل ص ۱۱۱) حضرت الداجد فرماتے تھے میں حقیقت کا منتظر تھا اور درود شریف پڑھنے میں بہت زیادہ مصروف رہتا تھا۔ ایک رات میں درود شریف پڑھ رہا تھا کہ چاند کے نور کی مانند ایک نور ظاہر ہوا حالانکہ چاند کی رات نہیں تھی آہستہ آہستہ اس نے زمین پھیلنا شروع کیا، پھر میری چارپائی اور میرے جسم پر آجبت تک وہ میرے سر سے نیچے تھا مجھ میں پورا ذوق و شوق تھا جب وہ میرے سر پر آیا تو میں بیہوش ہو گیا۔ بظاہر میرا وجود مفقود ہو گیا واللہ اعلم کہ میرے دل نے مجھے بہت تلاش کیا لیکن میں انہیں نہ ملا، اس وجہ سے کہ بہت بے چین و بے قرار ہوئے میں اسی غیبت کے دوران یکے بعد دیگرے آسمان بٹے کرتا ہوا ان کے اوپر پہنچا۔ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل ہوئی اور آپ نے میری بیعت قبول فرمائی اور مجھے نفی و اثبات کی تلقین فرمائی اس کے بعد افاقہ ہو گیا۔ الخ

انفاس العارفين ص ۲۲

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، جو آپ پر درود بھیجے اور مدح کرے تو بہت خوش ہوتے ہیں۔
فیوض الحرمین ص ۹۷

حضرت والد (یہ بھی) فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا گو یا حاضرین میں سے ہر شخص اپنی فہم و معرفت کے مطابق درود پیش کرتا ہے میں نے بھی اللہم صل علی محمد النبی الامی و علی آلہ واصحابہ وبارک وسلم پیش کیا۔ جب آپ نے اسے سنا تو حضور ﷺ کے چہرہ اقدس پر انتہائی خوشی و مسرت کے آثار ظاہر ہوئے۔
انفاس العارفين ص ۷۷، در الثمین حدیث ۱۴

حضرت والد ماجد فرماتے تھے کہ حضرت حافظ صاحب سے شرطیج کے علم جیسی مصیبت سے نجات کے لئے درخواست کی تو انہوں نے فرمایا تم ہمیشہ آنحضرت ﷺ سے روحانی تربیت حاصل کرنے کے عادی ہو، درود شریف بکثرت پڑھو اور اس درگاہ میں التجا کرو۔ میں نے بکثرت درود شریف پڑھا اور حضور ﷺ سے التجا کی، آخر بڑی کلفت کے بعد اس مصیبت سے نجات ملی۔
انفاس العارفين ص ۱۲۷

درود شریف کے فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا دنیا کی رسوائی سے محفوظ رہتا ہے اور اس کی آبرو میں کمی نہیں ہوتی۔

القول الجلی کی بازیافت ص ۲۳ بحوالہ القول الجلی ص ۲۷۷-۲۷۹

امیر المؤمنین (حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں، جس دعا کے بعد تم درود نہیں پڑھتے وہ زمین و آسمان کے درمیان معلق رہ جاتی ہے۔
(رسالہ در مذہب فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ص ۲۴)

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

اورادِ فتیحہ (جس میں الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ بھی شامل ہے) پڑھنے میں مشغول ہو کہ ایک ہزار چار سو دلی مکالم کے متبرک کلام سے جمع ہوا ہے اور فتح ہر ایک کی ان

لہ اورادِ فتیحہ ص ۲۵ بحوالہ تنبیہ الانام علی جواز الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ مَرْتَبَةً عَلَامَةً حَكِيمَةً شَفَقَاتِ اِحْمَادِ ص ۲۳

میں سے ایک کلمہ میں ہوئی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے پر لازم کر لے اس کی برکت اور صفائی مشاہدہ کرے گا اور ایک ہزار چار سو دلی کی ولایت سے حق پر پائے گا۔

انتباہ مترجم ص ۱۲۳-۱۲۵

اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول اللہ

آپ کا وسیلہ ہی صحیح راستہ ہے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے اپنے راستہ پر سلوک کا طریقہ عطا کیا اور آپ کی روح اس عطا کا سبب ہوئی۔

(فیوض المحرمین ص ۱۲۸-۱۲۹)

وَمُعْتَصِمِ الْمَكْرُوبِ فِي كُلِّ غَمْرَةٍ
وَمُنْتَجِعِ الْغُفْرَانِ مِنْ كُلِّ تَائِبٍ

ترجمہ: اور مجھے تو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ اور کوئی نظر نہیں آتا جس کے دامن رحمت کو کوئی غمزدہ ہر مصیبت کے وقت پکڑ کر پناہ لے سکے اور تائب حصول مغفرت کے لئے جس کی بارگاہ اقدس کا قصد کر سکے۔

قصیدہ اطیب النغم ص ۳۱-۳۲

لے قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا
اللَّهُ تَوَّابًا رَحِيمًا۔ (نساء۔ رکوع ۹۷) ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور جان غمزدوں پر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا، مہربان پائیں۔ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نامیاء کو دعائے حاجت سکھائی، لفظ ہو: ایک شخص جس کی نظر کمزور تھی حضور کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے لئے خیر عافیت کی دعا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو تیرے لئے دعا کو مؤخر کر دوں جو تیرے لئے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو تیرے لئے دعا کروں اس نے عرض کیا دعا فرما دیجئے۔ آپ نے اسے اچھی طرح وضو کرنے اور دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا یہ دعا کرنا:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَالْوَجْهَ الْبَيْضَ مُحَمَّدٍ نَبِيَّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ
إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِقَضِي اللَّهِ فَسَقِّعْهُ فِيَّ۔ (اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مسلمان کیلئے زیارتِ نبوی علیہا الصلوٰۃ والسلام اعلیٰ نعمت ہے

اللہ کا بڑا انعام ہے کہ اس نے مجھ حج بیت اللہ اور زیارتِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی (سۃ ۴۳) توفیق عطا فرمائی اور اس سے اعلیٰ نعمت یہ حاصل ہوئی کہ میرا حج مشاہدہ اور معرفتِ الہی کے ساتھ ہوا، کوئی حجاب اور کسی قسم کی رکاوٹ پیش نہیں آئی اور اسی طرح زیارتِ نبوی زیارتِ مبصرہ ہوئی، اندھوں والی زیارت نہ ہوئی۔ سو یہ زیارتِ شریفہ میرے نزدیک تمام نعمتوں سے قائل ہے۔
فیوض الحرمین مترجم ص ۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) رحمت بھرے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں تاکہ وہ میرے لئے پوری کی جائے اللہ میرے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت قبول فرما) ابواسحاق کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے (سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی الصلوٰۃ الحاجتہ)

شیخ الحدیث علامہ سید احمد سعید کاظمی فرماتے ہیں: یہ سبھی نے بھی اس حدیث کی تصحیح کی اور اپنی روایت میں اتنے الفاظ اور زیادہ بیان کئے و قَامٌ وَقَدْ بَصُرَ۔ یعنی وہ آدمی دعا مانگ کر کھڑا ہوا تو بینا ہو گیا (مقالات کاظمی ص ۲۰۸) جناب علامہ کاظمی ایک موقع پر فرماتے ہیں:

”اقوام عالم کی تہذیب و تمدن اور معاشرے میں اصولی اور بنیادی اختلافات کی سب سے بڑی وجہ توحیدِ باری کے عقیدے میں اختلاف کا پایا جانا ہے۔ بنی نوع انسان کو ایک مرکز پر لانے کا کوئی طریقہ اس سے بہتر نہیں ہو سکتا کہ انہیں معبودِ واحد کی وحدانیت کے اعتقادی مرکز پر جمع کر دیا جائے لیکن فطرتِ انسانی محض عقل کی روشنی میں اس مرکز وحدت تک پہنچنے میں کسی ایسی دلیل کی محتاج تھی جو صحیح معنی میں اسے منزل مقصود تک پہنچا دے اور تمام بنی نوع انسان کیلئے ایسی کامل اور قطعی دلیل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے دوسرے نفلوں میں یوں کہیے کہ رسالت توحید کی دلیل ہے اور اس میں شک نہیں کہ کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دعوٰی ہے اور محمد رسول اللہ اس کی دلیل ہے۔ اور اس دلیل کو دعویٰ سے اتنا قریب ہے کہ دونوں کے درمیان واؤ عاطفہ تک کی گنجائش نہیں معلوم ہوا قریب الہی کا ذریعہ قریب مصطفائی ہے اور توحید کا وسیلہ رسالت ہے۔“

مصطفیٰ برسوں خوش را کہ دیں ہمدوست اگر یہ آؤ ز سیدی تمام بوسہی است (اقبال)
(مقالات کاظمی ص ۲۰۹)

اور میں نے نبی اکرم صلی علیہ وسلم کو آپ کی اصلی صورتِ کریمہ میں بار بار دیکھا۔

فیوض الحرمین مترجم ص ۸۲

روضہ منورہ اور منبر مبارک کے درمیان جنت کے

باغیچوں میں سے ایک باغ ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ

میں آئی ہے۔ اس کا نور تمام نوروں سے فائق ہے۔ جو اس مقام پر

(فیوض الحرمین مترجم ص ۱۳۷-۱۳۸)

نماز پڑھتا ہے وہ دریا ئے نور میں مستغرق ہو جاتا ہے۔

ایک روز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصائب میں جو کہ قبر مبارک اور منبر کے درمیان

ہے۔ چاشت کی نماز پڑھ رہا تھا، لیکر ایک اسرار نے مجھ پر تجلی کی۔

فیوض الحرمین ص ۱۱۷

شیخ حسن عجمی علیہ الرحمۃ شیخ الحدیث،

فصاحت و بلاغت، حفظ اور

مدینہ طیبہ ہماری امیدوں کا مرکز ہے

ہر سال ماہِ رجب میں مدینہ منورہ

انفاس العارفين ص ۲۸۵-۲۸۶

جو درتِ فہم میں جامع فنون علم تھے

کی زیارت کے لئے آتے تھے۔

تَصَوَّرْتُ الدِّيَارَ فَهَامَ قَلْبِي

وَهَيَّجَ ذِكْرُهَا مَنِيَّ بُكَاءِي

ترجمہ: یعنی میں نے اپنے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیار کا تصور کیا اور جب طیبہ، یقیناً

تبا اور اس قسم کے دیگر مقامات کا ذکر آیا تو میرا دل فرطِ عشق سے مضطرب ہو گیا اور ان مقامات کی یاد

نے مجھے رونے پر مجبور کر دیا۔

أَرَى طَيْفًا يُذَكِّرُنِي وَعُصُودًا

بِطَيْبَةِ حَيْثُ مَجْتَمَعُ الرَّجَاءِ

ترجمہ: میں ایسا خیال دیکھتا ہوں کہ مجھے ان احوال کی یاد دلاتا ہے جو مدینہ منورہ میں گزریں

جو ہر قسم کی امیدوں کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔

قصیدہ اطیب النغم ص ۱۸۰-۱۸۱

اہلِ مدینہ کی فضیلت۔ ان سے بغض یا عتِ خسارہ۔

اس بات سے بھی آگاہ کر دینا ضروری ہے کہ جب لوگ مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہیں اور وہاں کے لوگوں کے اعمال اپنے نزدیک بُرے دیکھتے ہیں یا وہ اعمال نفس الامر میں بُرے ہوتے ہیں تو ان سے بغض اور کینہ رکھتے ہیں۔ اس کے بعد جب روضہ اقدس پر حاضر ہوتے ہیں اور اس جانب توجہ کرتے ہیں اور صفائی اور خلوص کا وقت آتا ہے تو اس بغض اور کینہ سے تلخی چمکتی ہے تو ان کا حال مگر ہو جاتا ہے خیر دار! خیر دار!! اس نور انعم صلی علیہ وسلم سے ایسے امور روکتے ہیں۔

فیوض الحرمین ص ۹۳

آپ کے سب کمالات انتہائی درجہ تک پہنچے ہوئے تھے۔ آپ خاتم النبیین قرار پائے اور آپ کو سب انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام (خیر کثیر ص ۱۵۵)

ختم نبوت

پرفیصلت بخشی گئی۔

نبی اکرم صلی علیہ وسلم خاتم النبیین ہو گئے اور آپ کے بعد نبوت ختم ہو گئی۔

فیوض الحرمین ص ۱۶۴

(عقیدہ) حضرت محمد صلی علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا (خاتم النبیین۔ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ) لے

العقيدة الحسنة

اے قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (الاحزاب)

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ" (میں سارے انبیاء سے آخری ہوں) (بخاری کتاب المناقب) اور فرمایا "اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي" میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(مشکوٰۃ، ترمذی، ابوداؤد)

غزالی دورانِ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

"خاتم النبیین کے معنی آخری نبی خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۷)

marfat.com

Marfat.com

اُمّت پر احسان | حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات اس کمترین اُمّت پر بہت ہیں جن میں سب سے بڑا احسان قرآن مجید کی تبلیغ ہے۔
الفوذ الکبیر بار وود

وَ اَوْضَحَ مِنْهَا جِ الْهُدَىٰ لِمَنْ اَهْتَدَىٰ
وَمَنْ يَتَعَلَّمْ عَلَيَّ كَلِّ رَاغِبًا

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے ہدایت کے طلبکاروں کے لئے ہدایت کا راستہ روشن کر دیا اور ہر خیر و برکت کے متلاشی کو شریعت کے علم میں بہرہ ور کرنے کا احسان فرمایا ہے (قصیدہ اظہار النعم ص ۷۸)

شریعت کی خوبیاں

سَمَاعَةُ شُرْعٍ فِي رِزَانَةِ شُرْعَةٍ
وَتَحْقِيقُ حَقِّ فِي اِسَارَةِ حَاجِبٍ

(بقیہ جانیہ صفحہ گزشتہ) کو تعلیم فرمائے۔ دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید کے وہی معنی بیان فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تعلیم فرمائے۔

دنیا میں کوئی شخص ہے جو یہ بات ثابت کر دے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے علاوہ بیان فرمائے ہوں بلکہ اس مضمون کی تمام احادیث میں خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہی وارد ہیں چنانچہ ارشاد فرمایا: انا خاتم النبیین لا نبی بعدی میں خاتم النبیین ہوں یعنی آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔
مخالات کاظمی ج ۱ ص ۲۹۹

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقل فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں بغیر فخر کے کہتا ہوں کہ میں ہی اللہ کا حبیب ہوں اور میں ہی تمام انبیاء کا پیشوا ہوں اور میں ہی سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والا ہوں (مکتوبہ دفتر اول) اے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ نے یہی تو فرمایا کہ

اور تم یہ میرے آقا کی عنایت نہ کی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان کیا!

marfat.com

Marfat.com

تذکرہ جو شریعت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کر تشریف لائے اس میں دو خوبیاں ہیں، وہ سہل اور آسان بھی ہے۔ اس پر عمل کرنا انسان پر شائق اور دشوار نہیں گزرتا اور اس کے ساتھ ساتھ اس میں وقار اور متانت بھی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو یہ شان بھی عطا فرمائی ہے کہ وہ اشارہ ایرو سے حق کو واضح اور آشکارا کر دیتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی برحق ہونے کی براہین قاطعہ ہیں۔
قصیدہ طیب النعمۃ ۹۰-۹۱

دیکھنے سے نماز نہ ٹوٹی، خیال سے کیونکر ٹوٹے گی؟

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس حال میں کہ دو شنبہ (پیر) کے دن مسلمان نماز فجر میں تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کو نماز پڑھا رہے تھے۔ یکایک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کا پردہ اٹھایا اور مسلمانوں کو دیکھا کہ وہ صف باندھے ہوئے نماز میں کھڑے ہیں۔ یہ دیکھ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ پیچھے ہٹ کر صف سے مل جائیں، ان کو یہ خیال ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے تشریف لانا چاہتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مسلمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر اس قدر خوش ہوئے کہ نماز توڑ دینا چاہتے تھے، مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے انہیں اشارہ کیا کہ تم لوگ اپنی نمازیں پوری کرو۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرہ کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ ڈال دیا۔
ازالۃ التحقار اول ۱۹۵

والدین کریمین رضی اللہ عنہما بہترین بندگانِ خدا ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین بہترین بندگانِ خدا ہیں سے ہیں جنہیں رب تعالیٰ نے خواب میں آپ کے وجود و کمال کی بشارت دی۔

تفہیمات جلد ۲ ص ۹۸ بحوالہ مسلک شاہ ولی اللہ

تذکرات مقدسہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، میں بیمار ہوا، رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت کو آئے

اور اپنی چادر سے مجھے اڑھایا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھا کہ مجھے سکون
ہو گیا، آپ نماز پڑھنے مسجد میں تشریف لے گئے نماز سے فارغ ہو کر میرے پاس تشریف
لائے اور چادر کو اتار لیا، اور فرمایا اے علی کھڑے ہو جاؤ، میں کھڑا ہو گیا گویا میں کچھ بیمار ہی نہ تھا۔
ازالۃ الخفا دوم ص ۵۱۴

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قمیص اور آپ کے ناعن اور موئے مبارک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

نے قرآن پاک میں فرمایا: اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا فَالْقُوهُ عَلٰی وَجْهِ اَبِي يٰٓاَتِ بَصِيْرًا (البيقرہ)
میرا یہ کرتا لے جاؤ، اسے میرے باپ کے منہ پر ڈال دو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ یہ کرتا مبارک حضرت یوسف علیہ السلام
نے حضرت یعقوب علیہ السلام کیلئے بھیجا تھا جب انہوں نے آنکھوں سے لگایا تو آنکھوں کی مینائی لوٹ آئی۔ سبحان اللہ
مسلم تشریف میں روایت ہے حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے کہ انہوں نے ایک طبالیسی کو روایہ
جبر نکالا جس کا گریبان ششم کا تھا اور اس کے دونوں دامن ریشم سے سلے ہوئے تھے اور یوں یہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جبر ہے یہ جناب عائشہ کے پاس تھا جب وہ وفات پا گئیں تو میں نے لے لیا یہی صلی اللہ علیہ وسلم
اسے پہنا کرتے تھے اب ہم اسے بیماروں کیلئے دھوتے ہیں اور اس سے شفا حاصل کرتے ہیں (مشکوٰۃ کتاب اللباس مسلم)
مشوٰئے غیر مقلدین محمد بن عبد الوہاب نجدی نے بحوالہ صحیحین بروایت ہسپل بن سعد رضی اللہ عنہما فتح خبیر کے
کے بارے میں حدیث درج فرمائی۔ ایک حشرہ ملاحظہ ہو: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علی بن ابی طالب
کہاں ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ ان کی آنکھ دودھ کی ہے صحابہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں لعابِ دہن ڈالا اور دعا فرمائی چنانچہ حضرت علی اسی وقت تندرست
ہو گئے جیسے ان کو کوئی دودھ پیتا تھا۔ (ہدایۃ المستفید لاول ص ۳۳)

مصنف کتب التوحید نے یہ بھی کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں لعابِ
دہن ڈالنا بھی ایک علامتِ نبوت ہے۔ (ہدایۃ المستفید ص ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱)

حضرت مجدد القاتل ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "حضرت صحابہ رضی اللہ عنہم) کمالِ اعتقاد و اخلاص سے
آنسرور علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لعل مبارک کو زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے بلکہ اسے آبِ حیات
کی طرح اٹھاتے تھے اور حضور علیہ السلام کے قصہ کرانے کے بعد آپ کے خون مبارک کو کمالِ اخلاص سے نوش
کرنے کا قصہ مشہور و معروف ہے۔" (دفتر دوم، مکتوب ص ۳۶)

کچپاس تھے۔ انہوں نے بوقت انتقال وصیت فرمائی کہ اس قسمیں کا مجھے کفن دینا اور تاحن اور موٹے مبارک میری آنکھوں میں اور منہ اور نعتوں میں رکھ دینا۔

ازانہ الخفا۔ اول ص ۲۹۲-۳۴۵

حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ بیمار ہوئے۔ خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، عیادت فرمائی، صحت کی بشارت دی اور دو موٹے مبارک عطا فرمائے جو بیداری میں بھی ان کے پاس رہے (مختصراً) انفاس العارفين ص ۲۴، در الثمین حدیث ۱۵

حضرت شاہ عبدالرحیم فرماتے تھے کہ ان موٹے مبارک کے خواص میں سے ایک یہ بھی کہ وہ پہلے آپس میں گتھے ہوتے تھے جب درود شریف پڑھا جاتا تو الگ الگ ہو کر کھڑے ہو جاتے۔

دوسرے یہ کہ ایک دفعہ (موٹے مبارک کی حقیقت اور عظمت کے) منکرین میں سے تین نے امتحان کرنا چاہا۔ میں اس بے ادبی کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ جب مناظرہ نے طول پکڑا تو ہم موٹے مبارک دھوپ میں لے گئے اسی وقت بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا حالانکہ دھوپ تیز تھی اور بادل کا موسم بھی قطعا نہیں تھا۔ ان میں سے ایک شخص نے توبہ کی۔ دوسرے نے کہا یہ اتفاقیہ قطعہ ہے دوسری مرتبہ پھر دھوپ میں نکالا اور دوبارہ بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا، دوسرے نے بھی توبہ کر لی تیسرے نے کہا یہ بھی اتفاقیہ بات ہے۔ تیسری مرتبہ پھر دھوپ میں لے گئے، تیسری مرتبہ بھی بادل کا ٹکڑا ظاہر ہو گیا اور تیسرے نے بھی توبہ کر لی۔

۱۔ محقق دوران پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقل فرماتے ہیں: "مستور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منی میں سر مبارک حلق کر لیا۔ نصف موٹے مبارک حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے اور نصف انداج مطہرات اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرما دیے۔ ہر ایک کو ایک ایک یا دو دو ملے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پیشانی مبارک کے بال طلب فرمائے، عطا کئے گئے۔ یہ موٹے مبارک انہوں نے برکت کے لئے ٹوپی میں رکھ لیے اور ان کی برکت سے ہرمم میں فتح و نصرت نے ان کے قدم چومے۔" (نسبتوں کی بیاریں بحوالہ حجرہ اللہ علی العالمین ص ۲۸۶)

انہیں سے منقول ہے: "حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک شخص سر مبارک کے بال اتار رہا تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گھیر اڑے بیٹھے تھے نہیں چاہتے تھے کہ کوئی بال ان کے ہاتھ میں آنے کی بجائے زمین پر گرے۔" (نسبتوں کی بیاریں بحوالہ مسلم شریف جلد ۲ ص ۲۵۶)

تیسرے ایک خصوصیت یہ تھی کہ ایک مرتبہ زیارت کیلئے پاسر لایا، بہت بڑا مجمع تھا۔ ہر چند میں قفل میں چابی لگانا تھا مگر وہ نہیں کھلتا تھا، کوشش کرتا تھا مگر کامیاب نہ ہوتا تھا۔ میں اپنے دل کی طرف متوجہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ فلاں شخص مجھ ہی ہے اس کی جنابت کی نحوست سے کامیاب نہیں ہو رہے ہیں نے عیب پوشی کرتے ہوئے تمام کو نیا غسل کرنے کے لئے کہا۔ مجھ ہی اس مجمع سے نکل گیا، اس کے بعد قفل آسانی سے کھل گیا تو ہم نے زیارت کی۔

حضرت والد ماجد آخری عمر میں تبرکات تقسیم فرماتے تھے، ان دو ڈبالوں میں سے ایک مجھے (ولی اللہ کو) عنایت فرمایا۔ الحمد للہ رب العالمین۔ انفاس العارفين ص ۴۲-۴۵ اور بارہ ربيع الاول کو میں نے دستورِ قدیم کے مطابق قرآن پاک کی تلاوت کی اور آنحضرت ﷺ کی نیات کے طور پر کچھ تقسیم کیا اور آپ کے موٹے مبارک کی زیارت کرائی۔
القول الجلی کی بازیافت ص ۳۰-۵۸ بحوالہ القول الجلی ص ۴۲-۴۳

عبدالنبی اور عبد الرسول نام۔ کوئی اعتراض نہیں

شیخ احمد قاشی، محمد بن یونس القشاشی المعروف بعبد النبی ابن شیخ احمد الدجانی کے فرزند تھے۔ اور شیخ یونس کو عبد النبی اس لیے کہتے تھے کہ وہ لوگوں کو اجرت دے کر مسجد میں بٹھاتے تاکہ وہ نبی ﷺ پر دود پڑھیں۔ (انفاس العارفين ص ۲۷۵)

اے قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:-

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِذَا كُنْتُمْ عِبَادِكُمْ كَمَا كُنْتُمْ عِبَادَ اللَّهِ لَئِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (التورہ - ۳۲)

اور نکاح کرو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا۔ علماء کے نزدیک عبادکم میں کم کی ضمیر غیر اللہ کے لیے ہے جنہیں غلاموں اور کنیزوں کے نکاح کا حکم دیا جا رہا ہے۔ قرآن کریم کے عبادکم کے مطابق غیر اللہ کی طرف اس عبیدت کی نسبت حرام نہیں بلکہ جائز و باہوا ہے۔ اور جب عبادکم کہنا جائز ہے جس کے جوڑ میں شک ہی نہیں کہ یہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے تو عبد النبی اور عبد الرسول کہنا کیوں شرک اور ناجائز ہو گیا۔ بلکہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:-

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصل بحق ہیں (اس لیے) عباد اللہ کو عباد الرسول (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت والد صاحب فرماتے تھے میں خلیفہ ابو القاسم اکبر آبادی کے ہاں گیا اور حکم کی تعمیل میں ایک چارپائی پر بیٹ گیا لیکن نیند نہ آئی۔ عبد الرسول نامی ایک شخص آیا۔ فرمایا تم وقت پر سنبھو۔ وہ ان کے حکم کا انتظار کرنے لگا۔ فرمایا میرا مقصد یہ ہے کہ اس کی چارپائی پر بیٹھ کر اس کے پاؤں دباؤ کیونکہ وہ لمبے سفر سے آیا ہے۔ وہ اس قسم کی مہربانیاں فرماتے تھے۔

انفاس العارفين ص ۵۱

والد ماجد فرماتے تھے سید عبد الرسول جو خلیفہ ابو القاسم اکبر آبادی کے مخلصین میں سے تھا کی ایک بچی تھی۔ اس کی شادی کے لئے مجبور ہو کر اس نے اغنیاء سے مدد لینی چاہی۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر وہی جانے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت دے دی اور فرمایا کہ سب سے پہلے فلاں شخص سے ملو اور میرا نام لینا۔ اس کے بعد جہاں تمہارا جی چاہے جاؤ۔ وہ سب سے پہلے میرے پاس آیا۔ الخ

انفاس العارفين ص ۵۳

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے برسر منبر خطبہ میں فرمایا :-

فَدَكُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ عَبْدًا وَخَادِمًا.

میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھا پس میں آپ کا بندہ اور خادم تھا۔ (ازالۃ الخفا بحوالہ جواد الحق اول ص ۲۴۹)

(لقیہ جاشید گذشتہ سے پیوستہ) کہہ سکتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ سَرَفُوا عَلَىٰ انْفُسِهِمْ فِي مَرْجِعِهِمْ مَتَّكَلُمًا نَحْنُ نَحْنُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ۔ اس پر مولانا اشرف علی نے کہا کہ قرینہ بھی انہی معنی کا ہے کہ آگے فرماتا ہے: "لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَتِي اللَّهُ" اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا، فرماتا "مِن رَّحْمَتِي" تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی۔ (ابداد المشتاق ص ۹۳)

اب غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ غیر اللہ کی طرف کسی کی عبدیت منسوب کرنا حرام ہے (ہدایتہ المستفید دوم) ۱۳۹ خلاف کتاب و سنت ہے۔ ان کا یہ فتویٰ گویا اللہ تعالیٰ کے فرمان کے خلاف ہے (معاذ اللہ)۔ "عبادی" اور "عبادکم" کے الفاظ قرآن پاک سے نقل کر دیے گئے ہیں۔ جن لوگوں کو رب تعالیٰ کے قرآن پر بھی نقیض نہیں وہ اپنے اسلام و ایمان کا دعویٰ کیونکر کر سکتے ہیں۔ — بہر حال شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کتاب و سنت کے عالم میں اسی لیے تو عبد الرسول یا عبد اللہ پر اعتراض نہیں کرتے بلکہ اس پر اسے نام کو اپنے بیانات کی زینت بناتے ہیں، اور اپنی قوم کی رہنمائی فرماتے ہیں کہ نام پاک درست ہی ہے۔ جس کو بغض رسول لے دھا نہیں کر دیا اس کے لیے ہم ہدایت کی دعا کرتے ہیں۔

گستاخ رسول کی سزا قتل ہے

ایک یہودی عورت حضور نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتی

تھی اور آپ کے خلاف بکتی تھی۔ ایک آدمی نے اس کا گلا دبا دیا اور وہ مر گئی۔ حضور
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خون کو باطل کر دیا (یعنی قصاص کا حق باطل ہو گیا)
حجۃ اللہ بالقرنہ ۸۸۲-۸۸۳

ابو بزرہ اسلمی سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سختی
سے پیش آیا۔ ابو بزرہ نے کہا کیا میں اس کی گردن مار دوں، آپ نے کہا نہیں نہیں، ایسا مت
کرنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد (علاوہ) کسی کو یہ مرتبہ حاصل نہیں (کہ اس کے پیچھے کسی کی گردن
ای جائے) امام احمد اور ابو یعلیٰ نے اسے بطریق متعدّدہ روایت کیا۔

ازالۃ النفاق دوم ص ۵۳

دشمنانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سروں میں خاک محبوبِ خدا دشمنوں کو نظر نہیں آتے

ابن اسحاق نے ہجرت اور کفارِ قریش کے مشورے کے بیان میں لکھا ہے کہ حضرت جبریل
علیہ السلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا آج رات اپنے فرش پر نہ سونا جب
تاریکی پھیل گئی کفار انتظار کرنے لگے کہ جب آپ سو جائیں آپ پر حملہ کر دیں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے یہ حال دیکھا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، تم میری حضری سبز چادر اور ڈھک کر میرے فرش (بستر)
پر سو رہو تمہیں کفار کی طرف سے کوئی گزند نہ پہنچے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے اسی چادر کو اوڑھ کر
سو یا کرتے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کے پاس سے نکلے اور اپنے دست مبارک
میں ایک مٹھی خاک لے کر ان کے سروں پر چھوڑتے اور لیس۔ وَالْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ یُرْمَتِ عَلَیْهِ
گئے جِبِّ فَاغْشٰیْنٰھُمْ فَمَّا لَا یُبْصِرُوْنَ تک پہنچے سب کے سروں پر مٹی ڈال چکے تھے۔ کوئی

ایسا باتی نہیں تھا جس کے سر پر مٹی بٹائی ہو، پھر جس طرف آپ کا جی چاہا، چلے گئے۔
 ایک شخص نے اگر ان کفار سے جو منظر کھڑے تھے، کہا تم یہاں کس بات کا انتظار
 کر رہے ہو۔ انہوں نے جواب دیا، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کرتے ہیں۔ اس نے کہا، خدا
 نے تمہیں ناامید کر دیا۔ بخدا وہ تمہارے پاس آئے اور تم میں سے ہر ایک کے سر پر مٹی ڈال کر
 چلتے ہوئے تمہیں اپنی حالت کی کچھ خبر نہیں۔ سب لوگوں نے اپنے سروں پر ہاتھ رکھا۔ سب
 کے سروں پر مٹی موجود تھی۔

پھر وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھانکنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
 چادر مبارک اوڑھے دیکھ کر کہنے لگے بخدا یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو رہے ہیں اور ان کے اوپر ان کی چادر موجود
 ہے۔ رات بھر اسی سوچ میں رہے۔ صبح کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس وقت انہوں
 (کفار) نے کہا، خدا کی قسم رات کو جس نے بیان کیا وہ سچ کہتا تھا۔

ازالۃ الخفا دوم۔ ص ۲۹۰-۲۹۱

امام ابو حنیفہ روایت حماد روایت کرتے ہیں کہ انہیں خبر دی اس
 شخص نے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت صدیق اکبر اور
 حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہما) کا روضہ دیکھا کہ وہ اُدھنے تھے اور ان کے جانوں طرف سفید پتھروں
 کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے۔

ازالۃ الخفا دوم۔ ص ۱۸۱

باب پنجم

مقامات خلفائے راشدین

اہل بیت اطہار

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

نے بعد فتح مکہ کے قتال و جہاد اور انفاق مال کی بارہ فضیلت میں ان کے برابر نہیں ہو سکتے جنہوں نے قبل فتح مکہ کے قتال و جہاد اور انفاق مال کیا۔ کلبی نے بروایت محمد بن فضل بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ ————— قبل از ہجرت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قتال و جہاد کرنا بھی بروایت کثیرہ ثابت ہے۔ ازالۃ الخفاء اول ص ۵۷

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت میں صحابہ کے درمیان فضیلت دیا کرتے تھے۔ ہم پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو، ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اور ان کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو افضل امت کہتے تھے۔ (بخاری اس کے راوی ہیں)

خلافت کے وقت مشورہ کرتے وقت صحابہ رضی اللہ عنہم نے استخلاف کا مدار افضلیت پر رکھا اور لفظ "احق بهذا الامر" کہا تھا۔ اور جن لوگوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بنائے جانے میں بحث و تمحیص سے کام لیا تھا، ان کو جب اپنی رائے کی غلطی معلوم ہو گئی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے قائل ہو گئے اور یہ اسی اصل پر مبنی ہے کہ خلافتِ خاتمہ افضلیت کے ساتھ ساتھ ہے۔ خلفائے اربعہ کی افضلیت بترتیب خلافت بہت سی دلیلوں سے ثابت ہے۔

ازالۃ الخفاء اول ص ۵۶

مسئلہ افضلیتِ شیخین (حضرات ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما) ملت اسلامیہ میں قطعی اور یقینی ہے۔ ————— بترتیب خلافتِ ثلاثہ (حضرت ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی رضی اللہ عنہم) کی افضلیت پر اجماع امت ہے۔ (ازالۃ الخفاء اول ص ۵۷-۵۹)

۱۰ حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے پہلے افضلیت بترتیب خلافت کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے اس کے بعد کہتے ہیں "جو شخص سب کو برابر جانے اور ایک کو دوسرے پر فضیلت دینا فضول سمجھے وہ یو الفضول اور احمق ہے۔ وہ کیسا یو الفضول ہے جو اہل حق کے اجماع کو فضول جانتا ہے"

(دفتر اول بکتوب ۲۶۶)

(عقیدہ) حضرت ابو بکر صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام مطلق اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ برحق ہیں، پھر عمر فاروق اعظم پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہم۔

العقیدۃ الحسنہ

شیخین کی افضلیت کا بیان جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بتواتر ثابت ہے مرفوعاً بھی موقوفاً بھی اگرچہ یہ مسئلہ (افضلیتِ شیخین) تمام اہل حق کا مذہب ہے مگر صحابہ میں کسی نے اس مسئلہ کو حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کی طرح پوری تصریح اور مضبوطی کے ساتھ بیان نہیں کیا۔ چنانچہ اس مسئلہ میں ان کی مرفوع حدیث یہ ہے کہ ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) پیرانِ جنت کے سردار ہیں۔ یہ حدیث متعدد سندوں کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ چنانچہ شعبی نے حارث سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے جس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے سوا باقی تمام پیرانِ اہل جنت کے اگلے اور پچھلے سب کے سردار ہیں۔ اے علی تم ان دونوں کو اس کی خبر نہ دینا۔ (ازالۃ الخفاؤ اول ص ۱۵۳)

شیخین کی فضیلت پر ائمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم کی گواہی

امام محمد نے ابن ابی حفصہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے محمد بن علی باقر اور جعفر بن محمد صادق رضی اللہ عنہما سے حضرت ابو بکر و حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) کی بابت پوچھا تو انہوں نے کہا وہ دونوں امام عادل تھے۔ ہم ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے دشمن سے بیزار ہیں۔ اس کے بعد جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے سالم کیا کوئی شخص اپنے نانا کو برا کہے گا۔ ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) میرے نانا ہیں۔ مجھے میرے جد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو اگر میں ان سے محبت نہ رکھتا ہوں اور ان کے دشمن سے بیزار نہ ہوں۔

اور ابو جعفر باقر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا، جس نے حضرت ابو بکر

حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کو نہ جانا وہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جاہل رہا۔
 — اُن سے پوچھا گیا جو لوگ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو برا کہتے ہیں، وہ کیسے ہیں؟ انہوں
 نے فرمایا وہ بے دین ہے۔ — حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا بغض علامتِ نفاق
 ہے اور انصار کا بغض دلیلِ نفاق ہے۔
 ازالۃ الخفاً اول ص ۲۳۶

خلافت راشدہ بترتیب صحیح واقع ہوئی۔ عقلی دلیل

ہم یقیناً جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خلیفہ مقرر کیا اور وہ حضرت صدیق اکبر
 'رضی اللہ عنہ' تھے ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور
 اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ تو بتواتر معلوم ہے کہ حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان
 غنی (رضی اللہ عنہم) بادشاہانِ روئے زمین تھے اور فرمانروائی کرتے تھے اور تمام لوگ حق رعیت بجا
 لاتے تھے اور خلیفہ رسول اللہ یا امیر المؤمنین کہہ کر پکارتے تھے اور موافق و مخالف سب جانتے
 ہیں تو اب بلا اختلاف خلافت کا ایک جزو اور وہ فرمانروائی ہے انہیں کیلئے ثابت ہوا نہ کہ
 غیر کے لئے۔

اب سنی تشیع کی گنگو اس میں ہے کہ یہ لوگ اپنی فرمانروائی میں مطیع تھے یا عاصی اور شارع نے
 ان کی خلافت منصوص کی یا کسی کی خلافت منصوص ہی نہیں کی۔ پس اب ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر ان کی
 خلافت پر نص تھی اور اسی کے موافق وہ خلیفہ ہوئے تو فیہا ورنہ اگر شارع علیہ السلام نے نص غیر کی
 خلافت پر کی نہ کہ ان کی خلافت پر تو بہت سی قباحتیں لازم آتی ہیں جن کا شارع علیہ السلام کی جانب
 سے واقع ہونا ممکن نہیں۔

اول: کلام الہی اور کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تلخیص (عیب پوشی) لازم آتی ہے۔
 دوم: ان تمام متواتر حدیثوں کا موضوع ہونا لازم آتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
 روایت کی گئی ہیں۔

سوم: امتِ مرحومہ کا گمراہی پر جمع ہونا۔

چارم: احکام شرعیہ کا سا قضا الاعتبار ہونا اور کسی پر حجت قائم نہ ہو سکتا۔
پنجم: مخالفت حکم عقل شرعی۔

ششم: مقصود شارع (علیہ السلام) میں تناقض کا پایا جانا۔

در صورت خلفاء کے عاصی ہونے کے کلام الہی میں تلمیس (عیب پوشی) اس طرح لازم آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیعت رضوان اور ہاجرین اولین و انصار رضی اللہ عنہم کی اپنے کلام ایک میں مدح فرمائی ہے اور انہیں جنت کی خوشخبری دی ہے چنانچہ اہل بیعت رضوان کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَنَا لَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۝ وَمَغَارِمٌ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ (سورۃ فتح، پ ۲۶)

شیخین بھی منجملہ اہل بیعت رضوان سے ہیں۔ اب اگر وہ غاصب و جابر تھے تو اللہ

تعالیٰ نے اس کا اظہار کیوں نہیں کیا۔ بلکہ بجائے اس کے ان کی مدح کی جو تلمیس عظیم ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک تلمیس سے پاک و بے عیب ہے۔ یہ تو شیخین کا حال تھا۔ اب سب باقی صحابہ رضی اللہ عنہم سو وہ بھی کدو حال سے خالی نہیں، یا انہوں نے شیخین کی اعانت کی یا سکوت کیا۔ اگر اعانت کی تو نعوذ باللہ لازم آئے گا کہ وہ سب ہی ظالم و فاسق تھے کیونکہ ظالم کی اعانت بھی ظلم ہے۔ قیامت کے دن اللہ ظالمین اور ان کے معاونین کے حق میں فرمائے گا: اَحْسِرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَاَزْوَاجَهُمْ۔ (ترجمہ) جمع کرو گز گاروں کو اور ان کے جڑوں کو۔ (صفت پ ۲۳)

اور اگر سکوت کیا تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں، بلا کسی خوف کے سکوت کیا یا بوجہ خوف کے۔ صورت اول میں نعوذ باللہ سب کا عاصی ہونا لازم آتا ہے اور صورت دوم کی دو صورتیں ہیں، اگر بوجہ خوف سب نے سکوت کیا یہ ناممکن ہے کیونکہ اگر تمام صحابہ یا اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کمر ہمت باندھتے تو ممکن نہ تھا کہ شیخین کی خلافت قائم ہو سکتی اور اگر بوجہ خوف اکثر خاموش نہیں بلکہ بعض تھے تو بھی اکثر عاصی ہوتے بوجہ ڈرائے جانے کے (کہ وہ اقل ڈرائے گئے اور یہ اکثر خاموش رہے) اور یہ تو ظاہر ہے کہ شیخین کی خلافت کے معاونین و انصار یہی ہاجرین و انصار تھے تو اب واضح ہے کہ آیت

ظہوان میں بشارت بصیور جمع ہزل اور غوہوں جو کلام الہی میں ممکن نہیں۔ اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وبارہ خلفائے غاصب و جابر ہوتے تو ان کے حق میں آیات مدح و آیات بشارتِ جنت کبھی نازل نہ ہوتیں۔ حالانکہ بہت سی آیات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مدح میں نازل ہوئی ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ ان کی خلافت خلافتِ راشدہ تھی۔ وجر لزوم تلبیس ہے کہ ایسے شخص کی مدح و ثنا کرنا جو میدار فساد عالم ہو، تلبیس و عیب پوشی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی ذات تلبیس سے پاک ہے۔ مرتکب کبیرہ جو بغیر توبہ کے مر جائے کی بشارت اشاعرہ کے نزدیک قلیل الوقوع ہے اور معتزلہ کے نزدیک ناممکن۔ بہر تقدیر کسی کا ذکر کرنے اور پھر اس کا ظاہر حال بیان نہ کرنے میں تلبیس عظیم ہے۔ مثلاً اگر شاعر بنی اسرائیل کا کوئی قصہ بیان کرے اور اس پر انکار نہ کرے تو یہ جو ان کی دلیل ہے ورنہ تلبیس لازم آئے گی۔ تو اب کسی ایسے شخص کی مدح و تعریف کرنے کا کیا حکم ہے جس سے آخر عمر میں کارہائے مشنیوہ ظہور میں آئیں۔ سبحانک ہذا بہتان عظیم۔

پس لازم باطل ہے (یعنی کلام الہی میں تلبیس لازم نہیں آتی) کیونکہ مفسرین میں سے جم غفیر نے بہت سی آیات کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ وہ حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ اور مفسرین کی یہ روایتیں کثیر طرق سے ثابت ہیں اور جو امر مشترک کہ ان کی مجموعی حیثیت سے ثابت ہوتا ہے، یقینی ہے۔ پھر جو آیات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں وارد ہوئی ہیں، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا ان میں شامل ہونا یقینی ہے اور بعض آیات ایسی بھی ہیں جو روایات سلف کے علاوہ بھی اس امر پر بہت قرائن رکھتی ہیں کہ ان کا سبب نزول حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) تھے (یہاں اکثر آیات بیان فرمائیں)۔

در صورتِ شخصین بلکہ خلفائے ثلاثہ کے غاصب ہونے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں تلبیس اس طرح لازم آئے گی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بزرگواروں کو بہت سی حدیثوں میں جنت کی بشارت دی ہے۔ یہ تمام حدیثیں جماعت کثیرہ سے روایت کی گئی ہیں اور تمام کی تمام بطریق امرِ مشترک بشارتِ جنت پر دلالت کرتی ہیں لہذا جنت کی بشارت ان کے حق میں بالقطع ثابت ہوئی۔ اگر وہ غاصب و جابر ہوتے تو ہرگز بشارتِ جنت کے مستحق نہیں ہو سکتے تھے ورنہ تلبیس

لازم آئے گی۔

اورد کذب و متواترات اس طرح لازم آئے گا کہ حضور رحمة للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی احادیث میں خلفائے ثلاثہ کی خلافت کا ذکر فرمایا ہے۔ بعض میں اشارۃً بعض میں صریحاً بعض میں مجہلاً بعض میں تفصیلاً۔ پس ان احادیث میں سے اگرچہ ہر ایک حدیث خبر واحد ہے مگر جب ان کو جمع کیا جائے تو وہ غیر محصور اور متفق المعنی ہیں۔ تفصیل ان احادیث کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، نہیں معلوم میں کب تک تمہارے درمیان زندہ رہوں گا تم میرے بعد ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کی اقتدا کرنا مطلب یہ تھا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما میرے قائم مقام ہوں گے لہذا تم ان کی اقتدا کرنا کیونکہ صلہ موصول کا مخصص ہوا کرتا ہے اور اقتدا کرنے سے امور خلافت میں اقتدا کرنا مراد تھا نہ کہ فتویٰ و تعلیم میں اقتدا کرنا، کیونکہ اقتدا کو ایسے لفظ سے جو مشعر خلافت ہو بیان کرنا بتاتا ہے کہ اقتدا سے اقتدائے رعیت بخلیفہ مراد ہے کیونکہ اسی حدیث میں تعلیم قرآن وغیرہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور لوگوں کے حوالہ کیا تھا۔ پس اس سے بھی معلوم ہوا کہ انقیاد یا مور خلافت مراد ہے اور یہی معنی تشریح استخلاف کے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے الوداعی خطبہ میں جو آپ کا آخری خطبہ تھا فرمایا

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ مِنْ بَعْدِي وَعُضُوا

عليها بالتواجد۔ (ترجمہ) تم میری سنت کو اور خلفائے راشدین کی سنت کو جو میرے بعد

ہوں گے اس طرح لازم پکڑو جس طرح کوئی دانتوں سے کسی چیز کو مضبوط پکڑ لیتا ہے۔

بہت سی احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بیان فرمایا کہ آپ کی وفات کے بعد خلافت خلافت نبوت و رحمت ہوگی پھر کاٹنے والی بادشاہت ہو جائے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہی خلفائے اربعہ کی خلافت قائم ہوئی۔ لہذا ان کی خلافت خلافت نبوت و رحمت تھی۔ اگر خلفائے راشدین کی سیرت انبیاء علیہم السلام کی سیرت سے مشابہ نہ ہوتی تو ان کی خلافت خلافت نبوت و رحمت کیونکر ہو سکتی تھی۔

بہت سی احادیث مستفیضہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ خلافت ہمیشہ

سال تک رہے گی۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا نے اس کی تفسیر خلفائے راشدین سے کی ہے اور عقل بھی اس کی شہادت دیتی ہے کیونکہ مطلق ریاست و امامت اسلامیہ کی مدت میں سال نہیں بلکہ زیادہ ہے۔ پس خلفائے راشدین کی خلافت خلافت راشدہ تھی۔

اسی لئے ان کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدح فرمائی ہے اور خلافتِ غصبیہ کسی طرح لائق مدح نہیں ہو سکتی۔

اپنے آخر مرض و وفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو امام نماز بنایا اور دوسرے کی امامت سے راضی نہ ہوئے اور یہ دلیل اختلاف ہے عقلاً و نقلاً۔

عقلاً اس لئے کہ عرف عام ہے کہ بوقت وفات بادشاہ کا کسی کو تخت پر بٹھانا اختلاف کی دلیل ہے۔ اور لوگ سلطنت کسی کو دینا حاکم بنانے کی اور دواتِ قلم دینا منصب و وزارت کی دلیل ہے۔ امامت نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

منصب تھا اور بہترین امور دین و دنیا سے تھا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت نماز تفویض کرنا آپ کے قائم مقامی کی دلیل ہے۔ اور نقلاً اس لئے کہ بوقت

عقدِ خلافت حضرت عمر فاروق، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابو عبیدہ، حضرت ابن مسعود وغیرہ کبرائے امت نے تفویض نماز سے تفویضِ خلافت پر تمسک کیا اور حاضرین میں سے کسی نے اس پر رد و انکار نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ سب نے اس استدلال کو صواب جان لیا۔ اگر آج اس

استدلال میں خفا و پوشیدگی پیدا ہوئی ہو تو ہو جائے۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے زمانہ میں اس استدلال میں کوئی خفا و پوشیدگی نہ تھی۔ ایک سائل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا اس میں اس امر کی تصریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

بعد امر خلافت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف راجع ہو گا کیونکہ بیت المال میں تصرف کرنا اور وعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایفا کرنا خلیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تھا۔ بنی مطلق

سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آپ کے بعد وہ مالِ زکوٰۃ حضرت صدیق کے تفویض کیا کریں، ان کے بعد حضرت عمر فاروق اور ان کے بعد حضرت عثمان غنی کے تفویض کیا کریں۔ پھر

حضرت عثمان غنی کے بعد آپ نے کسی کا نام نہیں لیا (رضی اللہ عنہم) اور نظام ہرے کے مالِ زکوٰۃ کا وصول کرنا لوازمِ خلافت سے ہے، اور تفویضِ خلافت کا حکم دینا امورِ خلافت میں مفوض الیہ کے مطیع و منقاد ہونے کا حکم ہے۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا، پھر یکے بعد دیگرے علی الترتیب حضرت صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہم) کو خطبہ دینے کا حکم دیا، یہی خلافت کی دلیل ہے۔

بہت سی احادیث مستفیضہ میں فرمایا: خیر القرون قرنی ثمر الذین یلونہم ثمر الذین یلونہم ثمر لظہر الکذب۔ کہ بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر میرے اصحاب کا پھر تابعین کا پھر اس کے بعد تو کذب اور جھوٹ پھیل جائے گا۔ پس اگر حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہم) غاصب و جابر تھے اور اکثر لوگوں نے ان کی اعانت و مدد کی تو لازم آتا ہے کہ ان کا زمانہ بدترین زمانہ تھا (معاذ اللہ) حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے ثابت ہوا ہے کہ ان کا زمانہ بہترین زمانہ تھا۔

اور امتِ مروجہ کا گمراہی پر ہونا اور صورتِ خلفائے ثلاثہ کے غاصب ہونے کے اس طرح لازم آتا ہے کہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت پر اجماع منعقد ہوا۔ جمیع مسلمین امیر المؤمنین اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب سے پکارتے رہے۔ سب نے ان سے بیعت کی اور حق رعیت بجالائے۔ اگر وہ احق بالخلافت تھے تو مقصود ورنہ تمام لوگوں کا عامی وصال ہونا لازم آتا ہے اور یہ باطل ہے کیونکہ امتِ محمدیہ (علیٰ ما جہا الصلوٰۃ والسلام) کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ الآیۃ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَيْرَ الْقُرُونِ قَرْنِي ثَمَرُ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ۔ الحدیث۔ اور فرمایا ہے، لا تجتمع امتی علی الضلالة کہ میری امت گمراہی پر مجتمع نہیں ہوگی۔

خلافتِ خاصہ کے ضمن میں کل اہل اسلام کے دو قول ہیں۔ وہ یہ کہ خلیفہ خاص حضرت صدیق رضی اللہ عنہ تھے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ امر حق ان دونوں قولوں سے باہر نہیں۔ مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے منازعت نہیں کی۔ اور یہ دو حال سے خالی نہیں یا تو آپ

نے بوجہ کسی خوف و ڈر کے منازعت نہیں کی اور یا بلا خوف و ڈر منازعت نہیں کی۔
 صورت اول باطل ہے اس لئے کہ حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی وفات کے بعد اس دہرہ عاجز نہ تھے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے مقابلہ نہ کر سکتے، کیونکہ اول
 تو آپ خود شجاع اور نبی ماثم آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت ابوسفیان رئیس نبی عبد شمس آپ
 سے موافق تھے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت فاطمہ زہرا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی صاحبزادی آپ کے نکاح میں تھیں۔ یہ تمام قبول ریاست کے سامان تھے۔

اور اگر بلا وہ خوف و ڈر منازعت ترک کی تو لازم آئے گا کہ مرتکب معصیت ہوئے کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی خلاف ورزی کی اور حق امت میں خیانت کی اور عاصی و عائن
 امام و خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم بالصواب والملتزم مثلاً

اور اگر شیعہ کہیں کہ حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) سے ستر ہزار عربوں نے بیعت کی تھی
 اور عربوں کی عادت ہے کہ وہ بیعت کر کے بیعت سے پھرتے نہیں تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ حضرت
 علی مرتضیٰ (کرم اللہ وجہہ) کے عہد خلافت میں بھی ستر ہزار عربوں نے آپ سے بیعت کی تھی اور
 پھر وہ بیعت سے پھر گئے۔ پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت ستر ہزار عربوں نے دفعہ نہیں کی
 تھی بلکہ اولاً چند لوگوں نے آپ سے بیعت کی تھی لہذا لازم آتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ)
 قبل بیعت و بعد بیعت بوجہ ترک منازعت مرتکب معصیت ہوئے۔ اور اگر شیعہ یہ کہیں کہ حضرت
 علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتم میں مشغول تھے تو بھی لازم آئے گا کہ مصلحتاً ترک
 کرنے کی وجہ سے مرتکب معصیت ہوئے اور یہ ایک ایسے کام کے چھپے پڑے جس کا نتیجہ مرتب
 نہیں ہوا۔

دوسرے نکتوں میں (ہم یوں کہتے ہیں کہ) امت اس بات پر متفق ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان دو شخصوں (ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما) میں سے ایک خلیفہ برحق تھے پس ہم کہتے
 ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق نہ تھے کیونکہ تنواتر ثابت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے عہد خلافت
 میں بارہا علی رؤس الاشہاد بیان کیا ہے کہ افضل امت حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) تھے۔ ان کے بعد

حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہما) آپ کا یہ بیان کرنا دو حال سے خالی نہیں، یا تو آپ کا بیان مافی الضمیر سے موافق تھا وہوالمحقق بہ ویشیت المطلوب، یا مخالف مگر اس کی دو صورتیں ہیں۔ یا آپ کا یہ بیان کسی خوف ڈر کے سبب نہ تھا۔ اور کسی سے آپ نے اس کے برخلاف بھی بیان کیا ہے تو اس صورت میں آپ کا مدس و خائن ہونا لازم آئے گا۔ اور مدس و خائن امام و خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ اور یا آپ کا خلاف مافی الضمیر بیان کرنا بوجہ کسی خوف ڈر کے تھا۔ مگر در صورت خلافت خوف و ڈر کوئی معنی نہیں رکھتا۔ لہذا اگر کسی قسم کا اکراہ تھا تو بیالغہ تشخیص کی توصیف کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ ہاں ہمہ اگر شیوہ کہیں کہ باوجود خلافت اور شجاعت و شوکت بھی تقیہ جائز ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اظہار اسلام اور نماز پڑھنے وغیرہ میں بھی تقیہ پایا جانا ممکن ہے کیونکہ اس میں کچھ شک نہیں کہ انکار خلافت تشخیص کی نسبت انکار اسلام صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے نزدیک اشد جرم تھا تو اس صورت میں امامت تو امامت اسلام کا ثابت کرنا بھی مشکل ہو جائے گا۔

بیر کیف یہ تمام قیاحاتیں ہیں جنہیں کوئی مسلمان تسلیم نہیں کرتا۔ پس بدیل اجماع امت ثابت ہوا کہ خلافت حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) اور ان کے بعد خلافت حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہما) حق تھی۔

جب جمیع اہل اسلام متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما احق بالخلافت تھے یا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور خلافت بہ نص شرع ثابت ہو سکتی ہے یا بہ بیعت اور یا بہ تسلط۔ اقوال امت دربارہ اثبات خلافت ان تینوں قولوں سے باہر نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان تینوں صورتوں میں سے کوئی صورت حاصل نہ تھی۔ بیعت و تسلط کا حال تو ظاہر و باہر ہے، رہی نص شرع پس اگر حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کی خلافت میں خود حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کے نزدیک یا کسی اور صحابی کے نزدیک نص شرع ہوتی تو یہ ناممکن بات ہے کہ وہ حضرت

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلافت سے محروم اور غیر کو خلافت پر مسلط ہوتے دیکھتے اور نص شرع کا اظہار نہ کرتے، بلکہ ضرور اظہار کرتے اور تسلط کو الزام دیتے اور اس کی خلافت کا انکار کرتے جس سے لامحالہ تنازعہ پیدا ہوتا، اور نقل کیا جاتا، اور خصوصاً یہ روایات شیخین۔ اور اس صورت میں حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) نص شرع سے بھی اگر مطلع نہ ہوتے تو مطلع ہو جاتے اور اس کا اقرار کرتے نہ کہ انکار۔ حالانکہ حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) نے اپنے لئے منصف شرعی ہونے سے

انکار کیا ہے

اگر حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) اور حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) غاصب تھے تو کم از کم یہ تو ضرور لازم آئے گا کہ وہ اور ان کے معاونین فاسق تھے (معاذ اللہ) اور جب وہ اور ان کے معاونین فاسق تھے تو قرآن و حدیث پر کیونکر اطمینان کیا جاسکتا ہے کیونکہ قرآن مجید اولاً شیخین رضی اللہ عنہما نے جمع کیا اور اکثر احادیث شیخین اور ان کے اصحاب و انصار سے روایت کی گئی ہیں۔ اور ان کے علاوہ اور لوگوں سے بھی روایت کی گئی ہیں لیکن اور لوگوں نے جب غاصبین سے انکار نہیں کیا اور نہ ہی عن المنکر سے باز رہے تو ان کا سکوت یا تو برائے تقیہ تھا یا برائے تقیہ نہ تھا۔ اگر برائے تقیہ نہ تھا تب تو لازم آئے گا کہ وہ افسق خلق اللہ تھے اور اگر برائے تقیہ تھا تو ان کی موافقات بھی متہم بہ تقیہ ہیں۔ اور جن امور میں انہوں نے مخالفت بھی کی ہو تو وہ بمطابق آیت کریمہ ولیمکن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم ولیبذلہم من بعد خوفہم امناء عند اللہ غیر مضربہ ہیں۔ جب صورت حال یہ ہوئی تو دونوں فریق میں سے کسی کو ترجیح دینے میں ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی اور امت کے پاس کوئی حجت باقی نہیں رہے گی کیونکہ قرآن اول کی تبلیغ مشکوک ہوئی اور اس پر کوئی فائدہ منترتب نہیں ہوا۔

اگر شیعہ کہیں کہ ہم نے حقیقت قرآن مجید کو تلاوت ائمہ سے پہچانا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اس میں تقیہ کا احتمال تھا اور اگر شیعہ یہ کہیں کہ ہم نے حقیقت قرآن کو بمطابق آیت کریمہ "انالہ لحفظون" حفظ الہی سے جانا تو ہم کہتے ہیں بیشک ٹھیک ہے مگر پھر امام معصوم کا لازم ہونا کیوں مانتے ہیں؟ اور اگر کہیں کہ ہم نے حقیقت ائمہ کو معجزہ سے پہچانا ہے تو ہم

کہتے ہیں کسی امام کا کوئی معجزہ (کرامت) بھی بطریق نواتر یا شہرت یا استقامت ثابت نہیں۔ اگر بطریق کرامت کوئی امر واقع ثابت بھی ہے تو بغیر تحری بطریق خبر واحد ثابت ہے۔ اور بایں قسم واقعات شیخین (رضی اللہ عنہما) سے بھی منقول ہوئے ہیں۔

ہم اس مضمون کو کسی قدر اور دفاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ قیام حجت تکلیف بغیر معرفت مکلف بہ صحیح نہیں اور معرفت حجت شرعیہ موقوف ہے نقل پر جو صاحب شرع سے منقول ہو۔ جب عقل سے نقل شرع کو پہچانتے ہیں تو اسے دو قسم پر پاتے ہیں، ایک قسم وہ ہے جو بدایتاً و بلا تردّد مکلفین پر دلیل و حجت ہے جس کی نسبت مکلفین سے کہا جاسکتا ہے۔ عندکم فیہ من اللہ برہان۔ یقین سے مراد وہ جو شرع کے نزدیک معتبر ہے نہ وہ یقین جو متکلمین کی اصطلاح ہے۔ اسی قسم پر اہل سنت اور اہل بدعت ہونے کا مدار ہے۔ اور اسی قسم میں امت سے اختلاف کرنا بیح و مذموم اور یہی آیت کریمہ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ۔ الآیہ حرام و منوع ہے۔ اور اسی کی نسبت حدیث شریف میں وارد ہوا ہے مَنْ أَحَدَثَ فِي دِينِنَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔ کہ جو شخص دین میں ایسی بات پیدا کرے جو اس میں نہ ہو وہ اس شخص پر ردّ ہے۔ اور یہ قسم جو بلا تردّد و حجت و برہان ہو سکتی ہے نص صریح، کتاب اللہ و حدیث مشہور جو بطریق متعدّدہ ہر طبقہ میں بروا رجال کثیرہ مروی ہوئی ہو اور اجماع امت اور خصوصاً اجماع طبقہ اولیٰ اور قیاس جلی (جو اول الذکر تین قسموں پر کیا جاتا ہے) میں محصور ہے۔ حدیث مشہور کے حکم میں وہ خبر واحد بھی ہے جو بکثرت قرائن رکھتی ہو اور وہ قرائن کتاب اللہ کا مفہوم مخالف یا مفہوم موافق ہوں اور یا مضمون خبر حکم صریح عقل اور قیاس کے مطابق ہو۔

دوسری قسم اخبار آحاد ہیں جن کی تصحیح و تضعیف میں علمائے کرام میں اختلاف واقع ہوا ہے خصوصاً اقبیہ متعارضہ و اخبار متخالفہ جن کی تطبیق میں علمائے امت کے مختلف اقوال ہیں اس نوع کا حکم یہ ہے کہ اس قسم کے مسائل میں جہاں تک ممکن ہو صاحب شریعت سے موافقت کرنے میں بہت صرف کرنی چاہیے۔ پھر کوشش بیع کے بعد جو امر بظن غالب ہو اس

پر عمل کرے۔ حکم بھی باجماع امت ثابت ہے۔ علمائے اہولیین کے اس کے متعلق دوقول میں ایک یہ کہ اس قسم میں اختلاف کرنے والوں میں مصیب و مخطی کون ہے۔ ایک قول ہے کہ اس قسم میں اختلاف کرنے والے سب مصیب ہیں۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ مصیب ان میں صرف ایک ہے اور باقی مخطی و معذور۔ اس قسم کے اختلافیات میں تفسیق و تکفیر کو مطلق دخل نہیں بلکہ اس قسم کے اختلافیات باعث رحمت و وسعت ہیں۔ پس یہ امر ہم حکم عقل یقیناً جانتے ہیں کہ اصل تکلیف شرعی قسم اول میں ہے نہ قسم دوم میں۔

جو شخص کہ خلافت شیخین رضی اللہ عنہما بلکہ خلافت خلفائے ثلاثہ (رضی اللہ عنہم) سے منکر ہے بلکہ کفر و فسق کے ساتھ انہیں مطعون کرتا ہے خاکش دروہن، وہ دین کی جڑ کاٹتا ہے کیونکہ کتاب اللہ کو شیخین رضی اللہ عنہما نے جمع کیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عالم کو اس پر متفق کیا۔ اگر انہوں نے خلافت کو غصب کیا اور منصوص الیہ بالخلافت کو ڈرایا تو فریضۃ اللہ کے تارک ہوئے اور فریضۃ اللہ کا تارک فاسق، فاجر اور بدترین مردم ہے اور جب واقعہ یہ ہوا تو یہی حال ان کے معاونین و انصار کا ہوگا۔ نواب ان لوگوں سے جو کچھ منقول ہے وہ کیونکر قابل اعتماد ہو سکتا ہے اور اگر نواتر کا اعتبار کیا جائے تو ہمارا مطلب حاصل ہے کیونکہ خلفائے راشدین (رضی اللہ عنہم) کی خلافت بتواتر ثابت ہے اور اگر ان چند محدثین، منکرین خلافتِ خلفائے راشدین کی سفوات کو سنیں تو نہ نقل قرآن مجید ثابت ہوتی ہے اور نہ نقل احکام، نہ بطریق تواتر نہ بطریق خبر واحد۔ اور اگر بالفرض کوئی نقل ضعیف مروی بھی ہو تو کوئی ذی فہم اور ذی علم اس سے واقف نہیں۔

بہر کیف وہ قسم اول سے ہو سکتی ہے جو مکلفین پر دلیل و حجت ہو سکے۔ اور اگر نواتر کا اعتبار کریں تو ان کا تیرا نہیں کے سینہ میں جا لگتا ہے۔ "و کفی اللہ المؤمنین القتال" اور اجماع امت جس کا ادب ذکر کیا گیا ایک کلمہ مجمل ہے جب اس کی تفصیل کرتے ہیں تو خلفائے ثلاثہ کے سوا اور کسی زمانہ میں متحقق نہیں ہوا بلکہ اجماع خلفائے ثلاثہ کے زمانہ میں اور انہیں کے حکم سے متحقق ہوا ہے لہذا اس کا بھی کوئی اعتبار نہیں رہتا۔ بلکہ از قسم اول شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سے کوئی حکم باقی نہیں رہتا۔ اور لازم آتا ہے کہ لوگ اپنے اپنے

منظومات کے مطابق عمل کریں اور امور جزئیہ میں بلحاظ ظن غالب عمل کرنا جائز نہیں مگر باجماع طبقہ اولیٰ، سو وہ بھی ثابت نہ ہوا۔

الغرض ان کے ہفتوات کے مطابق کوئی شخص بھی مکلف بحکم شریعت نہیں ہو سکتا لعنة الله والمذنبه والناس اجمعين على هذه العقيدة الباطلة۔ اور مخالفت حکم عقل صریح و صورت خلفائے ثلاثہ کے غاصب ہونے کے اس لئے لازم آتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کا مسوخت ہونا عالم کے لئے نعمت عظیمہ ہے۔ قتالِ نبی آدم کو دراصل قبیح و مذموم ہے، صرف مصلحتِ عالم کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اگر زمانہ آنحضرت ﷺ میں قتال اس لئے تھا کہ اس وقت تو لوگ مسلمان ہو گئے اور پھر غریب ہی اس سے برگشتہ بھی ہو گئے۔ اور یا اگر قتال آنحضرت ﷺ کے زمانہ سعادت میں صرف ظاہر صورتِ اسلام کے لئے تھا قطع نظر اس سے کہ آخرت میں اس سے کچھ نفع مترتب ہو تب بھی لازم آئے گا کہ وہ نہایت قبیح و مذموم تھا و لیس کذا لک۔ بلکہ اسی مصلحت و اصلاحِ عالم کیلئے تھا جس کے لئے وہ نہ صرف تجویز بلکہ فرض و لازم کیا گیا۔ بہر کیف جب مصلحتِ عالم کے لئے قتال تجویز کیا گیا اور بقول شیوہ صورتِ حال یہ ہوئی کہ اگر صحابہ حق پر نہ تھے تو اب عقل کہتی ہے کہ اہل حق نے کیوں ان پر انکار نہ کیا اور جابرانہ و غاصبانہ خلافت کو کیوں تسلیم کیا۔

اس موقع پر چاہیے کہ مخالفین عقل کو حکم بنائیں کہ کیا عقل شہادت دیتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس قدر مجاہدہ اور جہد صرف اس لئے کیا کہ لوگ اسلام میں ایک دروازے سے داخل ہوں اور دوسرے دروازے سے نکل جائیں۔ کیا آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں جو قتل و غارت ہوا اور عورتوں کو اسیر کیا گیا صرف اس لئے کہ لوگ زبان سے اسلام اسلام پکارتے رہیں اور آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں۔ (حاشا وکلا، دین اسلام ایسے نقائص سے پاک ہے جیسے) ازالۃ النحفا، اردو، اول ص ۵۲۹ تا ۵۵۲

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے غاصب و جابر ہونے پر عقل اس لئے بھی شہادت نہیں دیتی کہ تمام مسلمانوں نے خلفائے ثلاثہ سے بیعت کی اور ان کی خلافت پر متفق ہوئے۔ ان کے

ساتھ مرتدین سے قتال کیا اور فارس و روم سے جہاد کیا۔ انہیں کے اہتمام اور سعی و کوشش سے قرآن جمع کیا گیا، اس کی اشاعت کی گئی اور تمام مسلمان ایک مصحف پر متفق ہوئے۔ بلاد شام و عراق و عرب اور بلادین سے ظلمت کفر و شرک دور ہوئی، حدیث شریف جاری کی گئیں۔ نماز، روزہ وغیرہ ارکانِ اسلام جاری ہوئے۔ تمام بلادِ اسلام میں تلاوتِ قرآن ہونے لگی اور مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد رہا اور یہ وہ روشنی اور ترقی تھی جس کا بعثتِ آنحضرت ﷺ سے پہلے نام و نشان نہ تھا۔ اور محض آنحضرت ﷺ کے ذریعہ حاصل ہوئی اور سب دنیا جانتی ہے جب اس قدر امر میں اتفاق ہے تو اب اگر عقل کو کدورتِ تعصب سے پاک کیا جائے تو وہ ضرور حکم کرے گی کہ خلفائے راشدین کی خلافت حق تھی اور اس کے انعقاد میں عصیان واقع نہیں ہوا اور نہ مقاصدِ خلافت میں کسی قسم کا قصور و کوتاہی اور غلطی واقع ہوئی ہے کیونکہ اصل لامل دربارہٴ خلافت اتفاقِ امتِ مجربہ سے سوا و اعظم کا آنحضرت ﷺ کے حکم سے موافقت کرنا اور اس سے انحراف نہ کرنا ہے۔

ازالة النخفا اول سورة ۵۵۲

اعتراف: شیعہ کہتے ہیں۔ تبوک کی طرف جلتے ہوئے (نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا "انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا انہ لانی بعدی"۔ یہ خلافتِ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر دلالت کرتا ہے۔ (ازالة النخفا اول ص ۵۵۸)

جواب:۔ حدیث "الا ترضی ان تکون منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا انہ لانی بعدی"۔ اصل قصہ یہ ہے کہ اس وقت آنحضرت ﷺ غزوہ تبوک کو جا رہے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مصلحتِ خانہ داری کے لئے گھر چھوڑ گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک قسم کا ملال ہوا کہ آپ انہیں اپنے ساتھ جنگ میں نہیں لے جاتے اس لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا "کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تمہاری منزلت میرے نزدیک وہ ہے جو حضرت ہارون کی حضرت موسیٰ (علیہما السلام) کے نزدیک تھی۔" ترمذی اور حاکم نے بحیثیتِ سعید روایت کیا ہے، آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بعض معازمی میں مکان چھوڑا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ مجھے عورتوں بچوں میں چھوڑے

جالتے ہیں۔ فرمایا علی رضی اللہ عنہ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تمہاری منزلت میرے نزدیک بمنزلہ ہارون کے ہے جو حضرت موسیٰ (علیہما السلام) کے قائم مقام ہوئے تھے، بجز اس کے کہ میرے بعد نبوت نہیں۔ حاصل یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب طور پر گئے تو حضرت ہارون کو اپنا قائم مقام کر گئے۔ پس حضرت ہارون تین خصلتوں کے جامع ہوئے۔ ایک یہ کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ (علیہما السلام) کے اہل بیت سے تھے۔ دوم یہ کہ حضرت موسیٰ (علیہما السلام) کی غیبت (عدم موجودگی) میں حضرت ہارون (علیہ السلام) ان کے قائم مقام تھے۔ سوم یہ کہ حضرت ہارون (علیہما السلام) نبی بھی تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غزوہ تبوک پر روانہ ہوتے ہوئے اپنا قائم مقام بنایا تو حضرت ہارون (علیہ السلام) کے ساتھ آپ کو دو باتوں میں تشبیہ دی۔ ایک یہ کہ آپ اہل بیت سے تھے، دوم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیبت میں آپ کے قائم مقام ہوئے۔ اور میری خصلت میں اور وہ نبوت ہے، آپ کو تشبیہ حاصل نہ تھا۔ اور یہ تشبیہ خلافت کبریٰ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد واقع ہوئی، کوئی تعلق نہیں رکھتا، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرغزوہ میں ایک نیا شخص قائم مقام کرتے رہے۔ پس خلافت صغریٰ و خوب خلافت کبریٰ پر دلیل تر ہوئی۔ البتہ خلافت صغریٰ (اور وہ خلافت بوقت غیبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی) پر دلالت کرتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اس کے اہل تھے کہ خلافت انہیں تفویض کی جاتی تو یہ ہمارے مسلک کے برخلاف نہیں۔ اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد خلافت کبریٰ ہوئی تو آپ بجائے حضرت ہارون علیہ السلام کے حضرت یوشع سے تشبیہ دیتے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ حضرت یوشع ہوئے۔ اور حضرت ہارون حضرت موسیٰ (علیہما السلام) سے کئی سال پہلے وفات پا چکے تھے۔

اب تعنت و تشدد شیعہ کو دیکھنا چاہیے کہ مذکورہ بالا حدیث سے استدلال خلافت کی تصحیح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ جس قدر مراتب حضرت ہارون (علیہ السلام) کو حاصل تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے ثابت ہوئے۔

جو مراتب حضرت ہارون کو حاصل تھے ازاں جملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد وفات ان

کے قائم مقام ہونے کا استحقاق بھی حضرت ہارون کو حاصل تھا بشرطیکہ حضرت ہارون زندہ رہتے۔ اور اگر حضرت ہارون باوجود زندہ رہنے کے قائم مقامی سے معزول کیے جاتے تو وہ ضرور اس سے متنفر ہوتے۔ اور یہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں جائز نہیں۔ از انجملہ اور مراتب کے حضرت ہارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے شریک فی الرسل تھے، لہذا یہ بات ضروری تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت ہارون مقرر فی الطاعت تھے اگر زندہ رہتے۔ پس ضروری ہوا کہ یہی استحقاق حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کے لیے بھی ثابت ہو بجز اس کے شرکت فی النبوت ممنوع تھی اس لیے نبی نہ تھے اور مقرر فی الطاعت تھے اور یہی معنی امامت کے ہیں۔

ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ قول آنحضرت ﷺ "انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ" میں ایک قسم کی تشبیہ واقع ہوئی ہے اور تشبیہ میں وہی اوصاف مشہورہ معتبر ہوتے ہیں جو زبان زد خاص و عام ہوں نہ اوصاف دور دراز مثلاً کوئی یوں کہے کہ زید شیر کی مانند ہے تو اس تشبیہ سے کوئی یہ نہیں سمجھ سکتا کہ زید کے دم بھی ہے، اس کے دانت بھی شیر کی طرح ہیں اور اس کے جسم پر شیر کی طرح بال بھی ہیں۔ اور کہ وہ شیر کی طرح آدمیوں کو پھاڑ کھاتا ہے بلکہ وہی شجاعت متعارفہ سمجھ میں آتی ہے حضرت ہارون (علیہ السلام) کے خصائل مشہورہ یہی تھے جو مذکور ہوئے۔ اس قسم کے کلام یعنی حدیث: "انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ" سے اختلاف خلافت بعد وفات موسیٰ کوئی ذی عقل نہیں سمجھ سکتا۔ اور خصوصاً باس علاقہ کہ عدم استحقاق سے انبیاء کا معزول ہونا لازم آئے گا اور معزول ہونے سے متنفر خلایق۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر حضرت ہارون زندہ رہتے تو خلیفہ بخلاف اصطلاحیہ نہ ہوتے اس لیے کہ خلافت اصطلاحیہ غیر انبیاء کے لیے ہے۔ نیز ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کا کام منقطع ہو جانا جو بوجہ غیبت تفویض کیا گیا تھا، معزولی نہیں کام کا تمام ہو جانا ہے۔ مثلاً کسی شخص سے کہا جائے کہ فلاں کام انجام دے کر آجاؤ اور وہ انجام دے کر آجائے ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ استحقاق طاعت انبیاء علیہم السلام کو بحیثیت نبوت حاصل

ہوتا ہے جب حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) سے نبوت مستثنیٰ کی گئی، جو کچھ بہت نبوت ثابت ہو سکتا تھا وہ بھی مستثنیٰ ہو گیا۔ علاوہ ازیں اکثر ائمت امام کو بمعنی معصوم مفترض الطاعت نہیں لیتی کیونکہ معصوم مفترض الطاعت کا مفہوم غیر محصل ہے عاۃً لیس اس پر کلام کی بنا ڈالنا کس قدر ناانصافی ہے (ازالہ النحفاً، اول جلد ۵۶۶ تا ۵۶۷)

مقامات حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اسلام میں سبقت | آپ نے اول بعثت ہی میں سب سے سبقت کی اور مشرف باسلام ہو گئے۔ علمائے سیرت کا اس میں اختلاف ہے کہ اول حضرت صدیق رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے یا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ مگر اس پر سب کا اتفاق ہے کہ احرار بالغین (آزاد مردوں) میں سے قبول اسلام میں کسی نے حضرت صدیق (رضی اللہ عنہ) سے سبقت نہیں کی اور نہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے پہلے کسی نے قریش میں قبول کا اظہار کیا۔

ازالہ النحفاً، دوم ص ۲۱

لقب مبارک | حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے نقل کیا گیا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم آتش دوزخ سے اللہ کے عتیق (یعنی آزاد کئے ہوئے) ہو، اس دن سے ان کا لقب عتیق مشہور ہوا (ترمذی)۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے یہ بھی روایت کی گئی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کسی ایسے شخص کے دیکھنے کی خواہش ہو جو دوزخ کی آگ سے آزاد ہو تو اسے چاہیے کہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو دیکھے۔

ازالہ النحفاً، اول ص ۱۹۱

اے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے کون ایمان لایا تھا، اس بارے میں روایات مختلف ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت ابو بکر، حضرت خدیجہ الکبریٰ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک کے بارے میں احادیث میں آتا ہے کہ وہ سب سے پہلے ایمان لائے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ سب سے پہلے ایمان لانے والا ان میں سے ایک ہی ہو سکتا ہے۔ علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے شخص ہی کہہ بولنے والے ان معارض حدیثوں کو جمع کیا اور فرمایا، مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت ابو بکر تھے، عورتوں میں سے حضرت خدیجہ اور بچوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علی تھے (رضی اللہ عنہم)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ شخص میں جن کا اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر صدیق نام رکھا ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تصدیق معراج کے باعث حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق ہوا۔ (مختصراً)

ازالہ الخفاً اول ص ۱۹۲، ۵۹۴-۲۲۲

افضلیت بلحاظ احسان و مننت

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے بلحاظ اپنے مال کے اور بلحاظ میری صحبت میں رہنے کے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ ہم پر کسی کا احسان نہیں مگر ہم نے اس کی مکافات کر دی ہے بجز ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے کہ ان کے جس قدر ہم پر احسانات میں ان کی مکافات اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کرے گا۔ مجھے جو نفع ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے مال نے پہنچایا، اور کسی کے مال نے نہیں پہنچایا۔ اور یہ اشارہ ہے افضلیت باعتبار اعانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور افضلیت باعتبار ترویج اسلام۔ (ازالہ الخفاً اول ص ۵۸۵)

مقامِ رضا اور رب کا سلام

ایک روز حضرت صدیق (رضی اللہ عنہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت جبرائیل اس وقت آئے اور کہنے لگے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا بات ہے کہ آج میں ابو بکر کو ایک کسل اور طے ہوئے دیکھتا ہوں۔ فرمایا اے جبرائیل انہوں نے اپنا سارا مال قبل فتح مکہ مجھ پر خرچ کیا۔ حضرت جبرائیل نے عرض کیا اللہ ان پر سلام بھیجتا ہے اور کہتا ہے ان سے پوچھو کہ تم اس فقر میں مجھ سے خوش ہو یا ناخوش۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، کیا میں اپنے پورے گالے سے ناراض ہو سکتا ہوں میں اپنے پورے دکان سے راضی ہوں۔ تین دفعہ فرمایا۔

ازالہ الخفاً اول ص ۵۴۳ - دوم ص ۲۳

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غیرت کرنے کا حکم دیا۔ میں اپنے گھر مال لینے گیا اور ارادہ کیا کہ آج میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جاؤں گا اگر ممکن ہو۔ چنانچہ میں نے نصف مال لیا اور نصف گھر کے لئے چھوڑا۔ جب مال

لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا، گھر کے لیے کتنا مال چھوڑ آئے ہو؟ میں نے عرض کیا نصف۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنا کل مال لے آئے تھے، ان سے آنحضرت ﷺ نے پوچھا، اپنے اہل و عیال کے لئے کتنا مال چھوڑ آئے ہو؟ عرض کیا ان کے لئے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کو چھوڑ آیا ہوں۔ میں نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں آپ سے کبھی سبقت نہیں لے سکتا۔ (ازالہ الخفاء اول ص ۳۷۴-۳۷۵)

مَنْصِبِ وَزَارَات | ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے نہ ہوں۔ چنانچہ میرے دو وزیر آسمان والوں میں سے جبرائیل و میکائیل (علیہما السلام) ہیں اور میرے دو وزیر زمین والوں میں سے ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) ہیں۔

ازالہ الخفاء اول ص ۱۹۷، ۵۸۵، ۳۵۷، ۳۷۰

سَبِّ مَقْدَم | اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بجائے وزیر کے تھے۔ آنحضرت ﷺ ان سے پہلے تمام امور میں مشورہ لیا کرتے تھے اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ثانی تھے اسلام میں، اور ثانی تھے غار میں اور ثانی تھے عرش میں بروز بدر اور قبر میں بھی ثانی ہیں۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان پر کسی کو مقدم نہ رکھتے تھے۔ (ازالہ الخفاء اول ص ۲۵۷، ۵۸۵)

آپ کی منقبت اور سرکار ﷺ کا تمنا | حاکم نے — حبیب بن حبیب سے نقل کیا ہے کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا جبکہ آپ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کیا تم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعریف میں کچھ اشعار کہے ہیں، وہ مجھے بھی سناؤ۔ حضرت حسان نے جواب دیا ہاں میں نے کچھ اشعار کہے ہیں وہ یہ ہیں (ترجمہ)

”حضرت صدیق غار شریف میں رسول خدا کے ساتھ ثانی آئین تھے جب حضرت صدیق اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دونوں پہاڑ پر چڑھے اور غار میں مخفی ہوئے تو

دشمنوں نے غار کو گھیر لیا۔ یعنی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب

ہیں اس بات کو سب جانتے ہیں۔ اور حضرت نے کسی مخلوق کو ان کے برابر نہیں سمجھا یہ

اشعار سن کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ (ازالۃ الخفا، اول ص ۲۲۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا کہ شجاع ترین مردم کون شخص ہے

شجاع

لوگوں نے کہا اگر آپ نہیں تو پھر ہم نہیں جانتے کہ شجاع ترین مردم کون شخص

سے آئے فرمایا کہ شجاع ترین مردم ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے دیکھا کہ جب قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو گھیر لیا تو کوئی مارتا اور کوئی دھکیلتا اور کہتا جاتا، تم نے ہی تمام مسجودوں کو ایک کر دیا۔ حضرت

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت ہم میں سے کوئی نزدیک نہیں گیا بجز ابو بکر رضی اللہ عنہ کے۔ آپ جا کر کسی

کو مارنے اور کسی کو دھکیلتے۔ الخ (ازالۃ الخفا، اول ص ۲۲۵)

حضرت امام باقر اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما کی گواہی

سے روایت کیا گیا

ہے کہ انہوں نے محمد بن علی و جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما سے حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے

متعلق سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا، وہ امام عادل تھے ہم ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے دشمنوں

سے بیزار ہیں۔ اس کے بعد جعفر بن محمد (امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ عنہما) نے التفات فرمایا

اور کہنے لگے اے سالم کیا کوئی شخص اپنے نانا کو برا کہہ سکتا ہے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ میرے نانا

تھے۔ اگر میں نہیں برا کہتا ہوں اور ان کے دشمنوں کو برا نہیں سمجھتا ہوں تو مجھے میرے نانا حضرت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو۔ ابو جعفر سے روایت ہے انہوں نے کہا جو شخص حضرت

صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا انکار کرے وہ سنت کا انکار کرتا ہے۔ (ازالۃ الخفا، اول ص ۲۲۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے موقع پر بہت بڑا اختلاف چھپا

ہوا بغرض بیعت حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ انصار کا تقیف

بنی ساعدہ میں مجتمع ہونا تھا اور یہ وہ اختلاف تھا کہ اگر حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما

اسے نہ مٹاتے تو مسلمانوں میں اسی وقت سے تلوار چلتی اور دینِ اسلام ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔
 لہذا حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سقیفہ بنی ساعدہ میں گئے اور اپنے
 سیف بیان سے اس اختلاف کو قطع کیا۔ راویانِ حدیث اس بیان کے نقل کرنے میں مختلف ہیں
 اور ہر ایک نے اس کے متعلق کچھ یاد رکھا ہے اور کچھ نہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت جس میں حضرت صدیق کی بیعت ناگہانی اور یکایک
 ہونے کا جواب بھی ہے اس طرح پر ہے کہ اعدا نے کہا، اے معشرِ قریش ایک امیر ہم میں سے
 ہو گا اور ایک تم میں سے۔ اس وقت خیاب بن المنذر (اعداء میں سے تھے) کھڑے ہو کر کہنے
 لگے کہ صرف میں تمہارے اس کام کے لئے کافی ہوں بلکہ میرے بغیر تمہیں چارہ نہیں حضرت صدیق
 رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کھڑ جاؤ جلدی نہ کرو۔ اس وقت میں (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے چاہا کہ میں کچھ
 گفتگو کروں مگر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ابھی خاموش رہو۔ پھر آپ نے حمد و ثنا کے بعد
 بیان کیا۔

اے معشرِ انصار، واللہ ہم آپ لوگوں کے متکر نہیں نہ ہم آپ کے حقوق کا انکار کرتے
 ہیں اور نہ ہم آپ کے ان کاموں کا جو آپ نے اسلام کی خدمت میں کئے۔ مگر بات یہ ہے کہ خود
 آپ لوگ بھی جانتے ہیں کہ عرب میں جو قدر و منزلت قریش کو حاصل ہے کسی کو نہیں عرب بجز قریش
 کے اور کسی کی خلافت پر ہرگز مجتمع نہ ہوں گے۔ اس لئے میں آپ لوگوں کو خوفِ خدا دلاتا
 ہوں اور کہتا ہوں کہ آپ تفرقہ نہ ڈالیں اور نہ اس امر کا سبب بنیں کہ اسلام میں کوئی حادثہ
 پیدا ہو۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ ان دونوں (حضرت عمر فاروق اور ابو عبیدہ بن جراح
 رضی اللہ عنہما) میں سے جس سے چاہیں بیعت کر لیں کیونکہ یہ دونوں شخص ثقف ہیں۔ حضرت عمر
 فاروق فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے کوئی بات نہیں چھوڑی جو کچھ کہ میں کہنا چاہتا تھا
 آپ نے کہہ دیا بجز اس کے کہ

میں یہ بھی کہنا چاہتا تھا کہ اگر میں قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں
 اور پھر زندہ کیا جاؤں اور یہ میرا قتل کیا جانا بھی بغیر کسی معصیت کے ہو تو یہ مجھے (زیادہ) پسند

ہے اس سے کہ میں اس قوم پر امیر بنایا جاؤں جس میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہم ہوں۔ آپ کے بعد میں نے بیان کیا، اے معاشر انصار اور معاشر مسلمین، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے خلیفہ ہونے کے زیادہ مستحق حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جو غار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور السابق المبین ہیں (یعنی شکی میں سب سے زیادہ سبقت کرنے والے) اس کے بعد میں نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا دست مبارک لیا۔ مگر مجھ سے پہلے انصار میں سے ایک شخص نے سبقت کی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔ پھر ان کے بعد میں نے بیعت کی اور پھر اور لوگوں نے بیعت کی۔ الخ

ازالہ الخفاء۔ دوم ص ۴۹-۵۰

پھر جب دوسرے روز بیعت عام ہوئی تو سادات اہل بیت رضی اللہ عنہم نے آپ کی بیعت سے شگفتہ کیا اور یہ ایک دوسرا اشکال تھا جو پیدا ہوا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس اشکال کو بھی محسن تدبیر اٹھایا۔ زہری حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ خط لکھا جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن منبر پر کہا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے بیان کیا کہ میری آرزو تو یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اور زندہ رہتے یہاں تک کہ ہم سب کے بعد تک لیکن اب اگر آپ کا انتقال ہو گیا تو اللہ نے تمہارے آگے قرآن مجید کی روشنی رکھ دی ہے جس کے ذریعے تم راہ پاسکو اور اسی کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہم سے لڑے) راہ پائی۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مصاحب خاص اور ثانی اشہن ہیں، یہی اولیٰ ہیں کہ آپ لوگوں کے خلیفہ بنیں اس لئے اٹھو اور آپ کی بیعت کر لو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے یقیناً ساعدہ میں ایک جماعت نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کی ہوئی تھی اور یہ بیعت عام تھی۔ نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تقریر کرنے کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا آپ منبر پر چڑھئے اور اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کو منبر پر چڑھا دیا اور لوگوں نے بیعت عام کی (بخاری شریف)۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے اور

آپ نے لوگوں کی طرف دیکھا تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نظر نہ آئے۔ آپ نے پوچھا کہاں ہیں علی رضی اللہ عنہ؟ انصار میں سے چند لوگ اٹھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا لائے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالیں۔ عرض کیا نہیں یا خلیفہ رسول اللہ! اور بیعت کر لی (حاکم اس کے راوی ہیں) ازالہ التحفہ دوم ص ۵۱-۵۲

ابو عمر نے استیعاب میں حسن بصری سے روایت کیا کہ قیس بن عبادہ کہتے تھے مجھ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات میں کچھ دن اور کچھ راتیں ایسی تھیں کہ جب اذان ہوتی تو آپ فرماتے کہ اے لوگو! ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہہ دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھادیں۔ پھر جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو میں نے اس امر پر نظر کیا کہ نماز اسلام کی علامت ہے اور دین کا ستون ہے لہذا جب ابوبکر رضی اللہ عنہ اس میں ہمارے امام ہو چکے تو ہم سب نے اپنے دنیا کے سردار ہونے کے لیے اس شخص کو پسند کر لیا جس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کی سرداری کے لیے پسند فرمایا تھا۔ پس بلا تکلف ہم سب نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔

ازالہ التحفہ اول ص ۱۵۸

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اہل بیت کی بھی غایت درجہ تعظیم و تکریم کرتے تھے اور اسی کی آپ وصیت فرمائی گئے چنانچہ آپ کا قول اَرْتَقِبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ ایک جماعت نے روایت کیا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل بیت ہم میں تلاش کرو۔ ازالہ التحفہ دوم ص ۶۸

طریقت کی اصل | (حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی صفائی قلب) ہمارے نام میں اسے طریقت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے کشف المحجوب

اے کشف المحجوب حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری لاہوری کی تصنیف لطیف ہے

میں مذکور ہے کہ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ توحید الہی میں بہترین کلمہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے کہ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی معرفت کا راستہ خلق کو بجز اس کے نہیں بتلایا کہ وہ اس کی حقیقت و کثرت دریافت کرنے سے عاجز رہے۔ اس کے بعد شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، طریقت در حقیقت طریقت صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ ابا اہل طریقت تھے۔ (ازالۃ الخفا و مہم ص ۲)

جمع قرآن پاک | زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جنگ یمامہ کے بعد مجھے بلا بھیجا۔ جب میں گیا، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ کے پاس بیٹھے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا، عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا ہے کہ یمامہ کی جنگ میں قرآن مجید کے حافظ بہت شہید ہوئے اور مجھے خوف ہے کہ اگر چند مقامات میں حفاظ یونہی شہید ہوئے تو قرآن کریم کا بہت حصہ ضائع ہو جائے گا اور میں مناسب جانتا ہوں کہ آپ قرآن کریم کے یکجا جمع کرنے کا حکم دے دیں۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم اس کام کو کس طرح کرو گے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا یہ خیر ہے اور وہ مجھ سے اس بارے میں برابر گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ خدا نے میرے سینہ کو اس کام کے لئے کشادہ کر دیا اور میری بھی اس معاملہ میں وہی رائے ہو گئی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تھی۔

زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا تم جو ان عقل مند آدمی ہو اور تمہیں تمہیں نہیں جانتے ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی تم کاتب وحی رہے ہو لہذا تم قرآن مجید کو تلاش کرو اور اس کو جمع کرو۔ زید کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اگر وہ مجھے ایک پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کو کہتے تو یہ آسان تھا۔ نسبت قرآن کے جمع کرنے کے میں نے کہا تم اس کام کو کیونکر کرو گے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا یہی بہتر ہے لہذا آپ برابر اس معاملہ میں مجھ سے سوال و جواب کرتے رہے یہاں تک کہ خدا نے میرے سینہ کو اس کام کے لئے کشادہ کر دیا جس کے لئے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے سینہ کو کشادہ کیا تھا۔ اور میں نے قرآن پاک کو خرنے کی شاخوں، سفید پتھروں اور حفاظ کے سینوں سے تلاش کر کے

جمع کیا (اس حدیث کو بخاری نے بیان کیا ہے) (ازالۃ الخفا دوم ص ۴۱۹-۴۲۰)

حضرت اسید بن صفوان سے روایت سے
حضرت علی کا سپاس عقیدت
 آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہے کہتے تھے

کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا تو ان پر ایک چادر لوٹھھا دی گئی اور مدینہ
 رونے والوں کی آواز سے گونج اٹھتا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اس حال میں کہ آپ
 اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ آج خلافت نبوت
 کا خاتمہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ آپ اس مکان کے دروازہ پر جس میں حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) رہتے تھے
 پہنچ کر (سنا ٹھہر گئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے جسم اطہر پر ایک چادر پڑی تھی پھر حضرت علی رضی اللہ
 عنہ نے فرمایا کہ اے ابو بکر رضی اللہ عنہ!

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تھے اور آپ ان کے مونس تھے اور آپ ان
 کے مرجع و معتمد تھے اور آپ ان کے رازدار و مشورہ دینے والے تھے۔ آپ سب سے پہلے
 اسلام لائے اور سب سے زیادہ خالص الایمان تھے اور سب سے زیادہ مضبوط یقین کے
 تھے اور سب سے زیادہ خدا کا خوف رکھتے تھے اور سب سے زیادہ اللہ کے دین کے لئے
 نافع تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہداشت میں سب سے فائق تھے اور سب سے زیادہ
 اسلام پر شفقت کرنے والے تھے اور اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بہت بابرکت
 تھے اور سب سے زیادہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حق رفاقت ادا کرنے والے تھے اور سب سے
 زیادہ مناقب میں اور سب سے افضل سوا بق اسلام میں اور سب سے بلند مرتبہ اور سب سے زیادہ بارگاہ رسالت
 میں مقرب اور سب سے زیادہ خوش و عادت بہر بانی اور بزرگی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
 مشابہ تھے اور سب میں ہرجیہ کے لحاظ سے اشرف تھے اور سب سے زیادہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 کے نزدیک یا عزت تھے اور سب سے زیادہ آپ کے نزدیک قابل وثوق تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ
 کو اسلام کی طرف سے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ (اے ابو بکر)
 آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بمنزلہ کان اور آنکھ کے تھے۔ آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کی تصدیق اس وقت کی تھی کہ جب تمام لوگ ان کی تکذیب کرتے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ کا نام صدیق رکھا۔ چنانچہ فرمایا: **وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ** (ترجمہ: اور وہ شخص جو سچ کو لایا اور وہ شخص جس نے اس کی تصدیق کی)۔ سچ کے لانے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اس کی تصدیق کرنے والے ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اسے ابو بکر آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے جان و مال سے غم خواری اس وقت کی جب کہ اور لوگ مال سے نخل کرتے تھے، اور آپ نے حضرت کی رفاقت مصائب کے وقت کی جبکہ لوگ آپ کی اعانت سے بیٹھ رہے تھے، اور آپ نے سختی کے زمانہ میں ان کی صحبت اختیار کی۔ آپ صحابہ میں سب سے مکرم ہمدوق، ثانی اتین اور غار میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ ساتھی تھے جن پر خدا کی طرف سے سکینہ اور وقار اتارا گیا، اور آپ ہجرت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق اور خدا کے دین میں اور امت میں ان کے خلیفہ تھے۔ آپ نے فرائض خلافت کو خوب لوایا، اور اس وقت آپ نے وہ کام کیا جو کسی نبی کے خلیفہ نے نہ کیا تھا۔ آپ مستعد رہے جبکہ آپ کے ساتھی سستی ظاہر کرتے تھے، اور آپ میدان میں آگے جب کہ وہ چھپ رہا پاتے تھے۔ اور آپ قوی رہے جبکہ وہ ضعف ظاہر کرنے لگے، اور آپ نے طریقہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مضبوط پکڑا جبکہ وہ لوگ ادھر ادھر بھٹکنے لگے تھے۔ آپ کی خلافت منافقوں کی ذلت، کافروں کی ہلاکت، حاسدوں کی ناگواری، باغیوں کی ناخوشی کا سبب تھی، اور آپ اس وقت امر حق کے اجرا میں قائم ہوئے ہیں جبکہ اور لوگوں نے ہمتیں پست کر دی تھیں، اور آپ ثابت قدم رہے جبکہ اور لوگوں میں تردید پیدا ہوا۔ اور آپ نور الہی کے ساتھ خطرناک راستوں سے گزر گئے جبکہ اور لوگ ٹھہر گئے تھے پھر آپ کو راہ پر دیکھ کر سب نے آپ کی پیروی کی اور سب نے راہ پائی۔ اور آپ آواز میں سب سے پست تھے، کسی کو سختی و درشتی سے جھڑکتے نہ تھے، اور فوقیت مراتب میں سب سے برتر تھے۔ اور آپ کلام کرنے میں سب سے بہتر تھے اور آپ کی گفتگو سب کی گفتگو سے زیادہ ٹھیک ہوتی تھی، اور آپ کی خاموشی سب سے بڑھی ہوئی تھی اور آپ کا قول سب سے بلیغ ہوتا تھا۔ اور آپ کا دل سب سے زیادہ شجاع تھا اور سب سے زیادہ امور

دینی و دنیوی کے پہچانتے والے تھے اور عمل کے لحاظ سے سب سے اشرف تھے۔

اے صدیق رضی اللہ عنہ! خدا کی قسم آپ دین کے سردار تھے، ابتدا میں بھی جب کہ لوگ دین سے بھاگے تھے اور آخر میں بھی جب کہ لوگ دین کی جانب متوجہ ہوئے۔ آپ مسلمانوں کے مہربان باپ تھے یہاں تک کہ سب مسلمان آپ کے لئے اولاد کی مانند ہو گئے، اور جس بار کے اٹھانے سے وہ ضعیف تھے وہ بار آپ نے اپنے سر پر اٹھالیا، اور جو امور ان سے فرو گذاشت ہوئے تھے آپ نے ان کی نگہداشت کی، اور جس کو انہوں نے ضائع کیا آپ نے اس کی حفاظت کی اور جس بات سے وہ جاہل رہے آپ نے اسے جان لیا اور جس وقت وہ اجرائے امور دین میں سست ہوئے تو آپ ان کاموں میں کمر باندھ کر مستعد ہو گئے، اور جب وہ لوگ گھبرائے تو آپ نے صبر و استقلال سے کام لیا۔ پس ان کے مطالب کے قصور کو معلوم کر لیا اور وہ آپ کی رائے سے مقاصد کی طرف راہ یاب ہوئے تو انہوں نے اپنی مراد کو پایا، اور آپ کے سبب سے ان بلند مدارج کو پہنچے کہ جس کا انہیں گمان ہی نہ تھا۔

اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! آپ کافروں پر تو عذاب آسمانی اور غضب الہی کی آگ تھے، اور ایمان داروں کے لئے خدا کی رحمت اور انس اور ایک مضبوط قلعہ تھے۔ پس ان محامد و کمالات کے سبب آپ اس خلافت کے دریا میں داخل ہوئے اور انتہا تک پہنچ گئے اور اس کے فضائل حاصل کر لئے اور اس کے سوا بق پائے اور باوجودیکہ یہ کام مشکل تھا مگر آپ کی حجت نے کمی نہ کی اور آپ کی بصیرت ضعیف نہ ہوئی، اور آپ کے دل نے بزدلی نہ کی اور آپ کا قلب نہ گھبرایا اور آپ خلافت میں آکر حیران نہیں ہوئے۔ آپ مثل پہاڑ کے تھے کہ جسے بادل کا گر جتا اور تیز آندھیاں اپنی جگہ سے نہ ہٹا سکیں۔ اور اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! درحقیقت آپ موافق ارشاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی رفاقت اور مال سے سب سے زیادہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان کرتے ولے تھے، اور نیز حسب ارشاد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اپنے بدن میں ضعیف تھے مگر خدا کے کام میں قوی تھے، منکسر النفس تھے مگر خدا کے نزدیک با عظمت تھے۔ لوگوں کی نظروں میں جلیل انقدر تھے، ان کے دلوں میں بزرگ تھے۔ کسی شخص کو آپ پر بوقوع نہ ملتا

اور نہ کوئی گرفت کرنے والا آپ میں عیب نکال سکتا تھا اور نہ کوئی آپ سے خلافِ حق کی طمع کر سکتا تھا اور نہ کسی کی آپ کے پہلے ناجائز رعایت تھی جو ضعیف و ذلیل تھا وہ آپ کے نزدیک قوی غالب تھا، یہاں تک کہ آپ اس کا حق دلا دیتے تھے اور قوی ظالم آپ کے نزدیک ذلیل تھا، یہاں تک کہ آپ اس سے حق کا حق لے لیتے تھے۔ اس بارہ میں فریضے بعید آپ کے نزدیک یکساں تھے۔ سب سے زیادہ مقرب آپ کے یہاں وہ تھا جو اللہ تعالیٰ کا بڑا مطیع اور اس سے بڑا ڈرنے والا تھا۔ آپ کی شانِ حق کام کرنا، سچ بولنا اور نرمی کرنا تھا۔ آپ کی بات لوگوں کے لئے حکم اور قطعی حکم تھی اور آپ کا کام سراسر علم و ہوشیاری تھا۔ آپ کی رائے علم اور عزم مصمم تھی۔

آپ نے جب ہم سے مفارقت کی تو ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ راہ صاف تھی اور دشواریاں آسان ہو گئی تھیں اور ظلم و تعدی کی آگ بجھ گئی تھی، اور آپ کی ذات سے ایمان قوی ہو گیا تھا اور اسلام اور مسلمان ثابت قدم ہو گئے تھے، اور خدا کا حکم ظاہر ہو گیا تھا اگرچہ کافروں کو ناگوار گزرا۔

پس خدا کی قسم اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! آپ اوصافِ حسنہ میں سب سے بڑھ گئے اور بہت دور پہنچے اور آپ نے اپنے بعد کے لوگوں کو سخت تعب و تکلیف میں ڈالا کیونکہ امورِ خلافت میں آپ کی جیسی کوئی شخص کوشش نہیں کر سکتا، اور واضح طور پر خیر تک پہنچے۔ اب آپ نے اپنی وفات کے صدمہ سے سب کو رونے اور غم کرنے میں مبتلا کر دیا۔ آپ کی مصیبتِ وفات آسان اور بڑی با عظمت ہے اور آپ کے فراق کی مصیبت نے لوگوں کو شکستہ دل اور ویران خاطر کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ ہم اللہ سے اس کے حکم پر راضی ہوئے اور اس کا کام اسی کے سپرد کیا۔ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی مسلمان آپ جیسے شخص کی وفات کی مصیبت نہ اٹھائیں گے۔ آپ دین کی عزت اور دین کی حفاظت اور دین کی پناہ تھے، اور مسلمانوں کے مرجع و ماویٰ اور ان کے فریاد رک تھے اور منافقوں پر سخت اور ان کے غصہ کا سبب تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سے بلائے اور ہمیں آپ کے غم میں مہر کرنے کے اجر سے محروم نہ رکھے اور آپ کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔
 راوی کا بیان ہے کہ سب لوگ اس تقریر کے وقت خاموش رہے یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی تقریر ختم کی تو پھر سب روئے یہاں تک کہ رونے کی آواز بلند ہوئی۔ پھر سب نے کہا اے اماد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے سچ فرمایا۔ (ازالۃ الخفا اول ص ۱۵۹ تا ۱۶۱)

مقاماتِ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ

بعض مقامات کی حقیقت یہ ہے کہ قوتِ عاقلہ اور نقیصہ کی مطیع و منقاد ہوتی ہے اور اس کے حکم کے تابع رہتی ہے اور متواتر اخبار (روایات) سے ثابت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ مقامات بھی حاصل تھے۔ انہی مقامات سے بہتر مقام آپ کی رائے کا وحی سے مطابقت کرنا تھا جسے آپ اپنی قوتِ اجتہاد یہ سے سمجھ لیتے تھے اور پھر قرآن آپ کی رائے کے موافق نزول کرتا اور یا حدیث وارد ہوتی۔ یہ مقام آپ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان مشہور و معروف تھا اور خود آپ بھی اس کے حاصل ہونے کے معترف و مقرر تھے اور اللہ عزوجل کا شکر بجالاتے تھے۔
 اِذَا لَمْ يَخْفَأْ اِلَّا وَرِدُّمُ حُدُودِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے اللہ! ابو جہل یا عمر بن خطاب میں جو نیچے محبوب ہو اس سے اسلام کو عزت دے۔
 چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول ہوئی معلوم ہوا ان دونوں میں خدا کو محبوب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے (ترمذی)۔
 اِذَا لَمْ يَخْفَأْ اِقْلُ ص ۱۵۹

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یا اللہ اسلام کو عزت دے خاص کر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے۔
 اِذَا لَمْ يَخْفَأْ اِقْلُ ص ۱۶۲

خاص فضیلت | امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہ بروایت حضرت ابن مسعود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لوگوں پر چار باتوں

میں فضیلت حاصل ہوئی۔ اسیران بدر کے متعلق جبکہ آپ نے انکے قتل کی رائے دی دیگر صحابہ کرام کی رائے کے مطابق انہیں چھوڑ دیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی:

”لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاباً عظیماً“ اور حجاب کے متعلق

جبکہ آپ نے تواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پردہ کرنے کے لئے کہا تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا اے عمر کیا تم ہم پر غیرت کھاتے ہو حالانکہ ہمارے گھر میں وحی نازل ہوتی ہے، تو یہ آیت تشریف نازل ہوئی۔ ”واذسالتموهن فاستلواھن من وراء حجاب“ اور یہ دعائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

”اللھم اید الاسلام بعمر“ اور بیعت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیوں کہ سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بیعت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کی۔
ازالہ الخفا دوم ص ۳۳۱

آپ کے اسلام لانے کی آسمانوں پر خوشیاں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام سے آسمان والے خوش ہوئے۔
ازالہ الخفا اول ص ۱۷۸

آپ کا اسلام قوت اسلام کا باعث ہوا | حضرت عثمان بن ارقم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: ”اے اللہ عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام یعنی ابو جہل ان دونوں شخصوں میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہے اس کے اسلام لانے سے اسلام کو عزت دے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دوسرے ہی دن علی الصبح خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آئے اور دار ارقم یعنی میرے گھر میں اسلام لائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے ہی سب مسلمان دار ارقم سے نکلے اور ان کی تعداد

بھی اس وقت زیادہ ہو چکی تھی، اور علانیہ سب نے کعبہ کا طواف کیا اور دارِ ارقم یعنی میرا گھر دارالاسلام کے نام سے مشہور ہوا۔

ازالۃ الخفاً اول ص ۲۲

جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے

خلافت اور بیعتِ خلافت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا تاکہ ان کو خلیفہ بنا لیں۔ لوگوں نے عرض کیا کیا آپ ہم پر ایسے شخص کو خلیفہ بناتے ہیں جو اب بھی تند خو اور درشت گو ہے، اور جب وہ ہم پر حاکم بنے گا تو اور زیادہ تند خو اور درشت گو ہو جائے گا۔ پس اگر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا تو جب آپ اپنے پروردگار سے طس گئے، اس کا کیا جواب دیں گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم مجھے میرے پروردگار کا خوف دلاتے ہو، اچھا سنو!

میں یہ جواب دوں گا کہ یا اللہ میں نے ان پر ایسے شخص کو خلیفہ بنا دیا جو سب سے بہتر ہے الخ

ازالۃ الخفاً اول ص ۱۳۲

چنانچہ الاستیعاب میں ہے کہ حضرت صدیق کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما اسی روز خلیفہ کئے گئے اور بیعت کر لی گئی جس روز آپ نے وفات پائی اور یہ سنہ ۱۳ھ کا واقعہ ہے۔ الخ

فتح بیت المقدس - تورات و انجیل کی

پیشینگوئیاں بیان کرنا درست

حضرت کوہی ردا بیت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شام میں (جب وہ اپنے عہدِ خلافت میں وہاں تشریف لے گئے تھے) بیان کیا کہ ان تمام کتابوں یعنی تورات و انجیل میں لکھا ہوا ہے کہ یہ شہر صالحین میں سے ایک شخص کے ہاتھ پر فتح ہوگا اور وہ ایمان والوں پر مہربان اور کافروں پر سخت ہوگا۔ اس کا ظاہر و باطن یکساں ہوگا، اس کا قول اس کے فعل کے خلاف نہ ہوگا۔ قریب و بعید سب اس کے نزدیک حق میں برابر ہوں گے۔ اس کے ساتھ دالے

رات کو تارک الدنیا اور دن کو شیران جنگی ہوں گے، باسم نہایت مہربان، اپنے قرابت داروں کے ساتھ سلوک اور احسان کرتے ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کیا تم سچ کہتے ہو، میں نے کہا ہاں اللہ کی قسم تو انہوں نے فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے تمہیں ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں عزت دی، بزرگی دی، شرافت دی اور ہم پر رحم کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب بلعزم بیت المقدس مقام جابریہ میں پہنچے تو آپ نے پہلے سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بیت المقدس بھیج دیا جب وہ وہاں پہنچے تو بیت المقدس والوں نے کہا تمہارا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا خالد بن ولید، پھر انہوں نے پوچھا تمہارے بادشاہ کا کیا نام ہے انہوں نے کہا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان لوگوں نے کہا، کچھ ان کا حلیہ ہم سے بیان کرو چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ان لوگوں نے کہا تم تو بیت المقدس فتح نہیں کر سکتے ہاں عمر رضی اللہ عنہ فتح کر لیں گے (اور ایسا ہی ہوا) (ازالہ الخفا، اول صفحہ ۸۶-۸۷)

آپ کی لمحہ بھر صحبت کو سال بھر کی عبادت پر ترجیح

حضرت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے تھے میرا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صحبت میں گھڑی بھر بیٹھنا میرے نزدیک ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (ازالہ الخفا، اول صفحہ ۸۶)

روایت کیا گیا ہے کہ جب مصر فتح ہوا

رقوع سے دریائے نیل کا پانی چلا دیا

تو اہل مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور بیان کیا کہ اس دریا کے نیل کے سرسالی ایک بارہ لڑکی جو نہایت حسین ہوتی ہے بھینٹ کی جاتی ہے جسے ہم اس کے اندر چھوڑ دیتے ہیں ورنہ وہ بہتا نہیں ہے اور ہمارے بلاد و امصار میں قحط سالی پڑ جاتی ہے۔ آپ نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دی۔ آپ نے لکھا کہ اسلام (بڑی) رکھوں کی بیخ کنی کرتا ہے اور ایک پرچہ پر لکھ بھیجا کہ نیل میں ڈال دیا جائے۔ پرچہ میں جو عبارت تھی اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ یہ رقعہ ہے نیل کی طرف خدا کے بندے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی جانب سے، اے نیل اگر تو اپنے ارادے سے بہتا ہے تو ہمیں تیری ضرورت نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے بہتا ہے تو اس کے حکم سے بہتا رہ۔
چنانچہ نیل اس سال سے چھ گز زیادہ پاٹ میں بہا اور ایک روایت میں ہے کہ رقعہ ڈالنے کے بعد کبھی نہیں ٹھہرا۔
(ازالۃ الخفا دوم ص ۳۳۸-۳۳۹)

سرخوں پر لڑنے والی فوجوں کی مدینہ شریف سے راہنمائی

محب طبری روایت عمرو بن الحارث روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ کہہ رہے تھے کہ اثنائے خطبہ میں آپ نے پکار کر کہا "يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ دُونَ يَمِينِ دُونَ يَمِينِ" (شک راوی ہے) پھر خطبہ پڑھنے لگے۔ بعض لوگوں نے کہا کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجنون ہو گئے ہیں کہ اثنائے خطبہ میں پکارنے لگے "يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ" (اے ساریہ سار کی اوٹ میں ہو جاؤ)۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی چونکہ آپ سے بے تکلفی تھی اس لئے آپ نے کہا اے لیر المؤمنین کیا آپ اثنائے خطبہ میں لوگوں سے باتیں کرتے ہیں۔ "يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ" کا کیا مطلب ہے؟

فرمایا واللہ یہ کلمہ مجھ سے بے اختیار نکلا ہے جب میں ساریہ (سالار لشکر کا نام ہے) اور ان کے اصحاب کو دیکھا کہ وہ پہاڑ کے قریب لڑ رہے ہیں اور اس کی اوٹ میں سے دشمن آگے پیچھے سے اکر ان پر حملہ کرتے ہیں تو میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکا "يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ" (کہ اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ میں ہو جاؤ) پھر کچھ زیادہ دن نہیں گزے کہ قاصد ساریہ کا نام لے کر آ موجود ہوا کہ دشمن سے ہمارا مقابلہ جمعہ کے دن ہوا۔ صبح سے ہم نے لڑائی شروع کی یہاں تک کہ جمعہ کا وقت آیا اور آسمان کا شہسوار (سورج) مغرب کی طرف جھکنے لگا۔ اس وقت ہمیں آواز سنائی دی کہ پکارنے والے نے پکار کر کہا، الجبل الجبل، ہم پہاڑ کی اوٹ میں ہو گئے اور ہم نے فتح پائی اور دشمنوں نے شکست۔
(ازالۃ الخفا دوم ص ۳۳۸)

علم غیب، سبحان اللہ

حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) سے روایت

کیا گیا ہے کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ

آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محراب سے ٹک کر بیٹھ گئے۔ پھر ایک عورت کھجوروں کا طباق لے

آئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے اس میں سے ایک کھجور اٹھائی اور کہا اے علی (رضی اللہ عنہ) کھاتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ

(صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے اپنا دست مبارک دراز کر کے کھجور میرے منہ میں دے دی۔ پھر ایک کھجور اور اٹھائی اور پھر یہی فرمایا کہ اے علی (رضی اللہ عنہ) کھاتے ہو؟ میں نے کہا

جی ہاں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ آپ نے یہ کھجور بھی میرے منہ میں دے دی پھر (یعنی میں بیدار ہو گیا اور) وضو کر کے مسجد میں گیا اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے پیچھے نماز پڑھی پھر آپ

محراب سے ٹک کر بیٹھ گئے۔ میں نے چاہا کہ خواب بیان کروں لیکن قبل بیان کرنے کے ایک عورت آئی اور مسجد کے دروازے پر کھڑی ہو گئی جو کھجور کا ایک طباق لے کر آئی تھی طباق

لے کر آپ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ آپ نے ایک کھجور اٹھا کر کہا اے علی (رضی اللہ عنہ) کھاتے ہو میں نے کہا ہاں آپ نے یہ کھجور میرے منہ میں رکھ دی۔ پھر دوسری کھجور اٹھا کر آپ نے

بھی کہا کہ اے علی (رضی اللہ عنہ) کھاتے ہو؟ میں نے کہا ہاں پھر آپ نے یہ کھجور بھی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان لٹا دی۔ میں چاہتا تھا کہ ان کھجوروں میں سے کچھ اور لیتا۔ آپ

نے کہا برادر من اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو زیادہ دیتے تو میں بھی زیادہ دیتا۔ میں نے تعجب کیا اور دل میں کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع کر دیا میرے خواب سے جو آج شب کو

میں نے دیکھا۔ آپ نے میری طرف دیکھا اور کہا اے علی (رضی اللہ عنہ) مومن نور دین سے دیکھتا ہے۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین (رضی اللہ عنہ) آپ نے سچ فرمایا میں نے ایسا ہی خواب

میں دیکھا ہے اور وہ ہی مزہ اور لذت پائی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے۔

حضرت مولیٰ اعلیٰ اور حسین کریمین رضی اللہ عنہم کی گواہی

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کہتے تھے ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ کی کسی گلی میں جا رہے تھے کہ ان کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ ملے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں سلام کیا اور ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ حسین رضی اللہ عنہما نے راہنی اور بائیں جانب سے دونوں کو گھیر لیا۔

راوی کہتا ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رونے کی حالت طاری ہوئی جیسا کہ اکثر شہوا کرتی تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا امیر المؤمنین آپ کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے زیادہ کس کو رونا چاہیے اے علی رضی اللہ عنہ میں اس امت کے کاموں کا والی ہوں اور اس کے متعلق احکام نافذ کیا کرتا ہوں اور مجھے معلوم نہیں کہ میں برا کرتا ہوں یا اچھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اللہ کی قسم آپ ایسا انصاف کرتے ہیں ایسا انصاف کرتے ہیں مگر ان کا رونا موقوف نہ ہوا۔ اس کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کچھ گفتگو کی، جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھی اور انہوں نے بھی ان کی حکومت اور عدل کی تعریف کی مگر ان کا رونا موقوف نہ ہوا۔ اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی ایسی ہی گفتگو کی تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کلام ختم ہوتے ہی ان کا رونا موقوف ہو گیا۔

اور انہوں نے (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا اے میرے بھتیجیو! کیا تم میرے عدل و انصاف کی گواہی خدا کے سامنے دو گے تو دونوں چُپ ہو گئے اور اپنے والد کی طرف دیکھنے لگے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جبکہ وہ زخمی ہوئے اور انہوں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے۔ اللہ کی قسم زمین میں آپ کے بعد اب کوئی نہیں ہے کہ میں اس کے ایسے اعمال نامہ کے ساتھ خدا سے رخصت کی آرزو کروں۔

ازالۃ الخفاء اول ص ۲۲۶

خود کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عبد کہتے تھے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
برسر منبر خطبہ میں فرمایا:

قَدْ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَكُنْتُ عَبْدًا وَقَادِمًا.
میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھا، میں آپ کا بندہ اور خادم تھا۔
ازالہ الخفا بحوالہ جالحق اول ص ۳۷۹

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام سے نماز ٹوٹی نہیں بلکہ کامل ہوتی ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جابرہ شریف لے گئے تو فتح بیت المقدس کا ذکر کیا بعد ازاں
آپ نے کعب اجار سے سوال کیا کہ میں نماز کس جگہ پڑھوں؟ انہوں نے کہا اس جگہ
کے پیچھے جہاں صخرہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے نہیں! بلکہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
نماز پڑھی تھی میں وہیں نماز پڑھوں گا۔ پھر آپ قبلہ رو ہو گئے اور جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
نماز پڑھی تھی وہیں آپ نے نماز پڑھی۔
ازالہ الخفا۔ اول ص ۳۳۲

قرابت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام

الریاض النضرۃ میں محمد بن علی سے روایت ہے
کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس مہینی چادرے آئے جو آپ نے مہاجرین و انصار
(رضی اللہ عنہم) کے درمیان تقسیم کر دیئے مگر ان میں کوئی ایسا چادرانہ تھا جو حضرت
امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے لئے مناسب ہوتا۔ اس لئے آپ نے
والی عین کو لکھا کہ دو چادرے اور بنا کر بھیج دیں جو امام حسن و امام حسین (رضی اللہ عنہما)
کے جسموں کے مناسب ہوں (یعنی ان کے ثایان شان ہوں) چنانچہ انہوں نے دو چادرے اور
بنوا کر بھیج دیئے۔ آپ نے انہیں وہ چادرے اور ڈھائے اور فرمایا جب لوگوں کو میں نے یہ
چادرے اور ڈھائے ہوئے دیکھا تو میں نہ دیکھ سکا (یعنی برداشت نہ کر سکا) کہ یہ چادرے ان دونوں
(امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما) کے جسموں پر نہ ہوں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر فاروق کے پاس آکر منبر پر چڑھا اور آپ سے کہنے لگا کہ میرے باپ کے منبر سے اتر جاؤ اور اپنے باپ کے منبر پر بیٹھو۔ آپ نے فرمایا میرے باپ کا کوئی منبر نہ تھا یہ فرما کر مجھے اپنے پاس بٹھالیا جب آپ منبر سے اترے تو مجھے اپنے گھر لے گئے اور فرمایا تمہیں یہ کس نے سکھلایا ہے نے کہا واللہ (اللہ کی قسم) کسی نے نہیں۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا فرزند من! تم ہمارے یہاں آیا کرو۔ بعد ازاں میں ایک روز آپ کے مکان پر گیا، اس وقت آپ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے تخلیہ (میں گفتگو) کر رہے تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما دروازے پر کھڑے تھے یہ لوٹے تو ان کے ساتھ میں بھی لوٹ آیا۔ بعد ازاں ایک روز آپ (یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے کہا، میں نے تمہیں بہت دنوں سے دیکھا نہیں۔ میں نے کہا یا امیر المؤمنین! میں آیا تھا مگر آپ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے تخلیہ کر رہے تھے، اور ابن عمر رضی اللہ عنہما دروازے پر تھے جب وہ واپس ہوئے تو ان کے ساتھ میں بھی واپس چلا گیا۔ فرمایا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت اجازت دینے جانے کے تم زیادہ مستحق ہو کیونکہ ہمارے سر پر یہ تاجِ خلافت اللہ تعالیٰ ہی نے رکھا ہے اور پھر اللہ عزوجل کے بعد آپ لوگ اس کا ذریعہ و سبب ہیں عبید بن جحین سے روایت کیا گیا ہے کہ حضرت امام حسن یا حضرت امام حسین حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہم) کی خدمت میں جانا چاہتے تھے کہ دروازے پر عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) آئے مگر انہیں اجازت نہیں دی گئی اس لئے وہ لوٹ گئے تو ان کے ساتھ حضرت امام حسن یا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما بھی لوٹ گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس اسی بھیجا۔ جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا، فرزند من! تم کیوں چلے گئے۔ آپ نے کہا، میں نے سمجھا کہ جب عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو اجازت نہیں دی گئی تو مجھے بھی اجازت نہیں دی جائے گی۔ فرمایا، اے فرزند من! تمہارے سوا کس نے ہمارے سر پر یہ تاجِ خلافت رکھا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مدائن فتح ہوا اور اس کا مال آیا تو آپ نے مسجد میں فرش بچھو دیا اور حکم

دیا کہ جس قدر مال ہے اس پر ڈال دیا جائے۔ بعد ازاں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم جمع ہو گئے۔ سب سے پہلے امام حسن رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا امیر المؤمنین اس مال میں میرا جو کچھ حق ہے مجھے دیجئے۔ آپ نے مرحبا کہا اور ایک ہزار درہم کا حکم دیا۔ آپ کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ آئے اور اپنا حق طلب کیا۔ آپ نے انہیں بھی مرحبا کہا، اور ایک ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آئے اور اپنا حق طلب کیا۔ آپ نے انہیں پانچ سو درہم دینے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے، امیر المؤمنین میں ایک قوی آدمی ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی سے میں نے تلوار ہاتھ میں لی ہوئی ہے۔ یہ اس وقت کا حال ہے جب کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما مدینہ کے کوچوں میں کھیلتے پھرا کرتے تھے، انہیں آپ ایک ایک ہزار درہم دیتے ہیں اور مجھے پانچ سو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہاں کیا تم بھی ان جیسے ماں باپ نانا نانی و چچا بھوپھی، ماموں خالہ لاسکتے ہو، ہرگز نہیں۔ ان کے والد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کی والدہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ان کے نانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نانی ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ان کے چچا جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ ان کے ماموں ابراہیم رضی اللہ عنہ بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی خالہ رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں ہیں۔

ازالۃ الخفا۔ دوم ص ۱۲۵-۱۲۶

ابن سعد سے روایت ہے کہ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اذن طلب کیا کہ آپ انہیں حج کی اجازت دیں مگر آپ نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جب انہوں نے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا اس سال نہیں بلکہ آئندہ میں تمہیں حج کی اجازت دوں گا۔ اور یہ میں اپنی رائے سے نہیں کہتا۔ ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا جحش نے کہا ہاں میں نے عام حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ عرض دوسرے سال اجازت المؤمنین رضی اللہ عنہم حج کے لئے لے گئیں۔ آپ نے ان کے ساتھ حضرت عثمان غنی اور حضرت

عبدالرحمن بن عوف (رضی اللہ عنہما) کو روانہ کیا اور فرمایا کہ ان دونوں میں سے ایک ان کے آگے رہے اور ایک پیچھے۔ جب وہ کہیں اتریں تو پہاڑوں کے دروں میں نہیں اتریں اور کسی کو اس طرف نہ آنے دیں۔ اور جب وہ بیت اللہ کا طواف کریں تو ان کے ساتھ بجز عورتوں کے اور کوئی طواف نہ کرے۔

یہی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری ازدواج رضی اللہ عنہم کی حفاظت و نگہداشت کرے وہ ملاق و بلائ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ اہمات المؤمنین رضی اللہ عنہم کون کون سے کون لے جائے گا، عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں، چنانچہ وہ انہیں حج کرانے لے گئے تو راستے میں ان کے ہوجوں پر چادر ڈالتے اور پہاڑوں کے دروں میں انہیں تار تے۔

اسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنے فرزند حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دی تو لوگ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو نشہ (اشتعال) دیتے یہاں تک کہ انہوں نے اپنے والد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا وجہ ہے کہ آپ مجھ پر اس شخص کو فضیلت دیتے ہیں جو مجھ سے افضل نہیں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے آپ نے دو ہزار (ششماہی) مقرر کئے اور میرے ایک ہزار پانچ سو (ششماہی) مقرر کئے۔ فرمایا اس لئے کہ زید رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ اور اسامہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ عزیز ہے۔ (ازالہ الخفا دوم) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی چچا زاد بہن شفا بنت عبداللہ العدویہ کو کھلا بھیجا کہ وہ صبح آپ کے پاس آئیں چنانچہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں گئی اور دروازے پر میں نے عائکہ بنت اسید بن ابی افضیض کو پایا۔ تھوڑی دیر میں ان سے باتیں کرتی رہی، اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مصلیٰ منگایا اور ان کو دیا۔ بعد ازاں ایک اور اس سے جھوٹا مصلیٰ منگایا اور مجھے دیا۔ میں نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ میں ان سے سابقہ الاسلام ہوں اور تمہاری چچا زاد بہن ہوں اور تم نے اپنا پیغام میرے پاس خود بھیجا تھا۔

آپ نے فرمایا میں نے یہ بڑا مصلیٰ تمہارے لئے ہی رکھا تھا، لیکن جب میں نے دیکھا کہ تم اور یہ ایک جگہ جمع ہو تو مجھے یہ بات یاد آگئی کہ انہیں تمہاری نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نزدیکی اور قرابت حاصل ہے۔

ازالۃ الخفا دوم ص ۳۱۵

ان اوصاف سے قطع نظر کر لینے کے بعد جو اصحاب علم لدنی نے آپ کے

اوصاف مبارکہ کا عجیب بیان

اندراپائے ہیں، جیسے آپ نے اپنی ہمت کے مطابق حق و باطل میں تفریق قائم کی حتیٰ کہ ہر مسئلہ اور ہر باب میں یہ بات پائی جاتی ہے جس کا ذکر بہت طویل ہے اور تمام اصحاب فہم اس امر پر مجبور ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں باعتبار شریعت تمام اوصاف موجود تھے جس میں سے کچھ تھوڑے سے مقتدا اور اکثر مسلمین نے ہم تک پہنچائے اور عامۃ المسلمین انہی کے ذکر سے رطب اللسان ہیں اور تاریخ میں ان کے حالات اس طرح ثبت ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی طبقہ ان سے استفادہ کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہ ایک عادل بادشاہ بھی ہیں کہ جنہوں نے اعلیٰ کلمۃ اللہ کی خاطر جہاد کیا، جزیرہ اور ٹیکس بھی بے انتہا وصول کیا، فتوحات بھی کیں، ان کے ہاتھ پر ایمان کی ترویج بھی ہوئی، مسلمانوں نے ان کے سایہ میں امان بھی پائی، حد و بھی قائم ہوئی اور علوم کا احیاء بھی انہی کے زمانے میں ہوا حتیٰ کہ محققین فقہاء جو احکام اور فتاویٰ کی مشکلات کو حل کرتے ہیں اور جن کے فتووں سے آج تک ایک عالم مستفید ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقلید پر مجبور ہیں جیسا کہ فقہائے اربعہ۔

ایسے ہی ثقافت محدثین جنہوں نے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حفظ کیا اور صحیح کو غیر صحیح سے علیحدہ کیا جیسا کہ بخاری اور مسلم علیہما الرحمۃ آپ کی تقلید پر مجبور ہیں۔ اسی طرح مفسرین کہ جنہوں نے قرآن مجید کے غرائب اس کی توجیہات اور اس کے اسباب نزول بیان کئے یہاں تک کہ اس فن کے ایام واحدی، بغوی اور بیضادی بھی مجبور ہیں۔

اسی طرح قراء کہ جنہوں نے الفاظ قرآن پاک کو یاد کیا اور تمام زندگی اس کی مشق اور تعلیم میں گذاری، جیسے عاصم اور نافع علیہما الرضوان۔

ایسے ہی مشائخ صوفیہ کہ جنہوں نے اپنی صحبت کے ذریعے گمراہوں کو راہِ نجات دکھائی اور جن سے عجیب عجیب کرامات ظاہر ہوئیں جیسے شیخ عبدالقادر جیلانی اور خواجہ نقشبند (رضی اللہ عنہما) اسی طرح وہ حکماء کہ جنہوں نے حکمتِ عملی کی تعبیر کی اور لوگوں کے کانوں تک اسے پہنچایا جیسے جلال الدین رومی، مصلح الدین شیرازی علیہما الرحمۃ۔ اسی طرح وہ شعراء بھی جو شریعت کے حامل نہیں اور جن کی زندگی مدحِ سرائی میں گزری جیسا کہ عرفی وغیرہ۔ بالفاظِ دیگر یوں سمجھ لیجئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مثال ایک مکان کی طرح ہے جس کے مختلف دروازے ہوں اور ہر دروازہ میں ایک صاحبِ کمال بیٹھا ہو مثلاً ایک دروازہ میں اسکندر اور ذوالقمرین بیٹھے ملک گیری، جہاں ستانی، اجتماع لشکر اور نہرِ میت اعداء کا درس دے رہے ہوں اور ایک در میں مہربانی و نرمی، رعیت پروری، عدل و انصاف کے ساتھ خوشیروان (اگرچہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل میں نوشیروان کا ذکر مناسب نہیں) اور ایک در میں علمِ فتاویٰ و احکام کے ساتھ امام اعظم یا امام مالک علیہما الرضوان اور ایک در میں رشدِ کامل مثل سیدنا عبدالقادر جیلانی یا خواجہ بہاؤ الدین نقشبند علیہما الرحمۃ اور ایک در میں کوئی محدث مثل ابو ہریرہ یا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ایک در میں قاری ہم پلہ نافع و عاصم اور ایک در میں حکیم مثل مولانا جلال الدین رومی یا شیخ فرید الدین عطار علیہما الرحمۃ اور لوگ اس مکان کے چاروں طرف جمع ہوں اور ہر حاجت مند اپنی حاجت کو اپنے صاحبِ فن سے طلب کرتا اور کامیاب ہوتا ہو۔

ازالۃ الخفا دوم ۴۲۸-۴۲۹

مقامات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ نے اسلام میں سبقت لی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ہدایت سے ابو عبیدہ بن جراح اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما سے ایک

دن پیشتر اسلام لائے اور آپ ان اتالیس آدمیوں میں سے ہیں کہ جن کے ساتھ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ملنے سے چالیس کی کمی پوری ہوئی۔

ازالۃ الخفاؤم ص ۴۳۲

منفرد فضیلت ذوالنورین رضی اللہ عنہ | آپ کے مسلمان ہونے کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنی صاحبزادی رقیہ (رضی اللہ عنہا) کا عقد آپ کے ساتھ کر دیا تھا آپ کو اپنی دامادی میں لے لیا اور آپ کے حسن سلوک سے بہت خوش ہوئے۔

ازالۃ الخفاؤم ص ۴۳۲

جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت غمگین ہوئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو آپ کی زوجیت میں دے دیا اور یہ ایسی فضیلت ہے کہ ان کے سوا کسی کو میسر نہیں۔ حضرت

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر میرے ہاں چالیس لڑکیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں دیتا جاتا، یہاں تک کہ ایک بھی باقی نہ رہتی۔

ازالۃ الخفاؤم ص ۴۳۶-۴۳۷

”آپ کا لقب ذوالنورین (دو نوروں والا) تھا“ (ازالۃ الخفاؤم۔ اول ص ۲۷۴)

ہاتھوں کی عظمت | واقعہ حدیبیہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پیغام صلح اور مسلمانوں کی تسکین دہی

کے واسطے (مکہ شریف) روانہ کیا۔ اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر مشہور ہو گئی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے) لڑنے مرنے کی بیعت لی اور اپنا ایک ہاتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے اٹھا کر کہا یہ میرا ہاتھ ہے اور یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے (خود) بیعت کی۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے اسی وجہ سے بیعت رضوان میں داخل ہیں۔ (ازالۃ الخفاؤم ص ۴۳۶)

دُودُ سَخَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا ایک سال ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے

زمانہ میں قحط پڑا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا صبح ہوتے ہی تمہاری تکلیف دفع ہو جائے گی۔ جب صبح ہوئی ایک شخص نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ہزار اونٹ گبیوں اور غلہ سے لدے ہوئے آئے ہیں۔ تجار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک چادر اوڑھے جس کے دونوں کنارے کندھوں پر ڈالے تھے، آٹے اور پوچھا کیا چاہتے ہو۔ ان لوگوں نے کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تمہارے ہزار اونٹ غلہ سے بھرے آرہے ہیں، آپ ہمارے ہاتھ فروخت کر ڈالئے تاکہ فقراے مدینہ پر کشادگی کریں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے کہا اندر چلے آؤ، وہ لوگ اندر چلے گئے۔ اتنے میں ہزار اونٹ کا غلہ آپ کے گھر میں گرایا گیا۔ آپ نے کہا تم لوگ شام کی خرید پر کتنا نفع دو گے۔ تاجروں نے کہا دس کے بارہ۔ آپ نے کہا اور لوگ زیادہ دیتے ہیں۔ تاجروں نے کہا ہم دس کے چودہ دیں گے۔ آپ نے کہا مجھے اس سے زیادہ ملتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا ہم دس کے پندرہ دیں گے۔ آپ نے کہا مجھے اس سے زیادہ ملتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا وہ زیادہ دینے والا کون ہے مدینہ میں تجارت کرنے والے تو ہم ہی لوگ ہیں۔ آپ نے کہا مجھے ہر درہم کے بدلے دس ملتے ہیں کیا تم اس سے زیادہ کر سکتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا نہیں۔

آپ نے کہا اتنے تاجرو! میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ یہ مدینہ کے محتاجوں پر صدقہ کرتا ہوں۔

عبداللہ (ابن عباس رضی اللہ عنہما) کہتے ہیں، میں رات کو سو رہا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ ایک عمدہ خچر پر سوار جلد از جلد جا رہے ہیں اور آپ ایک نور کا حلقہ پہنتے ہیں، اور ایک نور کی چھڑی آپ کے دست مبارک میں ہے اور جوتے تیسے نور کے ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان،

میں آپ کا بہت متشاق ہوں۔ آپ نے فرمایا میں عجلت میں ہوں، اس وجہ سے کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ہزار اونٹ غلہ صدقہ کیا ہے اور خدا نے ان کا صدقہ قبول کر لیا ہے، اس کے عوض جنت میں ان کی شادی کی ہے۔ میں ان کی شادی میں شرکت کرنے جا رہا ہوں۔

انالہ الخفا دوم ص ۲۴۰-۲۴۱

عثمان رضی اللہ عنہ جو کہیں کچھ حرج نہیں

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یوم الدار (محاصرہ کے دن) میں بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف دیکھ کر کہا کون شخص ان لوگوں (جیش العسرة) کو سامان دیتا ہے۔ خدا اس کو بخش دے۔ میں نے ان سب کو سامان دیا یہاں تک کہ کسی کو رسی دہار کی کمی نہ رہی، لوگوں نے کہا ہاں۔ ————— عبد الرحمن ابن نجیب سے اس قصہ میں مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ منبر سے اتر رہے تھے اور کہتے تھے کہ عثمان جو کچھ اس کے بعد کریں ان پر کچھ حرج نہیں۔ حضرت عثمان جو کچھ اس کے بعد کریں ان پر کوئی حرج نہیں۔

جابر بن عطیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اے عثمان خدا نے تم کو بخش دیا۔ جو کچھ تم نے پہلے کیا اور جو بعد میں کرو گے اور جو تم نے چھپا کر کیا اور جو تم نے ظاہر میں کیا، اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اس کو بغوی نے اپنے معجم میں بیان کیا ہے اور ابن عوف عبدی نے بھی اس کی تخریج کی ہے اور انہوں نے اتنا اور زیادہ نقل کیا ہے کہ وما کان وما هو کائن یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ ہونے والا ہے۔ (ازالہ الخفا دوم ص ۲۴۰-۲۴۱)

جب مسلمانوں نے حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ کچھ وصیت فرمائیں

خلافت اور بیعت

اور کسی کو خلیفہ بنائیں۔ آپ نے فرمایا، میں ان لوگوں سے زیادہ جن سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی اور خوش تشریف لے گئے ہیں کسی کو امرِ خلافت کا مستحق نہیں سمجھتا پھر آپ نے حضرت علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبد الرحمن کے نام لئے۔ رضی اللہ عنہم

ازالۃ النہقا، اول ص ۱۳۶

امام بخاری قصہ شہادت حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما پر سب کے اتفاق کرنے میں روایت کرتے ہیں کہ جب سب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دفن سے فراغت پالی تو وہ لوگ جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منتخب کیا تھا، ایک جگہ جمع ہوئے۔ حضرت عبد الرحمن نے فرمایا کہ تم لوگ (منجملہ چھ آدمیوں کے) تین کو اس کام کے لئے منتخب کر لو (تاکہ مستحقین کی کمی ہو جائے اور تعین میں آسانی ہو) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا، میں اپنی طرف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منتخب کرتا ہوں، اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو منتخب کرتا ہوں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کو منتخب کرتا ہوں۔

پھر حضرت عبد الرحمن نے (حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے) کہا۔ آپ دونوں میں سے جو اپنے لئے خلافت نہ چاہتا ہو، ہم خلیفہ کا انتخاب اسی کے متعلق کریں اور ہم اس کو خدا کی اور اسلام کی قسم دیتے ہیں کہ وہ خلافت کے لئے ایسے شخص کو منتخب کرے جو اس کے نزدیک افضل ہو، اس پر دونوں خاموش رہے۔

پھر حضرت عبد الرحمن نے فرمایا کہ کیا آپ لوگ اس انتخاب کو میری رائے پر چھوڑ سکتے ہیں اور میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ سب سے افضل شخص کے انتخاب میں کوتاہی نہ کروں گا۔ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہاں (آپ کی رائے پر چھوڑتے ہیں) پھر حضرت عبد الرحمن نے ان دونوں میں سے ایک یعنی (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ آپ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ قربت حاصل ہے اور اسلام لانے میں دیگر اصحاب پر وہ تقدم اور سبقت ہے کہ جسے آپ خوب جانتے ہیں۔ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا

ہوں کہ اگر میں آپ کو خلیفہ بناؤں تو آپ رعایا میں عدل کریں گے۔ اگر عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بناؤں تو آپ ان کا حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ پھر دوسرے یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کہا۔ پھر جب دونوں سے اقرار کر لیا تو کہا اے عثمان رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ لائیے یہ کہہ کر پہلے خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی اور حسب اقرار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعت کر لی اور پھر سب اہل مدینہ آتے گئے اور بیعت کرتے گئے۔

ازالۃ الخفا، اول ص ۱۴۳-۱۴۵

آپ نے علوم دین کی جو کچھ خدمت کی اس میں سے اشاعتِ جامع القرآن قرآن کے متعلق پہلی باتیں ہیں:

ایک یہ کہ لوگوں نے اپنے اپنے تلفظ و طبع زاد ترتیبوں سے قرآن اور اس کے اجزاء کو لکھ رکھا تھا، آپ نے ان کو منگا کر مٹا دیا اور شیخین کا مصحف جس کی فاروق اعظم نے سال ہا سال تصحیح کی تھی، ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے منگایا اور اس کی چند نقلیں تیار کر کے اطراف عالم میں بھیج دیں اور قریش کی لغت پر لکھنے کی بہت تاکید کی اور صرف احکام نافذ کر دیے کہ اسی قرآن کے موافق لکھیں۔ آپ کی اس کوشش سے امت کا تفرقہ اٹھ گیا، اور قرأت مشہورہ و شاذہ میں امتیاز ظاہر ہو گیا، اور تمام مسلمان ایک مصحف پر جمع ہو گئے اور اگر آپ ایسا انتظام نہ کرتے تو کتاب اللہ میں اگلی لغتوں کا ایسا جھگڑا پیدا ہو جاتا۔ دوسرے یہ کہ آپ نے قرأت تابعین کی ایک جماعت کو قرآن سکھایا اور آپ کی قرأت کا سلسلہ اس وقت تک باقی ہے۔

تیسرے یہ کہ نماز میں مثل شیخین کے قرأت طویل کرتے تھے تاکہ لوگ آپ سے سن کر اپنا تلفظ درست کر لیں۔

چوتھے یہ کہ آپ ابتدائے نزول قرآن میں اس کو لکھتے تھے۔

پانچویں یہ کہ تفسیر قرآن اور اوقات و مواقع نزول میں آپ بہت ماہر تھے۔

ازالۃ الخفا، دوم ص ۲۲۶

جمعہ کی دوسری اذان کا اضافہ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے

زمانہ میں جمعہ کی پہلی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا تھا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے لوگوں کا ہجوم زیادہ ہو گیا۔ آپ نے ایک اذان زیادہ کر دی اور اسی پر عمل جاری ہے۔

ازالۃ التحقاً دوم ۲۵۹

آپ کے دشمنوں کا انجام

ریاض میں ابو قتلابہ سے مروی ہے کہ

انہوں نے کہا میں اپنے رفقاء کے ساتھ شام میں تھا کہ ایک آدمی کی آواز سننی جو آگ کو پکار کر واویلا مچا رہا تھا۔ میں اٹھ کر اس کے پاس گیا، دیکھا کہ ایک آدمی بے دشت و پا آنکھوں سے اندھا اوندھا پڑا چلا رہا ہے۔ میں نے اس کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا۔

میں ان لوگوں میں سے ہوں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جرح کر گئے تھے جب میں ان کے قریب گیا، ان کی بی بی چلانے لگی۔ میں نے ان کے ہمارے بارے میں حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے کہا تجھے کیا ہو گیا ہے۔ خدا تیرے دونوں ہاتھ و پیر کاٹے، آنکھوں کو اندھا کرے اور تجھ کو آگ میں ڈالے۔ میرے اوپر سخت خوف طاری ہوا اور میں نکل کر بھاگ گیا۔ اور اب میری یہ حالت ہے، اور سوا آگ کے اب کوئی بددعا باقی نہیں رہتی۔ وہ کہتے ہیں میں نے اس سے کہا تیرے لئے رحمت سے دوری اور ہلاکت ہے

ریاض میں علی بن زید بن جردان سے مروی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ سعید بن مسیب نے مجھ سے کہا اس آدمی کے چہرے کی طرف دیکھو۔ میں نے اس کو دیکھا تو بالکل سیاہ تھا۔ میں نے کہا خدا بچائے۔ سعید نے کہا یہ علی و عثمان رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیتا تھا میں اس کو روکتا رہا، یہ باز نہ آیا۔ میں نے خدا سے دعا کی، اسے اللہ یہ ان لوگوں کو گالیاں دیتا ہے جن کا حال تو خوب جانتا ہے۔ اگر تجھ کو کہنا پسند ہے تو اس شخص میں نشانی

ظاہر کر دے۔ خدا نے اس کے چہرے کو سیاہ کر دیا، جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔
ازالۃ الخفاً دوم ص ۴۶۲

مولیٰ علی کی تصدیق کے ساتھ امام حسن رضی اللہ عنہما کی گواہی

امام حسن رضی اللہ عنہ خطبہ بیان کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور کہا اے لوگو میں نے کل رات کو ایک عجیب بات خواب میں دیکھی۔ میں نے دیکھا کہ خدا اپنے عرش پر ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور عرش کا پایا پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مونڈھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مونڈھے پر ہاتھ رکھا۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنا سر ہاتھ میں لئے ہوئے آئے اور کہا اے رب اپنے بندوں سے پوچھو کہ انہوں نے کس جرم میں میرا سر کاٹا۔ پھر آسمان سے زمین پر خون کے قطرے نازلے جاری ہو گئے۔ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا دیکھتے ہو حسن کیا بیان کر رہے ہیں۔ آپ نے کہا، انہوں نے جو کچھ دیکھا وہی بیان کرتے ہیں۔

ازالۃ الخفاً دوم ص ۴۶۳-۴۶۵

مقامات حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالبؑ

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہیت ہی قریب کا رشتہ رکھتے تھے اور شرافت نسب میں عالی مرتبہ تھے۔ آپ کے والد ابو طالب بن عبد المطلب اور والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھیں۔ ابو عمر کہتے ہیں، فاطمہ پہلی ہاشمی عورت ہیں جنہوں نے ہاشمی بچہ جناب امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے بھائی ان لوگوں میں سب سے اول ہیں جو طرفین سے ہاشمی النسب ہیں۔
ازالۃ الخفاً دوم ص ۴۸۷

بارہا آپ کے نفس قدسی پر شعاع نبوی کا پرتو پڑا، اور بڑے بڑے معجزات

آپ کے حق میں ظاہر ہوئے، اور فیضِ الہی نے ہمتِ نبویہ کو آپ کے کام میں صرف کیا جس سے آپ کے بہت سے مقامات قوت سے فعلیت میں آئے۔

ازالۃ الخفا، دوم ص ۵۲۶ - ۵۲۷

حاکم نے احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا جس قدر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل مروی ہیں اتنے کسی صحابی کے فضائل مروی نہیں۔

ازالۃ الخفا، دوم ص ۵۰۴

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں گئے اور لوگ بھی آپ کے ہمراہ ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی آپ کے ساتھ چلوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم اس سے خوش نہیں کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہر موسیٰ سے (علیہما السلام) اگر یہ کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے اور تمہارے یہاں رہے بغیر میرا جانا نہیں ہو سکتا۔

ازالۃ الخفا، دوم ص ۵۰۵

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس سردارِ عرب کو بلاؤ۔ میں نے کہا آپ سیدِ العرب نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں اور علی رضی اللہ عنہ سیدِ العرب ہیں۔

ازالۃ الخفا، دوم ص ۵۰۹

عبداللہ بن سعد بن زرارہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منعلق میرے پاس وحی میں تین باتیں نازل کی ہیں کہ وہ مومنوں کے سردار، مستقیوں کے امام اور نمازیوں کے افسر ہیں۔

ازالۃ الخفا، دوم ص ۵۱۱

ولادت کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی جو شرافت و بزرگی ظاہر ہوئی وہ یہ ہے کہ

ولادت باسعادت

آپ رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ حضرت فاطمہ (سنتِ اسد) کا
حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کعبہ شریف کے اندر جینا تو اتر کر پہنچ گیا ہے۔

ازالۃ الخفا دوم ص ۲۸۷

قبولِ اسلام
آپ سن بلوغ سے پہلے اسلام قبول کر چکے تھے
اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز
پڑھتے تھے۔ بہت سے صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ عنہم کی رائے ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
کے بعد آپ سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔

ازالۃ الخفا دوم ص ۲۸۷

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروردگار ہیں
حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر خدا کی
نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ تھی کہ قریش
پر سخت قحط سالی پڑی اور ابوطالب کثیر العیال تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا
عباس رضی اللہ عنہ (یہ بنی ہاشم میں بہت خوشحال تھے) سے فرمایا اے عباس تمہارے بھائی
ابوطالب کثیر العیال ہیں اور لوگوں پر جو وقت پڑا ہے اس کو تم دیکھ رہے ہو۔ ہمارے
ساتھ چلو تاکہ ان کا کچھ بوجھ ہلکا کر دیں یعنی ان کے گھر سے ایک ایک آدمی ہم اور تم لے لیں
اور ان کے بار سے ان کو نجات دلوادیں۔ حضرت عباس نے کہا اچھا، اور دونوں ابوطالب
کے پاس گئے ان سے کہا ہم چاہتے ہیں کہ تمہارے عیال کا کچھ بار ہلکا کریں یہاں تک
کہ لوگوں کا یہ وقت نکل جائے۔ ابوطالب نے کہا تم میرے عقیل کو (اور بروایت
ابن ہشام طالب و عقیل کو) میرے پاس چھوڑ دو اور ان کے سوا جس کو تمہارا جی چاہے
لے جاؤ۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لے کر سینہ سے لگا لیا۔ عباس نے
جعفر کو لے کر سینہ سے لگا لیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ برابر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
رہے یہاں تک کہ خدا نے آپ کو نبی (ظاہر) کر دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ پر ایمان لائے

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی اور جعفر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس اسی طرح رہے یہاں تک کہ وہ بھی مسلمان ہو گئے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مستغنی ہو گئے۔

ازالۃ الخفاء دوم ص ۴۸۸

زوج متول رضی اللہ عنہا ہوتا یا عت فصیلت ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا عقد آپ کے ساتھ کیا۔ اس کے آپ کی فصیلت بزرگی بہت بڑی ظاہر ہوئی۔ (ازالۃ الخفاء دوم ص ۴۹۲)

مومن اور منافق کی پہچان میں | حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے
ہے لو علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنا منافق ہونے کی علامت ہے
علی رضی اللہ عنہ کی محبت ایمان کی علامت

حجۃ اللہ بالقرن اول ص ۳۹۹

حُبِّ عَلِيٍّ آيَةُ الْإِيمَانِ وَبُغْضِ عَلِيٍّ نِفَاقٌ هُوَ۔ (روایت بخاری)

ازالۃ الخفاء اول ص ۵۲۹

اور نسائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا خدا کی قسم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ مجھ سے نہ دوستی کرے گا مگر مومن اور مجھ سے نہ بغض رکھے گا مگر منافق، اور ایسا ہی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

ازالۃ الخفاء دوم ص ۵۱۳-۵۱۶

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے

آپ کا چہرہ دیکھنا عبادت

مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ (ازالۃ الخفاء دوم ص ۵۱۲)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے

حضرت علی رضی اللہ عنہ پاک ہیں

مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی! میرے اور تمہارے سوا کسی کو حالت جنابت میں مسجد سے گزرنا درست نہیں۔

ازالۃ الخفا دوم ص ۵۱

آپ کے حکمت آمیز کلمات اس قدر ہیں کہ اشکا شمار نہیں ہو سکتا اور کیونکر ہو سکتے، جبکہ رسول خدا

باب مدینۃ العلم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت علی کریمؓ نے فرمایا چند کلمے ہیں اگر تم ان کی تلاش میں سواریوں پر سوار ہو کر چلو تو ان جیسے کلمات ملنے سے پہلے ان کی ہڈیوں کا مغز نکل جائیگا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

بندہ اپنے رب کے سوا کسی کی امید نہ رکھے

اور اپنے گناہوں کے سوا کسی سے نہ ڈرے

جاہل سیکھنے سے شرم نہ کرے

اور جب کسی سے ایسی بات کا سوال کیا جائے جو اسے معلوم نہ ہو تو "واللہ اعلم" کہنے

سے شرمندہ نہ ہو

اور جان لو صبر ایمان سے بمنزلہ سر کے ہے جسم سے، جس کا سر نہیں اس کا دھڑ نہیں

ازالۃ الخفا دوم ص ۵۳

اور جس کا صبر نہیں اس کا ایمان نہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں، پس جو علم

ازالۃ الخفا۔ دوم ص ۵۹

چاہے دروازہ پر آئے۔

شیخ الشیوخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے عوارف المعارف میں عبد اللہ بن حسن سے روایت

کی ہے کہ جب آیہ کریمہ (وتعینا اذن واعیہ) اور یاد رکھیں گے اس کو یاد رکھنے

والے کان) نازل ہوئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی! میں نے

خدا سے دعا کی ہے کہ وہ تمہارا کان ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس کے بعد میں کوئی بات نہیں

بھولا حالاً کہ اس سے پہلے بھول جایا کرتا تھا۔ (ازالۃ الخفا۔ دوم ص ۵۲۲)

ابو عمر نے سعید بن المسیب سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس حادثہ سے پناہ مانگتے تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حمل نہ ہو سکے۔ ابو عمر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجنونہ اور اس عورت کو جس نے چہرہ ہینہ میں وضع حمل کیا ہو رجم کا حکم سنایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا" الایہ۔ اور خدا نے مجنوں سے قلم اٹھایا ہے آخر حدیث تک۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے "لَوْلَا عَلِيٌّ لَهْلَكَ عَمْرٌ" (یعنی اگر حضرت علی نہ ہوتے تو حضرت عمر ہلاک ہو جاتے) رضی اللہ عنہما۔

ازالۃ الخفا۔ دوم ص ۵۲۳

ابو عمر نے عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ

آپ کے چند فیصلے

انہوں نے کہا ہم میں زیادہ فیصلہ کرنے والے علی رضی اللہ عنہ اور قاری ابی رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اس باب میں بہت سے عجائبات مروی ہیں۔

ابو عمر اور عاصم نے زین جہش سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا، دو آدمی صبح کا کھانا کھانے بیٹھے۔ ایک کے پاس پانچ روٹیاں اور دوسرے کے پاس تین تھیں جب کھانا ان دونوں کے سامنے رکھا گیا ایک اور آدمی کا اس طرف گزر ہوا، اس نے سلام کیا۔ دونوں نے کہا بیٹھو کھانا کھاؤ۔ وہ بیٹھ گیا اور ان کے ساتھ کھانے لگا۔ تینوں نے سب روٹیاں کھائیں۔ جب وہ اٹھ کر جاتے لگا تو اس نے دونوں کو آٹھ درہم دیئے اور کہا میں نے جو تم دونوں کی روٹی کھائی ہے اس کے عوض میں لے لو۔ دونوں لڑنے لگے۔ پانچ روٹی والے نے کہا پانچ درہم میرے ہیں اور تین تیرے ہیں، اور تین روٹی والے نے کہا میں تو برابر لوں گا۔ دونوں نے اپنا معاملہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا اور اپنا حال بیان کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین روٹی والے سے کہا اس کی روٹیاں زیادہ تھیں وہ تمہیں تین درہم

دیتا ہے لے لو۔ اس نے کہا میں اس سے راضی نہ ہوں گا، میں بے لاگ فیصلہ چاہتا ہوں۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا بے لاگ فیصلہ میں تیرے بیٹے ایک درہم ہے اور اس کے
لئے سات درہم۔ اس نے کہا سبحان اللہ یا امیر المؤمنین وہ مجھے تین درہم دیتا رہا میں راضی
نہ ہوا۔ آپ نے بھی اسی کا مشورہ دیا، اس سے بھی میں راضی نہ ہوا۔ اور اب آپ کہتے ہیں بے لاگ
فیصلہ یہ ہے کہ مجھے ایک ہی درہم ملنا چاہیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارا ساتھی تین درہم بطور صلح دیتا ہے تم نے کہا میں ٹھیک
فیصلہ چاہتا ہوں اور ٹھیک فیصلہ میں تمہارے لئے ایک درہم واجب ہے۔ اس نے کہا مجھے
یہ سمجھائیے کہ بے لاگ فیصلہ میں یہ کیونکر واجب ہوتا ہے تاکہ میں اسے منظور کر لوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا آٹھ روٹیوں کی چوبیس تہائیاں ہوئیں جنہیں تم تین آدمیوں
نے بل کر کھایا اور یہ معلوم نہیں کہ کس نے کم کھایا اور کس نے زیادہ اس لئے سب برابر سمجھے
جائیں گے۔ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا تیری نو تہائیاں تھیں اس میں سے تو نے آٹھ کھائیں
ایک باقی رہی۔ اور تیرے ساتھی کی پندرہ تہائیاں تھیں جس میں سے آٹھ اس نے کھائیں اور
سات باقی رہیں۔ اس (تیسرے) آدمی نے تیری ایک تہائی کھالی اور اس کی سات تہائیاں۔
اس لئے تجھے ایک درہم ملے گا اور اے سات درہم۔ اس نے کہا یا امیر المؤمنین اب میں راضی
ہو گیا۔
ازالۃ الخفا۔ دوم ص ۵۲۳

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سین کی طرف بھیجا وہاں
چار آدمی ایک کنویں میں گر کر مر گئے تھے جو شیر کے شکار کے لئے مگھو گیا تھا۔
پہلے ایک گرا اس نے دوسرے کا ہاتھ پکڑا، وہ گرنے لگا اس نے تیسرے کا ہاتھ پکڑ لیا۔
جب وہ گرنے لگا اس نے چوتھے کا ہاتھ پکڑ لیا اور چاروں اس کنویں میں گر گئے۔ شیر نے آکر
ان سب کو زخمی کیا اور اسی کے زخم سے سب مر گئے۔ ان کے ورثاء نے آپس میں جھگڑا کیا،
یہاں تک کہ قریب قتال کے نوبت پہنچ گئی۔ حضرت نے کہا میں تمہارا تصفیہ کئے دیتا ہوں
اگر تم اس سے راضی ہو گئے تو وہی فیصلہ ہے ورنہ میں تمہیں لڑنے سے روکوں گا کہ تم رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر اپنا فیصلہ کرالو۔

آپ نے کنواں کھوٹے والوں سے کہا، ربع (چوتھائی) اور ثلث (تہائی) اور نصف اور ایک پوری دیت جمع کر دو۔ پہلے کی ربع دیت ہے کیونکہ اس نے اپنے اوپر تین آدمیوں کو ہلاک کیا ہے اور دوسرے کی ثلث دیت ہے کیونکہ اس نے اپنے اوپر دو آدمیوں کو ہلاک کیا اور تیسرے کی نصف دیت ہے کیونکہ اس نے اپنے اوپر ایک آدمی کو ہلاک کیا اور چوتھے کی پوری دیت ہے۔

وہ لوگ اس فیصلے سے راضی نہ ہوئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مقام ہراہم کے قریب ان سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے اپنا واقعہ بیان کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارا فیصلہ کروں گا اور چادر کو زانو کے گرد لپیٹ کر بیٹھ گئے۔ ان میں سے ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ سنایا، آپ نے بھی اسی کو نافذ فرمایا۔

_____ زید بن ارقم سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے مین میں تین آدمی آئے جنہوں نے ایک لونڈی سے ایک ہی طہر میں صحبت کی تھی اور اس سے لڑکا پیدا ہوا۔ ہر ایک نے اس لڑکے کا دعویٰ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک سے کہا کیا تم بخوشی یہ لڑکا اس (دوسرے شخص) کو دے دو گے۔ اس نے کہا نہیں۔ اسی طرح آپ نے ہر ایک سے پوچھا کہ تم لڑکا اس کو بخوشی دے دو گے۔ سبھی نے انکار کیا۔ آپ نے کہا، معلوم ہوتا ہے تم جھگڑا کرنے والے شرکاء ہو۔ میں تمہارے درمیان قرعہ ڈالتا ہوں جس کے نام نکل آئے گا اس کو لڑکا دیوادوں گا، اور اس پر ڈوثلث قیمت کا تاوان ڈالوں گا۔ یہ واقعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس میں جو کچھ علی رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا اس کے سوا مجھے اور کوئی فیصلہ نظر نہیں آتا۔

جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو مین کی جانب بھینے لگے، آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے سن رسیدہ لوگوں کی طرف بھیتے ہیں حالانکہ میں کم سن ہوں اور مجھے قصا کا علم بھی نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو

میرے سینے پر دیکھا اور فرمایا خدا تمہیں ہدایت کریگا اور تمہاری زبان کو قابو میں رکھے گا۔ آخر حدیث تک۔ اس حدیث کے آخر میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے بعد مجھے فیصلہ کرنا دشوار نہیں ہوا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مجھے فیصلہ کرنے میں شہرہ نہیں ہوا، اور ایک روایت میں ہے کہ میں اس کے بعد برابر فیصلہ کرتا رہا۔

ازالۃ الخفاء دوم ص ۵۲۵ تا ۵۲۷

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا خدا کی قسم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو علم کے نو حصے حاصل ہیں اور دسویں حصہ میں تمام لوگ ان کے شریک ہیں۔

ازالۃ الخفاء دوم ص ۵۲۳

زید بن ارقم نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ اور مدینہ کے درمیان چند بڑے درختوں کے

من کنت مولاه فعلی مولاه

نیچے ٹھہرے۔۔۔۔۔ پھر نماز عشاء کے بعد خطبہ کہا اور فرمایا اسے لوگو! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑنے والا ہوں، جب تک تم ان کی پیروی کرتے رہو گے گمراہ نہ ہو گے، وہ دو چیزیں کتاب اللہ اور میری عترت میں۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں ہر ایک مسلمان کے نزدیک اس کی جان سے زیادہ عزیز ہوں؟ میں دفعہ فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں، پھر فرمایا "من کنت مولاه فعلی مولاه" جس کا میں مولی ہوں اس کے علی مولی ہیں۔ اور ایسا ہی بریدہ سلمی سے روایت کیا گیا ہے۔

ازالۃ الخفاء اول ص ۵۴۷

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا میں مولی ہوں پس علی رضی اللہ عنہ اس کے مولی ہیں۔

ازالۃ الخفاء دوم ص ۵۲۸

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک آپ کی فضیلت

حاکم نے بیان کیا ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تین باتیں ایسی حاصل تھیں کہ اگر ان میں سے ایک بات بھی حاصل ہو جاتی تو وہ مجھے جانوروں کے گلوں سے زیادہ محبوب تھی۔ لوگوں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین! وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ایک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کا عقد ہونا۔

دوسرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں رہنا حتیٰ کہ انہیں بحالت جنابت مسجد میں جانا درست تھا۔

تیسرے یوم خیبر میں نشان کاٹنا۔

ازالۃ الخفأ۔ دوم ص ۵۸

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلوایا اور کہا اے علی رضی اللہ عنہ تم میں کچھ عیسیٰ علیہ السلام کی شبابہت ہے یہودیوں نے ان سے بغض کیا اور ان کی والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان لگایا اور نصاریٰ نے ان سے دوستی کی اور ان کو اس مرتبہ پر پہنچایا جس کے وہ اہل نہ تھے۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، آگاہ رہو کہ میری بابت محبت میں غلو اور حد سے زائد تعریف کرنے والے اور بغض اور دشمنی کی وجہ سے مجھ پر بہتان یا بدھنے والے دونوں ہلاک ہوں گے۔ آگاہ رہو، نہ میں نبی ہوں نہ میری طرف وحی آتی ہے بلکہ میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہوں۔ جب میں تمہیں خدا کی اطاعت کا حکم دوں تم پر میری اطاعت واجب ہے خواہ تم پسند کرو یا نہ کرو۔ اور جب میں پا کوئی اور نافرمانی کا حکم دے تو خدا کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہ کرو۔ اطاعت صرف بھلائی میں ہے۔

ازالۃ الخفأ۔ اول ص ۳۱۸، دوم ص ۵۴

۱۔ حضرت مجدد القباہی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”حضرت امیر (علی) رضی اللہ عنہ کی محبت اہل سنت و جماعت ہونے کی شرط لازم ہے جو شخص اس محبت سے خالی ہے اہل سنت و جماعت سے خارج ہے اور خارجی کے نام سے موسوم ہے۔ اور جس نے اس محبت میں غلو سے کام لیا اور اصحاب خیر البشر علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق دشنام طرازی اور من و تشنیع کی زبان دراز کی۔ اس نے فسخی نام پایا۔ اہل سنت و جماعت۔ اعتدال کی راہ پر چلتے ہیں۔ افراط و تفریط دونوں مذموم ہیں۔“ (مکتوب ۳۔ دفتر دوم)

”شیعوں لوگوں کی خرابی محض اہل بیت کی محبت کی افراط سے ہوتی ہے۔“ (مبدأ و معاد منہما۔ ص ۴۶)

تفضیلی بدعتی اور مفتری ہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیخین (رضی اللہ عنہما) پر
فضیلت دینے والا شخص بدعتی اور متحقّق ہے

ہے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جو شخص مجھے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے
گا میں اس کو مفتری کی حد یعنی اسی دڑ سے (کوڑے) ماروں گا۔

علقہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ کچھ لوگ انہیں حضرت
ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے افضل جانتے ہیں تو آپ منبر پر چڑھے اور اللہ کی حمد و ثناء بیان
کی پھر فرمایا اے لوگو! مجھے خبر پہنچی ہے کہ بعض لوگ مجھے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما
پر فضیلت دیتے ہیں، اور اگر مجھے پہلے کبھی یہ خبر مل چکی ہوتی اور میں اس کی ممانعت کا اعلان
کر چکا ہوتا اور اس کے بعد آج پھر مجھے یہ خبر ملتی تو میں اس پر سزا دیتا۔ لہذا آج کے بعد
اگر میں یہ بات کسی سے سنوں گا تو وہ کہنے والا مفتری ہے، اس پر مفتری کی حد ہے۔

پھر آپ نے فرمایا اس امت کے بہترین اشخاص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ابو بکر ہیں
پھر عمر رضی اللہ عنہما۔ ان کے بعد اللہ بہترین امت سے زیادہ باخبر ہے کہ وہ کون ہے۔ راوی
کا بیان ہے کہ اس مجلس میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ اگر حضرت
علی رضی اللہ عنہ تیسرے شخص کا نام لیتے تو ضرور حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کا نام لیتے۔

ازالۃ الخفا۔ اول ص ۱۵۷

قرآن اور حضرت علی رضی اللہ عنہ علیحدہ نہ ہوں گے

ابو عمر نے ابو الطفیل سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ خطبہ
بیان کر رہے تھے۔ میں پہنچا وہ فرما رہے تھے کتاب اللہ میں جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھو
خدا کی قسم کوئی ایسی آیت نہیں کہ میں نہ جانتا ہوں کہ رات میں نازل ہوئی یا دن میں۔ الخ

ازالۃ الخفا دوم ص ۵۲۳

حاکم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فرماتے تھے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔

ازالہ التحفہ دوم ص ۵۴۷

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

حق علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ

نے فرمایا خدا علی رضی اللہ عنہ پر رحم کرے۔ الہی تو ان کے ساتھ حق کو کرے جہاں کہیں ہوں۔

ازالہ التحفہ دوم ص ۵۴۸

قیس بن عباد سے روایت ہے کہ حضرت

بیعت خلافت

علی رضی اللہ عنہ جنگ جمل کے روز فرماتے تھے،

خداوند! میں عثمان رضی اللہ عنہ کے خون سے تیرے سامنے اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں اور

بے شک جس دن عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے میری تو عقل ٹھکانے نہ رہی تھی، اور میں نے

اپنے دل کی حالت متعیر پائی۔ لوگ میرے پاس بیعت کے لئے آئے تو میں نے ان

سے کہا خدا کی قسم مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اس قوم سے بیعت لوں جس نے ایک ایسے شخص

کو شہید کیا جس کے لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کیا ہم اس شخص سے جیا

نہ کریں جس سے فرشتے جیا کرتے ہیں اور بے شک میں خدا سے شرم کرتا ہوں کہ میں تم سے

بیعت لوں اس حال میں کہ عثمان رضی اللہ عنہ مقتول پڑے ہوئے ہیں اور ابھی تک دفن نہیں ہوئے۔

میرے یہ کہنے سے وہ لوگ واپس ہو گئے۔

پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دفن کر دیئے گئے تو وہ لوگ پھر میرے پاس آئے

اور مجھ سے بیعت کی درخواست کی۔ میں نے اپنے دل میں کہا، خدا یا میں اس چیز یعنی خلافت

سے ڈر رہا ہوں جس پر میں لوگوں کے کہنے سے جانا چاہتا ہوں۔ الغرض میں نے بہت

پہلو تہی کی مگر ضرورت درپیش ہوئی اور میں نے لوگوں سے بیعت لی۔ پھر لوگوں نے مجھے

یا امیر المؤمنین کہا تو گویا میرا دل اس کلمے کے سننے سے پاش پاش ہو گیا اور میں نے

بارگاہِ الہی میں بہ کمالِ عجز و زامی کہا کہ خداوند امجد سے عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لے لے
بیان تک کہ وہ راضی ہو جائیں۔
ازالہ التحفہ۔ اول صد ۱۴۲

مقابلہ کرنے والوں اور مد سے مجھے لے سنے والوں کا معاملہ

حضرت عائشہ، طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کا خطابی فی الاجتہاد اور ان کا معذور اور من زمرہ
من اجتہد فقد اخطا فله اجر واحد (یعنی جس نے اجتہاد کیا اور اس میں خطا کی اس کے لئے
ایک اجر ہے) ہونا اس وجہ سے ہے کہ وہ شیعہ سے متمسک تھے اگرچہ اس سے قوی دلیل
موجود تھی۔ اس شیعہ کے پیدا ہونے کے دو سبب ہیں ایک یہ کہ خلافت حضرت رضی اللہ عنہ
منعقد نہ ہوئی تھی اس لئے کہ اہل حل و عقد نے غور و فکر اور مسلمانوں کی مصلحت دیکھ کر
بیعت نہ کی تھی۔

ابونضر نے بیان کیا کہ بنی سلمہ کی مسجد میں قبیلہ ربیعہ کے لوگوں نے طلحہ رضی اللہ عنہ سے
گفتگو کی اور کہا ہم دشمنوں کے مقابلہ میں تھے کہ ہمارے پاس خبر پہنچی کہ تم نے ان (نہر
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بیعت کر لی پھر تم ہی ان سے لڑتے ہو۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں چلی کے
پتھر کے نیچے دیا یا گیا اور میری گردن پر تلوار رکھ دی گئی اور کہا گیا کہ بیعت کر لو ورنہ تمہیں
قتل کر ڈالیں گے۔ وہ کہتے ہیں میں نے بیعت کر لی اور جان لیا کہ یہ بیعت گمراہی کی ہے۔
جلد بن حکیم نامی عراق کے منافق نے زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے تو بیعت کی تھی۔
زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا، تلوار میری گدھی پر رکھ کر کہا گیا کہ بیعت کر لو ورنہ قتل کر ڈالیں گے۔
ام راشدہ ام ہانی کے پاس تھیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور کھانا مانگا اور کہا، کیا
بات ہے تمہارے یہاں برکت نظر نہیں آتی۔ ام راشدہ کہتی ہیں، ام ہانی نے کہا سبحان اللہ
خدا کی قسم میرے یہاں برکت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میری مراد بکری تھی ام راشدہ
کہتی ہیں پھر وہ نیچے گئیں زینہ کے پاس دو آدمی ملے جو ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ
ہمارے ہاتھوں نے بیعت کی ہے مگر ہمارے دلوں نے نہیں کی۔ ام ہانی کہتی ہیں میں

نے پوچھا یہ کون ہیں، لوگوں نے کہا طلحہ وزیر رضی اللہ عنہما۔ انہوں نے اگر بیان کیا میں نے ان کو آپس میں کہتے سنا ہے کہ ہمارے ہاتھوں نے ان کی بیعت کی ہے اور ہمارے دلوں نے نہیں کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مَنْ مَلَكَ فَإِنَّمَا يَمْلِكُ عَلَى نَفْسِهِ وَ مَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَمِثْلُ نَفْسِهِ أَجْرًا عَظِيمًا۔ (جس نے عہد شکنی کی اس کا وبال اس پر ہے اور جس نے اپنے اس عہد کو پورا کیا (جو اس نے خدا سے کیا ہے) خدا اس کو عنقریب بڑا بدلہ دے گا)

دوسری وجہ شہد کی یہ تھی کہ قصاص حق ہے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ قصاص لینے پر قادر ہیں پھر ذی النورین رضی اللہ عنہ کا قصاص نہیں لیتے بلکہ اس کے مانع ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خود بھی ان لوگوں کی خطا اجتہادی کے قائل تھے۔

لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اصحابِ جبل کی بابت دریافت کیا کہ کیا وہ لوگ مشرک ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا شرک تو وہ چھوڑ چکے ہیں۔ لوگوں نے کہا کیا وہ منافق ہیں؟ آپ نے کہا منافق خدا کو بہت ہی کم یاد کرتے ہیں۔ لوگوں نے کہا پھر وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ ہمارے بھائی ہیں۔ انہوں نے ہم پر بغاوت کی اور آپ نے کہا، میں امید کرتا ہوں کہ میں اور وہ ان لوگوں کی طرح ہوں گے کہ جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَ نَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّقَابِلِينَ۔ (اور ہم نے انکے دلوں کے کینے نکال دیا۔ بھائیوں کی طرح آمنے سامنے تختوں پر بیٹھتے ہیں) یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے اگر خصم (دشمن) اس کو نہ مانے اور ان کی رائے کو خطا اجتہادی سے شمار نہ کرے بلکہ سنیات میں گتے تو ہم پیش کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ۔

فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَ آخَرُوا مِن دِيَارِهِمْ وَ آوَدُوا فِي سَبِيلِي وَ قَاتَلُوا وَ قُتِلُوا
لَا كُفْرَانَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَ لَدَخَلْنَاهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ۔ (پس جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے

لے حاشیہ آمدہ صفحہ پر

گئے اور خدا کی راہ میں ان کو تکلیف دی گئی اور انہوں نے مقابلہ کیا اور قتل کئے گئے تو ہم ضرور ان کی برائیوں کو معاف کر دیں گے اور البتہ ضرور ان کو ان جنتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، خدا کی طرف سے بدلہ ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شاید اہل بدر کے دلوں پر مطلع ہو کر کہا ہو۔ اعلما ما شئتم فقد غفرت لکم (تمہارا جو جی چاہے عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا)۔

عمار بن یاسرؓ نے بیان کیا ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس طریقہ پر اس لئے چلیں (حالانکہ خدا کی قسم وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا و آخرت میں بی بی ہیں) کہ خدا اس سے آزمائے کہ ہم میں کون ان کی پیروی کرتا ہے اور کون حضرت علی رضی اللہ عنہ کی۔ لوگوں نے ابو سعید کے سامنے حضرت علی، عثمان، طلحہ، زبیر رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا ان کی خدمات سابقہ پیلے گزر چکیں، پھر وہ فتنوں میں مبتلا ہوئے۔ لہذا ان کے معاملہ کو خدا پر چھوڑ دو۔ پھر ان لوگوں کا اپنی رائے سے رجوع کرنا بھی منقول ہے۔ ابو بکر نے حضرت عائشہؓ سے کہا یہ سداویت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں چاہتی ہوں کہ ایک تر شاخ ہوتی اور وہاں (جنگِ جمل میں) ہن جاتی۔

متعدد طریقوں سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگِ جمل کے دن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا، میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں یاد ہے جب ہم تم سے سرگوشی کر رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہارے پاس آ کر فرمایا کیا تم ان سے سرگوشی کرتے ہو حالانکہ خدا کی قسم یہ تم سے ایک دن ضرور لڑیں گے اور یہ

۱۔ بہارِ شریعت میں ہے کہ "ان صاحبوں سے بمقابلہ امیر المؤمنین مولیٰ علی کریم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم خطا و اجتہادی واقع ہوئی مگر ان سب نے بالآخر رجوع فرمایا۔ عرفِ شرع میں بغاوت مطلقاً بمقابلہ امام برحق کو کہتے ہیں عناداً ہو خواہ اجتہاداً، ان حقارت پر پوچھنا رجوع اس کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ گروہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حسبِ اصطلاح شرعیہ اطلاق قرعہ ہائیکہ آیا ہے مگر اب کہ باغی بمعنی مضد و معاند و رکش ہو گیا اور دشنام سمجھا جاتا ہے اب کسی صحابی پر اس کا اطلاق جائز نہیں۔ (بہارِ شریعت اول ص ۵۹ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

تم پر زیادتی کرنے والے ہوں گے۔ راوی کہتا ہے زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی سواری کے رخ کو پھیر دیا اور رزم گاہ سے لوٹ گئے۔ _____ معرکہ سے لوٹنے کے بعد ابن جرموز نے ان (یعنی زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ) کو شہید کر ڈالا۔

قیس سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جنگِ جمل کے دوران مروان بن حکم نے حضرت طلحہ کے ایک تیر مارا جو ان کے گھٹنے پر لگا اور برابر خون جاری ہو گیا۔ جب اس کو بند کرتے بند ہو جاتا اور جب پھوڑ دیتے پھر جاری ہو جاتا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس کو تھوڑ دو، یہ تیر قضا سے کہ خدا کی طرف سے آیا ہے، پھر انتقال کر گئے۔

حاکم نے ثور بن مخرّاتہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا جنگِ جمل کے دن طلحہ کے پاس سے میرا اس وقت گزر رہا جبکہ ان کا دم واپس تھا۔ انہوں نے مجھے کہا تم کن کے اصحاب میں سے ہو؟ میں نے کہا امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب سے۔ انہوں نے کہا اپنا ہاتھ پھیلاؤ میں تم سے بیعت کروں گا۔ میں نے ہاتھ پھیلا دیا انہوں نے بیعت کی اور ان کا دم نکل گیا۔ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہو کر ان کو خبر دی۔ آپ نے کہا اللہ اکبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ خدا نے تمہارا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ جنت میں بغیر میری بیعت کے داخل ہوں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مجتہد مخطلی معتذر ہونا اس وجہ سے ہے کہ وہ بھی شہرہ سے متمسک تھے اگرچہ میزانِ شرع میں اس سے وزن دارِ حجت موجود تھی، یہ شہرہ وہی تھا جو اصحابِ جمل کو پیش آیا لیکن اس میں اتنا اشکال اور بھی بڑھا ہوا تھا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام نے بیعت بھی نہ کی تھی اور جانتے تھے کہ خلافت کا پورا ہونا تسلط اور احکام نافذ

۱۔ شاہِ اولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت زبیر بن عوام عشرہ مبشرہ میں ہیں۔ جنگِ جمل میں حضرت علی مرتضیٰ سے قتال کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ سے فرمایا تھا کہ ابنِ صفیہ (زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ) کے قاتل کو دوزخ کی خبر دینا چنانچہ ابن جرموز نے جس وقت جا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر دی کہ میں نے آپ کے دشمن زبیر کو قتل کر دیا اور یہ ان کی تلوار ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، واللہ یہ وہی تلوار ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے مصائب کو دفع کیا ہے اور تو دوزخی ہے۔

ازالۃ الخفاء اول صفحہ ۲۷

ہونے سے ہے، اور یہ بات ابھی متحقق نہیں ہوئی۔ پھر حکیم کے معاملہ نے اس خیال کو اور راسخ کر دیا اور حدیث صحیح میں وارد ہے کہ دَعَوْتُهُمَا وَاجِدَهُ (دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا)۔ ایک مسئلہ نہایت غامض باقی رہ گیا ہے جس میں اکثر کے پیر پھیل چکے ہیں، وہ یہ کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد سے پیچھے رہنے والے مجتہد مصیب تھے یا حاوی معذور، بندہ (شاہ ولی اللہ) کے نزدیک جو بات پایہ ثبوت کو پہنچی وہ یہ ہے کہ وہ لوگ عزیمت پر تھے اور احادیث صحیحہ متواتر المعنی سے مستدل تھے۔

ازالۃ التحفادوم ۵۲ تا ۵۵

سُورِحِ اَلطَّيْرِ اَوَّلُ بِطَانَةِ نَمَازِ عَصْرِ اَوَّلِ اَسْمَاءِ بِنْتِ عَمِيْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

(کسی طریق سے) روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز صہبیا میں پڑھی، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی کام پر بھیجا۔ جب وہ واپس آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کی نماز پڑھ چکے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھ لیا اور غروب آفتاب تک سر نہ ہلایا۔ جب آفتاب غروب ہو گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے علی! کیا تم عصر کی نماز پڑھ چکے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ تیرا بندہ علی رضی اللہ عنہ تیرے نبی کے کام میں تھا تو اس پر آفتاب کو واپس کر دے۔ اسماء (رضی اللہ عنہا) کہتی ہیں، پھر آفتاب نکل آیا۔ یہاں تک کہ اس کی دھوپ پہاڑوں اور زمین پر پھیل گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر وضو کیا اور عصر کی نماز پڑھی، پھر آفتاب غروب ہو گیا۔ یہ واقعہ صہبیا میں ہوا تھا۔ (طحاوی نے بھی شکل اللہ میں اسے نقل کیا ہے)۔ حافظ جلال الدین سیوطی نے کشف اللبس فی حدیث رد الشمس کے ایک مقام میں لکھا ہے کہ رد الشمس ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے۔ ازالۃ التحفادوم ۵۲-۵۳

حضرت علی رضی اللہ عنہ ولایت کے لئے واسطہ ہیں

مجھے (شاہ ولی اللہ کو) میرے چچا نے بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایسے

راستے پر چل رہا ہوں جہاں کوئی اور نہ تھا۔ پس اچانک ایک مرد نے اشارہ کیا کہ میرے پاس آؤ، پھر اس بزرگ مرد نے فرمایا اے سست چال مرد!

میں نے علی رضی اللہ عنہ ہوں۔ مجھے تیری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا ہے تاکہ میں تجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے چلوں۔ میرے چچا نے پھر فرمایا کہ ہم بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میرے ہاتھ کو اپنے ہاتھ کے نیچے رکھ لیا اور اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو کیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ابو رضا محمد کا ہاتھ ہے۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت فرمائی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء اللہ کے درمیان واسطہ ہوں اور میری طرف اشارہ کیا اور پھر ذکر تلقین کیا۔

در الثمین، حدیث ۲۹، انفاس العارفين ص ۱۴۲-۱۴۳

کرامات

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گزر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کے مقام پر ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اس جگہ ان کے اوٹھ ٹھہریں گے اور اس جگہ ان کے پالان رکھے جائیں گے اور اس جگہ ان کا خون بہایا جائے گا۔ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند نوجوان یہاں شہید ہوں گے جن پر آسمان و زمین روئیں گے۔

حادث سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ معرکہ صفین میں تھا۔ شام کے ایک اوٹھ کو میں نے دیکھا کہ وہ آیا اور اپنے سوار اور پالان کو

لے سیتا مجھ سے والفت ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

اسے بھائی چونکہ حضرت امیر (سیدنا حضرت علی) رضی اللہ عنہ ولایت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا بوجہ اٹھانے والے ہیں اس لئے اقطاب و ابدال و اوتاد کے مقام کی تربیت حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی امداد و اعانت کے سپرد ہے۔ قطب الاقطاب یعنی قطب مدار کا سر حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے قدم کے نیچے ہے۔

قطب مدار انہی کی حمایت و رعایت سے اپنے ضروری امور کو سرانجام دیتا اور ولایت کے ہمدرد ہوتا ہے حضرت فاطمہ اور امین بھی اس مقام میں حضرت امیر رضی اللہ عنہم کے ساتھ شریک ہیں۔

(مکتوب نمبر ۲۵۱۔ دفتر اول)

گرا کر صفوں کے اندر گھستا چلا گیا اور حضرت علیؑ کے پاس پہنچ کر اپنی تھوٹھنی کو آپ کے سر اور مونڈھے کے درمیان رکھ دیا اور سر اور مونڈھے کو اپنی گردن سے ہلانے لگا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا یہ ایک نشانی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائی تھی۔

حضرت علیؑ نے ایک حدیث بیان کی ایک آدمی نے آپ کی تکذیب کی آپ نے کہا اگر میں سچا ہوں تو تجھ پر بددعا کروں، اس نے کہا ہاں۔ آپ نے اس پر بددعا کر دی۔ وہ لوٹنے بھی نہ پایا تھا کہ اس کی ایک آنکھ جاتی رہی۔

ازالۃ الخفا دوم ص ۵۳۳-۵۳۴

آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پر پورا یقین تھا

فضالہ بن ابی فضالہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں اپنے والد کے ساتھ بیچ کی طرف حضرت علیؑ کی عیادت کرنے گیا۔ وہ بیمار تھے میرے والد نے ان سے کہا تم کیوں ایسی جگہ رہتے ہو کہ اگر مر جاؤ تو یہاں سوا اعراب جہنمیہ کے اور کوئی گور و کفن کرنے والا بھی نہیں۔ آپ مدینہ چلیں اگر وہاں انتقال ہوا تو تمہارے اصحاب تمہارا گور و کفن کریں گے اور تمہاری نماز پڑھیں گے۔ ابو فضالہ رضی اللہ عنہ اہل بدر میں تھے۔ حضرت علیؑ نے کہا میں اس درد سے نہ مروں گا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ میں اس وقت تک نہ مروں گا کہ میرے تلوار کا زخم لگایا جائے اور میری داڑھی میرے خون سے تر ہو۔ ابو فضالہ رضی اللہ عنہ آپ ہی کی طرف سے صفین میں شہید ہوئے۔

ازالۃ الخفا دوم ص ۵۳۴، ۵۳۸

خصائص میں ہے کہ طبرانی و ابو نعیم نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا، تم امیر بنائے جاؤ گے، اور تم مقتول ہو گے اور یہ داڑھی اس سر کے خون سے رنگین ہوگی۔ (ازالۃ الخفا دوم ص ۵۳۹)

حاکم نے اس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت علیؑ بیمار تھے، میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ان کی عیادت کو گیا۔ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما

ان کے پاس بیٹھے تھے۔ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ہٹ گئے یہاں تک کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔ پھر ان دونوں نے ایک دوسرے سے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ یہ نہ بچیں گے۔
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مقتول ہو کر مریں گے۔ (ازالۃ التحفہ دوم ص ۵۴۴)

آپ کو شہید کرنے والا بدترین آدمی سے

حاکم نے طویل حدیث میں عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا غزوہ ذی العسر میں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ تھا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم سے دو بدترین آدمیوں کو نہ بیان کر دوں؟ ہم نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ آپ نے فرمایا

ایک (بدترین آدمی) ثمود کا احمیر جس نے اونٹنی کا پاؤں کاٹا۔

دوسرا اے علی وہ ہے جو تمہاری پیشانی پر تلوار مارے گا یہاں تک کہ اس کے خون سے ڈاڑھی تر ہو جائے گی۔
ازالۃ التحفہ دوم ص ۵۴۴

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

حاکم کی روایت ہے۔۔۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان کے بیٹے امام حسن رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں حمد و شہادہ کے بعد کہا۔ اس رات ایسے شخص کا انتقال ہوا ہے کہ جس پر نہ اگلے کسی عمل میں سبقت لے گئے اور نہ پچھلے اس کو پاسکتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کو لسان دیتے تھے۔ وہ مقابلہ کرتے اور جبرائیل علیہ السلام ان کے دائیں بازو پر اور میکائیل علیہ السلام بائیں بازو پر سوتے تھے اور بغیر فتح کئے واپس نہ سوتے۔

انہوں نے سوا چھ سو درہموں کے اور کچھ مال نہیں چھوڑا۔ یہ بھی تقسیم کرنے سے بچ رہے تھے جن کو اپنے گھر والوں کے لئے مخادم خریدنے کے لئے چھوڑ دیا تھا۔

پھر کہا اے لوگو جو مجھے پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے اور جو نہیں پہچانتا ہے

تو میں بیان کئے دیتا ہوں کہ میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما ہوں۔ اور میں ابن نبی ہوں اور میں ابن وصی ہوں، میں ابن بشیر و ابن مذیر ہوں۔ میں اس شخص کا بیٹا ہوں جو خدا کے حکم سے خدا کی طرف بلانے والا ہے اور میں اس کا بیٹا ہوں جو سراج منیر (روشن چراغ) ہے۔ میں اس گھرانے سے ہوں کہ جن کے پاس جبرائیل علیہ السلام اترتے ہوں اور جن کے پاس سے آسمان کو صعود کرتے تھے۔ اور میں اس گھرانے سے ہوں جس سے ناپاکی کو خدا نے دور کیا، اور ان کو خوب پاک و صاف کر دیا۔ اور میں اس گھرانے سے ہوں جن کی محبت کو خدا نے ہر مسلمان پر فرض کر دیا اور فرمایا: **وَمَنْ يَفْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حَسَنًا** (جو نیکی کمائے گا ہم اس میں اس کے لیے بخوبی زیادہ کریں گے) پس نیکی کمانا ہماری (اہلیت کی) محبت ہے الخ۔

ازالہ الخفا، دوم ص ۵۵

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کے دو گروہوں کی صلح

بخاری نے حضرت حسن سے روایت کی ہے اور انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ بیان فرما رہے تھے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آگئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے خدا نے عزوجل اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرادے۔

ازالہ الخفا، دوم ص ۵۴۲، ما قبل ص ۳۴۴

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بناتے وقت فرمایا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں

اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم

کے ساتھ بہتری چاہے گا تو میرے بعد سب لوگوں کو اس پر متفق کر دے گا جو ان سب سے بہتر ہو (حکم)

ازالہ الخفا، اول ص ۵۵

مسلم کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑتا ہوں، ان میں ایک کتاب اللہ ہے اس میں ہدایت و روشنی ہے اسے لو اور اس سے تمسک کرو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنزید

تاکید کتاب اللہ پر عمل کرنے پر تخریص و ترغیب دلالی، پھر فرمایا دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں خدا کا خوف دلاتا ہوں۔ دو دفعہ فرمایا۔ اس کے بعد حصین نے زید بن ارقم سے پوچھا کیا ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم اہل بیت میں داخل ہیں؟ زید بن ارقم نے کہا ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم تو اہل بیت میں داخل ہیں مگر بالخصوص اہل بیت وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام کیا گیا ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام کیا گیا؟ انہوں نے کہا آل علی، آل عقیل، آل جعفر، آل عباس رضی اللہ عنہم، ان پر صدقہ حرام کیا گیا ہے۔

ازالة الخفاء اول ص ۵۶

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے کو لے کر حضرت علی، حضرت فاطمہ الزہرا، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم پر رکھا اور پڑھا

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔

ازالة الخفاء دوم ص ۵۰

مسلم اور ترمذی نے سعد بن ابی وقاص سے روایت نقل کی ہے کہ جب آیت کریمہ قل تعالوا ندع ابناتنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم نازل ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی و فاطمہ الزہرا حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بلا کر فرمایا اے خدا یہ میرے اہل بیت ہیں۔

ازالة الخفاء دوم ص ۴۹۸، ۵۳

زید بن ارقم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم سے فرمایا جس سے تم لڑو اس سے میری بھی لڑائی ہے اور جس سے تم صلح کرو اس سے میری بھی صلح ہے۔ (ازالة الخفاء دوم ص ۵۱۲)

ہدایت، عزت رسول کے دامن سے ابستہ رہنے پر منحصر ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑنے والا ہوں جب تک تم انکی پیروی کرتے ہو گے گمراہ نہ ہو گے وہ دو چیزیں کتاب اللہ اور میری عزت (اولاد پاک) ہیں الخ

ازالة الخفاء اول ص ۵۶

حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا

جمیع بن عمیر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں اپنی ماں کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ میری ماں نے ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بابت دریافت کیا، میں پس پر وہ سن رہا تھا۔ انہوں نے کہا ان کا حال دریافت کرتی ہو، بخدا میں نہیں جانتی ہوں کہ کوئی آدمی ان سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھا اور نہ زمین پر کوئی ایسی عورت ہے جو ان کی بی بی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ہو۔ (حاکم - مستدرک)

ازالۃ الخفا دوم ص ۵۱۲-۵۱۳

شہزادی کوئین سیدہ طیبہ رضی اللہ عنہا کی شادی | جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ اُحد کے بعد حضرت

فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا۔ اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر پندرہ سال ساڑھے پانچ مہینہ تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر اکیس برس پانچ مہینہ تھی۔

ازالۃ الخفا دوم ص ۴۹۳

حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کا چہرہ مبارک | احمد نے عطا بن سائب سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ

سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ الزہراء کا نکاح کیا تو ان کے ساتھ ایک چادر اور چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کے چھیلے بھرے تھے اور چکی کے دو پاٹ اور ایک مشکیزہ اور دو گھڑے بھجے تھے۔ الخ

سیدہ کا اکرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونے پر استقبال فرمانے | حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اس کا بوسہ دیا اور انہیں گیسو چھانچا۔ الخ

حجۃ اللہ البالغہ ص ۹۷

حسین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت

ترمذی کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جو مجھے، ان دونوں کو اور ان کے والدین کو دوست رکھے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔ (ازالۃ التحف، دوم ص ۵۵)

حسین کریمین رضی اللہ عنہما کی عنایات

میں نے حضرات حسین رضی اللہ عنہما کو خواب میں دیکھا کہ میرے گھر نشریف لائے ہیں اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایسا قلم ہے کہ اس کی نوک ٹوٹی ہوئی ہے۔ آپ نے ہاتھ بڑھایا کہ مجھے قلم دیں اور فرمایا "ہذا قلم جدی" یہ میرے نانا جان کا قلم ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر آپ نے ہاتھ میں روک لیا اور امام حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ سوار دیں۔ پھر امام حسین رضی اللہ عنہ نے سوار دیا۔ پھر مجھے عنایت کیا۔ پھر چادر آئی پھر امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ہذا رداء جدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" یعنی یہ چادر میرے نانا پاک کی ہے، پھر مجھے اوڑھائی۔ اس روز سے علوم شریعت کے تصنیف کرنے میں میرا سینہ کھل گیا۔

در الثمین حدیث - ۳

حضرت والد محترم فرماتے تھے میں نے خواب میں حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو ایک راستہ میں دیکھا کہ یا قوت سُرخ کی ہل (گاڑی) پر سوار ہیں جس کے آگے گھوڑے نہیں بلکہ محض قدرت الہی سے چل رہی ہے، میں ان کے ساتھ ساتھ چل رہا ہوں۔ فرماتے ہیں آؤ ہمارے ساتھ کبھی میں بیٹھ جاؤ۔ میں ادب کی وجہ سے ایسا نہیں کر رہا تھا۔ آخر کار انہوں نے مزاح کرتے ہوئے فرمایا کہ اس گھٹی کا پردہ گرا دو۔ میں پائیدان پر چڑھا اور پردہ کو نیچے گرانا چاہا۔ اس وقت میرا ایک ہاتھ حضرت امام حسین اور دوسرا ہاتھ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما نے مضبوطی سے پکڑ لیا اور مسکرائے

اور فرمایا اب تمہارا کیا حال ہے۔
 میں نے عرض کیا میں اس شخص کا حال کیا بیان کر سکتا ہوں جس کے دونوں ہاتھ
 حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قرۃ العینین کے ہاتھوں میں ہوں۔ پھر گجھی میں بٹھا کر طبری خوشی
 سے گھرتک لائے۔ وہاں حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) سے ملاقات ہوئی۔ میں نے
 آپ سے اتناس کی کہ وہ نسبت جو ہم فقراء حاصل کرتے ہیں کیا وہی ہے جو صحابہ کرام
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کرتے تھے یا زمانہ کی گردش سے تبدیل ہو گئی ہے۔ فرمایا
 تھوڑی دیر اپنی نسبت میں گم ہو جاؤ تاکہ میں اے دیکھوں میں اپنی نسبت میں مستغرق ہو گیا آپ
 نے فرمایا تیری نسبت بغیر کسی تفاوت کے وہی ہے۔ (انفاس العارفين ص ۷۶-۷۷)

مباہلہ اور اہل بیت

جب نصاریٰ نجران کے ساتھ مباہلہ کا عزم مصمم ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 حضرت علی اور حضرت فاطمہ الزہرا اور حسین رضی اللہ عنہم کو مباہلہ کے لئے حاضر فرمایا۔
 ازالۃ الخفاء دوم ص ۲۹۸

فرشتے آل محمد کی خدمت میں علیہم السلام

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
 مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلانے کے لئے بھیجا۔ میں ان کے گھر پر گیا اور آواز دی، کچھ جواب نہ
 آیا۔ میں چلا آیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر
 جاؤ اور ان کو پکارو، وہ گھر میں ہیں۔ میں پھر ان کے گھر گیا اور چکی چلنے کی آواز آئی تھی میں
 نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو چکی چل رہی تھی اور اس کے پاس کوئی نہ تھا۔ میں نے پھر
 ان کو آواز دی، وہ میرے پاس آئے میں نے ان سے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو
 بلاتے ہیں۔ وہ آئے پھر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور وہ میری طرف برابر دیکھتے
 رہے پھر کہا اے ابوذر تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک عجیب بات دیکھ کر تعجب ہوا۔

میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھروں دیکھا کہ چکی چل رہی ہے اور اس کے پاس چلانے والا کوئی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے ابو ذر! خدا کے کچھ فرشتے زمین پر پھرا کرتے ہیں۔ خدا نے ان کو آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اعانت پر مقرر کر دیا ہے۔

ازالۃ الخفاء، دوم ص ۵۳۳

عالم ارواح میں شان

میں نے اہل بیت (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی ارواح پاک کو دیکھا کہ عالم ارواح میں ایک دوسرے کے دامن کو مضبوط پکڑے ہوئے ہیں جھپیرۃ القدس میں ایک عجیب طرح کی قدرت اور سوخ رکھتے ہیں۔

قطرات ترجمہ ص ۶۱

اممہ اہل بیت کا طریقہ

میں امامہ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قبروں کی جانب متوجہ ہوا تو میں نے ان کا ایک خاص قسم کا طریقہ پایا۔ ان کا یہ طریقہ اولیائے کرام کے طریقوں کی اصل ہے۔

فیوض الحرمین مترجم ص ۱۸۳

اہل بیت اور قرابت رسول ﷺ کی تعظیم

حضرت صلوات اللہ علیہ اجمعین نے اہل بیت رسالت کی غایت درجہ تعظیم و تکریم کرتے تھے اور اسی کی آپ مسلمانوں کو وصیت فرمائی۔ چنانچہ آپ کا قول "ارقبوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم" صحیح اہل بیت ایک جماعت نے روایت کیا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے اہل بیت میں سے تلاش کروئے

ازالۃ الخفاء، دوم ص ۶۸

اے بخاری کتاب المناقب میں بھی ایسا ہی ہے اور سیدنا مجذباتانی حدیث پاک نقل فرماتے ہیں کہ میرے اہل بیت کمال کشتی نوح کی طرح ہے جو شخص اس میں آگیا نجات پاگیا، اس سے مجھے سٹ گیا ہلاک ہو گیا (مکتوبہ دفتر اول بحوالہ مشکوٰۃ بندجہ) شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں "مشارح کے آثار اور ازاد اور مستبان کی تعظیم کی طرف نہایت توجہ کی جاتی ہے، قطرات ترجمہ ص ۶۱

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی چچا زاد بہن شفا بنت عبداللہ العدویہ کو کہلا بھیجا کہ وہ صبح آپ کے پاس آئیں چنانچہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں گئی اور دروازہ پر میں نے عاکر بنت سعید بن ابی فیض کو پایا۔ تھوڑی دیر میں ان سے باتیں کرتی رہی۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مصلیٰ منگایا اور ان کو دے دیا۔ بعد ازاں ایک اور اس سے چھوٹا مصلیٰ منگایا اور مجھے دیا۔ تو میں نے کہا اے عمر! میں ان سے سابق الاسلام ہوں اور تمہاری چچا زاد بہن ہوں اور تم نے اپنا پیغام میرے پاس خود بھیجا تھا۔ آپ نے فرمایا میں نے یہ بڑا مصلیٰ تمہارے لئے ہی رکھا تھا لیکن جب میں نے دیکھا کہ تم اور یہ ایک جگہ جمع ہو تو مجھے یہ بات یاد آگئی کہ تمہاری نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نزدیک اور قرابت حاصل ہے۔

دشمنان اہل بیت کی مذمت

وَالرَّسُولِ بِاللَّهِ لَا زَالَ أَمْرُهُمْ
قَوِيماً عَلَىٰ إِرْغَامِ الْفِتْوَابِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اپنے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت رضی اللہ عنہم کی شان و شوکت مستحکم اور مضبوط رکھے اور دشمنان اہل بیت کی ناک کو خاک آلود کر دے۔

قصیدہ طیب النعم مترجم ص ۱۳۲

عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

دس شخص جنتی ہیں۔ ابو بکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، عبدالرحمن بن عوف جنتی ہیں، سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں، سعید بن زید جنتی ہیں

ازالۃ الخفا اول ص ۱۶۳-۱۶۸

اور ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہیں (رضی اللہ عنہم) قطع جنتی اور اصحاب خیر ہیں۔ یوں ہی حضرت (عقیدہ) ہم گواہی دیتے ہیں کہ عشرہ مبشرہ قطع جنتی اور اصحاب خیر ہیں۔ یوں ہی حضرت

marfat.com

بی بی قاطنہ الزہرا اور حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم یہ سب جنتی ہیں۔ ہم ان کی اقتدار کرتے ہیں اور ان کے بلند مراتب کو سمجانتے اور مانتے ہیں جو انہیں اسلام میں حاصل ہے۔
العقیدۃ الخسنہ

اہل بدر اور اصحاب بیعت رضوان رضی اللہ عنہم

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سب مسلمانوں سے افضل اہل بدر ہیں اور کہا
قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -
ازالۃ الخفاء اول ص ۲۵۷، ۲۵۸

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ اہل بدر کے انجام پر مطلع ہے اسی لئے اس نے فرمایا کہ اے اہل بدر جو چاہو کرو، میں نے یقیناً تمہیں بخش دیا (اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ)
ازالۃ الخفاء اول ص ۱۸۹، ۲۵۷، دوم ص ۵۰۸

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت رضوان کی تھی ان میں سے کوئی دو درخ میں نہ جائے گا اور یہ بھی نہیں کہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے صلح حدیبیہ کے دن فرمایا کہ آج تم رستے زمین کے لوگوں سے بہتر ہو۔
ازالۃ الخفاء اول ص ۲۵۷

(عقیدہ) اصحاب بدر و اصحاب بیعت رضوان رضی اللہ عنہم یہ سب قطع جنتی ہیں۔ العقیدۃ الخسنہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ترجمان غیب (غیب کی خبریں دینے والے) تھے لہذا آپ نے فرداً فرداً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل بیان فرمائے اور ہر ایک کا عند اللہ وعند الناس جو کچھ مرتبہ و فضیلت تھی اس کا اظہار کیا۔
ازالۃ الخفاء اول ص ۵۳۳

جَزَى اللَّهُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ
جَمِيعًا كَمَا كَانُوا لَهُ خَيْرَ صَاحِبٍ

marfat.com

Marfat.com

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ اپنے نبی مکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ صحابہ کرام کو جزائے خیر دے، جس طرح وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین ہم نشین اور ساتھی تھے۔
قصیدہ اطیب لتغم مہر حرم ص ۱۳۳

صحابہ کرام کو برا کہنا حرام اور تعظیم واجب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کو برا نہ کہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی شخص کوہِ احد کے برابر سونا راہِ خدا میں خرچ کے تو انہی ایک مد بلکہ نصف مد خرچ کرنے کے ثواب کو نہ پہنچے گا۔ (ازالہ الخفا، اول ص ۳۴۳)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! میرے اصحاب کو میرے بعد ملامت کا نشانہ نہ بنانا۔ جس نے ان سے محبت رکھی اس نے میری ہی محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھی اور جس نے ان کے ساتھ بغض رکھا اس نے میرے ہی بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا، اور جس نے ان کو یعنی میرے صحابہ کو ایذا دی اس نے بیشک مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو عنقریب اس کو اللہ اپنے عذاب میں ماخوذ کرے گا۔ (ازالہ الخفا، اول ص ۲۱۵)

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند کیا اور میرے لئے میرے اصحاب کو منتخب فرمایا۔ پھر ان میں سے بعض کو میرا وزیر اور بعض کو میرا انصار اور بعض کو میرا اسرا لے رشتہ دار بنایا۔ لہذا جو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا کہے ان پر خدا کی اور اس کے فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کی قیامت کے دن کوئی نقل یا فرض عبادت قبول نہ ہوگی بلکہ

ازالہ الخفا، اول ص ۲۲۳

(عقیدہ) ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جب بھی ذکر کریں خیر ہی کے ساتھ ہونا ضروری ہے وہ

۱۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ذکر خیر میں اللہ کے عذاب میں ماخوذ ایسے لوگوں کے بارے میں دو روایتیں پیش کی گئی ہیں، وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

۲۔ ایسا ہی سیدنا مجدد الف ثانی نے طبرانی شریف سے نقل فرمایا۔ (دیکھیے مکتوب ۲۵۱ دفتر اول)

سب ہمارے دینی پیشوا اور مقتدا ہیں۔ انہیں برا کہنا حرام اور ان کی تعظیم ہم پر واجب ہے۔
— العقیدۃ الحسنہ —

گستاخانہ رسول کرنا اور ان کے قتل کے لیے ہمارے سنت صحابہؓ کی ہمارے

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام جبرائیل میں مقیم تھے اور آپ سونا اور دیگر مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے۔ مال حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا۔ اسی اثناء میں ایک شخص (ذوالخویصرہ) نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ انصاف کے ساتھ تقسیم کیجئے کیونکہ آپ نے انصاف نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہو تیری اگر میں نہ انصاف کروں گا تو اور کون انصاف کرے گا۔ اس شخص کی گستاخی پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق (یعنی گستاخ منافق ہوتے ہیں) کی گردن مار دوں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص تنہا نہیں ہے بلکہ اس کے بہت سے ساتھی ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں مگر وہ ان کے گلوں (علقوں) سے تجاوز نہیں کرتا (یعنی دل میں نہیں ہوتا) وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے اور اس میں خون وغیرہ کسی چیز کا نشان نہیں ہوتا۔
ازالۃ الخفا اول ص ۳۱۶ دوم ص ۳۰۸

تعلیمی نے آیت کریمہ المر ترالی الذین انہم امتوا بما انزل الیہا وما نزل من قبلک کے شان نزول میں بیان کیا ہے کہ یہ آیت ایک منافق بشر نامی شخص کے حق میں نازل ہوئی تھی۔

فقہ اس کا یہ ہے کہ یہ شخص ایک یہودی سے جھگڑا تھا۔ یہودی اپنا مقدمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور منافق کعب بن اشرف کے پاس لانے کو کہتا تھا۔ آخر دونوں اپنا مقدمہ

لے حضرت محمد الف ثانی فرماتے ہیں "تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو باقی تمام امت پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ کوئی بھی فضیلت خیر البشر علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی صحبت کے فضل سے بڑھ کر نہیں (مکتوب ۹۹ - دفتر دوم)

آنحضرت صلی علیہ وسلم کے پاس لائے۔ آپ نے فیصلہ یہودی کے حق میں کیا۔ منافق آنحضرت صلی علیہ وسلم کے فیصلہ پر رضامند نہ ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارا فیصلہ آنحضرت صلی علیہ وسلم کر چکے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کھڑے رہو۔ آپ اندر گئے اور تلوار لاکر منافق کی گردن مار دی اور کہا جو کوئی آنحضرت صلی علیہ وسلم کے فیصلہ سے رضامند نہ ہو اس کا یہ فیصلہ ہے۔
میں ایسے شخص کا یہی فیصلہ کرتا ہوں۔

ازالۃ الخفاء اول ص ۳۸۷

ابو بزرہ اسلمی سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سختی سے پیش آیا۔ ابو بزرہ نے کہا کیا میں اس کی گردن ماروں۔ آپ نے کہا نہیں نہیں، ایسا مت کرنا آنحضرت صلی علیہ وسلم کے بعد کسی کو یہ مرتبہ حاصل نہیں (کہ اس کے پیچھے ایسے کی گردن ماری جائے)
ازالۃ الخفاء دوم - ص ۵۳

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اصحاب رسول خدا صلی علیہ وسلم میں سے ایک صحابی تھے اور روزمرہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں بڑے صاحبِ فضیلت تھے۔ تم کبھی ان کے حق میں بدگمانی نہ کرنا اور ان کی بدگوئی میں مبتلا نہ ہونا ورنہ تم حرام کے مرتکب ہو گے۔
جناب نبی پاک صلی علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے واسطے یہ دعا مانگی یا اللہ تو ان کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے اور ان کے ذریعہ سے دوسروں کو ہدایت فرما۔
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی علیہ وسلم فرماتے تھے یہ دن رات ختم نہ ہوں گے، یہاں تک کہ معاویہ رضی اللہ عنہ بادشاہ ہو جائیں گے۔
اور بروایات متعددہ یہ امر ثابت ہو گیا ہے کہ نبی صلی علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا منشی اور کاتب وحی بنایا تھا اور آپ اسی کو کاتب بناتے تھے جو ذی عدلت اور امانت دار ہوں۔
ازالۃ الخفاء اول ص ۳۲۲-۳۲۵

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں :- ایک شخص نے (باقی اگلے صفحہ پر)

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ نے امام حسن رضی اللہ عنہما کو خلیفہ بنانے وقت فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بہتری چاہے گا تو میرے بعد سب لوگوں کو اس پر متفق کر دے گا جو ان سب سے بہتر ہوگا۔ (اور سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے امورِ خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیے)۔
ازالۃ الخفاء اول ص ۵۵

بخاری نے حسن بصری رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ بیان فرما رہے تھے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آگئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرا یہ بیٹا سردار سے اور امید ہے خدائے عزوجل اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرا دے۔
ازالۃ الخفاء اول ص ۳۴۲، دوم ص ۵۴۴

خطائے اجتہادی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مجتہد علی معذور ہونا اس وجہ سے ہے کہ وہ بھی شبہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) حضرت عبداللہ بن مبارک قدس سرہ سے سوال کیا: امیر معاویہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز؟ تو آپ نے جواب دیا وہ غبارِ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا وہ کئی مرتبہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے افضل و بہتر ہے۔ (مکتوب ۶۶ ذقن اول) لے بہارِ شریعت میں مرقوم ہے۔ ملاحظہ ہو:

سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک فوج تیار جان نثار کے ساتھ عین میدان میں بالقصد وبال اختیار ہتھیار رکھ دیے اور خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ اور اس صلح کو حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور اس کی بشارت دی اور امام حسن رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا۔ (ترجمہ امیر یہ بیٹا سید ہے میں امید فرماتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث دو بڑے گروہ اسلام میں صلح کرا دے) تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر معاذ اللہ فسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حقیقتہً حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ بلکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ حضرت عزوجل صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کرنا ہے (معاذ اللہ)۔ (بہارِ شریعت اول ص ۵۹) لہٰذا اسی بہارِ شریعت میں ہے: ”(عقیدہ) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے۔ ان کا مجتہد ہونا حضرت سید عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث صحیح بخاری میں بیان فرمایا ہے۔ مجتہد سے صواب لے لیا دونوں صادر ہوتے ہیں۔ خطا دو قسم ہے: خطائے عنادی، یہ مجتہد کی شان نہیں اور خطائے اجتہادی یہ مجتہد سے ہو جاتی ہے اور اس میں اس پر عند اللہ اصلاً مواخذہ نہیں۔“ (بہارِ شریعت۔ اول، ص ۵۸-۵۹)

سے متمسک تھے۔ اگرچہ میزان شرع میں اس سے وزن دار حجت موجود تھی۔ یہ شہودی تھا جو اصحابِ جبل کو پیش آیا، لیکن اس میں اتنا اشکال اُرد بھی بڑھا ہوا تھا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی) بیعت بھی نہ کی تھی۔ اور جانتے تھے کہ خلافت کا پورا ہونا تسلط اور احکام نافذ ہونے سے ہے اور یہ بات ابھی متحقق نہیں ہوئی۔ پھر حکیم کے معاملہ نے اس خیال کو اور راسخ کر دیا۔ اور حدیث صحیح میں وارد ہے کہ دَعَوْتُهُمَا وَاجِدَا (دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا) ازالۃ الخفاء دوم۔ ص ۵۵

صحابہ کرام خصوصاً خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے درمیان واسطہ ہیں

یہ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ مسائل وضو، غسل، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور احکام تلاوت قرآن و ادعیہ وغیرہ اور اسی طرح طلاق، نکاح، بیع و شرا اور طریق اقامت و قضائے خصومات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے اخذ کئے گئے ہیں۔ پس اول و آخر سلسلہ معلوم ہوا نہ کہ مجہول۔ یہ بھی ہمیں یقیناً معلوم ہے کہ یہ مسائل و احکام ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ نہیں بلکہ بالواسطہ اخذ کئے ہیں۔ اور قرآن و حدیث کی بھی ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سماعت نہیں کی ہے۔ جب ہم نے مسائل و احکام شرعیہ اور قرآن و حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ اخذ نہیں کیا تو لامحالہ ہمارے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان وسائل ثابت و متحقق ہوئے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ وسائل کون لوگ تھے؟ (توسنیے!)

یہ ہمیں یقیناً معلوم ہے کہ اولاً عالم کفر و جاہلیت سے بھرا ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک سے اسلام کی ترویج ہوئی خواہ بطریق جہاد خواہ بطریق تالیفِ قلوب پھر رفتہ رفتہ وہ حالت پیدا ہوئی جو ہم نے مشاہدہ کی کہ دنیا کے ہر گوشہ میں اسلام پھیلا اور بادشاہان و سلاطین اسلام کو فتح و نصرت اور غلبہ حاصل ہوا۔ اس فتح و نصرت کے سلسلہ

کا اول و آخر بھی ہمیں معلوم ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس فتح و نصرت اور حصولِ غلبہ اور دنیا کے ہر گوشہ میں مسلمانوں کے پھیلنے کے وسائل و ذرائع کون لوگ تھے۔ اب ان وسائل کے شناخت کرنے میں تھوڑی دیر تاہل اور غور و فکر کرنا چاہیے اور پھر متقدمِ کامنت و احسان متاخر پر رکھنا چاہیے۔

اب ہم ان وسائل کو ایک تمثیل دے کر سمجھاتے ہیں۔ جانتا چاہیے کہ اس امت کی مثال ایک مضبوط و مستحکم دیوار کی طرح ہے جس کی ہر ایک اینٹ اور پتھر اوپر سے لے کر نیچے تک اپنے نیچے کی اینٹ یا پتھر کے سہارے پر قائم و ثابت ہے۔ اسی طرح آپ ان وسائل پر نظر ڈالیں کہ ہر قرن متاخر قرن متقدم سے مستعد و مستفیض ہے۔ بایں طرق کہ ہر قرن متقدم کامنت و احسان قرن متاخر پر ہے کہ وہ اس کے حصولِ سعادت و دارین کا واسطہ اور ذریعہ ہو۔

آدم برسرِ مطلب، اب ہم تفصیل کے مرتبہ پر آتے ہیں، تو جانتا چاہیے کہ اول ہر شخص کی نظر اپنے شیوخ پر پڑتی ہے جن سے وہ یہ مسائل و علوم تعلم و تقیم کرتا ہے۔ بعد ازاں سرگروہ مشائخ پر مثلاً حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نسبت حنفیان، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نسبت شافعیان، اسی طرح حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نسبت قادریان، حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نسبت نقشبندان اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی بہ نسبت چشتیان۔ پھر ان بزرگوں کا سلسلہ حضرت بنید بغدادی اور ان کے معاصرین تک منتهی ہوتا ہے۔ اسی طرح قراء سبعہ قرأت قرآن پاک میں شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ علم کلام میں ثعلبی و واحدی علیہما الرحمۃ اور ان کے امثال و اقران تفسیر قرآن میں اور محمد بن اسحاق قراری علیہ الرحمۃ علم سیرت میں، و علیٰ ہذا القیاس۔

اب اس مرتبہ سے اور آگے بڑھنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ ہر جدید بزرگانِ دین علم کو جمع و تدوین کرنے اور پریشان و متفرق کو جماعت کثیرہ سے اخذ کرنے کے ساتھ موصوف ہیں مگر دیکھنا یہ ہے کہ جو کچھ جمع و تدوین کیا، سلف صالحین سے اخذ کر کے کیا سلف سے

جو کچھ مانو تھا وہ گویا بمنزلہ روح کے تھا اور جو کچھ انہوں نے تحقیقات کی از قبیل تفسیر مجمل یا سرشے کو اپنے محل و مقام پر رکھا اور منتشر و پراگندہ کو جمع و تدوین کیا بمنزلہ نقوش لوح کے تھا۔ پس طبقہ اولیٰ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طبقہ) کو وسائل طبعانا اور امتداد تفسیر (علمی ماہیبا اصولہ و السلام) پر ان کا امتداد و احسان کا اعتقاد رکھنا چاہیے۔

اس کے بعد ہم کہتے ہیں کہ طبقہ اولیٰ کے توسط کے طریقے بکثرت ہیں مثلاً قرآن و حدیث کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرنا ہر شہر اور ہر قریہ میں تعلیم حدیث و قرآن اور اس کی تخریص و ترغیب دینا، علماء مقرر کرنا، مدارس بنانا، طلبہ کے حال کی نگرانی کرنا اور ان کی توقیر کرنا وغیرہ وغیرہ جمیع امور جو توسیع و اشاعت اسلام سے تعلق رکھتے ہیں جب آپ توسط کے معنی کو بالاجمال سمجھ چکے تو اب یہ امر نامناسب نہیں کہ ہم اسے کسی تفصیل سے بیان کریں تاکہ وسائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت و شناخت سہل اور آسان ہو۔

۱۔ میراثِ اعظم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امتِ مرحومہ کو ملی وہ قرآن مجید ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخیر زمانہ سعادت تک قرآن مجید مصاحف میں جمع نہ تھا۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے قرآن کریم کے جمع و تدوین میں سعی و کوشش کی اور اسے مصاحف میں لکھوا کر اطراف و اکنافِ عالم میں شائع کیا۔ اسی جمع و تدوین پر قولہ تعالیٰ 'إِنَّا لَهُ لَنَافِظُونَ' صادق و راست آتا ہے اور اس کی بشارت آیت کریمہ 'ان علینا جمعہ وقرانہ' میں بھی دی گئی ہے۔ (پہلے سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے جمع کر لیا اور آنحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی جمع و تدوین قرآن کے متعلق بہت کچھ سعی و کوشش کی اور لوگوں کو اس کے اخذ کی تخریص و ترغیب دلائی۔ پھر شیخین کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بہت سی تعداد میں قرآن مجید کے نسخے لکھوائے اور اطراف و اکنافِ عالم میں روانہ کئے اور غیر قرآن کو محو کر دیا۔

(اس جگہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ غیر قرآن کیا تھا جو محو کر دیا گیا۔ سو اس کا مفصل جواب

کتب تفسیر و حدیث اور خصوصاً ان کتابوں میں دیکھنا چاہیے جو خصوصیت کے ساتھ اس باب میں تصنیف کی گئی ہیں مثلاً کتاب اسباب النزول اور کتاب النسخ و المنسوخ اور مختصراً یہ کہ اس وقت قرآن مختلف لہجوں میں پڑھا جاتا تھا۔ پس لغت قریش کو لے لیا اور باقی کو محو کر دیا۔ اس طرح بعض آیات منسوخ التلاوت تھیں مثلاً آیتہ الرحم، بعض فقرے آنحضرت صلی علیہ وسلم نے تفسیر کے طور پر بیان فرمائے تھے مثلاً صلوٰۃ الوسطیٰ کے بعد صلوٰۃ العصر کا لفظ جنہیں بعض بعض لوگوں نے جزو قرآن سمجھ کر اپنے مصحفوں میں لکھا تھا اور جامعین قرآن جانتے تھے کہ یہ جملے اور فقرے جزو قرآن نہیں لہذا غیر قرآن کو محو کر دیا گیا پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد ابی بن خلف، حضرت ابن مسعود اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم نے اس کے پڑھانے میں سعی بلیغ کی جو خلفائے راشدین کے عہد خلافت میں جمع کیا گیا تمام عالم میں موجود ہے اور نہ صرف مصاحف میں بلکہ سینکڑوں ہزاروں حفاظ کے سینوں میں محفوظ ہے۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے قرآن مجید کے بعض مجمل مقامات کے حل کرنے میں سعی و کوشش کی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کا حل لغت لکھا اور آیات کے اسباب نزول لکھے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کی پیروی کی اور رفتہ رفتہ اس باب میں کئی رسالے موجود ہو گئے ثعلبی وغیرہ نے ان سب کو جمع کیا اور قرآن مجید کی تفسیریں لکھیں۔

۲۔ قرآن مجید کے بعد اصل دین و سرمایہ یقین علم حدیث ہے، اور کبرائے امت (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کا علم حدیث میں آنحضرت صلی علیہ وسلم اور امت مرحومہ کے درمیان واسطہ و ذریعہ ہونے کے چند طریقے ہیں:

اول یہ کہ حدیث روایت کریں تاکہ آفاق میں اس کی اشاعت ہو۔

ازالۃ الخفاء دوم ص ۱۷

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باعتبار قلت و کثرت روایت چار طبقے ہیں؛
طبقہ اول مکثرین۔ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں جن کی مرویات ہزار یا اس سے متجاوز ہوں

طبقہ دوم متوسطین، جن کی مرویات پانچ سو (۵۰۰) یا اس سے زیادہ ہوں، جیسے ابو موسیٰ اور براء بن عازب رضی اللہ عنہما۔

طبقہ سوم — وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جن کی روایات چالیس یا زیادہ ہوں، تین سو اور چار سو تک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جس نے میری امت میں سے چالیس احادیث یاد کیں، قیامت کے دن علماء کے ساتھ اٹھایا جائے گا (اوکما قال)

طبقہ چہارم متقلین۔ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جن کی مرویات چالیس سے بھی کم ہوں۔
 ○ جمہور محدثین نے کہا ہے کہ مکثرین صحابہ آٹھ ہیں۔ ابو ہریرہ، عائشہ صدیقہ، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو بن العاص، انس، جابر، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم اور متوسطین میں سے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، حضرت علی ابن ابی طالب، عبداللہ ابن مسعود، ابو موسیٰ اشعری، براء بن عازب رضی اللہ عنہم وغیرہم کو شمار کیا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کی مرویات پانچ سو سے زائد اور ہزار سے کم لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہیں۔

اور یہ فقیر (شاہ ولی اللہ) اس جگہ ایک بحث رکھتا ہے وہ یہ کہ حضرت عمر، حضرت علی اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم کی بیشتر روایات اگرچہ ظاہر میں موقوف ہیں لیکن حقیقت میں یہ سب مرفوع ہیں کیونکہ ان اصحاب سے اکثر روایات باب فقہ، باب احسان اور باب حکمت میں ہیں کہ وہ متعدد طریقوں سے مرفوع ہیں۔ پھر دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ خود ان اصحاب کے الفاظ میں کوئی اشارہ خفی ایسا ہوتا ہے جو مرفوع ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ پس اصول حدیث کے قاعدہ کے مطابق (جو اس فن کے ماہروں پر منقح ہے) ان اصحاب کی بہت سی موقوف روایات حقیقت میں مرفوع ہیں۔ اس لحاظ سے یہ اصحاب والا قدر مکثرین صحابہ رضی اللہ عنہم میں داخل ہیں

بعض صحابہ جیسے ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم حدیث کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے الفاظ کے ساتھ نقل کرتے ہیں گویا انہوں نے خود سنا ہے جیسے کہتے ہیں "قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا) "عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم (حضور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے) "امونا یکنذا ونہینا عن کذا امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اسی قسم کے دوسرے الفاظ کے ساتھ حالانکہ درمیان میں کسی بڑے صحابی کا واسطہ ہوتا، گویا کبھی واسطہ ذکر کرتے ہیں اور کبھی اختصار کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جبکہ جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہم پر راویوں کا اختلاف نظر آتا ہے مثلاً کہیں تم دیکھتے ہو کہ سند اس طرح بیان ہوتی ہے "عن ابن عباس عن میمونہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی مقام پر راوی یوں کہتا ہے "عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ تمام ارسال و اسناد کی نیرنگیاں ہیں۔ الغرض حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کی بہت سی مرویات کتابوں میں موجود ہیں جو ان کی جانب منسوب ہیں جن کا احاطہ بھی ممکن نہیں۔

اس کے علاوہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فن حدیث کے بہت سے اصول روایت کئے گئے ہیں جو آج تک باقی ہیں۔
ازالہ الخفاء دوم ص ۴۲۴-۴۲۵

دوم یہ کہ حامل حدیث کو ظاہر و مشخص کیا ہو، اس طرح کہ جب کوئی مسئلہ پیش آیا ہو تو جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے سوال کیا ہو کہ آپ لوگوں کو اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی حدیث پہنچی ہے اور یہ سوال اس حد تک کیا گیا ہو کہ حاضرین نے گوش ہوش سے سنا ہو اور غائبین کو اس کی خبر پہنچی ہو اور اس طریق سے حامل حدیث مشخص ہو گیا ہو اور بصورت اس کے متفرد ہونے کے شک و اشتباہ کو اس کی جانب سے رفع کر دیا ہو تاکہ حدیث قابل اعتماد ہو جائے جیسا کہ میراث جہ میں حضرت صدیق نے اور دربارہ غرہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے تحقیق کیا۔

سوم یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو روایت کے لئے آفاق میں روانہ کیا ہو جیسا کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ کوثر روانہ کیا اور معتقل بن یسار اور عبداللہ بن مغفل، عمران بن حصین کو بصرہ روانہ کیا اور

عبادہ بن صامت اور ابوہریرہ و اکو شام کی طرف روانہ کیا اور امیر معاویہ بن ابی سفیان کو جو شام پر حاکم تھے رضی اللہ عنہم کو بتا کید اکید پر روانہ لکھا کہ وہ ان کی حدیث سچاؤ نہ کریں (یعنی قبول کر لیں) چہاں یہ کہ حدیث پر علانیہ طور پر عمل کیا ہوتا کہ حدیث مجمع علیہ ہو جائے۔ پس حدیث پر عمل خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا اس حدیث کی جس پر انہوں نے عمل کیا ہو صحیح کہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بکثرت احادیث میں راویان حدیث نے بیان کیا ہے فعل ذالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما۔

پنجم یہ کہ احادیث کتاب اللہ پر زائد ہیں مثلاً ایمان بالقدر حدیث معراج اور حدیث عذاب قبر وغیرہ ان سب کی طرف برسرِ منبر علی رؤس الاشہاد اعلان کیا ہو کہ فلاں فلاں امور واجبات الایمان سے ہیں کہ ان پر ایمان لانا ضروری اور لایدی ہے اگرچہ وہ کتاب اللہ میں موجود نہیں پس علی رؤس الاشہاد اعلان کرنا اجمالاً ان تمام کو روایت اور انکی تصحیح و تقویت کرنا ہے اور بتلا دینا ہے کہ وہ احادیث ضروریات دین سے ہیں۔

ششم یہ کہ مضامین احادیث کو اپنے خطبوں اور اپنی تقریروں میں بیان کیا ہو تاکہ اصل حدیث کی موقوفات خلیفہ سے تقویت ہو، جو لوگ کہ احادیث پر عملی نظر ڈالتے ہیں وہ اسی بات پر اڑے رہتے ہیں کہ بخاری و مسلم میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی چھ حدیثیں ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قریباً ستر حدیثیں ہیں۔ اور یہ نہیں جانتے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجمالاً علم حدیث کو کہاں تک تقویت دی ہے اور اس کا اعلان کیا ہے۔

۳۔ کتاب و سنت کے بعد عظیم علوم کہ جس کی اشد ضرورت ہے علم فقہ ہے اور اس علم میں کبرائے امت (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اس امت کے درمیان واسطہ ہونا اس طرح ہے کہ انہوں نے طریق اجتہاد کی تعلیم کی ہو اولاً اور بعد کی ترتیب کو بیان کیا ہو۔

تخصیص عام کتاب بخاص سنت اور محمل کتاب کی سنت مفصل سے تفسیر کرنے کا طریقہ تفہیم کیا ہو۔ چنانچہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان مسائل کو بوجہ اتم بیان کیا ہے

علم فقہ میں خلفاً رضی اللہ عنہم کے واسطے ہونے کا طریقہ یہ تھا کہ انہوں نے مسائل مجتہد
قیہا کو اجماع کی حد تک پہنچا دیا کہ اختلاف اٹھ جائے اور جمیع امت پر وہ مسائل حجت
اور سند ہوں۔ علم فقہ میں ان کے واسطے ہونے کا ایک اور طریقہ یہ تھا کہ مسائل عبادت و
مناکحت، مسائل بیع و نثر، مسائل قضایا اور مسائل اتفاقیہ میں اجتہاد کیا اور انکو آفاق عالم
میں شائع کیا تاکہ ہر صغیر و کبیر ان سے واقف و آگاہ ہو جائے۔

۴۔ علم فقہ کے بعد اعظم علوم علم احسان ہے اور ہماری مراد اس سے وہ علم ہے جو آج کل
علم سلوک کے نام سے موسوم ہے اور قوت انقلوب اور احیاء العلوم وغیرہ کتابیں تصنیف
کی گئی ہیں۔ اس علم میں کبرائے امت (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امت
کے درمیان واسطے ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ بزبان حال و بزبان قال ان علوم اور احوال و
مقامات کی لوگوں کو تعلیم دے اور ان دونوں زبانوں کے ذریعہ ان کی تربیت کرے۔
اور یہ علوم بزبان حال و قال اس سے شائع ہوں اور ہر صغیر و کبیر ان سے مستفید ہو جیسا کہ
اس کتاب (ازالۃ الخفاء اور خصوصاً اس کے مقصد دوم) میں آپس کے متعلق شیخین کے احوال و
اقوال بجزرت پائیں گے جو حسب موقع انہیں کے فضائل و مناقب میں جمع کر دیے گئے ہیں
۵۔ پھر ان علوم کے بعد علم حکمت ہے جس میں اخلاق فاضلہ ان کے اعداد و تدبیر منازل،
سیاست مدن اور اس فن کے وہ تمام قواعد کلیہ جو عقل و تبحر پر مبنی ہیں بیان کئے جاتے ہیں۔
(ان میں بھی راہنمائی کا ذریعہ دو واسطے خلفاء و صحابہ رضی اللہ عنہم ہی ہیں)

ازالۃ الخفاء دوم ص ۱۸

مقامات

سیدنا امام اعظم
حضرت نوری اعظم
حضرت خواجہ نقشبند
اور جناب مجدد الف ثانی

رضی اللہ عنہم

مقامات سیدنا امام اعظم حضرت غوث اعظم حضور خواجہ نقشبند اور جناب مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہم

سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مرتبہ و مقام | امام صاحب اپنے وقت کے بڑے عالم تھے حتیٰ کہ امام شافعی نے فرمایا،

نقد میں لوگ ابو حنیفہ کے تربیت یافتہ ہیں۔ قَالَ شَافِعِيُّ النَّاسُ كُلُّهُمْ عِيَالُ أَبِي حَنِيفَةَ فِي الْفِقْهِ۔
عقد الحجید۔ مترجم ص ۱۲۵

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پاس نماز پڑھی تو ان کے ادب کے باعث (صبح کی نماز میں) قنوت نہیں پڑھی اور فرمایا بسا اوقات ہم اہل عراق کے مذہب کی طرف چلے جاتے ہیں۔
(حجۃ اللہ البالغہ مترجم اول ص ۳۸۹)

حجۃ اللہ البالغہ (اول) کے باب اَسْبَابِ اِخْتِلَافِ الصَّحَابَةِ وَالتَّالِعِينَ فِي الْفُرُوعِ میں آپ کا مذہب بیان کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی تابعیت پر صاف فرمایا

صحابہ تابعین کا فرقہ میں اختلاف اور آپ کے مذہب کی اصل

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کی اصل حضرت عبداللہ بن مسعود کے قادی حضرت علی رضی اللہ عنہما کے فیصلے اور فتوے، قاضی شریح کے فیصلے اور کوفہ کے قاضیوں کے فیصلے ہیں۔ اللہ نے جس قدر توفیق دی انہوں نے ان کو جمع کیا پھر ان آثار میں وہ تتبع وغیرہ کیا جو کہ اہل مدینہ کے آثار میں مدینہ کے علماء نے کیا اور جس طرح انہوں نے تخریج مسائل کیا تھا، انہوں نے بھی تخریج کی۔ چنانچہ ہر باب میں فقہی مسائل مرتب ہو گئے۔

حجۃ اللہ البالغہ۔ اول مترجم ص ۳۵۱-۳۵۲

بارگاہِ رسالت علیٰ جمہاتہ وسلم میں ختفی مذہب کی مقبولیت

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک روحانی سوال کیا — اور یہ بات ظاہر ہوئی — خبردار! قوم کا فروع (فروعی مذہب جو ختفی ہے) میں مخالف نہ ہونا۔ اس لئے کہ یہ چیز مراد حق کے متناقض ہوتی ہے۔

فیوض الحرمین مترجم

میں نے دیکھا کہ فقہی مذہب کے حق ہونے کا جو دقیق پہلو ہے اس کے لحاظ

ختفی مذہب کی برتری

سے آج اس زمانے میں ختفی مذہب کو باقی سب مذاہب پر ترجیح حاصل ہے۔

ارمغان شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ بکوالہ فیوض الحرمین

جب ایک عام انسان علاقہ ہندوستان یا ماورالنہر میں بدبختی والے ہوجائے کوئی

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تعلیم واجب

عالم شافعی، مالکی، حنبلی اور کتب میسنر آسکتی ہوں تو اس پر واجب ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کی تعلیم کرے اور ان کے مذہب سے علیحدہ ہونا اس کے لئے حرام ہے کیونکہ وہ اس وقت شریعت کی رسی اپنی گردن سے اتار کر پہل بیکارہ جائے گا۔

الانصاف بکوالہ افکار شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی بیٹے اور سوجائے تو چاہئے کہ کچھ وضو کرے

شانِ اجتناب

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے یہ کلیہ اخذ کیا کہ ہر وہ نیند جو ٹیک کے ساتھ ہو اس طرح کہ اگر وہ ٹیک نہ ہو تو سونے یا لٹکھنے والا زمین پر گر پڑے ناقص وضو ہے۔

ازالہ الخفا اردو دور

ایک شخص نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس نے اپنے بستر پر اچھل کیا ہے

marfat.com

Marfat.com

دھوئے یا کیا کرے۔ فرمایا اگر تر ہو تو دھو ڈالو اور خشک ہو تو کھرچ ڈالو۔
 امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں، ترکو دھو ڈالے اور خشک کو کھرچ دے۔

ازالۃ الخفاؤم اردو ص ۱۲۹

ابو اقیقہ و الجواسہری سے کہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا
 ”جو آدمی میری دلیل نہیں جانتا اس کے لئے مناسب نہیں کہ وہ میرے کلام سے فتویٰ دے۔“
 حجتہ اللہ البالغہ۔ اول مترجم ص ۳۸۲

ذہانت و فطانت

عصام بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا
 آپ کثرت سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
 سے اختلاف کرتے ہیں ”تو انہوں نے فرمایا“ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو وہ
 فہم عطا ہوا جو ہمیں عطا نہیں ہوا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے فہم سے وہ سمجھا جو ہم نے نہیں سمجھا اور
 ہمیں اس کی اجازت نہیں کہ ان کے قول کے ساتھ فتویٰ دیں جب تک کہ ہم سمجھ نہ لیں۔
 حجتہ اللہ البالغہ۔ مترجم۔ اول ص ۳۸۵

روایت حدیث کا نمونہ

امام ابوحنیفہ حماد سے، وہ سالم بن عبداللہ
 بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت
 عبداللہ بن عمر — اور حضرت سعد بن ابی وقاص کا مسح علیٰ الحقیقین (موزوں پر مسح کے
 بارے میں) اختلاف ہوا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے لگے میں مسح کرتا ہوں اور عبداللہ
 بن عمر فرماتے لگے، مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ بعد ازاں دونوں حضرت عمر فاروق کی خدمت میں
 آئے اور قصہ بیان کیا۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر سے فرمایا تمہارے علم سعد بن ابی وقاص
 تم سے افضل (زیادہ بڑے فقیہ) ہیں، رضی اللہ عنہم — نیز امام ابوحنیفہ حماد سے،
 وہ ابراہیم نخعی سے وہ حنظلہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہم) نے فرمایا
 مسح علیٰ الحقیقین کی مدت مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں ہیں اور مقیم کیلئے ایک دن اور
 ایک رات۔
 ازالۃ الخفاؤم اردو ص ۱۵۳

امام ابوحنیفہ حماد سے، وہ ابراہیم نخعی سے، وہ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ نمازِ ظہر کو ذرا ٹھنڈے وقت پر پڑھو اور رونج کی پیٹ سے بچو۔

حضرت امام ابوحنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عشاء کے بعد باتیں کرنا مگر متعلق نماز اور تلاوت قرآن (یعنی دینی باتوں) کے سوا برکت کو کم کرتا ہے۔

امام شافعی امام محمد سے، وہ امام ابوحنیفہ سے، وہ حماد سے، وہ ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں ایک شخص بلا گیا جو قتل عمد کا مرتکب ہوا تھا، آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا مگر مقتول کے بعض اولیاء نے اسے خون معاف کر دیا لیکن حضرت عمر فاروق نے اسے پھر بھی قتل کا حکم دیا۔ حضرت ابن مسعود نے عرض کیا قاتل کا نفس ان سب کے زیر اختیار ہے لیکن جب اس شخص نے اپنی جانب سے اسے معاف کر دیا تو یہ اپنا حق نہیں لے سکتا جب تک کہ ان سب کا حق نہ لے یعنی باقی اولیاء نے تو معاف کیا نہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم نے فرمایا اچھا آپ کیا رائے دیتے ہیں۔ عرض کیا آپ باقی لوگوں کو دیتے دلاویں اور معاف کرنے والے کا حصہ اسے معاف کر دیں۔ فرمایا میں بھی یہی خیال کرتا ہوں۔

ازالہ الخفا، دوم، اردو ص ۲۵۱-۲۵۲

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے آغاز کار میں ایک خواب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہڈیوں

کو قبر سے نکال کر بعض کو بعض سے الگ کر رہے ہیں۔ اس خواب کی دہشت سے وہ بیدار ہو گئے اور ابن سیرین کے ایک شاگرد سے تعبیر دریافت کی۔ اس نے کہا تمہیں میادک ہو کہ تم سنت کو اچھی طرح جانتے ہو، تم صحیح کو خراب سے جدا کر دو گے۔

انفاس العارفين، اردو ص ۵۹

حضرت غوث جیلانی رضی اللہ عنہ کا فیض

اس زمانہ میں کوئی شخص حضرت علی کرم وجہہ اور حضرت پیران پیر سے خوارق (کلمات) میں زیادہ مشہور نہیں۔ اگر آج کسی شخص کو کسی خاص طرح کے ساتھ مناسبت پیدا ہو جائے اور وہاں سے فیض حاصل کرے تو اکثر یہ فیض اس سے خالی نہیں کہ یا تو خود حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو یا حضرت امیر المؤمنین علی کرم وجہہ سے یا حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے۔

قطرات ترجمہ ہمعات ص ۲۵

غوث الثقلین اور غوث اعظم کہنا جائز

حضرت غوث الثقلین قدس سرہ اور سب مشائخ سلسلہ پہلے پچھلے سب کی فاتحہ دے جیسے کہ اسے شرط کیا ہے مشائخ نے۔

انتباہ مترجم ص ۲۵

اور حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ کی اصل نسبت اولیٰ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فخر اور بڑائی کے کلمے ارشاد فرمائے ہیں اور آپ سے تسخیر عالم ظہور میں آتی تھی لہٰذا

لہٰذا مولانا ظفر احمد عثمانی دیوبندی نے مولانا اشرف علی تھانوی کو غوث السالکین اور شیخ احمد کبیر فاضل کو غوث بمقام لکھا ہے (البتیان المشید۔ ترجمہ البرہان الموبد ص ۹-۲۵)

اور مولانا اشرف علی تھانوی نے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجرگی کو غوث الکاملین غیاث الطالبین لکھا ہے۔ (ابدوالمشتاق ص ۱۵)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجرگی نے حضور شہنشاہ بغداد کو غوث الاعظم کہا جسے مولانا اشرف علی تھانوی نے امداد المشتاق ص ۲۳-۲۴ میں نقل کیا ہے۔

اور مولانا اسماعیل دہلوی نے غوث اعظم اور غوث الثقلین لکھا ہے۔ (مرآة مستقیم۔ اردو ص ۱۸۱-۱۸۲، ۲۲۳)

امراہل بیت اور غوث اعظم رضی اللہ عنہم کی نسبتوں میں مناسبت

جب حضرات امراہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی ارواح طیبہ میں گہری نظر ڈالی گئی تو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی مہارک روح میں ایک خاص قسم کا امتیاز، تمکنت اور عظمت نظر آئی جو اوروں میں نہ دیکھی گئی۔ اور کھلے طور پر یہ بات سمجھ میں آئی کہ جو مخصوص نسبت اہل بیت رضی اللہ عنہم میں ہے وہ افکار کے مل جانے کی وجہ سے اتمام اور کمال کی شکل اختیار کر گئی ہے اور آپ کے بعد یہ مبارک نسبت اسی کیفیت پر رہی اور پھر اس نسبت مبارک کی جو شوکت و عظمت حضرت غوث اعظم سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ میں نظر آتی ہے، وہ کسی دوسرے میں نہیں۔ (المقول الجلی کی بازیافت منہ بحوالہ بقول الجلی ص ۴۸)

آپ کی مجلس میں انبیاء علیہم السلام و اولیاء علیہم السلام کا ہجوم ہوتا

کان الشیخ عبد القادر یحضر مجلس الانبیاء و الاولیاء (شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں انبیاء علیہم السلام) اور اولیاء (علیہم السلام) کا ہجوم ہوتا تھا) کی تشریح میں حضرت شیخ ابورضا علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ حقیقت روح جو کہ تمام کائنات میں جاری و ساری ہے، سے وصل تھے پس آپ اسی مرکز ہدایت سے گفتگو کرتے تھے جہاں سے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء علیہم السلام گفتگو کرتے تھے۔ چونکہ آنجناب (شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ) کو عالم ارواح میں مکمل تمکین حاصل تھا اس لئے تدریجات ارواح انبیاء و اولیاء (علیہم السلام و علیہم السلام) اپنے وجود مثال سے آپ پر نزول کرتی تھیں۔

انفاس الباریین الاولیاء ۱۸۵-۱۸۶

خواب میں غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو مسٹر دیکھنے کا بیان

حضرت والد صاحب فرماتے تھے خواب میں مجھے سلاسل اولیاء دکھائے گئے گویا کہ ایک

وسیع بازار ہے جس میں مخصوص دکانیں ہیں۔ ہر دکان میں صاحبِ طریقہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہے۔ میں ان کے پاس سے گزرتا ہوا حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی دکان پر پہنچا۔ میں اس جماعت میں جا کر بیٹھ گیا۔ وہاں نصوص کی عبارت "الاعیان ما شمت راحة الوجود" پر بحث ہو رہی تھی۔ ہر شخص دوسرے سے الگ مفہوم بیان کرتا ہے۔ میری باری آئی تو میں نے بھی معنی بیان کئے۔ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ یہ مفہوم سن کر بہت خوش ہوئے۔

انفاس العارفين اردو ص ۷۷

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بیداری میں زیارت

شیخ ابورحمان فرماتے تھے ایک مرتبہ میں نے بیداری میں حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو دیکھا، اس بگڑ بڑے بڑے اسرار مجھے تعلیم فرمائے۔

(انفاس العارفين اردو ص ۱۲۳)

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا تصرف

تصرف کرتے ہیں۔

آپ سے نسخہ عالم ظہور میں آتی تھی۔

قطرات ترجمہ جمعہات ص ۴۵

قطرات ترجمہ جمعہات ص ۶۲

قضائے مہر اور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

کبھی عارف پر یہ بات منکشف ہوتی

ہے کہ قضا و قلاں واقعہ کو اس طرح ایجاد کرنے میں ضرور متعلق ہے اور اس میں تقدیر مہر ہے۔ چنانچہ وہ عارف اپنی کوشش بہت سے دعا کرتا ہے اور دعا میں خوب اصرار اور الحاح کرتا ہے حتیٰ کہ وہ قضا دوسرے طریقہ پر ایجاد کرنے میں منقلب ہو جاتی ہے،

۱۰ سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سر ولایت کے سلسلہ میں ارشاد فرماتے ہیں: "حضرت غوثِ اعظم محی الدین شیخ عبد القادر قدس اللہ تعالیٰ سرہ اللقدس کی روحانیت کی مدد نصیب ہوئی جس نے اپنی قوتِ تصرف سے ان مقامات سے عبور کرا کے اصل الاصل میں پہنچا دیا" (مبدا و معاد منہا)

تو یہ (عارف) پھر اس چیز کو حسب ارادہ پاتا ہے تو یہ اس طرح ہے جیسا کہ سیدی
عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے ایک تاجر کے میں منقول ہے جو کہ عماد ریاس کے
اصحاب میں سے تھے۔ فیروز دین مترجم جہانگیر

غلام محی الدین نام درست اور آپ کے غلامی کی نسبت جائز

حضرت والد ماجد نے فرمایا۔ سید غلام محی الدین اور اس کا والد جیسا کہ ہم میں
بیار ہو گئے ان کی بیماری لمبی اور سخت ہو گئی۔ ایک روز حضرت غوث اعظم اچھی روز
کو انہوں نے خواب میں دیکھا۔ فرمایا تم اپنے شیخ کی طرف رجوع کیوں نہیں کرتے انہوں
نے اپنے شیخ کی طرف رجوع کیا لہذا صحت یاب ہوئے۔ انھیں بعد ازین رودت

آپ کے تبرکات

شاہ عبد الرحیم کو حبیہ ملا۔ انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا

حضرت والد ماجد فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ مجھے جلا بتایا گیا کہ آج تمہیں ایک
نعمت ملے گی۔ میں سیر کے لئے نکلا۔ شہر کے ایک حقہ میں میرے دل کے گواہی دی کہ
تیرا مطلوب اس جگہ ہے۔ میں نے پوچھا یہاں کوئی درویش یا فاضل شخص ہے۔ لوگوں
نے کہا ہاں فلاں درویش اس جگہ رہتا ہے۔ میں اس کی ملاقات کے لئے گیا۔

اس نے کہا حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا جڑ مجھے تبرک بلا ہے اور آج رات مجھے
حکم ہوا ہے کہ آج جو شخص تمہارے پاس آئے یہ تبرک اسے دے دو۔ میں نے وہ جڑ
لے کر خدا کا شکر ادا کیا۔ انھیں بعد ازین رودت

حضرت مجدد مغانی رضی اللہ عنہ لایا کرتے تھے کہ حضرت سید کی عین جیلان قدس سرہ نے اپنے بعض بیوں
میں مجھے کہ قصائے میر میں کسی کو تبدیل کی کہا نہیں ہے مگر مجھے بتا رہا ہوں تو میں اس کی بھی تعریف کر دینا
اور قرآن کریم

میں شیخ ابو سعید میزوری کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جڑ پینا تھا جیسا کہ حسب نصبت مسند ابی
قدس نے بتا ہے۔ (مستند از قول کتب)

آپ سے منسوب ٹوپی حلیفہ ابوالقاسم اکبر آبادی کو ملی

حضرت والد فرماتے تھے حرم شریف میں ایک شخص کو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ٹوپی اپنے آباد و اجیداد سے ملی تھی اور وہاں اس کی وجہ سے بہت محترم اور مکرم تھا۔ ایک رات خواب میں اس نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ انہوں نے فرمایا ٹوپی ابوالقاسم اکبر آبادی کو دے دو۔

اس شخص کے دل میں خیال گزرا کہ اس شخص کی تخصیص میں کوئی حکمت ہے امتحان کے طور پر ایک قسمتی جیبہ اس کے ساتھ ملا دیا اور پوچھتے پچھاتے آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کی یہ دونوں تبرک حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ہیں۔ انہوں نے مجھے خواب میں فرمایا کہ ابوالقاسم اکبر آبادی کو دے دو، اور انہیں آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے قبول فرمایا اور بہت خوش ہوئے۔

اس شخص نے کہا یہ بہت بڑی نعمت ہے اس کے شکرانہ میں کافی طعام تیار کیجئے اور رؤساء شہر کی دعوت کیجئے (حضرت ابوالقاسم نے) فرمایا، کل آپ تشریف لائیں اور جس شخص کو چاہیں مدعو کریں بس کافی کھانا تیار کروں گا۔ علی الصبح وہ شخص تمام رؤساء شہر کے ساتھ آیا اور کافی طعام تناول کیا اور فاتحہ پڑھی۔ دعوت سے فراغت کے بعد انہوں نے (رؤساء شہر نے) پوچھا، آپ متوکل آدمی ہیں اور ظاہر اسباب نہیں ہیں، اس قدر طعام کیسے تیار ہو گیا۔ فرمایا سم نے جُزبہ فروخت کر دیا اور ضروریات خرید لیں۔

وہ شخص چلایا کہ میں نے اس فقیر کو اہل سمجھا تھا، یہ تو فریبی نکلا۔ اس نے تو ان تبرکات کی قدر نہیں پہچانی۔ آپ نے فرمایا شور مت کرو۔ جو تبرک تھا یعنی ٹوپی، اسے میں نے محفوظ کر لیا اور جو چیز تبرک نہیں تھی (یعنی جیبہ) بلکہ امتحان تھی اسے فروخت کر دیا اور اس سے ضیافت اور شکرانہ کا سامان خرید لیا ہے۔ اب وہ آگاہ ہوا تو تمام اہل مجلس سے حقیقت حال بیان کر دی اور تمام نے کہا الحمد للہ تبرک اس کے حقدار کو پہنچ گیا۔

انفاس العارفين - اردو صفحہ ۵۲-۵۳

سیدنا غوث اعظم اور خواجہ نقشبند علیہما السلام کے مقامات کا دلائل فروری ۱۹۷۰ء

راقم الحروف (شاہ ولی اللہ) کہتا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ کی نسبت کو لطیفہ سر میں زیادہ وسعت حاصل ہے اسی وجہ سے استغراق غالب آیا۔ حضرت غوث اعظم علیہ الرحمہ کی نسبت لطیفہ روح میں زیادہ ہے۔ صوفیہ کی روحانی تربیت اسی سے ہے اور قدیم صوفیائے کرام کی نسبت لطیفہ نفس میں زیادہ ہے اسی وجہ سے وہ سخت مشکل ریاضتیں کرتے تھے۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے طریقہ کی اصل نسبت اولیہ ہے جس میں کسی قدر برکات سکینہ ملے ہوئے ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ کی اصل نسبت یادداشت ہے اور لیا اوقات یہ پہنچا دیتی ہے نسبت احسان تک۔

قطرات ترجمہ سماعت ص ۶۲
حضرت والد ماجد کی زبان مبارک سے بارہا خلوت میں سنا گیا کہ آپ فرماتے تھے جو نسبت ہم نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے حاصل کی ہے وہ زیادہ صاف اور زیادہ باریک ہے اور وہ نسبت جو خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ سے حاصل کی ہے وہ زیادہ غالب اور موثر ہے جمعیت اور قبول عام کے زیادہ نزدیک ہے اور وہ نسبت جو خواجہ معین الدین رضی اللہ عنہ سے حاصل کی ہے وہ عشق کے زیادہ نزدیک ہے اور تاثیر اسما

اے سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "مشائخ نقشبندیہ قدس سرہم کی نسبت تمام نسبتوں سے فوقیت رکھتی ہے (دفتر اول مکتوب نمبر ۲)۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ہمارا طریقہ سب طریقوں سے اقرب (زیادہ قریب) ہے (دفتر اول مکتوب ۲۲۱)۔ مجھے راہ سلوک کی ہوس پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عنایت نے مجھے خانوادہ نقشبندیہ کے ایک خلیفہ کی خدمت میں پہنچایا جن کی توجہ کی برکت سے خواجگان کا بندہ جو بلحاظ قنا صفت قیومیت میں جا ملتا ہے، حاصل ہوا۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ہمارا طریقہ سب سے تعبیر کرنے میں، ترقی کی (سیدار و معاد منظر)

اور صفائی خاطر کے زیادہ قریب ہے۔ رقم الحروف (شاہ ولی اللہ) کو ان کے الفاظ کو یاد نہیں لیکن مطلب یہی تھا، واللہ اعلم۔
انفاس العارفين اردو ص ۱۲۴-۱۲۵

طریقہ نقشبندیہ بمنزلہ ایسی ندی کے ہے کہ ہمیشہ ظاہر زمین پر رواں ہے اور اس طریقہ کا متوسل عالم ناسوت میں اہم قوی اور مقتدر کا مظہر ہے اور طریقہ نقشبندیہ مشابہ اس کے ہے کہ کسی نقاش نے ایک دیوار پر عمدہ عمدہ نقش کشید کئے۔ (قطرات ترجمہ معانی) حضرت والد فرماتے تھے ایک بار میں نے حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا گویا کہ یاقوت سرخ کی مسجد ہے جو آئینہ کی مانند شفاف ہے وہاں سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم مراقبہ کی صورت بیٹھے ہوئے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے کاملین بھی آپ کے گرد و مراقبہ کی ہیئت میں صف باندھے ہوئے ہیں جب میں اس پردہ یاقوتی کے پاس جو مسجد کے دروازہ پر لٹکا ہوا تھا پہنچا تو حضرت غوث الاعظم اور خواجہ نقشبند قدس سرہما اکھڑ کر میرے پاس آئے اور میرے متعلق مناظرہ کرنے لگے۔

حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اس شخص کے آباء و اجداد میرے خلقاً کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں میں اس سے زیادہ قریب ہوں حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے فرمایا یہ شخص میرے خلقاً سے تربیت یافتہ ہے میں اس سے زیادہ قریب ہوں یعنی خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے خلیفہ شیخ رفیع الدین علیہ الرحمۃ روحانی تربیت حاصل کی ہے۔ یہ مناظرہ طویل ہو گیا مجھے خوف پیدا ہوا کہ یہ صحبت ختم ہو جائے گی اور اس فیض سے محروم رہوں گا۔

آخر کار حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اس قدر مناظرہ کیوں کرتے ہو جبکہ ہمارے اور تمہارے طریق میں جہاں فرق نہیں ہے خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر فرق نہیں ہے تو میں اس امر کے درپے کیوں ہوں۔ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔ آپ اسے اندر لے جائیں لیکن دراصل وہ مجھ سے ہے اور میں اسے اپنی نسبت سے بہرہ دیکر دلگاہ اور یہ تمام مناظرہ ایسے حسن ادب کے ساتھ ہوا کہ اس سے بہتر

مکن نہیں چنانچہ خواب نقش بند نے میرا ہاتھ پکڑا اور اس مسجد میں داخل کیا اور سید الانبیاء
 صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل صف میں قدم لگے بٹھایا اور خود میرے ساتھ برابر میں بیٹھ گئے۔
 یہ ساری یہ خیال گزرا کہ اس صورت میں سوائے اس کے کوئی مقصد نہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 مراتب سے سزاٹھائیں تو سب سے پہلے محمد زین العابدین کے لیے۔ اور جب کوئی پوچھے کہ کون آیا
 ہے تو کہیں میں سے لیا ہوں۔ خواب نقش بند صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے واقف ہو کر فرمایا،
 یہی سبب ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سزاٹھایا اور بہت سے اعزازات سے نوازا
 اور ائمہ اربعہ (اولیاء) کا گمان ہے کہ اس واقعہ کا اختتام یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 والد ماجد کو صورت میں لے گئے اور نفعی اثبات کی عجیب انداز سے تعلقین فرمائی اور اللہ
 انفاس العارفين اردو مکتبہ، درائین حدیث ۲۵

خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہم کا تخت اور فرشتے خادم

حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ فرماتے تھے میں خواجہ قطب الدین قدس سرہ کے مزار کی
 زیارت کے لئے گیا اس خیال سے کہ مجھے اپنی گنہگار آنکھوں اللہ اور وہ جسم کو اس پاک
 بزمین میں سے جانا چاہیے۔ ان کے حوالے قریب چوتھے پرکھرا ہو گیا۔ اس جگہ ان کی روح ظاہر
 ہوئی اور فرمایا آگے آؤ۔ میں دو تیز قدم آگے چلا گیا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ چار وقتوں
 نے ناک قبر کے نزدیک ایک تخت امارے معلوم ہوا اس تخت پر خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہم
 تھے۔ دونوں بزرگوں نے آپس میں ملا دینا زکی باتیں کہیں جو سنائی نہیں دیتی تھیں پھر
 تخت فرشتے اٹھا کر لے گئے۔
 انفاس العارفين اردو مکتبہ

خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہم نے مزار مبارک سے شیخ کی طرف راہنمائی فرمائی

ترکستان کا ایک مشہور بیگ نامی مرد تھا جس نے اس راہ (طریقت) کا فرق پیدا
 کیا تھا۔ بخارا میں آیا اور خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہم کے مزار پر اس انتظار میں بیٹھا کہ اسے کسی ولی اللہ

کی اطلاع ملے۔

آخر کار خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ نے خواب میں اسے فرمایا کہ تیرا پیر ہندوستان میں دہلی شہر کے اندر ہے اور حضرت والد محترم کی شکل اسے دکھائی۔ اس کے دل میں خیال گزرا کہ دہلی بیت بڑا شہر ہے، اس بزرگ کو وہاں تلاش کرنا بڑا مشکل کام ہو گا حضرت خواجہ غلام احمد کو اُس کے اس خیال کی خبر ہو گئی فرمایا کہ جس روز تم دہلی میں پہنچو گے اسی روز انہیں وعظ کہتے ہوئے پاؤ گے۔ پھر شوق اسے کشاں کشاں دہلی لے آیا۔

پہلے شیخ فرید کی سرانے میں اترا۔ اتفاقاً اس روز جمعہ کا دن تھا۔ اس نے لوگوں سے جامع مسجد کا پتہ پوچھا۔ انہوں نے مسجد فیروزی کا پتہ بتایا۔ وہاں اسے حضرت والد ماجد اس کے معلوم مکانیہ کے مطابق ملے۔ نماز کے بعد جو وعظ فرمایا اس سے بھی اس کی تائید ہوئی۔ جمعہ سے فراغت کے بعد ان کے ہمراہ ان کے گھر آیا۔ پگڑی اتار کر پاؤں میں رکھ دی اور ظہار عقیدت کیا۔ حضرت والد نے فرمایا شرط یہ ہے کہ چند روز ہمارے ساتھ مجلس کرو تاکہ ہمیں پہچان سکو۔ اور تمام قصہ (جو اسے پیش آیا تھا) بیان کر دیا اور بیعت و تلقین سے مشرف فرمایا۔

۹۶-۹۵
انفاس العارفين اردو

پوشیدہ نہ رہے کہ والد ماجد طریقہ نقشبندیہ کی مختلف شاخوں میں سے حضرت محمد باقی باللہ رضی اللہ عنہ کی شاخ کو پسند کرتے تھے اور اس کے ساتھ ایسی رغبت رکھتے تھے کہ دوسری شاخوں میں سے کسی کے ساتھ ایسی رغبت نہیں تھی۔ ان کی تمام ہدایت و ارشاد اسی شعبہ سے ہوئی۔

انفاس العارفين اردو ص ۴۲
حضرت محمد باقی باللہ رضی اللہ عنہ کی شاخ کو ہمہ جدید کے پیش خیمہ اور قطب ارشاد ہیں

حضرت شاہ صاحب حضرت مجدد کو ہمہ جدید کا پیش خیمہ اور مقدمۃ البشیر قرار دے حاجی امداد اللہ کی نے فرمایا کہ میں حرم میں بیٹھا تھا، ایک شخص مسمی عبدالرحمن باشندہ آسام میرے قدموں میں آکر گرا اور کہنے لگا کہ میرے والد اویاٹے کرام سے تھے مجھے آپکی صورت مقدس دکھا کر حکم دیا ہے کہ آپ سے بیعت کروں اس علیہ خواب کو آپ سے موافق پا کر حاضر ہوا ہوں۔ (ابداء المشتاق ص ۱۲۲)

دیتے ہیں یعنی کوئی مجدد اور مصلح جو آپ کے بعد آیا ہے وہ آپ سے بے نیاز نہیں رہا اور نہیں رہ سکتا چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

شیخ مجدد علیہ الرحمۃ اس دور کے پیش خیمہ ہیں۔ اس دور کے بہت مخصوص معارف اور علوم شیخ کی زبان مبارک سے رمز و اشارے کے طور پر صادر ہوئے ہیں۔ شیخ اس دور کے قطب ارشاد ہیں۔ آپ کے ہاتھوں میں بہت سے طبعی گمراہ اور بدعتی تائب ہوئے ہیں۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی تعظیم میں مدد کون کائنات (یعنی حق سبحانہ و تعالیٰ) کی تعظیم ہے۔ حضرت شیخ کے انعامات و برکات کا شکر یہ عین ایزد متعال کے انعامات کا شکر یہ ہے۔

سیرت مجدد الف ثانی ۳۵۶-۳۵۷، بحوالہ حضرت مجدد الف ثانی ص ۳۶۸

اللہ تعالیٰ کا جو طریقہ اور اس کی جو عادت مستمرہ اپنے انبیاء کے ساتھ ہی ہے اسی کو اس نے حضرت مجدد کے ساتھ برتا ہے کہ ظالموں اور مبتدعین نے آپ کو ایذا پہنچائی اور متعسف فقہان نے آپ کا انکار کیا تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجہ بلند کرے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی حسنات میں اضافہ ہو۔ مومن ہی کو آپ سے محبت ہوگی، اور شقی فاجر ہی کو آپ سے عداوت۔

حضرت مجدد اور ان کے ناقدین کے بحوالہ ترجمہ احوال الایام النبویہ ج ۱ ص ۱۰۱
ان کی جلالت شان یہاں تک پہنچی ہے کہ ان کے متعلق بے خطر کہا جاسکتا ہے کہ ان سے نہیں محبت کرتا مگر مومن تقی اور نہیں بغض رکھتا مگر فاجر شقی۔
سیرت مجدد الف ثانی بحوالہ لغاٹس السانحات ص ۳

شیخ عبدالاحد کے مکتوب کے آخر سے یوں نقل کرتے ہیں:
ہم اپنے مکتوب کو مجدد الف ثانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ کے کلام ختم کرتے ہیں انہوں نے فرمایا، تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے امکان کو وجوب کیلئے آئینہ اور عدم کو وجود کے لئے مظہر بنایا اور وجود و وجوب اگرچہ دونوں اس کے کمال کی صفات ہیں مگر وہ

توان دونوں سے وراہ ہے بلکہ تمام اسماء صفات اور شیون و اعتبارات اور ظہور و بطون اور تجلیات و ظہورات اور مشاہدات و مکاشفات، ہر محسوس و معقول ہر مہم و مستخیل سے وراہ ہے۔ پس وہ سبحانہ و تعالیٰ وراہ الوراہ پھر وراہ الوراہ ہے۔۔۔۔۔
پس وہ تعریف کرنے والے کی تعریف سے بے نیاز ہے۔ انفاس العارفين اردو ص ۲۲
سننے میں آیا ہے کہ شیخ بزرگوار حضرت احمد سرہندی کے کمالات مشہور ہوئے تو شیخ ادریس نے آپ کی خدمت میں خط لکھا کہ میں اگر زمین کی طرف نظر ڈالتا ہوں تو وہ مجھے دکھائی نہیں دیتی اور اگر آسمان کی طرف دیکھتا ہوں تو وہ بھی نظر نہیں آتا۔ اسی طرح عرشِ کبریٰ بہشت اور دوزخ کا وجود بھی مجھے نہیں ملتا اور اگر کسی کے پاس جاتا ہوں تو اس کا وجود بھی نہیں ہوتا اور اپنا وجود بھی نہیں پاتا اور حق تعالیٰ کا وجود بے پایاں ہے اس کی نہایت کو کسی نے نہیں پایا۔ بزرگوں نے بھی یہاں تک بیان کیا ہے اور اس کو پہنچ کر سیر سے عاجز آگئے ہیں۔ اگر آپ بھی اس کو کمال سمجھتے ہیں تو فرمایا اور اگر کوئی دوسرا کمال اس کے علاوہ ہے تو مجھے اطلاع دیں تاکہ ہم دوسرے ملک میں جہاں زیادہ طلب ہو وہاں جائیں۔

حضرت شیخ احمد سرہندی (علیہ الرحمۃ) نے لکھا مخدوما! یہ اور اس قسم کے دوسرے حالات تلون قلب کا نتیجہ ہیں۔ مشاہدہ بتاتا ہے کہ ان حالات کا حامل مقاماتِ قلب میں سے ایک چوتھائی سے زیادہ طے نہیں کر سکا، ابھی اسے تین حصے اور طے کرنے چاہئیں تاکہ معاملہ قلب کو مکمل طور پر طے کر کے سمجھ سکے۔ مقامِ قلب سے گزرنے کے بعد مقامِ روح آتا ہے۔ مقامِ روح سے آگے مقامِ سرکارِ دروازہ کھلتا ہے اور مقامِ سرکارِ طے کرنے کے بعد مقامِ خفی تک پہنچتا ہے۔ تب اس پر مقامِ حق کے برابر روموز کھلتے ہیں۔ ان چار حصوں کے علاوہ دل پر کچھ اور اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں جن کے احوال و کیفیات جدا جدا ہیں۔ ان تمام کو فرداً فرداً طے کرنا چاہیے (آخر مکتوب تک)

اس کے بعد شیخ ادریس کو شیخ احمد سرہندی (علیہما الرحمۃ) کی ملاقات کا شوق ہوا اور ان

کی مجلس میں حاضری کا پختہ ارادہ کر لیا لیکن بعض مواعیات کی وجہ سے یہ خواہش پوری نہ ہو سکی اور شیخ احمد سرسندی (علیہ الرحمۃ) کا زمانہ ارشاد ختم ہو گیا۔ (انفاس العارفين ص ۲۶-۲۷)

نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھنا صحیح ہے

وَقَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِلْأَوْزَاعِيِّ — وَكَانَ أَبُو حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حجۃ اللہ البالغہ (مترجم) اول ص ۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳

إِمَامُ الطَّرِيقَةِ الشَّيْخُ أَبِي مُحَمَّدٍ مُحَمَّدِي الدِّينِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيلَانِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

شفاء العلیل ترجمہ القول الجلیل ص ۴۷

سَيِّدِي عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيلَانِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ — (فیوض الحرمین مترجم ص ۱)

الْمُشَافِحُ النَّقْشَبَنْدِيَّةِ وَهُمْ أَصْحَابُ إِمَامِ الطَّرِيقَةِ خَوَاجَةِ بَهَاؤِ الدِّينِ

نَقْشَبَنْدِ الْبُخَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَنْهُمْ أَجْمَعِينَ — (شفاء العلیل ترجمہ القول الجلیل ص ۴۵)

الْمُشَافِحُ الْحَشْتِيَّةِ وَهُمْ أَصْحَابُ الطَّرِيقَةِ خَوَاجَةِ مَعِينِ الدِّينِ حَسَنِ الْحَشْتِيِّ

وَحَشْتِ قَرِيْبَةَ شَبُوخِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَعَنْهُمْ — (شفاء العلیل ص ۴۳)

الشَّيْخِ الْأَجَلِ عَبْدِ الرَّحِيمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ — (شفاء العلیل ص ۱۴۳)

سَيِّدِي عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيلَانِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَيِّدِي الْوَالِدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (فیوض الحرمین ص ۲۳-۲۴)

اے مفتی جلال الدین امجدی نے اپنے فتویٰ میں درمختار شامی جلد پنجم ص ۴۸، نسیم الریاض شرح

شفاء قاضی عیاض جلد سوم ص ۵۰۹، اشعة اللمعات جلد اول ص ۹، ۱۶، ۱۷، جلد چہارم ص ۴۳

شامی جلد اول مطبوعہ دیوبند ص ۳۵ تا ۴۳، درمختار مع ردالمحتار جلد اول ص ۴۳-۴۵،

تفسیر کبیر جلد ششم ص ۳۸۲، مرقات جلد اول ص ۲۷ (مطبوعہ بمبئی) طحطاوی علی المراتی

مطبوعہ قسطنطنیہ ص ۱۱، احیاء العلوم جلد دوم ص ۷، فتح الباری ص ۱۸، ۲۱، نووی کی شرح

مسلم ص ۱، تفسیر صادی جلد اول ص ۳، اخبار الاخیار، ہجرت الاسرار اور ہدایہ وغیرہ

عظیم اور معتبر کتب کے حوالے سے علماء و مشائخ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھنے کا جواز ثابت کیا ہے۔

بج

مقامات اولیا

marfat.com

Marfat.com

مقاماتِ اولیاء

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندوں میں ایک گروہ کو منتخب کیا پس اپنا ولی بنایا اور انہیں اوار و برکات کا لباس پہنایا اور ان پر اپنی نعمتوں کی راہیں کشادہ کر دیں اور ان کی زبانوں سے علم کے چشمے جاری کر دیے اور اس کو ان کا مقصد بنا دیا جس کے نتیجے میں وہ ہادی و مہدی اور اربابِ تقویٰ کے پیشوا بن گئے۔ اہی کیلئے اس نے زمین و آسمان کو بنایا۔

انفاس العارفين ص ۱۴

اللہ کے ولی سے عداوت اللہ سے جنگ ہے

حضور صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو میرے کسی دوست کے ساتھ عداوت رکھے گا (مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا) میں نے اس کے ساتھ اعلان جنگ کر دیا اور میں نے بندے پر جو فرض کر رکھا ہے اس سے زیادہ محبوب چیز کوئی نہیں کہ بندہ اس کے ذریعے میرا قرب حاصل کرے۔ اور میرا بندہ تو اہل کے ساتھ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔

جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر مجھ سے مانگے تو میں ضرور اس کو عطا کروں گا۔

یعنی بندہ فرائض ادا کرنے کے بعد اللہ کا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے اور اس کی رحمت اسے ڈھانپ لیتی ہے۔ اس وقت اس

کے اعضاء کو نور الہی سے مدد و تائید حاصل ہوتی ہے۔ اس میں اور اس کے اہل عیال اولاد اور مال میں برکت ہوتی ہے، اس کی دعا قبول ہوتی ہے، اس کو شر سے بچایا جاتا ہے اور اس کی مدد ہوتی ہے، اور ہمارے نزدیک یہ قرب قرب اعمال کہلاتا ہے

حجۃ اللہ البالغہ دوم ۲۳۳-۲۳۴

قرآن مجید میں جس جگہ ولایت کا

قرآن مجید اور ولایت

لفظ آیا ہے اس کے معنی نصرت (مدد)

کے ہیں: سورہ انفال (۸) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يهاجِرُوا مَا لَكُمْ مِنْ وَلَايَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ حَتَّى يُهاجِرُوا وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمْ النَّصْرُ وَاللَّهُ سَوَدَهُمْ مَاءُ دَمٍ** فرمایا: لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ

أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ بِه خصوصاً اس آیت کا سیاق و سباق یاد رکھنا ہے کہ ولایت بمعنی نصرت ہے۔ سیاق آیت یہ ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ** (الایہ ۵۴) اس میں اشارہ نصرت

۱۔ (ترجمہ) بے شک جو ایمان لائے اور اللہ کے لئے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے اور وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت نہ کی تمہیں ان کا ترکہ کچھ نہیں پہنچتا جب تک ہجرت نہ کریں اور اگر وہ دین میں تم سے مدد چاہیں تو تم پر مدد دینا واجب ہے۔ الخ (کنز الایمان)

۲۔ (ترجمہ) یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں الخ (کنز الایمان)

۳۔ (ترجمہ) اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا۔ (کنز الایمان)

کی طرف ہے) اس کے بعد فرمایا: وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ (۵۹) اور یہ صریح ہے دربارہ نصرت۔

ازالۃ الخفاء اول ص ۵۶۲

اہل بصیرت پر پوشیدہ نہیں کہ
حکایات کے بیان کا فائدہ

(اللہ کے لشکروں میں سے لشکر) کے قول کے مطابق صوفیہ مشائخ کے اقوال و احوال جو کرامت و استقامت کو حادی اور ظاہری اور باطنی علوم کے جامع ہیں مبتدیوں کو شوق رغبت دلاتے ہیں، پختہ کاروں کے لئے دستور و میزان ہوتے ہیں خصوصاً اولاد و اختلاف کیلئے، آباء و اجداد کے حالات سننے سے بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ بسا اوقات صلاحیت کی غیرت کی رگ حرکت میں آتی ہے اور اسے کسی مقام پر پہنچا دیتی ہے اور انصاف پسند شخص کو اپنی غلطی سے آگاہ کرتی اور توبہ کا دروازہ اس پر کھول دیتی ہے

انفاس العارفين ص ۱

حضرت شیخ ابو رضا فرماتے تھے تہذیب
ولایت کمال کیا ہے؟

احسلاق اور صفات ذمیرہ سے خروج
 کی وجہ سے اگرچہ آدمی فرشتہ بن جائے، بہ نسبت کمال ولایت یہ کوئی کمال نہیں
 خدا تعالیٰ ملائکہ کی طرف سے فرماتا ہے

وما منا الا لہ مقام معلوم - ہم میں سے ہر ایک کا ایک مقام متعین ہے
 ہاں یہ مرد عنایات الہیہ کا مورد اور خوارق عادات جو جنس کرامات سے ہیں
 کا مظہر بن گیا ہے کیونکہ یہ طاعات کے انوار اور بری صفات کے چھوڑ دینے کی وجہ
 سے ظاہر ہوتی ہیں لیکن یہ ابھی طریقہ ولایت میں داخل نہیں ہوا۔ ابھی اپنے آپ میں مشغول

لے (ترجمہ) اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بے شک
 اللہ ہی کا کردہ غالب ہے۔ (کنز الایمان)

سے تو وہ شخص جو صفاتِ ذمیرہ رکھتا ہے اس طریقِ ولایت میں کس طرح داخل ہو سکتا ہے۔

کاتبِ حروف (ولی اللہ) کہتا ہے کہ "وما لنا الا لہ مقام معلوم" یعنی ملائکہ کے مقامات کی مقدار معلوم ہے۔ اور صاحبِ ولایت خاصہ جو تجلی ذات سے متبرک ہو، اس کے مقامات کی کوئی حد نہیں اور انہیں نہیں معلوم کیا جاسکتا۔

انفاس العارفين ص ۱۵۵

بعض صوفیہ کے اس قول کہ "ما بعد المقام الذی وصلنا لامقام" (جس مقام تک ہم پہنچ گئے ہیں اس کے بعد کوئی مقام نہیں) اور بعض دوسرے صوفیہ کا قول کہ "فوق کل مقام مقام مالا یتناہی" (ہر مقام کے بعد ایک اور مقام ہے اور یہ سلسلہ لامتناہی ہے) کی تحقیق میں شیخ ابورضا فرماتے ہیں کہ پہلا قول اہل شہود کی نسبت درست ہے مثل شیخ بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے (جو یہ ہے) "اذ لیس وراء عبادان قریۃ والی ربک المنتہی" (کیونکہ عبادان کے آگے کوئی قریہ نہیں اور تیرے سب کی طرف انتہا ہے)

اور دوسرے قول کے قائل کی مراد اگر مظاہرِ اسماء میں سر ہے جیسے ملائکہ عالمِ مثال اور عالمِ ارواح وغیرہ تو یہ درست ہے لیکن یہ کمال نہیں ہے اور عارف ذات تک پہنچنے کے بعد ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتا، الا ماشاء اللہ، اور مقام کا لفظ اس پر منطبق نہیں ہوتا مگر تسمیح و چشم پوشی سے اور اگر اس کی مراد یہ ہے کہ وصول ذات کے بعد بھی مقامات غیر متناہی نفس الامر میں موجود ہیں تو یہ صریح زیادتی (فائش غلطی) ہے۔

انفاس العارفين ص ۱۶۳

شیخ ابورضا فرماتے تھے کہ

سائیک کو چاہئے کہ کسی بھی سائنس میں اپنی توجہ جنابِ احدیت اور وحدت سے دوسری طرف نہ پھیرے اور یہ مقام اس طرح حاصل ہوتا ہے کہ سائیک میدانِ توحید میں مسلسل غور و فکر کرتا رہے یہاں تک کہ عالمِ امکان کے حجابات ختم ہو جائیں اور حق

سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ باقی رہے تو اس وقت بادشاہ ہو جائے گا اور نفی سے مقصود متوہمہ غیریت کی نفی ہے اور یہ سالک کے بحر وحدت میں استغراق سے حاصل ہوتی ہے۔

انفاس العارفين اردو ص ۱۵۶

شیخ ابورضا فرماتے تھے کہ شیخ یاقوت حبشی کے عرشِ کہلانے کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ زینوں آسمانوں اور حدود و امکان سے گزر کر عرشِ وحدت سے پیوستہ ہو گئے تھے ورنہ عرش کی طرف دل کا ہمیشہ متعلق ہونا کوئی کمال نہیں تصوف میں پہلا قدم تمام مابو اللہ عرش اور جو کچھ اس میں ہے سے گزر جانا ہے۔

کاتبِ حروف (ولی اللہ) کہتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ شیخ یاقوت کی نسبت اس سبب سے نہ ہو کہ ان کا علم ان کی بلند ہمتی کی وجہ سے عرش بن گیا ہے۔ کیونکہ یہ بات بھی ان کے کمال کی نفی ہے بلکہ اس معنی کے اعتبار سے ہو کہ تجلی ذات حق کے بعد وہ اور عرش ایک ہو گئے ہوں اس مناسبت سے کہ عرش حق کی طرح ان کا وجود بھی مظہر اتم بن گیا ہو۔ (انفاس العارفين اردو ص ۱۵۶)

شیخ ابورضا فرماتے تھے کہ اہل شہود کی مثال عینک کے واسطے سے کتاب دیکھنے والے کی طرح ہے۔ اس کی نظر اور التفات عینک کی طرف بالکل نہیں۔ وہ صرف کتاب کو دیکھتا ہے۔ مگر یہ کہ عینک کے آگے پردہ ہو یا کوئی شخص عینک کے آگے ہاتھ رکھ دے تو اس کی توجہ عینک کی طرف ہو جاتی ہے۔ اہل شہود خوبصورت عورتوں، حوروں اور امارہ کی طرف التفات نہیں کرتے، کیونکہ ان کی نظر ان سے متجاوز ہو کر منہ ہی حقیقی حلالہ تک پہنچ رہی ہوتی ہے۔ اور جو شخص محجوب ہوتا ہے وہ خوبصورت عورت کی طرف رغبت کرتا ہے اور بدصورت عورت سے اعراض کرتا ہے اور عارف کے نزدیک دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

اسی طرح اہل شہود سرو کے سماع سے لطف اندوز نہیں ہوتے کیونکہ سرو کا فاصلہ کہنے والے کے منہ اور سنتے والے کے کان تک محدود ہے اس سے زیادہ نہیں۔ اگر گانے والا جہیر الصوت ہو تو (آواز) ایک تیر کے فاصلے تک پہنچ جاتی ہے اور بس۔ اور یہ عارفین کی

قوم اس قسم کے امور سے گزر کر منتہی حقیقی تک پہنچ چکی ہے۔

یہ بھی فرماتے تھے کہ ولایت عامہ کے بہت سے متفاوت مراتب ہیں جیسے نقوی، ریاضت، وحدت شہودی بہ نسبت اس شخص کے جو ذات حق کی سرپرست اور اس کے نظام پر احاطہ سے آگاہ نہیں ہوا۔ اور مثل عاشقیت اور معشوقیت کہ یہ اہل ولایت عامہ کے خواص کا مقام ہے ولایت خاصہ سے نہیں ہے۔ ولایت خاصہ ذات واحد بسیط تک وصول کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

شیخ عبدالاحد علیہ الرحمۃ نے لکھا جانا چاہیے کہ ایک مقام میں ترقی اور ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف ترقی دو مختلف چیزیں ہیں اور جس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں ان میں سے ایک نموع ہے اور دوسری فی الواقع موجود ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو اصلین ذات کے مراتب میں کوئی یا ہی فرق نہ ہو اور وہ تمام قرب میں برابر ہوں اور وہ تمام ایک ہی مقام میں بند ہوں حالانکہ یہ سب غلط ہے۔ اگر کہا جائے کہ ہم یہ بات تسلیم نہیں کرتے کہ ان میں فرق اس وجہ سے ہے بلکہ یہ تفاوت درجات کسی اور وجہ سے ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ تسلیم کرنے کے بعد متع تصور فوق میں آپ کے لئے یہی ہمارا جواب ہے۔

اے عارف باللہ، وہاں ترقی اور تفوق اس ترقی اور تفوق کی طرح نہیں جو مکان کی صورت ہوتی ہے اور مکان سے سطح مکان تک ہوتی ہے۔ اور سیر و سلوک سے بھی جسمانی حرکت مراد نہیں بلکہ یہ ایک وجدانی چیز ہے بیان میں آنے والی نہیں جس نے اس کا ذائقہ نہیں چکھا وہ اسے جان ہی نہیں سکتا۔ اور اس کی قریب ترین تعریف جو کی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ ایک حقیقت سے دوسری حقیقت کی طرف ایک حرکت کیفی اور انتقال علمی ہے، اور یہ مرتبہ صفات کے اعتبار سے ہے لیکن مرتبہ ذات کے اعتبار سے تو اس سے مراد معرفت و انکشاف کی زیادتی اور لطن لبطون میں نظر کا نفوذ ہے جس کی شہادت کشف صحیح دیتا ہے۔ ہم یہ جانتے ہیں اور حقیقت امر تو عالم الغیب و الشہادۃ ہی جانتا ہے۔

پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ شیخ اور میں نے آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا کہ میں اگر زمین کی طرف نظر ڈالتا ہوں تو وہ مجھے دکھائی نہیں دیتی اور اگر آسمان کی طرف دیکھتا ہوں تو وہ بھی نظر نہیں آتا۔ اسی طرح عرش، کرسی، بہشت اور دوزخ کا وجود بھی مجھے نہیں ملتا اور اگر کسی کے پاس جانا ہوں تو اس کا وجود بھی نہیں ہوتا اور اپنا وجود بھی نہیں پاتا۔ اور حق تعالیٰ کا وجود بے پایاں ہے اس کی نہایت کو کسی نے پایا۔ بزرگوں نے بھی یہاں تک بیان کیا ہے اور اس جگہ پہنچ کر سیر سے عاجز آ گئے ہیں۔ اگر آپ بھی اس کو کمال سمجھتے ہیں تو فہما اور اگر کوئی دوسرا کمال اس کے علاوہ ہے تو مجھے اطلاع دیں تاکہ ہم دوسرے ملک میں جہاں زیادہ طلب ہو وہاں جائیں۔

حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ نے لکھا، مخدوما! یہ اور اس قسم کے دوسرے حالات تلون قلب کا نتیجہ ہیں۔ مشاہدہ بتاتا ہے کہ ان حالات کا حامل مقامات قلب میں سے ایک چوتھائی سے زیادہ طے نہیں کر سکا، ابھی اسے تین حصے اور طے کرنے چاہئیں تاکہ معاملہ قلب کو مکمل طور پر طے کر کے سمجھ سکے۔ مقام قلب سے گزرنے کے بعد مقام روح آتا ہے۔ مقام روح سے آگے مقام سر کا دروازہ کھلتا ہے اور مقام سر کو طے کرنے کے بعد مقام خفی تک پہنچتا ہے، تب اس پر مقام اخفی کے اسرار و رموز کھلتے ہیں۔ ان چار حصوں کے علاوہ دل پر کچھ اور اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں جن کے احوال و کیفیات جدا جدا ہیں ان تمام کو فرداً فرداً طے کرنا چاہیے۔

۲۶-۲۷
انفاس العارفين اردو ص ۲۶

عارف جب کامل ہو جاتا ہے تو اس کی روح ملائعہ اعلیٰ سے جا کر مل جاتی ہے

اے شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں "جو کوئی ان (اولیاء) میں سے فرد کامل اور صاحب صفا ہوتا ہے وہ منبع البرکات ہوتا ہے۔ نزول بارانِ رحمت اور دشمن پر فتح پانے کے لئے اس سے توسل کیا جاتا ہے کبھی وہ اپنی صورت مثالیہ سے اور کبھی اپنے اقوال و افعال سے لوگوں کے لئے ہدایت کا باعث ہوتا ہے۔ وہ صاحب قبول و اقبال اور صاحب عنایات ہوتا ہے۔ (خیر کثیر۔ اردو ص ۲۱۶-۲۱۷) (باقی اگلے صفحہ پر)

کامل معرفت والے کو وہ تمام نعمتیں ملتی ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے تمام آسمان اور زمین اور کل کائنات اور اور جو ان میں ہیں ملائکہ، انبیاء، اولیاء اور بادشاہوں وغیرہ میں سے ان پر نازل کی ہیں۔
 کبھی عارف پر وہ نعمتیں منکشف ہو جاتی ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی ہیں چنانچہ ان امور کے کشف کے اعتبار سے اہل اللہ کے ڈوگر وہ ہو جاتے ہیں۔ ان میں اصحاب کشف الہی تو اس واقعہ کو آئینہ حق میں دیکھتے ہیں۔

فیوض الحرمین مترجم (عربی اردو) ص ۱۴۹-۱۵۰-۱۴۳-۱۴۲

مرجع طریقت حنیف بغدادی ^{رضی اللہ عنہ} | جن شخصوں نے مشائخ کی صحبت پائی ہے یا انکی کتابیں اور رسالے دیکھے

ہیں وہ بیشک سمجھتے ہیں کہ تمام طرق کے مشائخ اور اہل ارشاد یا ان میں سے اکثر اصل طریق میں متفق ہیں اگرچہ اس کے حاصل کرنے میں مختلف ہیں اور وہ اصل منسوب ہے بہد الطائفہ حضرت حنیف بغدادی رضی اللہ عنہ کی طرف۔ کیونکہ طریقت کے اکثر قوانین کے مقتضی وہی ہیں اور ان کے زمانہ میں سب لوگ انہی سے نسبت کی تکمیل کرتے تھے۔ اور حقیقت میں جتنے طریقے ہیں سب کا مرجع وہی ہیں۔

قطرات ترجمہ ہجرات ص ۱۴۲
 حضرت یازید بسطامی اور حضرت حنیف بغدادی کا جذب و سلوک ^{رضی اللہ عنہما}

حضرت شیخ ابو رضا فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے چشم حقیقت سے دیکھا کہ میرے دائیں پاؤں کو شیخ یازید بسطامی (رضی اللہ عنہما) اور میرے بائیں پاؤں کو سید الطائفہ حنیف بغدادی رضی اللہ عنہ کے پاؤں کے ساتھ باندھ دیا گیا ہے پس میں نے شیخ بسطامی (رضی اللہ عنہما) کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو انہیں مکمل غیوبت اور مدہوشی میں پایا۔ شیخ حنیف (رضی اللہ عنہما) کو دیکھا

ابقیہ جانشین صفحہ گذشتہ۔ سیدنا مجدد الف ثانی زمانے میں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے کامل ادیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عودت سے پورا پورا حصہ حاصل ہے تو پھر اگر کوہ ان بزرگوں سے برکت حاصل کرنے کو کیا تعجب ہے۔ (دفتر اول مکتوب نمبر ۲۰۹)

تو وہ ہوش میں تھے، میں ان دونوں کے درمیان تھا۔

کاتبِ حروف (ولی اللہ) کہتا ہے کہ یہ واقعہ ہر دو بزرگوں کے جذبِ سلوک پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ شیخ بسطامی رضی اللہ عنہ اہل سکر سے ہیں اور شیخ جنید رضی اللہ عنہ اہل صحو سے اور سکر کا جذب کے ساتھ تعلق ہے اور صحو کا سلوک کے ساتھ ربط ہے۔
انفاس العارفين اردو ص ۱۵۴

ولایت کبریٰ شیخ ابورضا علیہ الرحمۃ نے "یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ولایت کبریٰ کے فرائض چھ ہیں اور چار قرآنی آیت مذکورہ کی ترتیب کے مطابق یہ ہیں:

اول۔ دل کی تصدیق اور زبان کے اقرار کے ساتھ ایمان لانا۔
دوم۔ توہی سے اجتناب اور اوامر کے مطابق عمل کر کے تقویٰ حاصل کرنا۔
سوم۔ شیخ طریقت کی طلب کیونکہ وسیلہ سے یہی مراد ہے، درست نکتہ پہنچنے کا راستہ اس سے واضح ہوتا ہے۔

چہارم۔ امانیت کو فنا کرنے اور شہودِ درست کی گرفتاری کے ساتھ بقا کے ذریعہ خود سے آزادی کو دور کرنا۔ کیونکہ فلاح اسی کا نام ہے اور یہی ولایت کبریٰ ہے۔
انفاس العارفين اردو ص ۲۳۶

شیخ ابورضا علیہ الرحمۃ فرماتے تھے ایک بار میں اپنے اسماء صفات کی طرف متوجہ ہوا تو میں نے انہیں تین سو سے زیادہ پایا۔ جب میں نے ان کا اچھی طرح تجزیہ کیا تو وہ چار ہزار سے زائد تھے۔ میں نے اور اچھی طرح جستجو کی تو وہ غیر محصور اور لامحدود تھے۔ پس میں نے اس حالت میں اپنے نفس کو دیکھا کہ میں ایک جہان کو پیدا کرتا ہوں اور ہلاکتا ہوں اور اس قسم کے حالات ولایت کبریٰ والوں کے بہت ہوتے ہیں۔

کاتبِ حروف (ولی اللہ) کہتا ہے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ وجود تمام استعداد کا جامع

ہے جس میں نقطہ وجود بیدار اور تدبیر کئی جو کہ طبیعت مدبرہ کلیہ مافی الکلون کا مقتضی ہے موجود ہو۔ اور روتے روشن ہو تو اس کی زبان سے اس نقطہ وجود کے معارف اور تدبیر کئی بیان ہوتے رہیں گے۔ اور وہ اس حاسر سے دیکھتا ہے۔ واللہ اعلم۔

انفاس العارفين ص ۱۵۲

قیومیت | حضرت والد ماجد شاہ عبدالرحیم فرماتے تھے ایک مرتبہ میں نے حق تعالیٰ سے تحقیق و شد و امثال کی طلب کی مجھ پر ایک حالت طاری ہو گئی کہ میں نے خود کو قیوم عالم دیکھا اور عالم کے ہر ذرہ کا اپنے ساتھ ربط و تعلق مشاہدہ کیا اگر وہ منقطع ہو جائے تو لاشیٰ محض ہو جائے۔

انفاس العارفين ص ۶۵

میں مذکور میں تھا کہ میں نے ایک خواب میں خود کو قائم الزمان دیکھا۔ قائم الزمان سے میری مراد یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کسی اچھے نظام کے قیام کا ارادہ فرمایا تو اس نے مجھے اس کے لئے آراہ "بنایا" (اس کے قیام کا ذریعہ بنایا) تاکہ اس کی مراد پوری ہو۔

سطحات اربعہ ص ۳۳ بحوالہ فیوض الحرمین

نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کامل فہم ان کا معاملہ اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ (اللہ تعالیٰ) بحکم خلافت اس کو تمام اشیاء کا قیوم بنا دیتے ہیں اور تمام مخلوق کو وجود اور بقا اور تمام کمالات ظاہری و باطنی کے فیوض اس کے واسطے پہنچاتے ہیں۔ اگر فرشتہ ہے تو اس سے متصل ہے، اگر انسان و جن ہیں تو اسی کے ساتھ چٹے ہوئے ہیں۔ اور حقیقت میں تمام اشیاء کی توجہ اسی کی جانب ہے۔

یہ عارف جو قیومیت اشیاء کے منصب پر مقرر ہوا ہے یہ وزیر کا حکم رکھتا ہے کہ مخلوقات کی بہات اس کی طرف راجع ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ انعامات بادشاہ کی طرف سے ہیں لیکن ان کی وصولی وزیر کے توسط سے وابستہ ہے۔ (دفتر دوم - مکتوب ۷۳)

مولانا اسماعیل دہلوی نے حضرت مجدد الف ثانی کے لئے امام ربالی اور قیوم زمانی کے

انتخاب لکھے ہیں۔ (مرآة مستقیم فارسی ص ۳۲ بحوالہ سیرت خوش الحلقین ص ۱۱۱)

خواجگان نقشبندیہ کی ابتدا

حضرت والد ماجد فرماتے تھے کہ شیخ میرٹھی نے مجھ سے سوال کیا کہ نقشبندی

کہتے ہیں کہ ہمارا آغاز منتهی لوگوں کا انجام ہے اور میں خواجہ نقشبندی رضی اللہ عنہ کے کلام سے متفق نہیں ہوں کہ ان کا اول قدم یا ترید کا انتہائی قدم ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ جس شخص نے پچاس یا ساٹھ سال مجاہدہ کیا ہے وہ امرتہ مبتدی کے برابر کیے جھانگا میں نے کہا تم لوگ سلسلہ شطاریہ کے پیروکار منازل سلوک کس طرح طے کرتے ہو۔ اس نے کہا پہلے دھڑلی اسم ذات، پھر چار ضرپی، پھر اسی طرح شغل نفی اثبات کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا پھر کیا کرتے ہو، اس نے کہا شغل اہیات اور اسمائے مطہرہ کا ذکر کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا پھر کیا شغل کو بکو۔ میں نے پوچھا اس کے بعد کیا کرتے ہو، اس نے کہا ہائے ہویت میں غرق ہو جاتے ہیں۔

میں نے کہا نقشبندی سب سے پہلے ہائے ہویت میں غرق ہوتے ہیں اور شیخ نقشبندی رضی اللہ عنہ کے کلام کا یہی مطلب ہے نہ یہ کہ صوفیہ کے تمام احوال و آثار آغاز سلوک میں ان پر طاری ہو جاتے ہیں۔

بحمد اللہ ہمارے خواجگان کے طریقہ میں بعض اصغیا و اذکیا کو ابتدائے سلوک میں ہی یہ نسبت بغیر کسی وسیلہ کے ان کی صدق نیت اور خلوص عقیدہ کی بدولت مکمل طور پر حاصل ہو جاتی ہے۔ پانے والے نے پالیا اور شک کرنے والا شک میں

اے سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "ان کا ملین (مشائخ نقشبندیہ) کے طریقہ میں ابتدا انتہا میں درج ہے اور اس معاملہ میں ان کی اقتداء حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی صحبت میں وہ کچھ پاگئے جو دوسروں کو نہایت میں جا کر میرا آئینہ ہے اور نہایت کے ہدایت میں درج ہونے سے ہوتا ہے۔ تو جس طرح جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولایت تمام انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولایتوں سے فائق و اعلیٰ ہے۔ اس طرح ان اکابر کی ولایت تمام اولیاء قدس اللہ امرارہم کی ولایتوں سے فائق و اعلیٰ ہے، ایسا کیوں نہ ہو حالانکہ ان اکابر نقشبندیہ قدس اللہ امرارہم کی ولایت صدیقی اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔" (دفترا دل مکتوب ۲۱-۲۲)

انفاس العارفين ص ۱۲۲

گرفتار رہا۔

قطریت | جب کہ ولی قوت عازم کی اس حد کو پہنچتا ہے تو اسے خلوت قطبیت شہد سویداء قلب میں شخص اکبر کی طرف سے پہنایا جاتا ہے تو اس وقت وہ لوگوں کی پناہ کا مقام ہو جاتا ہے اور ان کا مرجع اور ان کے متفرقات کو جمع کرنے والا اور میرن رائے میں تنہا ایک شخص کے لئے اس مرتبہ کا واجب ہونا ضروری نہیں بلکہ ایسا اوقات دو اور تین اور اس سے زائد کے ساتھ یہ چیز متصل ہو جاتی ہے۔

فیوض الحرمین مترجم ص ۲۶۴
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی زمانہ میں مختلف مواضع میں متعدد قطب پیدا ہوتے ہیں (جو اپنی اپنی جگہ مرجع خلایق ہوتے ہیں) ہر زمانہ میں اقطاب اور ان کے حواریین ایسے کلام کرتے ہیں جس سے ان کے خانوادے کی ترجیح دوسرے خاندانوں پر ثابت ہوتی ہے اور اپنے طریق کو اقرب طرق بتاتے ہیں اور وہ اس مقولہ میں صادق بھی ہوتے ہیں لیکن اس طرح سے جیسے ہم نے بیان کیا (یعنی توجہ و غایت ایزدی کے باعث نہ کہ خصوصیت خانوادہ کے سبب سے)۔

قطرات ترجمہ معات ص ۹۰۸

قطبیت ارشاد — یہ ہے کہ وہ تمام لوگوں کے دلوں کا باطنی حیثیت

لے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے قطب قطب الاقطاب اور قطب ارشاد کے مقامات تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔ (دیکھئے دفتر اول مکتوب ۲۵۱۔ اور مبادی و معاد منہا نمبر ۱ اور نمبر ۲)
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں "قطبیت باطنہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو مخصوص فرمادیتا ہے کہ قبض الہی اولاد بالذات ان پر نازل ہوتا ہے۔ پھر ان سے دوسروں کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اگرچہ بظاہر کوئی ان سے کسب فیض نہ کرے جیسے سراج نورانی میں۔ لیکن ان کے ذریعے کسی گمراہ پہنچیں تو اولادہ روشن شدن روشن ہوگا اور اس کے دوسرے گمراہوں کو بھی روشن ہوگا۔ اس کو قطب ارشاد بھی کہتے ہیں برخلاف قطب مدار کے۔"

(فتاویٰ عزیزی قادیان ص ۱۲۹ بحوالہ ازہر سے سے اجلاء تک ص ۱۲۷)

سے مالک ہو۔

اس قسم کا کوئی شخص بھی قطب ارشاد دنیا میں موجود ہو تو سب لوگ اس کے نور سے مستفیض ہوتے ہیں۔

خیر کثیر ص ۱۶۸

ان کا راستہ صراطِ مستقیم ہے | صراطِ مستقیم تمام انبیاء و رسول علیہم السلام اور اولیائے کاملین (علیہم الرحمہ) کا راستہ

ہے اور نمازی اپنی نماز کی فاتحہ میں "اھدنا الصراطِ المستقیم" سے یہی راستہ طلب کرتے ہیں۔

انفاس العارفين ص ۲۳

حضور قلب حاصل ہو جائے تو حجاب ختم ہو جاتا ہے

شیخ ابورضا علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ جب حضور (حضور قلب) دل میں جائے تو لوگوں سے گفتگو وغیرہ سے زائل نہیں ہوتا۔ ہاں اگر تعلیم و تعلم اور دقیق علوم میں مشغول ہو جائے تو تخفیف سا حجاب واقع ہو جاتا ہے۔ پھر فرمایا جسے حضور قلب اس طرح حاصل ہو گیا جیسے آنکھ میں بصارت تو اس کیلئے کوئی چیز حجاب نہیں۔

انفاس العارفين ص ۱۵۶

۱۵ علم اولیاء کے منکرین غیر مقلدین نے ابن قیم کی مایہ ناز تصنیف "مفتاح دار السعادة" سے نقل کیا ہے۔ ابن قیم کہتے ہیں کہ جب انسان اپنی اندرونی بصیرت سے اپنے آپ کی اور اپنے رب کی معرفت حاصل کر لیتا ہے تو پھر اس کے سامنے باب آسمان وا ہو جاتے ہیں اور انسان آسمان کے چپے چپے میں اس کے ملکوت اور فرشتوں پر نگاہ ڈالتا ہے۔ اور پھر یکے بعد دیگرے تمام دروازے کھلتے جاتے ہیں حتیٰ کہ قلب انسانی رب الجلال کے عرش تک جا پہنچتا ہے۔ عرش کی وسعت اس کی عظمت اس کی جلال اس کی بلندی اور بزرگی دل کی آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے۔ اس وقت اس کے مقابل ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان ایسے دکھائی دیتے ہیں جیسے کسی چٹیل اور وسیع میدان میں چھوٹا سا گول حلقہ پڑا ہو اور اللہ ذوالجلال کے عرش کے ارد گرد ملائکہ کی فوجیں سجدہ ریز ہوتی ہیں۔ فرشتوں کے تسبیح و تحمید اور

تکبیر و تقدیس کہنے کی وجہ سے ایک شور مچا ہوتا ہے۔ الخ (بدایۃ المتفید۔ دوم ص ۱۴۱۳ - ۱۴۱۵)

سردوں پر فوجیوں کو یاساریۃ الجبل کی صدائیں

محب طبری بروایت عمرو بن عمارت روایت کرتے ہیں کہ ایک روز (مخبر جوئی شریف) میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ کہہ رہے تھے کہ اثنائے خطبہ میں آپ نے پکار کر کہا یاساریۃ الجبل دو دفعہ یا تین دفعہ کہا۔

پھر خطبہ پڑھنے لگے۔ بعض لوگوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجنوں ہو گئے کہ اثنائے خطبہ میں پکارنے لگے "یاساریۃ الجبل" (اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ میں ہو جاؤ) بلکہ بن عوف رضی اللہ عنہ کی چونکہ آپ کے بے تکلفی تھی اس لئے آپ نے کہا اے امیر المؤمنین! کیا آپ اثنائے خطبہ میں لوگوں سے باتیں کرتے ہیں "یاساریۃ الجبل" کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا۔ واللہ! یہ کلمہ مجھ سے بے اختیار نکلا ہے۔ جب میں نے ساریہ (سلاہ لشکر کا نام ہے) اور ان کے اصحاب کو دیکھا کہ وہ پہاڑ کے قریب لڑ رہے ہیں اور اس کی اوٹ میں سے دشمن آگے پیچھے سے آکر ان پر حملہ کرتے ہیں، اس لئے میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکا کہ "یاساریۃ الجبل" (اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ میں ہو جاؤ)۔

پھر کچھ زیادہ دن نہیں گزرے کہ (نہادند کے علاقہ سے) قاصد ساریہ کا نام لے کر آمو جو ہوا کہ دشمن سے ہمارا مقابلہ جمعہ کے دن ہوا۔ صبح سے ہم نے طرائق شروع کی یہاں تک کہ جمعہ کا وقت آیا اور آسمان کا شہ سوار (سوج) مغرب کی طرف جھکنے لگا۔ اس وقت ہمیں آواز سنائی دی کہ پکارنے والے نے پکار کر کہا الجبل، الجبل، ہم پہاڑ کی اوٹ میں ہو گئے اور ہم نے فتح پائی، اور دشمنوں نے شکست۔

ازالۃ الخفا دوم ص ۳۳

علم مافی الارحام | فقیر (ولی اللہ) ابھی اپنی ماں کے پیٹ میں جنین کی صورت میں تھا حضرت والد (شاہ عبدالرحیم) نے

اے مولوی اشرف علی تھانوی نقل کرتے ہیں "عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ایک بھکارن کو فی سبیل اللہ نصف روٹی دی پھر اسے بلا کرفظ دوسری بھی دی اور کہا یہ بچہ جو ابھی جنین ہے کہتا ہے کہ خدا کی راہ میں پوری روٹی دینی چاہئے۔

انفاس العارفين ص ۱۰۶

روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
ایک شب گشت کر رہے تھے کہ

فرزند صالح کی بشارت

ایک مکان پر پہنچے جہاں سنائی دیا کہ ایک عورت اپنی لڑکی سے یہ کہہ رہی ہے کہ اٹھ کر دودھ میں پانی ملا دے۔ لڑکی نے کہا امیر المؤمنین نے اس کی ممانعت کر دی ہے۔ اس کی ماں نے کہا امیر المؤمنین کو اس کی خبر ہی کیونکر ہوگی۔ لڑکی نے کہا۔ اگر امیر المؤمنین کو اس کی خبر نہ ہو سکے تو امیر المؤمنین کا پروردگار تو دیکھ رہا ہے۔ صبح

(فقیر حاشیہ صفحہ گذشتہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح حدیث بیان کی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے غائب مقام کے مال میں سے بیس وثق (تقریباً ساڑھے باون من) کھجوریں عطا فرمائی تھیں۔ جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ بیٹی۔ میں نے تمہیں جو یہ بیس وثق کھجوریں دی تھیں اگر تم ان پر قبضہ کر لیتیں تو وہ تمہاری ہوجاتی مگر آج تو اس میں میراث جاری ہوگی اور وارث تمہارے دونوں بھائی اور دونوں بہنیں ہیں تو تم کتاب اللہ کے موافق تقسیم کر لینا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ابا جی اگر بہت سال بھی ہوتا میں تو جب بھی چھوڑ دیتی اور ہاں بہنوں میں ایک تو ہیں اسماء اور دوسری کون ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو ابھی پیٹ میں ہے اور میں اسے لڑکی خیال کرتا ہوں، پھر (جیسا انہوں نے فرمایا تھا) دلیا ہی ہوا۔ (جمال الاولیاء ص ۲۹)

علامہ ازیں یہی تھا تو ہی صاحب ارواح ثلاثہ میں نقل کرتے ہیں کہ "شاہ عبدالرحیم صاحب دلاہتی کے ایک مُرید تھے جن کا نام عبداللہ خان تھا اور قوم کے راجپوت تھے اور یہ حضرت کے خاص مُریدوں میں سے تھے ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی کے گھر میں حمل ہوتا اور وہ تعویذ لینے آتا تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ تیرے گھر میں لڑکی ہوگی یا لڑکا۔ اند جو آپ بتلا دیتے تھے وہی ہوتا تھا۔

(حکایات اولیاء المعروف بہ ارواح ثلاثہ ص ۱۸۴-۱۸۵)

کو آپ نے اپنے فرزند عاصم سے فرمایا کہ فلاں مکان پر جاؤ، وہاں ایک لڑکی ہے اگر اس کا نکاح نہیں ہوا تو تم اس سے نکاح کر لو، شاید اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے مبارک اولاد دے۔

چنانچہ عاصم نے اس کے ساتھ عقد کیا۔ اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اس لڑکی کا عقد عبدالعزیز بن مروان سے ہوا اور عمر بن عبدالعزیز اس سے پیدا ہوئے۔

ازالۃ الخفاء دوم ص ۳۳۸

حضرت ابراہیم خلیفہ نے اپنے والدین کے آخری دنوں میں اپنے گھر کا سامان جمع کیا اور اپنے وارثوں میں تقسیم کر دیا۔ اپنی اولاد میں سے ہر شخص کو اس کی حیثیت کے مطابق دیا جب ان کی سب سے چھوٹی اولاد شاہ عبدالرحیم کی والدہ کی نوبت آئی تو انہیں مناسخ کرام کا شجرہ اور اولاد و فوائد طریقت پر مشتمل ایک رسالہ عنایت فرمایا۔ شیخ کی بیوی نے کہا یہ سچی شادی شدہ نہیں ہے اسے ان رسائل تصوف کے بجائے جہیز دینا چاہیے۔

فرمایا یہ رسائل ہمیں بزرگوں سے وراثت میں ملے ہیں۔ اس سچی کے ایک فرزند ہو گا جو ہماری اس معنوی میراث کا مستحق ہو گا۔ یہ روحانی میراث اس کو دیں گے، لیکن اسباب تزویج تو وہ خدا تعالیٰ خود مہیا فرمائے گا۔ ہمیں اس کا کوئی غم نہیں۔ ایک مدت کے بعد جب میں (شاہ عبدالرحیم) پیدا ہوا اور سمجھ دار ہو گیا تو خدا تعالیٰ نے ہماری جدہ محترمہ کے دل میں یہ بات ڈال دی اور انہوں نے وہ رسائل مجھے دیئے۔ میں ان رسائل سے مستفید ہوا، پھر وہ گم ہو گئے۔

اگرچہ بشارت کا لفظ مشترک ہو گا لیکن ان رسائل سے نفع اندوزی نے اس بشارت کی تفسیر کو متعین کر دیا کیونکہ محدومی شیخ ابو رضان دنوں اس کام کا ذوق نہیں رکھتے تھے۔ اور برادر عم عبدالعلیم ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔

انفاس العارفين ص ۲

حضرت والد ماجد فرماتے تھے دوسری مرتبہ ان "حضرت خواجہ قطب الدین علیہ الرحمۃ" کے مزار کی زیارت کے لئے گیا ان کی روح ظاہر ہوئی اور فرمایا تمہارے ہاں ایک فرزند پیدا ہوگا اس کا نام قطب الدین احمد رکھنا۔ چونکہ میری بیوی سن یاس کو پہنچی ہوئی تھی، مجھے خیال گزرا کہ اس سے مراد بیٹے کا بیٹا یعنی پوتا ہے۔ وہ خیال سے آگاہ ہو گئے، فرمایا میرا یہ مقصد نہیں ہے یہ فرزند تیری پشت سے پیدا ہوگا۔ ایک مدت کے بعد دوسری شادی کا خیال پیدا ہوا راقم الحروف (شاہ ولی اللہ) پیدا ہوا۔ میری پیدائش کے وقت یہ واقعہ ان کے ذہن سے اتر گیا میرا نام انہوں نے ولی اللہ رکھ دیا۔ پھر عرصہ کے بعد یاد آیا تو دوسرا نام قطب الدین احمد رکھا۔

انفاس العارفين ص ۷۹

ایک رات حضرت والا نماز تہجد گزار رہے تھے اور فقیر کی والدہ بھی وہاں قریب ہی تہجد کی نماز پڑھ رہی تھیں۔ نماز سے فراغت کے بعد حضرت والد ماجد نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے، میری والدہ آمین کہتی تھیں۔ ان کے درمیان دو ہاتھ ٹکرا رہے تھے حضرت والا نے فرمایا کہ یہ دو ہاتھ ہمارے فرزند کے ہیں جو پیدا ہوگا ہمارے ساتھ دعا کرتا ہے۔ اس کے بعد یہ فقیر (ولی اللہ) پیدا ہوا اور سات سال کے بعد نماز تہجد میں والدین کے ساتھ شریک ہوا اور اسی طریق پر ان کے درمیان ہاتھ اٹھائے۔

انفاس العارفين ص ۱۰۶

شان استغناء حضرت والد محترم (شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ) کا ایک مخلص اور نگریب عالمگیر کے مقربین میں سے تھا۔ ایک روز بادشاہ نے مراقبہ کیا وہ پنکھا ہلا رہا تھا۔ اسی محفل میں اس پر شغل غالب آیا اور وہ بخود ہو گیا اور پنکھا اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔ قریب تھا کہ بادشاہ کو نقصان پہنچتا، پنکھا گرنے کی آواز سے بادشاہ مراقبہ سے ہوشیار ہو گیا اور اس حرکت کی وجہ پوچھی۔ اس نے غیبت اور حضرت والا سے اپنی نسبت کو ظاہر کیا۔

marfat.com

بادشاہ کو ان کی ملاقات کا شوق ہوا۔ بادشاہ نے کہا انہیں میرے پاس لاؤ۔ اس نے کہا ملوک و اعیانہ کے گھر جانے کا ان کے ہاں دستور نہیں ہے۔ بادشاہ نے حضرت والا کے ایک مخلص شیخ پیر جو حضرت والا کے ساتھ اخلاص رکھتے تھے کو بلا کر ان کے ہاتھ اپنا شوق اور اسناد ملاقات لکھ کر بھیجا۔ حضرت والا نے قبول نہ فرمایا۔ شیخ نے مہاراجہ اہرا کیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ جب مایوس ہو گئے تو کہا آپ ایک خط لکھ دیجئے تاکہ یہ نہ سمجھا جائے کہ میری طرف سے کوتاہی ہوئی ہے۔ وہاں پرے ہوئے ایک کاغذ پر انہوں نے لکھا کہ اہل اللہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ

بئس لفقیہ علی باب الامیر (بتین فقیر وہ ہے جو امیر کے دروازہ پر ہوا)

اور حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے "وَمِنَ الْجِبُوتِ الدُّنْيَا الْاَقْبِلِ" (نیکیا زندگی کا تمام

سہان بھی مہ ہے) اس قلیل میں سے بہت ہی اقل آپ کو ملا ہے۔ اگر بالفرض اس میں سے آپ مجھے کچھ دیں گے تو وہ جز لا تجز ہو گا یعنی وہ ذرہ جسے آگے تقسیم نہ کیا جا سکے۔ میں اس ذرہ حقیر کی خاطر اپنے نام کو خدا تعالیٰ کے دفتر سے کیوں کٹوا دوں۔

کیونکہ بزرگانِ چشتیہ کے بعض محفوظات میں مذکور ہے کہ جس کا نام بادشاہ کے

دفتر میں لکھا گیا اس کا نام حق سبحانہ و تعالیٰ کے دفتر سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ اس خط کی روایت بالمعنی ہے اس کے الفاظ محفوظ نہیں ہیں۔ اس قدر لکھا اور بھیج دیا۔

ناقل نقل کرتا ہے کہ بادشاہ نے اس رقعہ کو اپنی جیب میں محفوظ رکھا۔ جب نیا لباس پہنتا اس کو اس کی جیب میں محفوظ رکھتا۔ یہاں تک کہ سات لباس تبدیل کئے فرصت کے وقت اس کا مطالعہ کرتا اور مذمت کرتا۔

الفاس العارفين ص ۱۱۳-۱۱۴

شیخ مظفر رحلی بیان کرتے

ہیں جب میں آپ (شیخ ابوہنا)

اللہ کے ولی توحید عطا کرتے ہیں

کے ساتھ منسلک ہوا اور وہ میرے حال کی طرف متوجہ ہوئے تو مجھ پر توحید

کے دروازے کھل گئے۔

انفاس العارفين اردو ص ۱۳۸-۱۳۷

حضرت والا (شاہ عبدالرحیم) خلوت و جلوت میں بہت دعوایا ہوتا کہ اس فقیر (ولی اللہ) کی طرف متوجہ ہوتے مہربانی فرماتے خوشی و مسرت سے جھوم اٹھتے اور فرماتے میرے دل میں خیال آتا ہے کہ میں یکدم تمام علوم تیرے دل میں انڈیل دوں۔ پھر کئی دنوں کے بعد جو شش ماہ تے اور یہی بات کہتے۔ علیٰ ہذا القیاس کسی مرتبہ فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ کی باتوں کا اثر مجھ میں ظاہر ہوا اور نہ اس فقیر (ولی اللہ) نے علوم کے حاصل کرنے میں زیادہ محنت نہیں اٹھائی۔

انفاس العارفين اردو ص ۱۳۸

ایک مرتبہ ایک شخص عبد السبحان نامی ان (شیخ محمد علیہ الرحمۃ) سے ملا۔ انہوں نے اس پر ایسا تعریف کیا جس سے اس پر توحید کی ایک خاص قسم منکشف ہوئی دیوانہ وار کوچہ و بازار میں پھرتا تھا اور ہر چیز کو خدا کہتا تھا۔ اور تمام شرعی و عمرنی حدود سے نکل گیا۔ لوگ اس کی وجہ سے تنگ آگئے اور اسے دوبارہ آپ کی نظر کے سامنے لائے۔ آپ نے وہ تمام کیفیت کھینچ لی تو اسے افاقہ ہو گیا۔

سید ملتان آپ (شیخ محمد) کی خدمت میں رہے۔ اسے عجیب و غریب غیبت حاصل ہوئی۔ لوگوں کے شور و غل کا اسے کوئی احساس نہیں ہوتا تھا۔ اس پر توحید کا غلبہ ہو گیا۔

انفاس العارفين اردو ص ۲۴۲-۲۴۱

دیوبند کی توجہ کی شان

حضرت والد ماجد فرماتے تھے ایک شخص شیخ آدم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے توجہ کی درخواست کی۔ فرمایا جاؤ وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرو اور میرے پاس آ جاؤ۔ اس شخص نے منہ بنا کر کہا کہ وضو نماز نص حدیث سے گناہوں کا کفارہ ہے آپ کی توجہ کی کیا ضرورت ہے۔ شیخ نے اس کی گیتاخی دیکھ کر اعراض فرمایا تو وہ اٹھ کر چلا گیا۔ اسی وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ ہم نے آپ کو لوگوں میں اس لئے رکھا ہوا ہے کہ ان کو ہدایت کریں اور ان کی اصلاح کریں۔

السیٹہ پر آپ نے کیوں عمل نہیں کیا، انہوں نے کسی شخص کو بھیجا کہ اسے واپس لے آئے تاکہ اس کی گستاخی کا لحاظ کئے بغیر اس پر توجہ ڈالیں۔ اس شخص نے جا کر واپس لانے کی کوشش کی مگر اس نے قبول نہ کیا اور کہا میں واپس نہیں جاتا۔ شیخ نے اس شخص سے کہا کہ اس کے کان میں اللہ کا نام پڑھو، اس نے ایسا ہی کیا وہ یہ نام سنتے ہی بخود ہو کر گر پڑا اور مردہ کی طرح اٹھا کر لائے۔ (انفاس العارفين اردو ص ۳۲)

شیخ فقیر اللہ نے شاہ عبدالرحیم کی خدمت میں لکھا: رخصت کرتے وقت آپ نے اپنی زبان گوہر نشاں سے فرمایا تھا کہ تمہیں وصل نسبت حاصل ہو چکی ہے پابندی کرنے سے یہ روز بروز زیادہ ہوگی اور اس کے اثرات ظہور پذیر ہوں گے سچ تو یہ ہے کہ میں آپ کے دربان کے مطابق ہوتا دیکھ رہا ہوں۔ دن بدن نسبت مضبوط ہو رہی ہے اور اس کے خاص آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ یہ سب کچھ آپ کے لطف حکم سے ہے۔

من آس خاکم کہ ابرو نوبہدی
اگر برسدید از تن صد زبانم
چو سوسن و سکر لطفش کے کو انم
(میں ٹی ہوں جس پر ابرو نوبہاری لطف حکم سے پانی برساتا ہے اگر میرے جسم سے سوزنیاں بھی پھولیں)

تو عمل سوسن کی طرح اس کا شکر ادا نہیں کر سکتیں)

اس جگہ سے بعض دوست جن کا میرے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہے میری اس نسبت کی خبر دیتے ہیں۔ بعض مغلوب الحال ہو جاتے ہیں اور اپنے اندر ایک عظیم کیفیت متاثر کرتے ہیں۔ بخندوار دیوش احمد ان دنوں اس نسبت سے بھر پور ہے مگر آزدویہ سے کہ اس قسم کی بے خودی اور مغلوبہ الحالی عام یارانِ طریقت میں ظہور پذیر ہو جو ابھی تک محقق نہیں ہوئی۔ لیکن جناب والا کی عنایات سے توقع ہے کہ حسبِ درخواست میرے علم باطنی کی ترقی کے لئے احقر امیدوار ہے کہ توجہ مبذول فرمائیں گے کیونکہ بعض ضروری امور اسی پر موقوف ہیں۔

اس بارے میں حق کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام امور باطنی کی عقدہ کشائی آپ ہی کی توجہ

پرتھر ہے

سال ہا در طلب یعنی نیکو در بدرم
 روئے بنما و خلاصم کن ازین در بدری
 (مدتوں سے رنج اور کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا ہوں۔ اپنی جھلک دکھا کر مجھے اس گوجر گری

سے نجات دلا)

قبیلہ گاہا! جو فیوض و برکات آپ کی زیر نگرانی ایک چلے میں حاصل ہوئیں ان
 کی تفصیل کسی بیان میں نہیں سما سکتی۔ بجملاً یہ کہ بہت سی فتوحات باطنی جن کا میں اہل
 نہیں تھا آپ کی توجہ عالی کی برکت سے حاصل ہوئیں اور نفس کے بہت سے سوہوں
 سے نجات ملی اور روحانی نسبت کے مختلف مقامات پر فائز ہوا۔

الغاس العارفين اردو ص ۱۱۸-۱۱۹

شیخ ابورضا فرماتے تھے کہ جو جذبہ شیخ کی توجہ سے حاصل ہوتا ہے اس میں
 ضعیف القلب اور قوی القلب برابر ہیں۔ مزاج کی صحت، محنت اور کوشش کی ضرورت
 نہیں ہوتی۔

الغاس العارفين اردو ص ۱۲۳

سید عنایت اللہ ساکن سنیلہ پٹہ کو آپ (شیخ محمد) کی توجہ سے تھوڑے زمانہ
 میں غیب کی باتوں کا کشف حاصل ہو گیا۔ کہتے ہیں ایک دفعہ وہ بیمار تھا حضرت

اے سیدنا مجذوب الف تانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "جاننا چاہئے کہ میرے پیر اور بخدا میرے رامنا جن کے توسل
 سے میں نے اس راستے میں آنکھیں کھولی ہیں اور ان کے توسط سے طریقت میں لب کشائی کی ہے اور
 طریقت میں الف دبا کا سبق انہی سے لیا ہے اور مولویت کا ملکہ بھی میں نے انہی کی توجہ تشریف سے
 حاصل کیا ہے اگر مجھ میں علم ہے تو انہی کی طفیل اور اگر معرفت ہے تو وہ بھی انہی کے انفات کا اثر ہے
 میں نے اندراج النہایہ فی البدایہ کا طریقہ انہی سے سیکھا ہے اور قومیت کے طریقہ پر نسبت انجذاب بھی
 انہی سے اخذ کی ہے اور ان کی ایک نگاہ سے میں نے وہ کچھ دیکھا ہے کہ لوگ چالیس دن کے
 چلے میں بھی نہیں دیکھ سکتے۔ اور ان کے ایک انفات سے میں نے وہ کچھ پایا کہ دوسرے سالہا سال
 میں بھی حاصل نہیں کر سکتے"

(www.marfat.com)

Marfat.com

والا اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اسے آپ کے سوار ہونے کے وقت سے وہاں پہنچنے کے وقت تک کے تمام حالات منکشف ہو گئے گویا وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ جب وہ سوار ہوئے تو اس نے کہا سوار ہوئے۔ پھر کہا اب فلاں جگہ پہنچے ہیں۔ پھر کہا اب ہمارے شہر آگئے ہیں، دو تو! جلد ان کے استقبال کے لئے جاؤ۔ پھر کہا اب ہمارے دروازے پر پہنچ گئے ہیں مجھے سمجھا دو۔

انفاس العارفين اردو ص ۲۴۲-۲۴۳

حضرت شیخ محمد فرماتے تھے کہ اثنائے تحصیل علوم میں ہمارے شیخ کا دل اکثر تجرد کی طرف مائل تھا اس لئے احباب کے اسباق تھوڑے تھوڑے ہوتے تھے اس بات سے دل میں غم پیدا ہو گیا۔ اتفاقاً اسی دوران شہر کے ایک فاضل شخص کے درس سے میرا گزر ہوا۔ سبق پر ان کی پابندی دیکھ کر میرا پختہ ارادہ ہو گیا کہ چند ضروری کتابیں ان سے پڑھی اور سنی جائیں۔

جب میں حضرت کی مجلس میں پہنچا، میری طرف آپ نے دیکھا اور قلم اٹھا کر کاغذ کے ٹکڑے پر دو تین کلمے لکھ کر وہاں پھینک دیا اور اٹھ کر چلے گئے میں نے دیکھا لکھا تھا آج تو کہیں گیا تھا۔ مجھے تجھ میں ظلمت دکھائی دیتی ہے۔ میں نے توبہ کی۔ اور اس عزم سے باز آیا۔ پھر ایسی صورت ظاہر نہ ہوئی۔

انفاس العارفين ص ۲۴۶

حضرت شیخ محمد کی ایک مخلص متوصلہ کو

وفات کے بعد مدد کرتے ہیں | جو کہ ایک بوڑھی عورت تھی آپ کی وفات کے بعد تپ لرزہ نے آیا اور بہت کمزور ہو گئی۔ ایک رات پانی پینے اور لحاف اور ڈھننے کی اسے ضرورت ہوئی لیکن اس میں اتنی طاقت نہ تھی، وہاں کوئی موجود بھی نہیں تھا۔ آپ متمثل ہوئے، پانی دیا اور لحاف اور ہایا پھر غائب ہو گئے۔

انفاس العارفين ص ۲۴۱

قبروں میں جانے کے بعد بھی جنگوں میں مدد کرتے ہیں

جلال الدین اکبر بادشاہ کو چتوڑ کی ہم پیش آگئی۔ اس طرف مسلسل افواج بھیجتا تھا لیکن فتح نہ ہوتی تھی۔ اسی شان میں ایک رات امام ناصر الدین شہید ابن امام محمد باقر رضی اللہ عنہما کے مزار کے بعض معتکفین نے عالم بیداری میں دیکھا کہ ایک رئیس مسلح جماعت کے ساتھ آئے، ان کے ساتھ ایک مشعل تھی۔ وہ روضہ امام میں داخل ہو گئے دیکھنے والے نے سمجھا کہ مسافر ہیں جو زیارت کے ارادہ سے آئے ہیں۔ اس نے آگے بڑھ کر دیکھا کہ وہ بزرگ قبر میں داخل ہو گیا ہے اور اس جماعت کا ہر شخص ایک ایک قبر میں داخل ہو گیا۔

اس (دیکھنے والے) نے ان میں سے بعض سے سوال کیا کہ یہ سردار کون ہے اور یہ جماعت کیسی ہے۔ اس نے کہا یہ شہداء کی ایک جماعت کے ساتھ امام ناصر الدین ہیں۔ اس نے پھر سوال کیا کہ یہ لوگ کہاں گئے تھے اور کیا کام کیا اس نے کہا چتوڑ فتح کرنے گئے تھے اور اسے فلاں فلاں برج کی طرف سے فتح کر لیا۔

شیخ عبد الغنی کو جب اس عجیب واقعہ کی اطلاع ملی۔ فتح کی خوشخبری اور صورت واقعہ پورے کاپورا بادشاہ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ کچھ دنوں بعد فتح چتوڑ کی خبر اسی کے مطابق موصول ہوئی جس میں سرمُورق نہیں تھا۔ بادشاہ نے بارہ گاؤں حضرت امام ناصر الدین کے مزار کے لئے وقف کر کے شیخ عبد الغنی کے سپرد کر دیئے۔

انقاس العارفين ۲۴۳-۲۴۴

پہاڑ سے اترنے والے کے حالات معلوم | روایت کیا گیا ہے کہ آپ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما)

نے ایک اعرابی کو پہاڑ پر سے اترتے دیکھا۔ فرمایا اسے اپنے لڑکے کا صدمہ پہنچا ہے اور اس نے اس کا مرتبہ کہا ہے، اگر چاہے تمہیں سنا دے گا۔

جب یہ پہاڑ سے اتر آیا، آپ نے پوچھا اسے اعرابی کہاں سے آ رہا ہے اس

marfat.com

Marfat.com

نے کہا پہاڑ پر سے۔ فرمایا پہاڑ پر کیا کرتا تھا؟ کہنے لگا اس میں ایک امانت رکھنے
گیا تھا۔ آپ نے پوچھا کیا امانت سے کہتے لگا میرے لڑکے کا انتقال ہو گیا تھا
اس کو دفنانے گیا تھا۔ آپ نے کہا اچھا ہمیں مرثیہ سناؤ (کہنے لگا) امیر المؤمنین! آپ کو
کیا معلوم ہے کہ میں نے اس کا مرثیہ کہا؟ غرض کہ اس نے پھر وہ مرثیہ سنایا۔ الخ
ازالۃ الخفاء دوم ص ۳۲۹

خود مدینہ تشریف میں نگاہ من کے حالات پر | جب ابو مسلم خولانی

آئے اور اسود بن قیس جس نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا، اس نے کہا کہ تم مجھ پر
ایمان لاؤ اور مجھے اللہ کا رسول مانو تو ابو مسلم نے انکار کیا تھا۔ اسود نے کہا کیا تو (محمد
صلی اللہ علیہ وسلم) کو رسول اللہ مانتا ہے۔ کہا، ہاں۔

اس نے حکم دیا کہ بیت سی کھڑیاں سلگائی جائیں پھر ابو مسلم کو اس میں ڈال دیا۔ آگ
نے ان کو کچھ نقصان نہ پہنچایا۔ اسود نے یہ دیکھ کر حکم دیا کہ اسے یمن سے نکال دو۔
آپ وہاں سے مدینہ کو روانہ ہوئے جب مسجد کے دروازے میں داخل ہوئے حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مسلمانو! یہ تمہارا ساتھی ہے۔ کذاب اسود نے گمان کیا تھا کہ اس کو
آگ میں جلا دے گا مگر اللہ نے اس کو نجات دی اور حال یہ ہے کہ قوم و عمر رضی اللہ عنہ نے اس
کا قصہ سنا تھا اور نہ اس کو دیکھا ہی تھا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اس کو گلے لگایا
اسد کہا کیا تم عبد اللہ بن ثوب نہیں ہو؟ اس نے کہا ہاں۔

پھر آپ روئے اور کہا شکر ہے اللہ کا جس نے میری موت نہیں بھیجی یہاں تک کہ
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں جناب ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) جیسا (آگ سے محفوظ رہنے
کی صفت میں) شخص مجھ کو دکھا دیا۔
ازالۃ الخفاء دوم ص ۳۳۸

حضرت والد ماجد نے فرمایا میں | بیعت کیلئے آئے والوں کو جانے دیجئے | چھت میں تھا۔ میں علی الصبح

دہلی جانا چاہتا تھا۔ میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ ایک بزرگ آپ کی بیعت کے لئے وقف سے آرہے ہیں۔ عشاء کی نماز کے بعد میں نے مسجد میں توقف کیا اور بہت دیر تک بیٹھا رہا۔ لوگ تنگ آگئے اور کھانا کھٹا ہوا گیا۔

حقائق و معارف نگاہ شیخ محمد نے کہا ہیں اب آرام کرنا چاہیے اگر وہ بزرگ آئے تو دوبارہ گھر سے باہر جائیں گے، کوئی مضائقہ نہیں۔ میں نے کہا نہیں میں تو جب تک وہ نہ آجائیں اسی جگہ بیٹھا رہوں گا۔ جب آدھی رات گزر گئی، گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز آئی۔ میں نے کہا یہ دیکھئے وہ شخص آگیا۔ اس کے بعد اس شخص نے آکر بیعت کی اور کہا دن کے آخری حصے میں پہنچنے کا ارادہ تھا لیکن انتظام نہ ہو سکا۔ جب بات ہو گئی تو جلدی چلا اور میری آرزو تھی کہ کاش! حضرت والا مسجد میں مل جائیں۔

انفاس العارفين بارود ص ۱۰۱-۱۰۲

محمد قاضی کی بیٹی شریفی نے صغریٰ کے باوجود حضرت والا شاہ عبدالرحیم کے

انعکاس ولایت سبحان اللہ

انعکاس کی شعاع کو اخذ کیا بہت سے امور اس پر منکشف ہوتے تھے۔ ایک رات حضرت والا محمد قاضی کے گھر جا رہے تھے راستہ میں ان کے ہاتھ سے تسبیح گر پڑی شریفی نے کہا میں دیکھتی ہوں کہ فلاں جگہ گری ہے۔ تسبیح اٹھا کر اسی جگہ تلاش کیا تو وہ مل گئی۔ ایک روز اپنے گھر میں تھی کہنے لگی حضرت ہماری طرف تشریف لایے ہیں اور فلاں طعام کی رسمت رکھتے ہیں۔ اس کھانے کو تیار کیا تو یہ بات ویسے ہی تھی جیسے اس

اے حاجی ایداد اللہ ملی نے فرمایا کہ موسیٰ خان صاحب دہلوی فرماتے تھے کہ ایک بار چند حضرات شاہ عبدالعزیز صاحب سے حدیث شریف پڑھ رہے تھے۔ شاہ صاحب نے تذکرہ اکابر دین کا کیا۔ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ اب بھی کوئی ایسا ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ پرسوں ہمارے پاس فلاں علیہ کا ایک شخص مسئلہ دریافت کرنے آئے گا۔ دھرو کا مل ہے، اور سمت اور وقت بھی مقرر کر دیا۔ ہم لوگ رز موعود میں زینت المساجد میں کناڑے جینا کے ان کے اشتیاق میں بیٹھے تھے۔ وقت مقررہ پر دیا کے کناڑے سے اسی علیہ کے ایک منگ صاحب نمودار ہوئے ہم لوگ دُکے اور زینت سے شرف ہوئے۔ شاہ عبدالرحیم صاحب تھے۔ (المدامشاق ص ۱۰۵-۱۰۶)

نے بیان کی۔

ایک دفعہ اپنے گھر میں تھی، حضرت والا بھی وہاں تھے! اس نے کہا خلیفہ فتح محمد
ہمارے گھر کی طرف متوجہ ہوئے پھر اس نے کہا راستہ میں کھڑے ہیں اور کسی کے ساتھ
گفتگو کر رہے ہیں۔ وہ دھوپ میں ہیں اور دوسرا شخص سایہ میں ہے۔ پھر اس نے کہا انہوں
نے تین نازنکیاں خریدی ہیں دو دونوں بیٹوں کے لئے اور ایک حضرت والا کے لئے۔ پھر
اس نے کہا اس کی نیت تبدیل ہو گئی۔ دو حضرت والا کے لئے اور ایک دونوں لڑکوں
کے لئے مقرر کی۔ پھر اس نے کہا یہ لہجے دروازہ پر کھڑے ہیں۔ دیانت کیا تو بلا کم و کاست
اسی طرح تھا جیسا کہ اس نے بیان کیا۔

انفاس العارفين اردو ص ۱۰۸

ولی کو مستقبل سے آگاہ سمجھ کر سوال کرنا شرک نہیں | جن دنوں
شاہ عالم

اور اعظم آپس میں لڑ رہے تھے، حضرت والا (شیخ محمد) کے ایک مخلص نے آپ کی خدمت
میں عرض کیا کہ ان دنوں میں سے جس کو فتح ہوگی وہ بتائیے تاکہ میں اس کا ساتھ دوں۔ آپ
نے صراحت سے لکھا کہ فتح شاہ عالم کو ہوگی چنانچہ اسی طرح ظہور پذیر ہوا۔

انفاس العارفين ص ۱۰۸

جیونٹی کے سودی خطرات میں بھٹانوسے آگاہ ہو جاتے ہیں

حضرت ابو سعید خدریؓ کے خدام میں سے ایک شخص بڑے فعل کلمہ تکب تھا حضرت والا
(شاہ عبدالرحیم) نے کسی مجلسوں میں رمزد اشارہ سے اسے بڑے فعل سے منع فرمایا مگر وہ نہ چونکا
اور نہ ہی اس فعل سے باز آیا حضرت والا نے اسے خلوت میں طلب فرمایا اور کہا میں نے تجھے کسی مرتبہ
اشاروں کنیوں سے سمجھایا لیکن تو نے پرواہ نہ کی۔ تیرا خیال ہے کہ ہم تیرے کرتوتوں سے
بے خبر ہیں۔ گرجیونٹی زمین کے سب سے نچلے طبقے میں ہو اور اس کے دل میں تو خیالات

marfat.com

Marfat.com

آئیں تو میں ان میں سے بتاؤںے خطرات کو جانتا ہوں، اور حق سبحانہ تعالیٰ آپ سے تو خطرات کا عالم ہے۔ پس اس شخص نے توبہ کی۔

انفاس العارفين اردو ص ۵۵

حضرت والا (شاہ عبدالرحیم) فرماتے تھے میرے والد صاحب لمبا سفر کر کے

مجنوب کی شان

آئے تھے۔ ان کا ارادہ تھا کہ شہر کے باہر سے ہی دوسرے سفر پر روانہ ہو جائیں انہوں نے مجھے طلب فرمایا۔ میں ان کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ راستہ میں میرا گزرا ایک انتہائی پُر رونق باغ پر ہوا۔ میں اس کی سیر کرنے لگا۔ وہاں ایک درخت تھا جس کی شاخیں زمین پر پڑی ہوئی تھیں۔ ان شاخوں میں ایک مغل صورت مجنوب بیٹھا ہوا تھا جب اس نے مجھے دیکھا، پکارا کہ اے فلاں آؤ کھوڑی دیر ہمارے پاس بیٹھو۔ میں اس کے پاس جا بیٹھا۔ اس نے سلوک اور اپنی ریاضتوں کی بات شروع کر دی۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ اوائل سلوک میں ایک پہر بلکہ اس سے بھی زیادہ جس دم کرتا تھا۔ بظاہر مولانا قاضی قدس مرف سے نسبت رکھتے تھے۔ پھر کہا تمہارے پاس فلان طعام ہے۔ قدرے میرے لئے اس میں سے منگواؤ۔ میں نے منگوا دیا تو اس نے کھایا، پھر کہا تمہاری جیب میں اتنے فلوس ہیں مجھے ایک فلوس کی ضرورت ہے تاکہ حجام کو دے کر وارٹھی اور سر کی اصلاح کراؤں۔ میں نے فلوس آگے رکھ دیا اور پھر وہاں سے چل دیا۔

انفاس العارفين اردو ص ۵۸

اے اب فرمائیں ہدایتہ المستفیذ والے غیر مقلدین کی بات کون دل کا اندھا مانے جو یہ کہتے ہیں کہ ”اس میں شک نہیں کہ جو شخص ولایت کا دعویٰ کرتا ہے اور بعض پوشیدہ امور کی اطلاع دینے کو بطور دلیل پیش کرتا ہے وہ اولیاء الشیطان میں سے ہے نہ کہ اولیاء الرحمن میں سے۔“ (استغفر اللہ)

(ہدایتہ المستفیذ، ترجمہ فتح المجید شرح کتاب التوحید ص ۱۳۵ دوم)

ان لوگوں سے پوچھئے یہ حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شیخ ابورضا علیہما الرحمۃ کے بارے کیا کہتے ہیں۔ کیا اب بھی ان لوگوں کا حضرت شاہ صاحب موصوف سے کوئی مذہبی تعلق باقی ہو گیا ہے؟

اللہ کے ولی ولی رازوں سے آگاہ ہوتے ہیں | اس فقیر (شاہ ولی اللہ) نے

سید عمر حصاری سے سنا ہے کہ حضرت والا شیخ ابو رضا علیہ الرحمہ نے ملیح رنگ کی ایک چادر اور مٹی ہوئی تھی اور ہرن کی خوبصورت کھال پر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ چادر اور کھال مجھے بہت پسند آئی۔ اس قسم کی چادر اور کھال کی جستجو اور تلاش کا مجھے خیال اور دغدغہ پیدا ہوا جو کسی طرح دور نہیں ہو سکتا تھا۔ حضرت والا جب مجلس سے اٹھے، مجھے فرمایا تم بیٹھو مجھے تم سے کچھ کام ہے اس پر شیرینی کے کچھ دلغ تھے، اپنے ہاتھ سے ان کو دھویاؤ پادراور ہرن کی کھال دونوں کو تہہ کر کے اپنے ہاتھ سے مجھے عنایت فرمائیں اور فرمایا کہ اس قسم کے خیالات اولیاء کی مجلس میں دل میں نہیں لانے چاہئیں۔

اس فقیر (شاہ ولی اللہ) نے گلشن شاعر سے سنا کہ شورش عشق اور طلب سلوک کی ابتدا میں میں نے اپنے چہرہ کو بیاگرایا تھا اور کوچہ و بازار میں پھرتا تھا۔ جب میں محلہ فیروز آباد میں پہنچا، میں نے دیکھا کہ حضرت والا (شیخ ابو رضا) تشریف فرما ہیں۔ میں ان کی خدمت میں پہنچا اور جوتیوں کی جگہ پر بیٹھ گیا۔ اس وقت آپ نے حاضرین میں سے ایک کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اس قسم کی رسوائی و ذلت کے خطرات اختیار کرتے ہیں اور لوگوں کو دکھاتے ہیں کہ ہم خدا کے لئے کرتے ہیں، اولیاء کی خدمت کرتے ہیں اور اس بات سے نہیں ڈرتے کہ ان کے دل کے راز اس گروہ پر ظاہر ہیں۔ پھر میری طرف متوجہ

اے مولانا روم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں سے ہرکہ باشد شیر اسرار و امیر اودباند ہرچہ اندیشہ منیر
ترجمہ۔ جو شخص اسرار (کے میدان) کا شیر اور سردار ہو، وہ جان جاتا ہے جو چاہے۔
(دفتر اول میٹروی شریف مترجم)

حضرت حاجی املا اللہ مہاجر مکی نے فرمایا کہ محبوب جو کچھ مشاہدہ کرتے ہیں زبان سے کہہ ڈالتے ہیں اور سادک زبان کو روکے رہتے ہیں لیکن لازم ہے کہ بندگوں کے حضور میں دل کو خطرات و خیالات نامہوار سے پاک رکھیں۔ اپنے دل پر مراقبہ میں مبادا اثر دل مکدر قلب اہل باطن پر پڑے اور کچھ اس کی زبان

پر آجاد سے تو شرمندہ گہر (املا اللہ مہاجر مکی)

ہوئے اور فرمایا چلے جاؤ۔ میں بڑا شرمندہ ہوا اور ان وساوس کی برائی سے آگاہ ہو گیا۔

انفاس العارفين اردو ص ۱۴۹

(حضرت شاہ عبدالرحیم سے منسوب) دلوں کے راز تباہ نے اور ان دیکھی باتوں کے منکشف کرنے کے واقعات بے شمار ہیں۔ ان کے مخلصین میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو اس قسم کی پانچ چھ کرامتیں جو اس نے دیکھی ہیں بیان نہ کرتا ہو۔ فقیر (شاہ ولی اللہ) کی غرض حضرت والا سے خود سنی ہوئی یا میں بیان کرنا ہے۔

انفاس العارفين اردو ص ۱۱۱

حضرت (شیخ ابورضا) کے معتقدین کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ آپ

کی مجلس میں تصوف کے مسائل زبان سے نہیں دریافت کئے جاتے تھے مگر بہت کم بلکہ سوالات قلوب اور خیالات کے ذریعے ہوتے تھے۔ جب کسی کے دل میں شبہ پیدا ہوتا تو آپ اس سے آگاہ ہو جاتے اور اس کا جواب دیتے۔ اور اگر اس کے بعد دوسرا شبہ پیدا ہوتا تو اس کا جواب دیتے۔ اس طرح وہ جواب دیتے رہتے یہاں تک کہ سائل مطمئن ہو جاتا۔

انفاس العارفين ص ۱۵۲

بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ لوگ آپ کے واضح مسائل کے متعلق سوال کرتے تھے حضرت والا (شیخ ابورضا) اپنی آنکھوں کو بند کر دیتے اور پوچھ میں پڑ جاتے۔ کچھ دیر کے بعد جواب بیان کرتے۔ کسی ساتھی نے اس کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ جب یہ سوال کرتے ہیں تو میرے سامنے بے شمار جواب ہوتے ہیں اور وہ جوابات اپنے آپ کو مجھ پر پیش کرتے ہیں۔ میں سوچتا ہوں کہ کون سا جواب سائل کی سمجھ کے مطابق ہے۔

انفاس العارفين اردو ص ۱۴۶

محمد غوث پھلتی ذکر کرتے تھے،
اولیاء اللہ کا باطنی جمال

حضرت والا (شاہ عبدالرحیم) حجرہ میں تہا سوتے ہوئے تھے میں ان کی زیارت کے لئے آیا۔ مخلصین نے مجھ کہا کہ اندر نہ جاؤ کیونکہ

marfat.com

Marfat.com

آپ سوئے سوئے ہیں۔ میں دروازہ پر ٹھہر گیا۔ اسی اشارے میں نے رکنے کی آواز سنی۔ میں بے طاقت ہو گیا اور بغیر اجازت کے حجرہ کے اندر قدم رکھا۔ قدم رکھتے ہی بعض مغیبات مجھ پر منکشف ہوئیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ فرہاد خان ساکن حسین پور ان کی زیارت کیلئے آتا تھا۔ جب میں حضرت والا کے نزدیک پہنچا تو آپ نے اپنے پاؤں میری طرف بڑھا دیئے میں انہیں بٹانے لگا۔ اس حالت میں میرے دل میں خیال گزرا۔

کہتے ہیں کہ اولیاء کا ایک دوسرا جمال لوگوں کی نگاہ سے پوشیدہ ہوتا ہے۔ وہ جمال کیا ہو سکتا ہے۔ جب میں نے آنکھ اٹھائی تو میں نے دیکھا کہ چہرہ اقدس سے حجاب آہستہ آہستہ اٹھ رہا ہے گو یا کہ بادل کا ٹکڑا چاند سے اٹھ رہا ہے۔ جب تھوڑی دیر تک پردہ اٹھ گیا تو اس قدر شعاعیں پھوٹیں کہ قریب تھا کہ میں بیہوش ہو جاتا۔ پھر حضرت والا اٹھے اور وضو کیا۔ میں سامنے گیا تاکہ قصہ بیان کروں۔ آپ نے اشارہ فرمایا کہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جلد ہی فرہاد خان آیا اور آپ کی خدمت میں شرفیاب ہو گیا۔

انفاس العارفين اردو ص ۱۱۱

اور منجملہ حالاتِ رعبیہ کے دعا کا قبول ہونا ہے۔ اور اس کا ظاہر ہونا جس کا اللہ تعالیٰ طالب ہے اپنی ہمت کی گوشہ نشین سے احساس

دعا کی شان

کی طرف اشارہ حدیث میں ہے کہ

”بعض شخص غبارِ آلود پریشان ہو پرانے پھٹے کپڑوں والا جس کو کوئی خیال میں نہیں لاتا۔ اگر وہ قسم کھا بیٹھے اللہ کے بھروسے پر تو حق تعالیٰ اس قسم کو سچا کر دے۔ یعنی خدا کے نزدیک ایسی وجاہت ہے کہ جیسا اس نے کہا ویسا ہی کر دے۔“

شفاء لعلیل ترجمہ بقول بحیل ص ۱۱۱

راقم الحروف (شاہ ولی اللہ) کہتا ہے

کہ شیخ عبدالباقی لکھنوی ایک ایسا مرد

شفاعت کرتے ہیں

سے بہرہ وایت مولانا اشرف علی تھانوی نے جمال الاولیاء ص ۱۲ میں بیان کی ہے اور سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے دفتر اول مکتوب نمبر ۹۸ میں درج فرمائی ہے۔

تھا جس نے وحدت وجود کی بہت سی کتابیں دیکھی ہوئی تھیں۔ قصور فہم کی وجہ سے طاعات اور اعتقاد اسلامیہ میں ایک قسم کا تساہل کرتا تھا اس کی وفات کے بعد حضرت والد ماجد (شاہ عبدالرحیم) اس کی قبر پر تھوڑی دیر بیٹھے اور فرمایا اس تساہل کی وجہ سے وہ ماخوذ تھا لیکن میں نے اس کی شفاعت کی ہے۔

انفاس العارفين اردو ص ۸۵

نفوس کاملہ کا متشکل ہو کر مختلف اشکال میں ظاہر ہونا

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا وحیہ کلیبی کی صورت میں متشکل ہونا۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام اور اولیاء علیہم الرحمۃ کی متشکل روحیں اور شاہد خضر علیہ السلام وغیرہ۔ یہ تمام مثالیں عالم مثال کی نیرنگیاں ہیں۔ اس دنیا میں نفوس کاملہ مختلف اشکال میں ظاہر ہو سکتے ہیں لہٰذا تو عالم برزخ میں بطریق اولیٰ ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ قوت حجابات بدنی کے ارتفاع (اٹھ جانے) کی وجہ سے زیادہ ہوئی ہے۔

انفاس العارفين اردو ص ۱۸۴

سید علی جویشی محمد علیہ الرحمۃ کے خاص مریدوں سے ہیں، ذکر کرتے ہیں میں نے توبہ اور بیعت کی اور ان کی صحبت کو لازم پکڑا۔ ایک مدت کے بعد مجھے کابل کے سفر کا اتفاق ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ میں چاہتا تھا کہ آپ کی صحبت سے کچھ وقت بہرہ اندوز ہوتا، مگر کیا کروں قسمت مجھے کابل کھینچنے لے جاتی ہے۔ آپ نے مجھے اجازت عطا فرمائی اور میں کابل چلا گیا۔

وہاں ایک روز مجھے ایک عورت کے ساتھ تنہائی میسر آگئی اور بدکاری کی خواہش مجھ پر غالب آگئی اور قریب تھا کہ توبہ کا عہد ٹوٹ جاتا۔ اس وقت آپ کی صورت مبارک

لے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "اولیاء اللہ ایک ہی وقت میں کسی ایک مقامات پر حاضر ہوتے ہیں اور ان سے مختلف افعال وقوع میں آتے ہیں۔ اس جگہ بھی ان کے لطائف مختلف اجسام اور مختلف اشکال اختیار کرتے ہیں" (مکتوب نمبر ۵۵، دفتر دوم) یہ شکل کبھی عالم تنہاوت میں ہوتا ہے اور کبھی عالم مثال میں۔

(مکتوب ۵۵، دفتر دوم)

marfat.com

Marfat.com

ظاہر ہوئی۔ صورت مبارک دیکھتے ہی شہوت جاتی رہی۔ اس ملک میں تین یا چار مہال
رہا، میرے دل میں کبھی غم و تونوں کا خیال نہیں آیا۔

انفاس العارفين اردو صفحہ ۲۶۹

حضرت والا 'شاہ عبدالرحیم' فرماتے تھے اکبر آباد میں مرزا محمد زاہد کے درس سکاچی
کے دوران راستہ میں ایک لمبے کوچے سے میرا گزر ہوا۔ اس وقت میں شیخ سعدی (علیہ الرحمۃ)
کے یہ اشعار پڑھ رہا تھا اور خوب ذوق و شوق حاصل تھا۔

سے جز یاد دوست ہر چہ کئی عمر ضائع است
جز سر عشق ہر چہ بخوانی بطلالت است
سعدی بشو تو لوح دل از نقش غیر حق
علمی کہ راہ حق نماید جہالت است

چوتھا مصرعہ میرے ذہن سے نکل گیا۔ اس سبب سے میرے دل میں بے حسنی اور
اضطراب پیدا ہو گیا۔ اچانک ایک فقیر منس، دراز زلف ملیح چہرہ پر مرد ظاہر ہوا اور کہا
علمی کہ راہ حق نماید جہالت است

۸ میں نے کہا جزاک اللہ خیر الجزاء۔ آپ نے میرے دل سے بہت بڑی بے حسنی اور
اضطراب کو دور فرما دیا۔ پھر میں نے ان کی خدمت میں پان پیش کیا۔ مسکرائے اور فرمایا کیا
یہ یاد دلانے کی اُجرت ہے؟

میں نے عرض کیا نہیں، بلکہ یہ شکرانہ ہے۔ فرمایا، میں نہیں کھاتا۔ پھر فرمایا مجھے جلد جانا
ہے۔ میں نے کہا میں بھی جلد چلوں گا۔ فرمایا میں بہت جلد جانا چاہتا ہوں۔ قدم اٹھا کر کوچے
کے آخر میں رکھا۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ روح محترم ہے۔ میں پکارا اٹھا، مجھے اپنے نام سے تو آگاہ کیجئے
تاکہ فاتحہ پڑھ سکوں۔

فرمایا۔ سعدی یہی فقیر ہے

انفاس العارفين اردو صفحہ ۲۶۹

موت کی اطلاع قبل از وقت | راقم الحروف (شاہ ولی اللہ) کہتا ہے

شیخ عبد الاحد ایک مرتبہ بیمار ہو گئے۔ حضرت والا (شاہ عبدالرحیم) ان کی عیادت کیلئے گئے۔ فقیر بھی ہمراہ تھا۔ شیخ نے تندرستی کے لئے دعا کی درخواست کی۔ حضرت والا نے سکوت اختیار فرمایا۔ پھر شیخ کے اقرباء نے بہت زیادہ اصرار اور میالغز کیا۔ حضرت والا اسی طرح خاموش رہے۔ شیخ عبد الاحد نے حضرت والا کے دلی راز کو پایا اور اپنے رشتہ داروں کو میالغز سے روکا کیونکہ اولیاء کی خدمت میں میالغز اور اصرار نہیں کرنا چاہئے۔ حضرت والا جب اٹھے تو اس فقیر سے فرمایا، شیخ کی عمر ختم ہو چکی ہے، اس وقت دعا کا کوئی فائدہ نہیں۔ آپ کے خاموش رہنے میں یہی حکمت تھی۔ چند روز بعد شیخ کا انتقال ہو گیا۔

انفاس العارفين اردو ص ۹۱

شیخ عبدالرحمن ولد شیخ احمد نخلی یہ بھی بیان کرتے تھے کہ میں اپنے والد کی طرف سے قرضوں کا وکیل تھا۔ جب شیخ کی عمر آخر کو پہنچی اور ضعف غالب آ گیا تو ایک روز میں نے قرض خواہوں کے مطالبہ کی شکایت کی اور عرض کیا، مجھے خوف ہے کہ اچانک حادثہ رونما ہو جائے اور آپ فوت ہو جائیں اور وہ تمام قرض میرے ذمہ پڑ جائیں گے اور میرے اقارب میری وکالت کا اعتبار نہیں کریں گے۔

شیخ نے فرمایا اس حدیث کو ذہن سے نکال دو۔ مجھے امید ہے کہ جب تک میرا یہ تمام قرضہ ادا نہیں ہو جائیگا نہیں مروں گا۔ اور میرا خیال ہے کہ وہ رات جس میں مجھ پر کوئی قرض نہیں ہوگا آخری رات ہوگی۔ اس کے بعد ان کی وفات کے وقت ایسی جگہ سے جہاں سے کوئی توقع نہیں تھی، اتنی رقم بل گئی جس سے تمام قرض ادا ہو گیا، اور وہ رات جس میں اپنے قرضوں سے فارغ ہوئے زندگی کی آخری رات تھی۔

انفاس العارفين اردو ص ۲۸۸-۲۸۹

شیخ محمد رشکی کا بیان ہے کہ حضرت شیخ ابورضا ابتدائی زمانہ میں اکثر فرمایا کرتے تھے

marfat.com

Marfat.com

کہ ہماری عمر پچاس اسی ساٹھ سال کے درمیان ہوگی۔ جب آپ کی عمر پچاس برس سے گزر گئی، تو میرے دل میں ہمیشہ یہ خطرہ رہتا۔ جب آپ پچپن برس کی عمر کو پہنچے تو میرے لئے کسی کام کے لئے رتک جانا ضروری ہو گیا۔ رخصت ہوتے وقت میں نے اس کے متعلق آپ سے دریافت کیا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے اس بات کے اظہار سے پہلو تہی کی اور فرمایا تمہیں وطن ضرور جانا چاہئے۔ اس خطرہ کو دل سے نکال دو حضرت شیخ کے یہ آخری کلمات تھے جو میں نے سنے۔

گلشن شاعر کو یہ کہتے ہوئے میں نے سنا کہ حضرت شیخ کی زندگی کے آخری دنوں میں شیخ عبدالاحد ایک روز آپ کی زیارت کے لئے آئے اور میں بھی شیخ کے ہمراہ تھا۔ جب شیخ ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ خلاف عادت پنگ پر نشتریف فرما ہیں اور تمام احباب نیچے بیٹھے ہوئے ہیں جب انہوں نے شیخ کو دیکھا تو بسم فرمایا اور خند پشانی سے ملے اور اسی پنگ پر انہیں بٹھایا۔ کچھ دیر یہ مجلس رہی لیکن زبان سے گفتگو نہیں ہوئی۔ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ کا دل تمام تعلقات سے منقطع ہو گیا ہے اور فرط ریبگی سے بات نہیں کر سکتے تھے۔ پھر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور چونکہ آپ کے اہل خانہ شیخ عبدالاحد سے قرابت رکھتے تھے، شیخ کو اپنے ساتھ گھر لے گئے اور اسی طریق پر ظاہر گفتگو کے بغیر مجلس رہی پھر مؤذن نے مغرب کی اذان کہی شیخ فخر عالم آپ کے بڑے صاحبزادے نے عرض کیا کہ اذان ہو گئی ہے باہر جانا چاہئے۔ حضرت واللہ یہ نکتہ ارشاد فرمایا، یا بابا، ابھی تک اندر باہر کا فرق رہ گیا ہے۔ پھر باہر آئے اور مسجد میں نماز ادا کی۔ شیخ عبدالاحد نے اختتام مجلس کے بعد فرمایا کہ گویا ان کی موت کا وقت نزدیک آ گیا ہے اور ریتِ اعلیٰ کی طلب ان پر غالب آگئی ہے۔ اس واقعہ کو گزرے زیادہ دن نہیں ہوئے تھے کہ آپ نے انتقال فرمایا۔

انفاس العارفين اردو ص ۲۳۹-۲۴۰

اللہ کے ولی قبروں میں سلامت ہوتے ہیں | ایک روز احوال صوفیہ کا ذکر چل نکلا اور اس

لے مولانا اشرف علی تھانوی نقل کرتے ہیں: حضرت (حاجی امداد اللہ صاحب کے پیر و مرشد) نے تشفی دی اور

marfat.com

Marfat.com

باہمی تنقید و تردید جو بعض دفعہ ان کے متبعین میں شروع ہو جاتی، کے متعلق بات ہوئی تو شیخ ابو طاهر نے فرمایا، میرا صوفیہ پر اعتراض کرنے سے بہت ڈرتا ہوں، اگرچہ میرے بعض اسلاف نے بعض صوفیہ کے بارے میں تنقید کی ہوگی لیکن میں ان کے خلاف گراں خاطر نہیں ہوتا۔ پھر آپ نے ایک قصہ بیان کیا کہ شیخ یحییٰ شاذلی میرے والد سے کچھ اختلاف رکھتے تھے جس کا اثر مجھ پر بھی تھا۔ اسی اثنا میں شیخ یحییٰ شاذلی فوت ہو گئے۔ ایک عرصہ بعد کسی وجہ سے جب انہیں قبر سے نکالا تو اسی طرح صحیح دسالم تھے گویا آج ہی سوئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی پر کسی عارف کے سبب طعن نہیں کرنا چاہئے۔

انفاس العارفين اُردو ص ۲۹۲

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جو میرے

انکارِ ولایت کے نقصانات

دوست (ولی) کے ساتھ عداوت رکھے گا میں نے اس کے ساتھ اعلانِ جنگ کر دیا۔
حجۃ اللہ البالغہ۔ دوم ص ۶۳۳

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) فرمایا کہ فقیر تائب نہیں ہے صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے۔ فقیر کی قبر سے وہی فائدہ ہوگا جو زندگی ظاہری میں میری ذات سے ہوتا تھا۔ فرمایا حضرت صاحب نے کہ میں نے حضرت کی قبر مقدس سے وہی فائدہ اٹھایا جو نالت حیات میں اٹھاتا تھا۔ (امداد المشاق ص ۱۱۳)۔

مؤلف دلائل الخیرات شریف حضرت سید محمد بن سلیمان الجزولی رضی اللہ عنہ کی وفات ۸۰۰ھ تکیم ربیع الاول کے دن نماز صبح کی پہلی رکعت کے سجدہ میں بمقام سوس ملک بربر میں واقع ہوئی۔ ظہر کے وقت مسجد کے قریب مدفون ہوئے۔ آپ کے کوئی اولاد ذکر نہ تھی۔ ششتر سال بعد شاہ مراکش نے آپ کی نعش کو سوس سے نکھوا کر مراکش کے شہر قبرستان ریاض الفردوس میں دفن کر دیا اور اس پر ایک عالی شان قبہ بنوایا۔ جب آپ کی نعش برآمد ہوئی تو بالکل تازہ معلوم ہوئی تھی گویا کہ اس پر زمین نے کوئی اثر ہی نہیں کیا ہے بلکہ ڈاڑھی کے خط کے نشان بھی علی حالہ باقی تھے اور جب آپ کی نعش کو انکلی سے دیا گیا تو خون اپنے مقام سے سرکنا نظر آیا۔ اور جب انکلی اٹھائی گئی تو خون اپنی جگہ پر پہنچ گیا۔ آپ کی قبر مبارک پر انوارِ عظیم کا نزول ہوتا اور وقتِ زہرین کا ازہام رہتا ہے۔

(دلائل الخیرات - باب عرتاج کینی ص ۶۵)

اے سیدنا محمد! الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص قطب الشاد کا منکر سے یا وہ بزرگ اس کا راض ہے خواہ وہ (منکر) کتنا ہی ذکر الہی میں مشغول رہے پھر بھی رشد ہدایت کی حقیقت (باقی اگلے صفحہ پر)

حضرت والد صاحب شیخ آدم کے ایک رفیق سے نقل کرتے ہیں کہ جب شیخ کے کمالات کی شہرت ہوئی تو شاہجہاں کو بھی اس کی خبر پہنچی۔ اس نے سعد اللہ خاں اور ملا عبد الحکیم سیالکوٹی کو حالات معلوم کرنے کیلئے بھیجا۔ دونوں ان کے گھر آئے۔ شیخ اس وقت مراقبہ میں تھے۔ کافی دیر تک دروازہ پر بیٹھے رہے۔ جب انہیں افاقہ ہوا تو ان کے خلوت خانہ میں داخل ہوئے۔ انہوں نے ان کی کوئی تعظیم نہ کی۔ یہ دیکھ کر دونوں بزرگوں کا مزاج بگڑ گیا۔ سعد اللہ خاں نے کہا میں دیندار ہوں اور تعظیم کا مستحق نہیں ہوں لیکن مولانا عبد الحکیم عالم ہیں ان کی تعظیم ضروری تھی۔ فرمایا، حدیث میں وارد ہے کہ

العلماء اماناء الدین والمرتجعوا الملوك فاذا خالطوهم فهم للصوم۔

(جب تک بادشاہوں سے دور ہیں علماء محافظ دین ہیں۔ لیکن جب بادشاہوں کے دربار میں پہنچ جائیں تو وہ علماء نہیں بلکہ چور ہیں)۔ پھر انہوں نے پوچھا آپ کا نسب کیا ہے۔ میں نے کہا سید ہوں لیکن چونکہ ہماری اہمات افغان قبائل سے ہیں اس لئے عوام میں افغان مشہور ہیں۔ پھر پوچھا ہم نے سنا ہے کہ آپ کے پاس علم لدنی ہے۔ فرمایا ہاں، اور اس نعمت پر خدا کی حمد و ثنائیاں کرتا ہوں۔ یہ سن کر دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور شاہجہاں سے جا کر کہا کہ یہ ایک عامی متکبر فقیر ہے، جو لمبے چوڑے دعوے کرتا ہے۔ افغان ہے مگر خود کو سید کہلاتا ہے۔ باوجود اس کے افغانہ اس کے بہت معتقد ہیں۔ اسے کچھ کہنے سے فتنہ و فساد کا خوف ہے۔ یہ سن کر بادشاہ بگڑ گیا اور کہا بھیجا کہ آپ حج کو چلے جائیں شیخ اتہالی عجلت سے عازم مکہ ہو گئے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سے محروم رہتا ہے وہی اس کا انکار اس کا سزا ہوتا ہے، خواہ قطب رشاد اے فائدہ نہ پہنچانے کیلئے یا نقصان پہنچانے کے لئے توجہ نہ ہی کرے۔ ایسے شخص کو ہدایت کی حقیقت میسر نہیں ہو سکتی، گو اسے رشد کی (ظاہر) صورت حاصل ہوتی ہے لیکن محض صورت سے کیا کام نکل سکتا ہے۔ جو لوگ قطب رشاد کے محب و مخلص ہوتے ہیں گو وہ ذکر الہی اور توجہ مذکور سے خاں ہی ہوں تو بھی محض محبت کی وجہ سے (انہیں) رشد و ہدایت کا نور پہنچتا ہے۔

مہذبہ و معاد منہما

marfat.com

Marfat.com

جب سورت پہنچے تو حاکم سورت ان کا معتقد تھا۔ آپ نے اسے فرمایا کہ تیری خدمت یہ ہے کہ جلد سے جلد جہاز پر سوار کر دے۔ جب سوار ہو گئے تو بادشاہ کا حکم پہنچا کہ اس فقیر کو جلد واپس بلاؤ کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تیری سلطنت کے زوال کا سبب ان کا تیرے ملک سے نکل جانا ہے۔ حاکم نے معذرت لکھ بھیجی کہ حکم پہنچنے سے پہلے وہ جہاز میں سوار ہو کر روانہ ہو گئے ہیں پھر ان کے بعد جلد ہی بادشاہ گرفتار ہو گیا۔

انفاس العارفين اردو صفحہ ۳۳-۳۵

حضرت والا (جناب شاہ عبدالرحیم) فرماتے تھے کہ ایک بار مجھ پر تہمت لگائی گئی اور قاضی کے پاس دعویٰ کر دیا۔ میں بھی حاضر ہوا (جھوٹے) گواہوں کے مترسیاہ ہو گئے اور زبانیں سرخ ہو گئیں۔ تمام لوگوں نے انہیں دیکھا۔ قاضی نے چاہا کہ ان کی تشہیر کرے۔ میں نے کہا یہی مقدار جو ظاہر ہوئی ہے کافی ہے۔

انفاس العارفين اردو صفحہ ۱۰۵

جناب والد صاحب فرماتے تھے، ایک صاحب کشف بزرگ سے جو مسائل کے بارے میں اکثر مجھ سے جھگڑتے رہتے تھے۔ میں نے معاہدہ کیا کہ ہم میں سے جو بھی اس دنیا سے پہلے انتقال کرے وہ دوسرے کو ان مسائل کی حقیقت سے آگاہ کرے۔ اس بزرگ کی وفات کے بعد میں نے اسے دیکھا کہ وہ فردوس بریں میں بلند مقام پر فائز ہے اور وہ گونا گوں نعمتوں سے بہرہ مند ہے لیکن اس کے باوجود اس کی بصارت کمزور ہے۔ میں نے بصارت کی کمی کا سبب پوچھا تو کہنے لگا، اس کا باعث وہی عقیدہ ہے جس پر میں تمہارے ساتھ بحثیں کیا کرتا تھا۔

انفاس العارفين اردو صفحہ ۸۴

شیخ اللہ بخش ان شیخ محمد علی الرحمہ کے قیلے کا ایک شخص تھا جو معتبر اور وجہ تھا ایک روز اس نے آپ کی خدمت میں بیوقوفی کی اور گستاخی دکھائی۔ آپ کی طبیعت اس سے کھٹی ہو گئی۔ فرمایا خداوند! مجھے دوبارہ اس کا منہ نہ دکھانا۔ اس وقت سوار ہوئے اور چلے گئے۔ وہ شخص بیمار ہو گیا اور حالت نزع کو پہنچ گیا۔ تیسرے روز واپس آئے تو مر چکا تھا، اس کے جنازہ پہنچا تو میں نے اسے

انفاس العارفين اردو صفحہ ۲۷

marfat.com

(پھر طریقت کے خانوادوں میں) ایک خانوادہ مقرر اور پیدا ہو جاتا ہے۔ اور لوگ اس خانوادہ میں سلوک کرتے ہیں اور جلد کامیاب ہو جاتے ہیں اور اس خانوادہ کا خیر خواہ اور مددگار ہمیشہ کامیاب اور فتح مند ہوتا ہے۔ اور اس کا بدگو اور بدخواہ ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتا ہے۔

قطرات اردو ترجمہ ص ۸

دلیوں کی تعظیم شرک نہیں، بزرگوں کا طریقہ ہے

حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت خواجہ خرد قدس سرہ شیخ رفیع الدین کے پاس آئے۔ خواجہ خرد کہتے ہیں جب میں ان (شیخ رفیع الدین) کی خدمت میں پہنچا تو ہمارے خواجہ (باقی باللہ رضی اللہ عنہ) سے توسل کے سبب مجھ پر بڑی مہربانیاں فرمائیں اور تعظیم بجالائے۔

انفاس العارفين اردو ص ۳

حضرت والد (شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ) نے فرمایا خواجہ خرد ایک روز اپنے دوست احباب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ پنگ پر اور دوسرے تمام لوگ چٹائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس جگہ میں ان کی خدمت میں پہنچا۔ انہوں نے میری بہت زیادہ تعظیم و تکریم کی۔ خود پنگ کی پائنتی پر بیٹھے اور مجھے صدر پر بٹھایا۔ میں جس قدر معذرت کرتا وہ نہ مانتے۔ اس معاملہ سے تمام حاضرین کے چہرے متخیر ہو گئے۔

ان کے بیٹے خواجہ رحمت اللہ نے اٹھ کر عرض کیا کہ اس مجلس میں ان سے زیادہ معتر اور تعظیم کے زیادہ لائق موجود ہیں۔ ان کے ساتھ تواضع میں کیا راز ہے۔ فرمایا یہ ہم نے اس لئے کیا ہے کہ تم سلوک کا مشاہدہ کرو اور اس طرح ان سے پیش آؤ۔

انفاس العارفين اردو ص ۲۹-۳۰

اے سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا باطن رحمت اور ان کا ظاہر زحمت ہے۔ ان کے باطن کو دیکھنے والا انہیں میں سے ہے اور ان کے ظاہر کو دیکھنے والا بدیش ہے۔ بظاہر خوب ہیں اور حقیقت گہروں بظاہر عوام بشر ہیں اور سب باطن خاص ملک ظاہر میں زمین پر ہیں اور حقیقت میں آسمان پر انکا ہمیشہ برکتی سے بجا ہوا ہے اور ان کا ختم خوار سعادتمند ہے یہ لوگ گروہ الہی ہیں اور یہی لوگ اہل نجات و فلاح ہیں۔" (مبداء معادین ص ۳۲)

اللہ نے اپنے ولیوں کو اختیارات بھی دیے ہیں

حضرت والد شاہ عبدالرحیم فرماتے تھے، ہدایت اللہ بیگ نے تجارت کیلئے چند اونٹ خریدے۔ میں نے کہا ان میں سے ایک مر جائے گا لیکن مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ ان میں سے جسے چاہوں موت کے لئے متعین کر دوں۔ میں نے ان میں سے سب سے زیادہ کمزور کو مقرر کیا بشرطیکہ اسے سب کے آخر تک اپنے پاس محفوظ رکھے۔ اس نے تمام اونٹ فروخت کر دیے اور اسے بھی آخر میں بیچ دیا لیکن خریدار اسے واپس کر گیا اور اس کے پاس وہ مر گیا۔

انفاس العارفين اردو ص ۱۰

حضرت والد ماجد فرماتے تھے ایک روز حجرہ میں تنہا بیٹھا ہوا تھا۔ ایک جوان متمثل ہوا اور کہا، اگر آپ چاہیں تو اسی وقت اس دنیا سے انتقال کر جائیں، ادا کر چاہیں تو ایک مدت کے بعد۔ میں نے کہا بعض کمالات کی مجھے توقع ہے اور وہ ابھی حاصل نہیں ہوئے۔ اس نے کہا تو آپ کی موت مؤخر ہوگئی اور پھر وہ واپس چلا گیا۔

انفاس العارفين اردو ص ۸۴

اولیاء اللہ نذریں قبول فرماتے ہیں | **سید عبدالرحمن الادرسی علیہ الرحمۃ جیسے**

اباطنی کمالات سے متصف تھے کمالات ظاہری بھی حد کمال کو پہنچائے تھے جو دو کرم میں بے نظیر تھے۔ ان کے دسترخوان پر صبح و شام کثیر جماعت حاضر ہوتی، وہ تمام کما تھ خندہ پیشانی اور خوش خلقی سے پیش آتے۔ اطراف و جوانب سے (لوگ) ان کے لئے تندیں لاتے، جنہیں وہ فقرار میں تقسیم کر دیتے۔

انفاس العارفين اردو ص ۲۸

ایک مرتبہ شیخ ابورضا کے دل میں خیال آیا کہ ایسا موٹا کپڑا جو ایک دو سال تک کافی ہوتا تھا کرنا چاہیے کیونکہ یہ تقویٰ (کے قریب) اور دلی وسادس کو دور کرنے میں مدد دیتا ہے۔ کثیر کے ایک شخص کے ذمہ یہ کام کیا۔ وہ دن کا نہایت سخت کپڑا لایا حضرت والا

نے اسے ایک دن رات پہنا۔ پھر چاشت کی نماز پڑھ کر بیٹھے ہوئے تھا اور مجلس میں سکوت تھا تو آپ مسکرائے۔ راوی نے مستم کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: حق سبحانہ و تعالیٰ نے الہام بھیجا ہے کہ شاید ہلکے خزانہ میں کئی سنگی ہے جو تو نے اس کیڑے کو پسند کیا ہے۔ تمہارے تمام حالات کے ہم نغیل ہیں۔ ہم تجھے ناز و نعم میں رکھنا چاہتے ہیں۔ ان کیڑوں کو اتار دو جلد ہی تمہارے لائق لباس ہم بھجوانے میں۔ اس کو انہوں نے اٹک دیا اور لباس موٹو کا انتظار کرنے لگے جلد ہی ایک بڑھیا انکے دروازہ پر آئی اور وہاں مونس کی بجات تہلیل۔ راوی کو آپ نے بھیجا کہ اگر کیڑا مثال در مثال ہے جس کا رنگ فلان اور اس پر پھول ہوں تو قبول کر لو اور کہو کہ تمہارا نذرانہ قبول ہے۔ اور اگر کسی اور وضع کلب ہے تو واپس کر دو۔ آپ کے فرمان کے مطابق نکلا، اسے پہن کر خدا کا شکر بجالائے۔ اس روز کے بعد سے ان کا لباس ہمیشہ امیرانہ ہوتا اور بغیر طلب کے ہوتا۔

انفاس العارفين انوار

حضرت والد ماجد فرماتے تھے کہ ایک شخص نے شیخ عبد اللہ سرہندی کی مجلس میں کہا کہ اس زمانہ میں کوئی صاحبِ کرامت نہیں ہے۔ انہوں نے اس کے اس (غلط) عقیدہ کی درستی کے لئے اس کے سامنے سات روپے میری نذر کر دیئے اور فرمایا کہ پہلے پانچ روپے ان کی خدمت میں پیش کریں گے پھر دیکھیں گے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ انحققر انہوں نے پانچ روپے میرے سامنے رکھ دیئے اور کہا یہ آپ کی نیاز ہے۔ میں نے کہا یہ میری نیاز نہیں ہے، میری نذر تو سات روپے ہے پس انہوں

نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بھی نذر نیلہ قبول فرمایا کرتے تھے مثلاً مآعبہ حضور سم قندی کی انماں کرہ نیاز قبول فرمائی اور انہیں لکھا کہ وہ نیاز جو آپ نے جویشوں کے لیے روانہ کی تھی موصوں ہو گئی۔ اس پر فاتح سلاستی پڑھی گئی بنے۔ (دفتراول مکتوب ۱۳۲)۔ اور خواجہ محمد اشرف لکھا آپ کا گرامی نام جو آپ نے میرے عزیز مولانا عبد الرشید اور مولانا جان محمد کے ہمراہ ارسال کیا تھا موصول ہوا اور نذر کے روپے ہی موصوں ہوئے۔ جزاکہ اللہ سبحانہ بخیراً (مکتوب نمبر ۲۵۔ دفتراول)

نے پورے سات روپے پیش کئے۔
 انفاس العارفين اردو حصہ ۸۸
 حضرت الد ماجد فرماتے تھے کہ عبدالمحفوظ تھا نیسری نے اپنے وطن جانے کا ارادہ
 کیا اور مجھے الوداع کہتے کے لئے آیا ایک دستار اور نصف روپیہ نذر کے طور پر لایا اور
 نصف روپیہ مخدومی ابورضا محمد کی خدمت میں پیش کرنا چاہا۔ میں نے خوش طبعی کے طور
 پر کہا تمہیں عظیم آباد کے میدان میں بہت ہیبتناک مشکل پیش آئے گی، گاڑی کا ایک
 پہیہ جدا ہو جائے گا۔ اس میدان سے اسے درست کرنا دشوار ہوگا۔ جو شخص چوٹ اور
 ضرب سے گاڑی کی حفاظت اور مال جمع کرنے کی کوشش کرے گا، پورا روپیہ اسے
 لینا چاہیے۔ اس نے پورا روپیہ دے دیا اور رخصت ہو گیا۔ مدت کے بعد جب وہ واپس
 آیا تو اس نے کہا کہ اس خطرناک واوی میں جہاں ڈاکوؤں کا خطرہ تھا، گاڑی کا پہیہ جدا
 ہو گیا اور نہ کچھ قافلہ بغیر پہیہ کے چلتی رہی اور میں کچھ نقصان نہ پہنچا۔ اس جنگل میں جلدی
 درست کر لیا یہاں تک کہ ہم قافلہ سے پیچھے بھی نہ رہے۔

انفاس العارفين اردو حصہ ۹۲

حضرت والا (شیخ عبدالرحیم) فرماتے تھے فریاد بیگ کو مشکل پیش آئی۔ اس نے نذرمانی کہ
 خداوند اگر یہ مشکل حل ہو گئی تو اس قدر روپے میں حضرت والا کی خدمت میں پیش کروں
 گا۔ اس کی وہ مشکل حل ہو گئی، اور وہ نذر اس کے ذہن سے جاتی رہی۔ چند دنوں کے
 بعد اس کا گھوڑا بیمار ہو گیا اور ہلاکت کے نزدیک پہنچ گیا۔ مجھے اس کی بیماری کا سبب
 معلوم ہو گیا۔ میں نے ایک خادم کے ذریعے کہلا بھیجا کہ اس کی بیماری نذر پوری نہ کرنے
 کی وجہ سے ہے۔ اگر تم اپنے گھوڑے کو چاہتے ہو تو وہ نذر جو فلاں جگہ اپنے اوپر لازم
 کی تھی اسے بھیج دو۔ وہ شرمندہ ہوا اور وہ نذر بھیج دی۔ اسی وقت اس کا گھوڑا
 نذر مست ہو گیا۔
 انفاس العارفين اردو حصہ ۹۳-۹۲

بِسْمِ

بَرَكَاتِ اُولِيَاءِ

برکاتِ اولیاء

وَمِنْهُمْ رِجَالٌ مُّخْلِصُونَ لِرَبِّهِمْ
بِأَنْفُسِهِمْ خِصْبُ الْبِلَادِ الْأَجَارِبِ

ترجمہ:- یعنی خدامِ دین میں سے ایک پاک جماعت ان مردانِ باصفا کی ہے جنہوں نے اپنی نیتوں کو اور اپنے اعمال کو صرف رضائے الہی کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ انہیں کے بارکاتِ نفوس سے قحط زدہ علاقوں میں زرخیزی اور خوشحالی کا دور دورہ ہوتا ہے۔

قصید اطبیب النغم مترجم ۱۳۴-۱۳۳

والد صاحب نے فرمایا 'سید عبداللہ'

فرماتے تھے تو بچہ تھا اور بچوں میں کھیلتا تھا

ہماری طبیعت تمہاری طرف مائل ہوتی تھی۔ میں دعا کرتا تھا کہ خداوند! اس بچہ کو ولی بنا دے اور میرے ہاتھ سے کمال ظاہر کر۔ الحمد للہ اس کا نتیجہ برآمد ہو گیا۔

انفاس العارفين اردو ص ۳

ان کی زیارت باعثِ بخشش | حضرت الدختر فرماتے تھے ایک مرتبہ راستہ پر جا رہا تھا۔ ایک مجذوبہ سامنے

آئی۔ تہ بندہ پتھروں کی گڈڑی اوپر لے رکھی تھی جو نیل سے تر ہو چکی تھی۔ میرا راستہ روک کر بلند آواز سے پکاری کہ یہ شخص پونے نقت بندہ کا حامل ہے۔ جو چاہتا ہو اسے دیکھ لے۔ میں نے کہا اس سے زیادہ مجھے رسوا نہ کر تو چل دی۔

راقم الحروف (ولی اللہ) کا خیال ہے کہ حضرت والا نے فرمایا، اس روز

مجھے الہام ہوا کہ آج جو بھی تجھے دیکھے گا، بخشا جائے گا۔ اسی سبب سے میں

طہ (حاشیہ اگلے صفحہ پر) marfat.com

بازار گیا تھا۔

الفاس العارفين اردو وضہ

حضرت الدیاجد فرماتے تھے

کہ ایک دفعہ عصر کی نماز کا

ولی کی اقتدا یعنی بخشش کا باعث ہوتی ہے

وقت ہو گیا۔ میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ آج اس نماز میں جو شخص تیری اقتدا کرے گا وہ بخشا جائے گا۔

جماعت میں ایک شخص تھا جس کے متعلق میرا دل گواہی دیتا تھا کہ وہ ایسا نہیں ہے جب تکسیری گئی تو اتفاقاً اس کا وضو ٹوٹ گیا۔ جب وہ واپس آیا تو ہم نماز سے فارغ ہو چکے تھے۔ ایک دوسرا عینی شخص آیا اور وہ نماز میں شریک ہو گیا۔

الفاس العارفين اردو وضہ

حضرت خواجہ شمس الدین علیہ الرحمۃ نے

آغاز شباب کا قصہ بیان کیا کہ

ولیوں کی برکت سے توبہ کی توفیق ملتی ہے

آغاز شباب میں میں حُسن پرستی کا خیال رکھتا تھا شیخ رفیع الدین علیہ الرحمۃ کا ایک خوبصورت لڑکا تھا۔ میں اسے ملنے کیلئے گیا اور شرح لمعات بھی ساتھ لیا گیا تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ میں تصوف کے مسائل سمجھنے کیلئے آیا ہوں۔ وہ ہمارے شہر میں مشکل مسائل حل کرنے میں

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "یہ وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے والا بد قسمت نہیں رہتا۔ ان سے محبت رکھنے والا محروم نہیں رہتا اور ان سے میل جول رکھنے والا بے مراد نہیں رہتا۔ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے حلیم ہیں۔ جب ان پر نگاہ پڑتی ہے تو خدا یاد آجاتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جو ان کو پہچان لے وہ اللہ کو پالیتا ہے ان کی نگاہ دوا ہے اور ان کی گفتگو شفا اور ان کی صحبت نور اور رونق ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جس نے صرف ان کے ظاہر کو دیکھا وہ نامراد ہوا اور گھاٹے میں پڑا۔ اور جس نے ان کے باطن پر نگاہ رکھی وہ نجات پا گیا اور کامیاب ہوا۔" (دفتر دوم مکتوب نمبر ۵۲)

مجھے بتایا گیا کہ میں نے تجھے اور اس شخص کو بھی جو تجھے میری بارگاہ کا وسیلہ بالواسطہ یا بلاواسطہ بنائے گا بخشا اور یہ سلسلہ قیامت تک بچل ہی رہے گا اور ازراہ بندہ نوازی بار بار مجھے یہ فرمایا حتیٰ کہ شک و شبہ کی گنجائش نہ رہی۔ اس بات کے لئے اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر ہے۔ (مبادیٰ و معاد نمبر ۵)

معروف اور منتظر تھے۔ جب میں ان کی خدمت میں پہنچا تو سہارے خواجہ (باقی باللہ علیہ الرحمۃ) سے توسل کے سبب مجھ پر بڑی مہربانیاں فرمائیں اور تعظیم بحال لائے۔ جب میں نے سبق شروع کیا، سرسری طور پر دو تین باتیں کہیں اور زیادہ تحقیق نہ کی پھر اٹھے اور اسی لڑکے کو بلا کر فرمایا، خواجہ کی خدمت میں رہو۔ یہ دیکھ کر میں شرمندہ اور نام ہوا۔ لیکن چونکہ جوانی کا زمانہ تھا۔ دوسرے دن بھی اسی نیت اور ارادہ سے گیا۔ پھر وہی سلوک کیا۔ تیسرے روز مجھ پر سخت ندامت طاری ہوئی۔ میں نے توبہ کی اور خلوص نیت سے حاضر ہوا۔ وہ احسان اور نیکی سے پیش آئے اور پہلے سے بھی زیادہ توجہ فرمائی۔

انفاس العارفين اردو ص ۳۱

ولیوں کی برکت سے عقیدہ کی دور

حضرت والد ماجد فرماتے تھے ایک روز اجاب کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور مجلس میں سکوت تھا۔ اس جگہ مجھے ایک شخص کی صوت دکھائی گئی کہ یہ شخص تمہارے ہاتھ پر فرض سے توبہ کرے گا۔ میں نے یہ واقعہ دوستوں کے سامنے بیان کیا اور اس کا حل یہی تفصیل سے بیان کیا۔ اس واقعہ کے بیس سال بعد میں محمد فاضل کے گھر گیا ہوا تھا۔ وہاں ایک مہمان بھی بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اسے پہچان لیا اور بڑی مہربانی سے پیش آیا۔ دوستوں نے تعجب کیا کہ ایک اجنبی شخص کے ساتھ جو فرض اور فساد عقیدہ کے ساتھ متمہم بھی ہے اس قدر مہربانی کی کیا وجہ ہے۔ میں نے کہا تمہیں وہ واقعہ یاد نہیں ہے؟ تمام نے سوچا تو اسے پہچان لیا۔ تھوڑے دن گزرے تھے کہ اس نے توبہ کی۔

اس کے بعد بعض لوگوں کی مجلس کی وجہ سے اسے شک ہوا تو اسے درد شکم میں مبتلا کر دیا گیا اور اس کے ذہن میں یہ بات ڈال گئی کہ اگر سچی خالص توبہ نہیں کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ وہ خالص سنی ہو گیا اور فرض اور رافضیوں سے مکمل طور پر بیزار ہو گیا۔ مجھ سے اس نے بیعت کی۔ پہلے ہی اس نے پوچھا کہ کون سا طریقہ اختیار کروں۔ میں نے کہا تمہارے لئے سلسلہ قادریہ بہتر ہے کیونکہ رافضی حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو بہت دشمن سمجھتے ہیں۔

انفاس العارفين اردو ص ۹۵

حضرت الدماجد فرماتے تھے کہ ایک شخص نے شیخ عبداللہ مدرس ہندی کی مجلس میں کہا کہ اس زمانہ میں کوئی صاحب کرامات نہیں ہے۔ انہوں نے اس کے (غلط) عقیدہ کی درستی کے لئے اس کے سامنے سات روپے میری نذر کے لئے مقرر کر دیئے اور فرمایا پہلے پانچ روپے ان کی خدمت میں پیش کریں گے اور دیکھیں گے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے کہلا بھیجا کہ سم آج آپ سے ملنے آ رہے ہیں۔ میں نے کہا مقرر یہ ہے کہ میں آپ کی ملاقات کے لئے آؤں۔ انہوں نے کہا تکلیف نہ کریں میں نے سواری کا انتظام کر لیا ہے۔ میں نے کہا سواری کی تیاری کا کوئی فائدہ نہیں۔

یہ مناظرہ جب طول پکڑ گیا تو ہم نے ایک درمیانی جگہ مقرر کر دی کہ جو شخص پہلے وہاں پہنچ جائے دوسرے کو واپس لے جائے۔ میں نے گھوڑے کے لئے بہت کوشش کی لیکن وہ نہ مل سکا۔ انہوں نے پالکی تیار کرائی تو انہیں چوتھا کہا نہ مل سکا۔ آخری وقت میں ان سے پہلے پہنچ گیا اور ان کو واپس لے گیا۔

جب ان کے گھر پہنچ گئے تو پانچ روپے میرے سامنے رکھ دیئے اور کہا یہ آپ کی نیاز ہے۔ میں نے کہا یہ میری نیاز نہیں ہے۔ میری نذر تو سات روپے ہے پس انہوں نے پورے سات روپے پیش کئے۔ اس کے بعد حضرت شیخ اللہ نے ازراہ خوش طبعی فرمایا کہ اس کامیاب امتحان پر ڈو روپے اور پیش کرتا ہوں۔ پھر فرمایا یہ سب کچھ اس شخص کی اصلاح کے لئے ہے۔

انفاس العارین اردو ص ۸۸-۸۹

حضرت خواجہ خرد فرزند حضرت

خواجہ محمد باقی بائد علیہما الرحمۃ

شیخ رفیع الدین حضرت خواجہ

خرد علیہما الرحمۃ کو مسجد فیروز شاہ میں لے آئے اور ایک جگہ متعین کر دی کہ تمہیں یہاں بیٹھنا چاہئے اور تصوف کی جو بھی مشکل کتاب جو اسکا مطالعہ کرو اگر کھیر بھی حل نہ ہو تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔

اس کے بعد مجھے جو دشواری بھی پیش آتی وہاں جا کر مطالعہ کرتا تو وہ حل ہو جاتی۔ اگر ایک بالشت بھی اس جگہ سے ادھر ادھر ہو جاتا تو تمام دوسرے مقامات کی طرح ہوتا۔

انفاس العارفين اردو ص ۳۸

زیارت کے معنیات منکشف ہوتے ہیں | محمد غوث پھلتی ذکر کرتے تھے کہ

تہنا سوئے ہوئے تھے میں اس وقت ان کی زیارت کیلئے آیا بعض مخلصین نے مجھے کہا کہ اندر نہ جاؤں کیونکہ آپ سوئے ہوئے ہیں۔ میں دروازہ پر پھٹ گیا۔ اس اثنا میں رونے کی آواز سنی۔ میں بے طاقت ہو گیا اور بغیر اجازت حجرہ کے اندر قدم رکھا۔ قدم رکھتے ہی بعض معنیات مجھ پر منکشف ہوئیں۔ الخ

انفاس العارفين اردو ص ۱۰۹

دلیوں کے پاس جانے سے مشکلات آسان | حضرت والد ماجد فرماتے تھے

کہ دولت آباد کے نواح کا

ایک سید اپنے بھائیوں کی ایک جماعت کے ساتھ سفر میں تھا۔ ایک روز قضاے حاجت کیلئے ایک پرانی عمارت میں گیا۔ وہاں اسے پرہیز نظر آئی۔ ان میں سے ایک پرہیز سے پیٹ گئی اور اس پر فریفتہ ہو گئی۔ وقتاً فوقتاً اس کے لئے متمثل ہوتی اور (سید صاحب) سے بیچارہ ہوتے رہے۔ ہر چند انہوں نے اسے دُور کرنے کی کوشش کی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر کار نوکری چھوڑ کر میری طرف روانہ ہو گیا۔ اس سفر میں بھی وہ پرہیز روزانہ اس کے پاس آتی رہا۔ جب فرید آباد میں پہنچا تو وہ پرہیز حاضر ہوئی اور مجھے رخصت کیا کہ اب میں تمہیں نہیں مل سکتی۔ جب یہاں پہنچ گیا تو روز بروز اچھا ہوتا گیا اور وہ بیماری بغیر علاج یا تعویذ کے جاتی رہی۔

انفاس العارفين اردو ص ۱۱۱

انکی برکت سے قضاے میرمٹل جاتی ہے | حضرت والد ماجد فرماتے تھے اور نگزیب بادشاہ

نے کسی سبب سے ہدایت اللہ بیگ کو اس کے منصب سے برطرف کر دیا۔ وہ اس سبب سے بہت غمگین اور شکستہ خاطر میرے پاس آیا۔ قلت مال اور کثرت عیال کو بیان کیا اور از حد اصرار اور گریہ ایسی کی یہاں تک کہ میرا دل پورے طور پر اس کے حال کی طرف متوجہ ہو گیا۔

پہلے مجھ پر اس طرح ظاہر کیا گیا کہ قضاے میرم ہے۔ میں نے بہت التجا اور نیاز مندی کا اظہار کیا اور میری توجہ اس حد تک متعلق ہو گئی کہ اگر یہ کام حسبِ منشا نہیں ہوتا تو صوفیوں کا لباس اتا بھینکیوں کا اور پھر کبھی بھی اسے نہیں پہنوں گا۔ اس حال میں حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے میری دعا کو قبول فرمایا اور مجھے بتایا گیا کہ باوجود اس مضبوط اور پختہ انتظام کے ہم نے اس منصب کو بحال رکھا۔ میں نے دعا کی خداوند اس قدر منصب تو اس کا پہلے ہی تھا میری نیاز مندی اور زاری کا پھل کیا ہوگا۔ مجھے بتایا گیا کہ ہم نے اس قدر اضاافہ بھی کر دیا ہے۔ ہم نے علی الصبح اسے خوشبو سالی۔ بادشاہ نے بغیر کسی سبب کے اسے بلایا اور کہا کہ ہم نے فلاں کا قصور معاف کر دیا اور اس کا منصب بحال کر دیا اور اس قدر اضاافہ بھی کر دیا ہے۔ اس کے عاسدوں نے ہر چند

انفاس العارفين اذوقا ۹۹

کوشش کی مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔

کبھی عارف پر یہ بات منکشف ہوتی ہے کہ قضا فلاں واقعہ کو اس طرح ایجاد کرنے میں ضرور متعلق ہے اور اس میں تقدیر میرم ہے۔ چنانچہ وہ عارف پوری کوشش ہمت سے دعا کرتا ہے اور دعا میں خوب اصرار اور الحاح کرتا ہے حتیٰ کہ وہ قضا دوسرے طریقہ پر ایجاد کرنے میں متغلب ہو جاتی ہے تو یہ پھر اس چیز کو حسبِ ارادہ پاتا ہے۔

فیوض البحرین مترجم عربی اردو ص ۲۵

یہاں بیماری سلب ہوتی ہے شفا ملتی ہے

ایک مرتبہ سید برہان بخاری کو قوبلیج کا عارضہ ہو گیا۔ سخت بقرار ہوا حضرت والا (شیخ محمد پلپتی) کی خدمت میں التجا کی۔ آپ اس کے گھر تشریف لے گئے اور اس کے سر ہانے

marfat.com

Marfat.com

بیٹھے اور اس کی بیماری کو سلب کر لیا جس سے وہ شفا یاب ہو گیا لیکن کبھی وہ عارضہ
حضرت والا کو لاحق ہو جاتا تھا۔
انفاس العارفين اردو ص ۲۶۹

میر عبد اللہ جو حضرت شیخ محمد کے خاص مریدوں میں سے تھا بیان کرتا تھا کہ حضرت
والا ایک سستی میں تشریف لے گئے اُد میں بان کی خدمت میں تھا۔ جب واپسی کا ارادہ پختہ ہو
گیا تو مجھے سخت بخارا گیا اور حرکت کی طاقت نہ رہی۔ میرے لئے سواری تلاش کی گئی
لیکن میسر نہ آئی فرمایا اگر چل سکو تو میرے گھوڑے کے آگے آگے چلو، عجیب واقعہ شاید
کو گے بڑی مشکل سے مجھے کھڑا کیا گیا میں نے ان کی نظر مبارک کے سامنے پہلے کچھ کمی
محسوس کی پھر ان کے گھوڑے کے آگے چلنا شروع کیا۔ ہر لمحہ زیادتی ہوتی رہی یہاں تک
کہ مجھے مکمل شفا حاصل ہو گئی۔
انفاس العارفين اردو ص ۲۶۹

حضرت الدماجد فطانتے
تھے ایک مرتبہ بارش

بند ہو گئی لوگوں نے میری طرف رجوع کیا اور دعا کی درخواست کی۔ میں نے دعا کی تو بوند باندی
شروع ہو گئی۔ میں نے کہا بارش کا کھل کر ہونا ہماری دیواروں (کی مرمت) پر موقوف ہے۔ گویا
تذہب غیب ہماری دیواروں کو گرانے سے احتراز کر رہی ہے پس انہوں نے جلدی سے توڑی
(بھوسہ) ادا مٹی لاکر دیواروں کو لپیپ دیا۔ اسی وقت خوب زور دار بارش ہوئی

انفاس العارفين اردو ص ۹۶

اے مولانا اشرف علی تھانوی نقل کرتے ہیں "حضرت مسری (حضرت جنید کے پیر علیہا الرحمۃ) سے ایک
بزرگ کے قصہ میں روایت ہے جو ان سے ایک پہاڑ میں ملے تھے کہ وہ اپنا بیج ادا تھوں اور دوسرے بیماریوں کو تندرست
کر دیا کرتے تھے اور جیسے کہ شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مجبور محض فلج زدہ اندھے
کوڑھی بچے کو فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ کی اجازت سے کھڑا ہو جا اور وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس کا کوئی مرض

باقی نہ رہا۔ (جمال الاولیاء ص ۲۳-۲۴)

marfat.com

Marfat.com

ایک مرتبہ ڈاکوؤں
نے ارادہ کیا کہ شیخ

ترکات۔ ولی کے عصا میں برکت

رفیع الدین محمد کے گھر کو لوٹ لیں۔ اس غرض کے لیے کچھ فاصلہ پر کھڑے ہو گئے اور ایک شخص کو بھیجا تا کہ وہ آمدورفت کا راستہ معلوم کر آئے اور اہل خانہ کی حالت بھی دیکھ لے۔

وہ جاسوس جب ان کے گھر پہنچا تو اندھا ہو گیا اور سر طرف ہاتھ پاؤں مائلے شروع کر دیئے جس کی وجہ سے اہل خانہ جاگ اٹھے اور چراغ کی روشنی میں تمام حقیقت معلوم کر لی۔ شیخ اپنی طبعی مہربانی سے کہا اس سے کوئی تعرض نہ کرے اور اسے کہو کہ وہ چلا جائے۔ اس نے کہا کیسے جاؤں، بصارت (آنکھوں میں روشنی) نہیں ہے اور نہ چلنے کی طاقت ہے۔

شیخ اس (جاسوس ڈاکو) کے پاس آئے اور اپنے عصا کو اس کی آنکھوں اور گھٹنوں پر لگایا اس کی برکت سے اس نے اس مصیبت سے نجات پائی اور وہ اپنی جماعت سے جا ملا۔

ایک شخص کو آپ (امیر ابو العلی علیہ الرحمۃ) نے اپنی ٹوپی
عنایت فرمائی تھی۔ اس نے جنگ کے وقت اسے پہنا

ٹوپی کی شان

ہوا تھا۔ اچانک ایک تیر اس ٹوپی پر لگا۔ اس کا پھل ٹیڑھا ہو گیا اور تیر گر پڑا۔

اسے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: شیخ ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جوشرف پہنچا تھا جیسا کہ صاحب تفسیرات (مولانا جامی قدس سرہ) نے نقل کیا ہے (مجدد الف ثانی مکتوب دفتر اول) اور یہ یاد رہے کہ شیخ کامل مکمل کا کرتا بطور تیرک اپنے پاس رکھے اور اس کے ساتھ اعتقاد و اخلاص سے زندگی گزارے۔ شیخ کے کرتے کو پاس رکھنے میں ثمرات و نتائج کا قوی احتمال ہے۔ (مکتوب نمبر ۱۹۰ دفتر اول)

باب نہم

تصرفات و کراماتِ اولیاء

تصرفات و کرامات اولیاء

ہر زمانہ میں اولیاء اللہ میں سے ایک مرد پیدا ہوتا ہے کہ دین کا باطن اور مغز جو احسان ہے اس کے قائم کرنے اور پھیلانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی عنایات اس کے اندر ظہور فرماتی ہیں اور اس کام کا سراخجام ان کے ہاتھ سے ہوتا ہے۔ پس جس وقت یہ بات اولیاء اللہ میں سے کسی میں ظاہر ہوتی ہے تو اس کے ظہور کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ لوگوں میں اس کی رفعت شان ہوتی ہے اور خلائق کے قلوب اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور اس کا ذکر جمیل ان میں پھیل جاتا ہے اور ملت ^{مصطفویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام} سے اور ملت ^{مصلیہ} صاحبہا و السلام میں سے جو وظائف کم لان لوگوں کی طبیعت کے مناسب ہوتے ہیں ان کا شغل کرنا اس کے قلب میں الہام ہوتا ہے اور اس کی صحبت اور گفتگو میں ایک طرح کا جذب اور تاثیر رکھی جاتی ہے اور طرح طرح کی کرامات اس سے صادر ہوتی ہیں۔ مثلاً کشف حالات اور اشرف خواطر اور استجابت دعا اور خلقت میں خدا تعالیٰ کی قوت کے ساتھ تصرف کرنا

اے مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

"تصرف" یہ جماعت اولیاء سے بہت ہی منقول ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بارش ایک بزرگ کے پیچھے پیچھے چلا کرتی تھی اور متاخرین میں سے ایک بزرگ شیخ ابو العباس شاطر ہوئے ہیں وہ بارش کو کچھ دمہموں کے بلے فروخت کیا کرتے تھے اور ان سے اس باب میں اس قدر واقعات روایت ہیں کہ عقل کو انکار کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ (جمال الاولیاء ص ۲۲)

"محمد شمس الدین حنفی مصری شاذلی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے عالم وجود میں ظاہر فرمایا کہ عالم تکوین میں تصرف عطا فرمایا۔" (جمال الاولیاء ص ۱۵۸)

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ہست قدرت اولیاء را از الہ تیر جہتہ باز گردانند ز رلہ!

فتاویٰ رشیدیہ میں اس کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے: (بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

اور مثل ان کے اور افعال۔
 اور ایک یہ ہے کہ ہمت تیز اور قوی ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کے قوی
 عزم اور ارادہ کا اثر شخص اکبر میں ہو جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی ہمت سے سلب
 امراض اور کشفِ حالات _____ وغیرہ تصرفات کرتے ہیں۔

قطرات ترجمہ ہجرات ص ۵۔

(بقیہ جاشیہ صفحہ گذشتہ) اُولیٰ اللہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدرت حاصل ہے کہ نکلے
 ہوئے تیز کورا ستر سے پھیر دیتے ہیں۔ صاحبِ فتاویٰ رشیدیہ مولانا رشید احمد گنگوہی نے اسے صحیح
 بھی قرار دیا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۱۸-۲۱۹)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ "وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ
 وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یعنی بے شک میں زمین میں ایک ایسا خلیفہ بنانے والا ہوں جو میری نمائندگی کرے اور زمینی اشیاء
 میں تصرف کرے (اختیار برتے) اور چونکہ آسمانی اسباب میں تصرف کے بغیر زمینی اشیاء میں تصرف کا تصور
 بھی نہیں ہو سکتا اس لئے خلیفہ کے عناصر زمین سے پیدا ہونے اور عالم کون و فساد میں ساکن ہونے کے
 باوجود اس میں آسمانی رُوح بھی پھونکوں گا تاکہ اس (آسمانی) رُوح کے باعث آسمان کے ساکنوں اور
 ستاروں کے موکلوں پر بھی حکمرانی کرے اور انہیں اپنے کام میں لائے۔ اور اس خلیفہ کو
 خلافت دینے کا طریقہ یہ ہے کہ خدا نے اس کی رُوح کو اپنی صفات کا نمونہ عطا فرما دیا۔

(بحوالہ انوارِ لامانی ص ۲۵۸-۲۵۹)

حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ان کے مقامات بیان کرتے ہوئے
 خواجہ محمد پارسا قدس سرہ سے "تَخَلَّقُوا بِاخْلَاقِ اللّٰهِ" کی تشریح میں نقل فرماتے ہیں:
 اللہ تعالیٰ کی ایک صفت مَلِكٌ ہے اور مَلِكٌ کے معنی سب پر تصرف کرنے والے کے ہیں۔
 جب راہِ خدا کا سالک اپنے نفس پر تصرف ہوتا ہے اور اسے مغلوب کر کے رکھتا ہے اور اس کا تصرف
 مخلوق کے دلوں میں نافذ ہوتا ہے تو اس صفت سے موصوف ہوجاتا ہے۔

(مکتوبات دفتر اول حصہ دوم مکتوب نمبر ۱۰۷)

مشائخ نے کہا ہے کہ آپ (یعنی حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ) اپنی قبر میں زندوں کی مثل تصرف کرتے ہیں۔

قطرات ترجمہ معانی ص ۴۵

اور مراقبہ کا طریق بہت اعلیٰ ہے نفی اثبات کے طریق سے اور بہت قریب ہے جذب الہیہ سے اور مراقبہ کے طریق سے ممکن ہے وصول و ذرات کا اور ملک و ملکوت میں تصرف کا اور ممکن ہے معلوم کر لینا لوگوں کی دل کی باتوں کا اور دوسرے کی طرف بخشش کی نظر کرنے کا اور اس کے باطن کو متور کرنے کا۔ (انتباہ مترجم ص ۴۵)

روایت کیا گیا ہے کہ جب مصر فتح ہوا

دیئے نیل پر تصرف پانی چلا دیا تو اہل مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور بیان کیا کہ اس نیل کے ہر سال ایک باکرہ لڑکی جو نہایت حسین ہوتی ہے بھینٹ کی جاتی ہے جسے ہم اس کے اندر چھوڑ دیتے ہیں ورنہ وہ بہتا نہیں ہے اور ہمارے بلاد و امصار میں قحط سالی پڑ جاتی ہے۔ آپ نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دی۔ آپ نے لکھا کہ اسلام (بری) رسموں کی بیخ کنی کرتا ہے اور ایک پرچہ لکھ کر بھیجا کہ نیل میں ڈال دیا جائے۔ پرچہ میں جو عبارت تھی اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ رقعہ ہے نیل کی طرف خدا کے بندے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کی جانب سے۔ اے نیل اگر تو اپنے ارادے سے بہتا ہے تو ہمیں تیری ضرورت نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے بہتا ہے تو اس کے حکم سے بہتا رہ۔

چنانچہ نیل اس سال سے چھ گز زیادہ پاٹ میں بہا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رقعہ ڈالنے کے بعد کبھی نہیں ٹھہرا۔

ازالۃ الخفا دوم ص ۲۲۸-۲۲۸

شاہ عبدالرحیم کا تصرف — **دشمن جان سے ہاتھ دھو بیٹھے**

حضرت والد شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ "ذیلانہ" ہفتہ شروع شروع میں جس کو کبھی قبول

کی نظر سے دیکھتا وہ مجھ پر فریفتہ ہو جاتا اس وجہ سے میں کسی کی طرف التفات نہیں کرتا تھا اور تنہا محمد فاضل کے بالا خانہ میں رہتا تھا اور باہر آمد و رفت کے وقت چہرہ پر چادر لٹکتا تھا۔ اتفاقاً ایک روز ہدایت اللہ بیگ محمد فاضل کے گھر رشتہ داری کے سبب آیا میرا اس کے ساتھ آنا سامنا ہو گیا۔ وہ مجھ پر فریفتہ ہو گیا اور بیعت کی درخواست کی میں نے سن رکھا تھا کہ اس کا ربط ایک بزرگ متوکل نقشبندی کے ساتھ ہے (اس لئے) میں نے کہا بات ایک ہی ہے اور فقرا ایک جسم کی مانند ہیں۔ اس بزرگ کا حق مقدم ہے اسی کے ساتھ بیعت کرو۔ اس نے مکرر مبالغہ کیا اور اس کی محبت اور بہت زیادہ ہو گئی۔ آخر کار اس کی بیعت میں نے قبول کر لی اور کہا کہ اس بزرگ کی خدمت ترک نہ کیجئے۔ اس کے بعد اس بزرگ کو اطلاع ملی تو ناراض ہوئے اور ہدایت اللہ بیگ کے ذریعے کہلا بھیجا کہ ابھی تم جوان ہو۔ ابھی تمہیں حصولِ طہارت کی کوشش کرنی چاہیے میں نے کہا یہ خدا تعالیٰ کا فضل و العام ہے۔ کبر سنی (برسھاپے) پر موقوف نہیں ہے۔ پھر انہوں نے کہلا بھیجا کہ میں اس زیادتی کا انتقام لوں گا، محتاط رہو۔ میں نے کہا — جو کچھ چاہو کر کے دیکھ لو وہ تمہارے ہی لئے نقصان دہ ہو گا۔ انہوں نے مجھے تکلیف پہنچانے پر کمر بستہ باہمی میں نے بھی ملافعت کی۔ معاملہ یہاں تک پہنچا کہ اس بزرگ پر یہ بات ظاہر ہوئی کہ اس کے سینہ میں خنجر مارا گیا ہے اور موت حاضر ہو گئی ہے۔ آدھی رات کو اس نے ہدایت اللہ کو بلایا استغفار کی اور نیاز مندی کا اظہار کیا اور کہا مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میری جان نہیں بچ سکتی لیکن میرے ایمان کا قصد نہ کریں۔ میں نے کہا اگر تم ایذا کی ابتداء نہ کرتے تو معاملہ یہاں تک نہ پہنچتا۔ الحمد للہ تمہارے ایمان کو کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔ اسی رات عالم باقی کو سہ چار گئے

انفاس الطارین اردو ص ۹۹

حضرت والد (شاہ عبدالرحیم) فرماتے تھے ایک صاحب شوکت امیر محمد فاضل کا ہمسایہ تھا۔ اس نے اپنی حویلی بنانا چاہی۔ اتفاقاً اس کی حویلی میں ایک جگہ کچی پیدا ہوئی تھی اس نے محمد فاضل سے دو گنا، تین گنا قیمت پر کچھ زمین کا مطالبہ کیا لیکن انہوں نے قبول

نہ کیا۔ آخر کار ان کے درمیان خشونت اور جھگڑا پیدا ہو گیا۔

اس امیر نے کہا علی الصبح میں بادشاہ کے پاس جاؤں گا اور التماس کروں گا کہ یہ زمین بادشاہی ملکیت ہے، محمد فاضل کی ملک نہیں ہے اور زمین کے اس ٹکڑے کو حاصل کروں گا، اور کسی قیمت پر اسے نہیں چھوڑوں گا۔ محمد فاضل نے رات کو میرے پاس آکر اپنا رونا ریا اور از حد تراسی اور الحاح کیا۔ میں نے کہا وہ بادشاہ سے ہرگز ملاقات نہیں کر سکے گا اور یہ جھگڑا کھڑا نہیں کر سکے گا۔

صبح کو وہ بادشاہ کے دربار میں حاضری کے ارادہ سے نکلا۔ راستہ میں اسے (بادشاہ کے بھتیجے ہوئے) سوار ملے اور کہا بادشاہ کا حکم ہے کہ اسی وقت کوچ کر جائے۔ اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ سے بالمشافہ رخصت حاصل کروں اور بعض ضروری امور پیش کروں۔ انہوں نے کہا نہیں، اسی وقت تمہیں کوچ کر جانا چاہیے۔ انہوں نے زبردستی اسے شہر سے باہر نکال دیا اور (اس نے) اس مہم میں جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ جھگڑا کرنے کی اُس فرصت ہی نہ ملی۔

انفاس العارفين اردو ص ۹۸

حضرت والد گرامی (شاہ عبدالرحیم) نے

شیخ فقیر اللہ علیہ الرحمۃ کے جواب میں لکھا کہ

ذات الہی میں گم ہونے اور عرفان و آگہی میں پوری توجہ صرف کرنے سے قوتِ مشاہدہ اور حضوریِ حق میں دوامی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہر چند کہ کچھ لوگ اس کیفیت سے متاثر ہوتے ہیں لیکن کچھ متاثر نہیں ہوتے۔

میرے مشفق! جب یہ نسبت دوامی کیفیت حاصل کرے تو کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے لحظہ بہ لحظہ ترقی کرتی رہتی ہے اور تمام ہستی موصوم پس پردہ چلی جاتی ہے طالب کو وجود حقیقی عطا ہوتا ہے اور عالم شہود میں وجود امکانی کے آثار کلی طور پر مٹ جاتے ہیں اور وجود حقانی کے انوار و آثار ظہور پذیر ہوتے ہیں اور سالک قربِ نوافل کے مقام سے گزر کر قربِ فرائض کے مقام میں جا پہنچتا ہے، تو نوع انسانی تو کیا جانور بھی اس نسبت سے متاثر ہوں گے۔

چنانچہ محمد قلی نامی فقیر کا ایک مخلص سوس وقت بھی جذبہ آگاہی کی نسبت سے متاثر ہوتا تھا تو اس کا گھوڑا چلنے سے رک جاتا تھا۔ جب وہ اس نسبت سے مغلوب ہو جاتا تھا تو وہ گھوڑا زمین پر گر جاتا تھا۔ جب وہ اس سے بھی زیادہ مغلوب الحال ہوتا تو گھوڑے پر بیٹھے خودی طاری ہو جاتی۔

بعض اوقات کچھ حیوانات نے اس فقیر کی نسبت سے بھی متاثر ہو کر دلے پانی سے تین دن منہ تک پھیر لیا بلکہ بعض تو اس روحانی نشے کی تاب نہ لا کر مر بھی گئے بزرگانِ طہیبت کے ایسے قصے اور حیوانات کے متاثر ہونے کی باتیں حد تو اترا تک پہنچی ہوئی ہیں اور ایسے مشاہدات کثرت سے واقع ہوئے ہیں۔ مگر بعض اکابر سے آثارِ تصرف کا ظہور اس وقت ہوتا ہے جب وہ معذور ہوتے ہیں۔ بعض فقرا مغلوب نسبت ہو کر ایسے آثار دکھاتے تھے، اور بعض کاملین ایسے ہو گزرے ہیں جو جب چاہتے یہ تصرفات دکھا سکتے تھے۔

الغاس العارفين باروداً

شیخ محمد علیہ الرحمۃ نے تصرف فرمایا | شیخ عبد الوہاب جو آپ (یعنی شیخ محمد علیہ الرحمۃ) کا چچا زاد بھائی تھا۔ اس نے

ایک مکان تعمیر کیا۔ اس علاقہ کے ایک رئیس رستم نامی نے اس کی عدم موجودگی میں اس کے گرانے کا ارادہ کیا۔ یہ قصہ آپ کے گوش گزار کیا گیا۔ فرمایا یہ بات بہت ناپسندیدہ ہے کہ ہماری موجودگی میں شیخ عبد الوہاب کی عمارت کو گرا دیں۔ جنگ کرنا بھی فقیروں کا کام نہیں۔ میں ایسا تصرف کرتا ہوں کہ وہ ہرگز یہاں نہیں پہنچ سکے گا۔ جب رستم عمارت گرانے کے لئے فوج اکٹھی کر کے نکلا تو سید شکر خاں کے

لے سیدنا محمد الف تانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ایک صفت مَبْلُک ہے اور مَبْلُک کے معنی سب پر تصرف کرنے والے کے ہیں۔ جب راہِ خدا کا سالک اپنے نفس پر تصرف ہوتا ہے اور اسے مغلوب کر کے رکھتا ہے اور اس کا تصرف مخلوق کے دلوں میں نافذ ہوتا ہے تو اس صفت سے موصوف ہو جاتا ہے۔

(دفتر اول مکتوب نمبر ۱۰)

عاطلوں میں سے ایک شخص جو اس کام میں اس کے ساتھ متفق نہیں تھا۔ راستہ میں درستی کی اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس عامل کا بھائی قتل ہو گیا۔ اس قتل کے بدلے اس (رستم) سے مواخذہ ہو گیا اور اسی مواخذے میں مر گیا۔

انفاس العارفين اردو حصہ ۲

چار مقدمات کا فیصلہ منشا (حضرت والد قدس سرہ) فرماتے تھے شیخ عبدالاحد سرہند سے چار مقدمات کیلئے آئے

تھے جب ہماری ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا ایک ان میں سے بہت ہی آسان ہے۔ دو درمیانہ درجہ کے ہیں اور ایک بہت ہی مشکل سے حل ہونے والا ہے۔ میں نے کہا جسے آپ دشوار سمجھتے ہیں، بادشاہ سے پہلی ملاقات میں حل ہو جائے گا۔ اور وہ دو درمیانہ درجہ کے ہیں ان میں سے ایک دو تین ماہ کے بعد اور دوسرا پانچ چھ ماہ کے بعد سرانجام ہوں گے۔ اور جسے آپ سب سے آسان سمجھتے ہیں وہ میری زبان پر موقوف ہے۔ جب تک میں نہیں کہوں گا وہ حل نہیں ہوگا۔ انہوں نے بادشاہ سے ملاقات کی۔ پہلا مقدمہ اسی روز اور دوسرا اور تیسرا مذکورہ مدت میں پورے ہوئے چوتھا باقی رہ گیا۔

دوسری مرتبہ مجھے پھر ملے اور مجھ سے توجہ طلب کی۔ میں نے کہا یوں نہیں بلکہ پہلے آپ کو شہر کے ان اکابر کے پاس جانا چاہئے جو کشف و خوارق میں مشہور ہیں، اور ان سے وقت مقرر کرنا چاہئے۔ ایک بزرگ کے پاس جو کشف میں مشہور تھے، گئے۔ انہوں نے تین ہفتہ کی مبیعہ مقرر کی۔ وہ وقت گزر گیا اور کوئی اثر ظاہر نہ ہوا۔ دوسرے بزرگ کے پاس گئے انہوں نے ایک ماہ کی مبیعہ مقرر کی وہ بھی گزر گئی اور کوئی اثر ظاہر نہ ہوا۔ میرے پاس آئے اور توجہ طلب کی۔ میں نے کہا اس کے لئے وقت چاہئے کہ میری زبان سے نکلے انہوں نے اس قصہ کو ایک کاغذ پر لکھا اور فقیر اللہ کو دیا کہ روزانہ نماز اشراق اور نماز عشاء کے بعد دکھاتا رہے۔ اسی طرح عرصہ گزر گیا اور کشف ظاہر نہ ہوا۔

Marfat.com

Marfat.com

ایک روز میرے دل کو انشراح حاصل ہوا۔ میں نے کہا آج بادشاہ کے پاس جاؤ کام ہو جائے گا۔ اسی روز گئے۔ بادشاہ نے اس روز توجہ کی اور فرمایا اگر کوئی کام ہو تو زمانے انہوں نے مطلب بیان کیا جسے اسی وقت حسبِ منتنا پورا کر دیا۔

انفاس العارفين اردو ص ۹

عارفِ کامل کو قہر و غضب کا اختیار دیا جاتا ہے۔

(حضرت شیخ ابورضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ) عارفِ کامل کو یہ قدرت (اختیار) دی گئی ہے کہ جب چاہے قہر و غضب کا اظہار کرے۔ جیسا کہ ایک مرتبہ ایک بادشاہ عارفِ کامل کے گھر میں سواری کی حالت میں داخل ہوا۔ لوگوں نے اسے کہا کہ یہ ادب کے خلاف ہے۔ اس نے تکبر کیا اور کہا ہم نے بہت سے فقراء کو دیکھا ہے، کسی شخص میں کوئی تاثر نہیں ہے۔

عارف کو غیرت آئی۔ اس کی طرف غضبناک ہو کر دیکھا۔ اسی وقت اس کے گھوڑے نے سرکشی کی اور پچھلے پاؤں پر کھڑا ہو گیا، اور بادشاہ زمین پر گر پڑا۔ عارف نے کہا یہ کام ہم نے اس لئے کیا ہے تاکہ فقراء کو حقیر نہ سمجھیں۔ لیکن بعض کاملین باوجود قدرت کے اس قسم کے امور کی طرف التفات نہیں کرتے۔

انفاس العارفين اردو ص ۸۸-۸۹

حضرت والد محترم فرماتے تھے کہ جو شخص میرے پاس آتا ہے اس کے تمام احوال

سے حاجی امداد اللہ فرماتے ہیں "اس مرتبہ پہنچ کر عارف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے اور سخر لکھ مافی السموت و مافی الارض (جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے اس کو تہا کے قبضہ میں کر دیا) کا انکشاف ہوتا ہے اور وہ ذی اختیار ہو جاتا ہے اور خدا کی جس تجلی کو چاہتا ہے اپنے اوپر کتبے اور جس صفت کے ساتھ چاہتا ہے متصرف ہو کر اس کا اثر ظاہر کر سکتا ہے۔ الخ (ضیاء اہلوب بکلیا امداد ص ۲۷)

انفعال مجھ پر منکشف ہو جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ ایک منکر میرے پاس آیا اور مشائخ کے انکار کا اظہار کیا۔ میں نے کہا اے کتے! تو ان کو کیا جانتا ہے۔ اس نے غصہ سے تلوار کھینچ لی۔ اور مجھ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ میں نے اس پر اپنے تہر و غضب کا تصرف کیا۔ اس نے آگ دیکھی۔ قریب تھا کہ اس میں جل جائے۔ اس نے توبہ کی اور گڑا گڑا ایا۔ میں نے اس ہلاکت سے اسے نجات دی۔

اور نقشبندیوں کے عجیب
تصرفات ہیں (مثلاً)

نقشبندیوں کے تصرفات

کسی مراد پر ہمت باندھنا، پس وہ مراد ہمت کے موافق ہوتی ہے۔
اور طلب میں تاثیر کرنا۔

اور بیماری کو مریض سے دفع کرنا۔

اور عاصی پر توبہ کا افاضہ کرنا۔

اور لوگوں کے دلوں میں تصرف کرنا تاکہ وہ محبوب اور معظم ہو جائیں۔
یا ان کے خیالات میں تصرف کرنا تاکہ ان میں واقعاتِ عظیمہ کمنتمثل ہوں۔

اور اہل اللہ کی نسبت پر آگاہ ہو جانا وہ زندہ ہوں یا اہل قبور۔

اور لوگوں کے خطرات قلبی پر جو ان کے سینوں میں خلیجان کر رہے ہیں، مطلع ہونا۔

اور فحاشی آئندہ کا مکشوف ہونا۔

اور بلائے نازل کو دفع کرنا۔

اے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ اوزار قدس سرہ فرمایا کرتے تھے اگر میں پیری مریدی کروں تو کسی بھی پیر اور شیخ کو جہان میں مرید نہ ملے سب کو میں ہی اپنی طرف کھینچ لوں، مگر میرے ذمے ایک دوسرا کام لگایا گیا ہے اور وہ شریعت کی ترویج اور ملتِ اسلام کی تائید و تقویت ہے۔ اس بنا پر آپ سلاطین وقت کے پاس تشریف لے جاتے اور اپنے تصرف سے ان کو اپنا مطیع بناتے اور اس ذریعے سے

شریعتِ حقہ کی ترویج فرماتے۔ (دستراول مکتوب ۶۵)

اور سوائے ان کے اور بھی تصرفات ہیں۔
 اگر بزرگوں کے تصرفات اور توجہات کے نقشے لکھوں تو اس کے لئے ایک دفتر چاہئے۔

انفاس العارفين اردو ص ۱۲۱

حضرت (شاہ عبدالرحیم)

زمانے تھے اگر آباد میں میرے

جوگی کی اسی کے جن سے پٹائی کرا ڈالی

والد علیہ الرحمہ ایک جوگی میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ کم و بیش ایک ہفتہ تک بارش ہوتی رہی وہ بیمار تھے، بلنے کی طاقت بھی نہیں تھی اس جگہ مجھ پر ظاہر ہوا کہ یہ جوگی گرے گی اور اس کے ساکنین کو بڑا نقصان پہنچے گا۔ میں اس وقت پابنکلا، مکان تلاش کرتا رہا۔ کسی جگہ بھی کرا یہ پہ مکان نہ ملا کیونکہ بادشاہ کا لشکر اترتا ہوا تھا۔ تمام جگہ کی حویلیاں بھری ہوئی تھیں بڑی جستجو کے بعد ایک غیر آباد قلعہ مل گیا جو خالی تھا۔ اہل شہر سے اس کے مالک کا پتہ پوچھا اور اس کے غیر آباد رہنے کا سبب دریافت کیا۔

لوگوں نے کہا یہ مکان ایک ہندو کی ملکیت ہے۔ یہاں ایک جادوگر جوگی رہتا ہے۔ جو شخص یہاں سکونت اختیار کرتا ہے وہ اسے تکلیف پہنچاتا ہے۔ میں نے کہا کوئی خوف نہیں بھڑے سے کرا یہ میں نے اُسے لیا۔ سرکنڈے لاکر اسی وقت چھپر ڈال لیا اور تمام ساندولان وہاں لے آئے۔ اسی روز کوئی اور اس جوگی میں داخل ہوا۔ گھر کی چھت گر پڑی، اس کے گھوڑے ہلاک ہو گئے۔

اس کے بعد وہ جوگی ظاہر ہوا۔ اس نے کہا اس جگہ زندہ جوگی دفن ہوئے ہیں اس جگہ رہنا مناسب نہیں۔ میں نے پوچھا، وہ کہاں دفن ہوئے ہیں۔ اس نے ایک طرف اشارہ کیا میں نے کہا ہم یہاں بیت الخلاء بنائیں گے۔ وہ چلا گیا اور جا کر اس نے جادو کیا۔ اس جادو کا تمام نقصان اسے پہنچا۔ چنانچہ ایک روز وہ میرے والد ماجد کی خدمت میں آیا اور کہا تمہارا لڑکا مجھے دکھ دیتا ہے۔ انہوں نے مجھے نصیحت فرمائی۔ میں نے کہا پہلے اس سے پوچھیے کہ میں نے اُسے کیا دکھ دیا ہے۔ گالیاں دی ہیں، خود ہاتھ سے مارا ہے یا کسی سے پٹوایا ہے

انہوں نے (جوگی سے) پوچھا تو اس نے کہا اس میں سے کوئی چیز بھی نہیں بلکہ ہمارے جن سے ہمیں مراد ہے۔
 انفاس العارفين اردو حصہ ۱۰۳

ایرانی کے مکان اور مال پر تصرف | شیخ زین العابدین شافعی
 فقہ مدینہ سے میں نے سنا

وہ اپنے والد سے جو سید محمد کے خادم تھے اور وہ سید محمد عبدالرحمن کے معتقد تھے، سے نقل کرتے ہیں کہ شریف مکہ کو کوئی ضرورت پیش آئی اس نے سید عبدالرحمن محبوب کی طرف رجوع کیا اور دعا کی درخواست کی سید صاحب کچھ دیر تک سوچتے رہے پھر فرمایا کہ فلاں محلہ میں اس قسم کا مکان ہے۔ بیت المال کے افسر کو چاہیے کہ اس میں سے شریف مکہ کو جس قدر ضرورت ہے لے لے اور باقی کو وہاں احتیاط سے چھوڑ دیں۔

لوگ اسی وقت گئے اور گھر کو اسی طرح پایا جیسا کہ انہوں نے بتایا تھا۔ وہاں سے بیس ہزار اشرفیاں لے لیں اور صندوق پر مہر لگادی اور سید صاحب کے پاس لے آئے۔ آپ نے وہ شریف مکہ کو دے دی تاکہ اپنی ضروریات میں خرچ کرے۔ شریف مکہ کا اس کے بعد ارادہ ہوا کہ باقی رقم بھی اپنے تصرف میں لائے لیکن وہاں سے اسے نہ گھر ملا نہ ہی مال۔ بہت حیران ہوئے۔ سید صاحب کے اس کاراز پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ایک ایرانی شخص اپنے وطن میں مر گیا۔ اس کا کوئی وارث نہیں تھا۔ میں تصرف کر کے اس کے مکان کو مکہ میں لایا جو ضرورت پوری ہو جانے کے بعد واپس چلا گیا۔

انفاس العارفين اردو حصہ ۲۴۸-۲۴۹

توجیہ و تاثیر کا انکار قاسد عقیدہ ہے | (حضرت والد ماجد شاہ
 عبدالرحیم) فرماتے تھے۔

محمد مظفر نے مجھے خط لکھا اور ایک شخص کے ہاتھ بھینچا۔ اس خط میں تحریر تھا کہ حامل ہذا تاثیر و توجیہ کا منکر ہے اگر اس کی طرف توجہ فرمائیں تو اس کی ہدایت کا سبب ہوگا۔ خط پڑھتے ہی میں نے اس پر نظر ڈالی تو وہ بے ہوش ہو گیا۔ (اوردہ)

اس فاسد عقیدہ سے نادم ہوا۔

انفاس العارفين اُردو ص ۹۲

محمد محسن نے حضرت شیخ محمد سے تعلق پیدا کیا۔
تھوڑے وقت میں آگاہی ذات سے مشرف ہوئے

توجہ کی برکت

اور ہمہ اوست کی معرفت کا ان پر غلبہ ہوا۔ آپ نے محمد جعفر کو اس پر تعین کر دیا تاکہ اس کی نماز قوت نہ ہو۔ چند دنوں کے بعد اس سکر سے کچھ نفاذ ہوا۔

اس کے بعد محمد محسن کی توجہ یہاں تک پہنچی کہ ایک مرد ایک عورت کی محبت میں گرفتار ہوا اور دیوانہ وار رہتا پھرتا تھا۔ بعض دوستوں نے اس سے کہا افسوس ہے اگر یہ مرد ہاتھ سے جلتا رہے۔ محمد محسن نے اُسے اپنے پاس بلایا اور ایک دو ساعت اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس عورت کی محبت اس کے دل سے بالکل نکل گئی اور اس کی جگہ محبت الہی پیدا ہو گئی۔

انفاس العارفين اُردو ص ۲۴۳

حضرت والد ماجد فرماتے تھے میں ایک مرتبہ ایک

نقشبندی توجہ سے بخود کر سکتے ہیں

مشہور بزرگ کی زیارت کے لئے گیا۔ انہوں نے دو خدشات پیش کئے۔ "ان میں سے ایک یہ کہ نقشبندی کہتے ہیں کہ ہم جب سالک پر توجہ ڈالتے ہیں تو پہلی صحبت میں اسے غیبت اور بے خودی حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ حقیقت ثابت ہے یا نہیں۔ آپ نے کبھی اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، میں نے کہا ہاں ثابت ہے۔ اس قسم کی بہت سی

لے سینا مجدد الف ثانی اپنے پیر بزرگوار (علیہما الرضوان) کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ "مرشد علی الاطلاق (اللہ تعالیٰ) جل شانہ نے آپ کی توجہ کی برکت سے جذبہ اور سلوک دونوں طرح پر (اس ناخیر کی) تربیت فرمائی ہے۔ الخ (دفتراول بکتوب نمبر ۶)

جب مجھے راہ سلوک کی ہوس پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عنایت نے مجھے خانوادہ نقشبندیہ کے ایک خلیفہ کی خدمت میں پہنچایا جن کی توجہ کی برکت سے خواجه گمان کا جذبہ جو طحاظاً صفت قیومیت میں جا ملتا ہے، حاصل ہوا۔" (مہادد ص ۱۰۰)

marfat.com

Marfat.com

باتیں میں نے دیکھی ہیں بلکہ اس قسم کا تاثرات مجھ سے بہت ظہور پذیر ہوئی ہیں۔ کہنے لگے آپ نے سچ کہا ہے مگر میری تسلی نہیں ہوئی۔

اس جگہ ان کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص پر میں نے توجہ ڈالی جو میرے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ انہیں شک ہوا کہ یہ مرگی کا دورہ ہے یا وہ بے ہوش ہو گیا ہے۔ میں نے کہا ان میں سے کچھ بھی نہیں۔ میں نے تاثر کی ہے جب وہ شخص ہوش میں آیا، اس سے پوچھا تجھے کیا ہوا کہ تو بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اس نے کہا میں اس سے زیادہ نہیں جانتا کہ ان کی محض توجہ کرنے سے ایک نوران سے نکلا اور مجھ میں داخل ہو گیا اور میرے ہوش جاتے رہے۔

انفاس العارفين اردو ص ۱۱۱

حضرت والد ماجد جس میں بھی چاہتے تاثر کرتے تھے اور اسے غیبیت اور بخودی تک پہنچا دیتے تھے۔ یہ واقعات عدد شمار سے باہر ہیں۔

انفاس العارفين اردو ص ۱۱۱

حضرت والد ماجد فرماتے تھے کہ اگر آباد میں علی قلی نامی ایک شخص میرا بوجھل کے متبعین

توجہ سے پتھر کو کھینچ لیا

میں سے توجہ و تاثر میں مشہور تھا۔ اسے اپنے اوپر ناز تھا۔ ایک روز میں نے شیخ عبداللہ محدث کو دیکھا کہ اس کے دروازہ پر کھڑے ہیں اور اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں ملتی۔ میرا ارادہ ہوا کہ اسے تنبیہ کر دوں۔

ہم نے ایک پتھر درمیان میں رکھ لیا اور کہا کہ قوت تاثر یہ ہے کہ کوئی شخص اس پتھر کو کھینچے۔ آخر کار جب اس کی پیمائش کی تو چند انگشت میری طرف زیادہ فریب تھا۔

انفاس العارفين اردو ص ۹۴-۹۵

توجہ سے زمین کی پیمائش کو حرب منشا مہا کر دیا

حضرت والد ماجد فرماتے تھے قصبہ بھلت کے (میں نے) اسے معتقدین کے دشمنوں نے

marfat.com

Marfat.com

جمع ہو کر اس علاقہ کے رڈسا کو تیا یا کان لوگوں کی زمین اس مقدار سے زیادہ ہے جس کا زمان
میں حکم ہوا ہے۔ رڈسا نے لوگوں کو پیمائش کے لئے مقرر کر دیا۔ پھلت والوں کو اس سے
پریشانی ہوئی اور مجھ سے درخواست کی اور کہا جب پیمائش کرنے والا شخص دشمن ہو تو کوئی
تذییر کارگر نہیں ہو سکتی۔ میں نے انہیں تسلی دی۔

میں پیمائش کے روزان کے ساتھ رہا۔ منظوری سی توجہ ڈالی اور کہا پیمائش کرو۔
جس قدر کھیت پیمائش کے کم نکلے۔ پھلت والوں نے پھر التجا کی کہ اگر تمام کھیت پیمائش
میں کم نکلے تو پیمائش کرنے والے کو مہتمم کریں گے اور جھگڑا ختم نہیں ہوگا۔ بعض کم بعض زیادہ
اور بعض برابر ہونے چاہئیں تاکہ مجموعی طور پر تمام برابر ہوں۔ میں نے پھر توجہ کی پیمائش کرنے
والے نے بہت جیلے کئے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اور آپ کی مرضی کے برابر طے ہوا۔

انفاس العارفين اردو ص ۱۰۱

سنتے میں آیا ہے کہ

ایک روز شیخ ابورضا محمد

توجہ سے تیز ہوا میں چراغ جلتا رہا

کی مجلس میں توجہ اور تاثیر کی بات ہو رہی تھی۔ رات کا وقت تھا۔ تیز و تند ہوا چل رہی تھی
اور چراغ جلتا ممکن نہیں تھا حضرت والا نے فرمایا اس چراغ پر نظر رکھو اللہ تعالیٰ کی عجیب
قدرت ملاحظہ کرو گے۔ چراغ کو پیالے کے نیچے رکھ کر لائے۔ حضرت والا اس چراغ کی طرف
متوجہ ہوئے جب انہیں جمعیت حاصل ہو گئی پیالہ کو چراغ کے اوپر سے اٹھا دیا۔ چراغ
اسی طرح جلتا رہا۔ اس کے شعلہ میں کوئی اضطراب اور لرزش نہیں تھی۔ واللہ اعلم۔

انفاس العارفين اردو ص ۹۲

توجہ سے علوم زائل۔ کرم فرمایا، پھر حاصل ہوئے

سنا گیا ہے کہ محمد عاشق نے ملا یعقوب اور حضرت والا (شیخ ابورضا) دونوں سے

اے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "یہ نقشبندی بزرگوار جس طرح نسبت کے عطا کرنے پر کامل طاقت
(باقی ماہ شمارہ صفحہ پر)

استفادہ کیا تھا۔ توحید کے مسئلہ میں اُسے تردد تھا۔ ملا یعقوب کی باتیں آپ کی خدمت میں پیش کرتا اور حضرت والا کی باتیں اس کے پاس پہنچاتا تھا۔ جب یہ معاملہ طویل ہو گیا تو ایک روز ملا یعقوب نے کہا میں خود جا کر بالمشافہات کرتا ہوں اور آپ کے نظریات کو باطل کرتا ہوں۔ حضرت والا کی خدمت میں پہنچا تو راکت رو گیا اور کچھ نہ کہہ سکا۔ جب وہ مجلس سے اٹھا تو اس سے لوگوں نے خاموشی کا سبب پوچھا۔ کہنے لگا جب میں آپ کے ہاں پہنچا تو میرے تمام علوم چھین لئے گئے۔ الف با تا بھی نہیں پڑھ سکتا تھا۔ (انفاس العارفين اردو ص ۵۲) حافظ عنایت اللہ نے حکایت بیان کی ہے کہ ایک شخص نے علم حاصل کیا تھا۔

اور مجاہدہ و مناظرہ کا اسے انتہائی شوق تھا۔ ایک بار اس نے مجھے کہا میں اس شہر کے تمام فضلاء کو مغلوب کر چکا ہوں۔ میں نے کہا کبھی آپ شیخ ابورضا محمد کی مجلس میں حاضر ہوئے اور ان کی زیارت کی ہے۔ اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ لوگوں کو تفسیر حسینی سے وعظ و نصیحت کرتے ہیں، انہیں کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ میں نے کہا ایسا مت کہئے ان کی زیارت کیجئے تاکہ ان کا علم اور حال آپ کو معلوم ہو۔

اگلے جمعہ میں وہ وعظ کی مجلس میں آیا اور اس کے دل میں مناظرہ کرنے کا خیال پیدا ہوا حضرت والا اس کے خیال سے آگاہ ہو گئے اور اس میں ایسی تاثیر کی کہ اس کا علم جاتا رہا اس کے حافظہ میں صرف دُخو کا کوئی قاعدہ نہ رہا۔ دوسرے علوم کا تو ذکر ہی کیا تھا۔ بات سمجھنے کی صلاحیت جاتی رہی۔ اُسے معلوم ہوا کہ یہ حال حضرت والا کے تصرف سے ہے۔ شرمندہ ہوا اور توبہ کی اور باطنی طور پر حضرت والا سے تضرع کی حضرت والا نے اس کا علم اُسے واپس دے دیا اور پہلی حالت پر لے آئے۔ اس نے نیاز مندی کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کہتے ہیں اور تھوڑے وقت میں طالبِ صادق کو حضور و اکاہی بخش دیتے ہیں۔ اسی طرح نسبت کے سبب کرنے میں بھی پوری طاقت کہتے ہیں اور ایک ہی بے التفاتی سے صاحبِ نسبت کو مفلک دیتے ہیں۔ ہاں سچ ہے جو دیتے ہیں وہ لے بھی لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے غضب اور اپنے اولیاء کو رام کے غضب سے بچائے۔

میں عالم نہیں ہوں۔ عوام کو نفسِ سیرینی سے دغما و نصیحت کرتا ہوں۔ اس نے اور زیادہ عاجزی و انکساری کی اور کہا میں نے اپنے قول و فعل سے توبہ کی اور آپ سے بیعت جونا چاہتا ہوں۔ حضرت والائے اس کی بیعت قبول نہ فرمائی اور فرمایا وہ سختی جس پر کھانا ہو کھام نہیں دیتی۔
انفاس العارفين اردو ص ۵۰

توجہ فرمائی، توحید کے دروازے کھول دیئے

شیخ منظر رشتکی بیان کرتے ہیں کہ جب میں آپ شیخ ابورضا محمد رضی اللہ عنہ سے منسلک ہوا اور دو مہرے حال کی طرف متوجہ ہوئے تو مجھ پر توحید کے دروازے کھل گئے۔ ان دنوں کم و بیش تین روز میرا علم منظر مقید سے علیحدہ ہو گیا اور بظاہر ہستی و مطلق کے ساتھ پیوست ہو گیا۔

حضرت والائے شیخ عبد الحفیظ سے فرمایا کہ اس کی دیکھ بھال کر دو اور حجرے میں قید کر دو۔ ان دنوں میں بعض اوقات میں کہتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو بارش برسا دوں اگر چاہوں تو مار دوں اگر چاہوں تو زندہ کر دوں اور حضرت علامہ سے کہتا تھا کہ یہ تھے فطرت کے نغمے کہ اب یہی ہے کہ ہر وہ شخص جس پر حال وارد ہو ایسا ہی سلوک کیا جائے پھر افادہ ہو گیا۔
انفاس العارفين اردو ص ۱۳۸

زیارت کیلئے آنے والوں کو حسبِ مرضی کھانا کھلایا

شیخ منظر رشتکی بیان کرتے ہیں کہ منہج سے ایک جماعت کسی تقریب سے دہلی آئی۔ انہوں نے ایک روز ابراہہ کیا کہ اگٹھے حضرت والا (شیخ ابورضا) کی زیارت کو جائیں۔ راستہ میں ایک شخص نے آپ کے مناقب اور کرامتیں بیان کیں۔ دوسرے نے کہا اس قسم کی باتیں بہت لوگ کرتے ہیں لیکن میں جب تک اپنی آنکھوں سے نہ دیکھوں تو تصدیق نہیں کروں گا۔ اور کہا ان کو آج مجھے خصوصیت کے ساتھ حضور اور

نان کھلانا چاہیے۔

جب وہ پہنچے اور ملاقات کی، حضرت والا (شیخ ابورضا) نے ہر ایک کے حالات دریافت فرمائے۔ اور گہر بانیاں کیں جیسا کہ آپ کی عادت تشریف تھی۔ پھر آپ نے گھر سے نان اور حلوہ طلب فرمایا اور اس شخص کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ خاص اس کا حق ہے۔

نفاس العارفين اودود ص ۱۴۸

قتل کے ارادے سے آنے والے کے ارادے کو جان لیا

جناب والد ماجد (شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ) نے فرمایا کہ میری عمر چار سال تھی کہ میرے والد بزرگوار شیخ وجہ الدین سید حسین کے ساتھ جو اپنے زمانہ کا مشہور بہادر تھا مالوہ کے علاقے میں وہامونی کے قصبہ کی طرف روانہ ہوئے اور مجھے اپنے ساتھ لے لیا۔ ہاں شجاعت بیادری سے موصوف ایک کافر نے فساد برپا کر رکھا تھا۔

بڑی کوشش کے بعد وہ سید حسین کی ملاقات کے لئے آیا۔ دربانوں نے اسے اسلحہ کے بغیر مجلس میں لے جانا چاہا لیکن وہ اس بات پر راضی نہ ہوا۔ اس سلسلہ میں جب گفتگو بہت طویل ہو گئی تو اس نے سید حسین کو کہلا بھیجا کہ تم سپاہی اور کثیر جماعت ہو تمہیں اس بات سے شرم نہیں آتی کہ ایک مکھی کو ہتھیار سمیت اپنی مجلس میں حاضر ہونے کی اجازت نہیں دیتے۔ سید حسین نے اس بات سے متاثر ہو کر حکم دیا کہ کوئی شخص اس کے اسلحہ سے معترض نہ ہو۔

والد صاحب فرماتے تھے کہ اس (کافر) کا بٹاش چہرہ آج بھی میرے تصور میں موجود ہے۔ وہ پان چپاتے ہوئے آہستہ آہستہ ٹہلتا ہوا چلتا تھا گویا کہ وہ کسی خوشی کی مجلس

اے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "ولایت قرب الہی جل سلطانہ سے عبادت ہے جو ماسوا کے زینا کے بعد اپنے دوستوں کو مرحمت فرماتے ہیں کسی شخص کو یہ قرب عطا فرماتے ہیں اور اسے نئے پیدا ہونے والے غیبی احوال کی کوئی اطلاع نہیں دیتے۔ اور کسی شخص کو یہ قرب بھی دیتے ہیں اور مغیبات پر اطلاع بھی بخشتے ہیں۔" (مکتوب نمبر ۹۲ - دفتر دوم)

میں آ رہا ہے۔ میرے والد صاحب نے جب اُسے دیکھا تو فرمایا کہ یہ شخص مجلس میں ضرور ہاتھ اٹھائے گا۔ انہوں نے فی الفور خدمت گار کو بلایا اور میری طرف اشارہ کر کے کہا اسے اونچی جگہ پر کھڑا کر دو تاکہ اس پکڑ دھکڑ میں اسے نقصان نہ پہنچے۔

جب وہ نزدیک پہنچا اور سلامی کی جگہ سے آگے بڑھا تو دربان نے کہا اکی جگہ سلام کرو اور آگے مت بڑھو۔ اس نے دربان کی بات کی طرف توجہ نہ دی اور کہا میں سید کے پاؤں کو بوسہ دینا چاہتا ہوں تاکہ میرے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ جب اور نزدیک پہنچ گیا تو اس نے سید حسین پر تلوار کا وار کیا۔ سید حسین بڑی پھرتی سے ایک طرف ہو گیا۔ تلوار نگہ پر گری اور اسے کاٹ دیا۔ اس نے دوبارہ تلوار اٹھا کر وار کرنے کا ارادہ کیا لیکن میرے والد انتہائی تیزی سے اس کے پاس پہنچے اور خنجر کی ایک ضرب سے اسے جہنم رسید کر دیا۔

انفاس العارفين اردو حصہ ۲۲۸-۲۲۷

سُننے میں آیا ہے کہ ایک سید آپد شیخ محمد نے اپنے کسی عزیز کو کوئی چیز لانے کیلئے حکم فرمایا۔ اس شخص نے اس میں سے کچھ اپنے پاس رکھ لی اور کچھ شیخ کے پاس پہنچا دی۔ اسی دوران میں آپد کے پاس کسی نے حلوہ بھیجا۔ شیخ نے اسے تقسیم کر دیا۔ جب اس شخص کی نوبت آئی تو اسے دوسرے لوگوں سے بہت ہی کم دیا۔ فرمایا کہ یہ تیری خیانت کی وجہ سے ہے۔

انفاس العارفين اردو حصہ ۲۶۳

جنازہ کیلئے لائی گئی میت زندہ تھی، جنازہ نہ پڑھا

یہ بھی سُننے میں آیا ہے کہ مسجد میں کچھ لوگ (ایک عورت کا جنازہ لائے تاکہ آپ شیخ ابورضا علیہ الرحمۃ) اس پر نماز جنازہ پڑھیں۔ حضرت دالانے فرمایا اس کی روح ابھی اس سے جُدا نہیں ہوئی۔ اس صورت میں اس پر نماز جنازہ درست نہیں۔ اس کے

marfat.com

Marfat.com

وژنا نے مبالغہ کیا کہ یقیناً پر مردہ ہے۔ حضرت والا نے فرمایا وہ نہیں مری۔ آخر اس کے منہ سے کپڑا ہٹایا۔ ابھی جان اس میں باقی تھی۔ وہ اسے لے گئے۔ ایک روز بعد وہ عورت فوت ہوئی۔

انفاس العارفين اردو ص ۱۵

دوبارہ زندہ کر دیا

رحمت اللہ موجی حکایت بیان کرتا ہے کہ حضرت والا (شیخ ابورضا) جس دوران مسجد

میں بیٹھے ہوئے تھے اور میں حضور کے سامنے ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا۔ ایک شخص نے حضرت والا کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت بانیہ بسطامی رحمۃ اللہ علیہ بعض اوقات کسی کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے تو وہ فوت جذب اور نظر کی تیزی سے مرجاتا۔ آج کل ہم مشائخ کا غلقہ تو بہت سنتے ہیں لیکن کسی شیخ میں ایسی باطنی قدرت نہیں پاتے۔

حضرت والا کو غیرت آئی۔ فرمایا حضرت یا نبیہ روح کو کھینچ لیتے تھے لیکن اسے لوٹا نہیں سکتے تھے۔ لیکن میرے دل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قلبِ طہر کے زیر سایہ تربیت دی ہے اور ایسی قوت عطا فرمائی ہے کہ میں اگر چاہوں تو روح کو جسم سے کھینچ لوں اور اگر چاہوں تو لوٹا دوں۔

پھر حضرت والا نے میری طرف دیکھا اور میری روح کو جذب کر لیا۔ میں زمین پر گر پڑا اور مر گیا اور اس دنیا کا مجھے کوئی شعور نہ رہا سوائے اس کے کہ اپنے آپ کو ایک بہت بڑے سمندر میں پایا۔ پس آپ سائل کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اسے دیکھو یہ زندہ ہے یا مردہ۔ اس نے غور کیا اور کہا یہ مردہ ہے۔ فرمایا اگر تو چاہے تو اسی طرح مردہ چھوڑ دوں اگر تو چاہے تو میں اسے زندہ کر دوں۔ اس نے کہا اگر یہ زندہ ہو جائے تو بڑی رحمت ہوگی حضرت والا نے دوسری مرتبہ توجہ ڈالی تو میں زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ تمام حاضرین حضرت والا کی قوتِ حال سے متعجب ہوئے۔

انفاس العارفين اردو ص ۱۵

اے مولانا اشرف علی تھانوی نے مردوں کا زندہ کرنا کے عنوان سے مردہ زندہ کرنے کے کئی واقعات بیان کئے ہیں۔ (دیکھئے جمال الاولیاء ص ۲۲) مولانا رشید احمد گنگوہی رقمطراز ہیں کہ مردہ زندہ کرنا خود خرق عادت و کرامت ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۲)

کہا فتح ہوگی، فتح ہونی | حضرت والد ماجد فرماتے تھے کہ
 رستم اور اسد اللہ یہ دونوں رئیس پھلت
 کے لوگوں کو تکلیف دیتے تھے۔ ایک مرتبہ پھلت والوں کے خلاف ایک فوج لے
 آئے، وہ بے چین ہو گئے اور مجھ سے درخواست کی میں نے کہا تمہیں فتح حاصل ہوگی اور آیتہ کریمہ
 ”كَمْ مِنْ قِبْتَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فَئْتَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ“ کا مضمون ظہور پذیر
 ہوا۔ اس کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ ڈاکہ زنی، فساد فی الارض اور دوسرے جرائم
 میں منہم ہوئے اور ان کے قریب ترین لوگوں نے اذنگ زب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے
 ان کا حال بیان کیا۔ بادشاہ نے ان کے گرفتار کرنے اور بیڑیاں پہنا کر حاضر کرنے کا حکم
 دیا۔ حاکم نے ہوشیاری سے انہیں قید کر لیا اور لشکر میں بھیج دیا اور وہاں ہی مر گئے۔
 انقاس العارفين اردو ص ۱۰۱

مستقبل کی حفاظت کے لیے پیشگی حد بندی

حضرت والد ماجد فرماتے تھے مجھے دکھایا گیا کہ چھت میں آگ لگ گئی ہے میں
 نے اسی وقت باطنی طور پر مخلصین کے گھروں کے ارد گرد لکیر کھینچی اور خوشخبری دی کہ فلاں
 جگہ سے فلاں جگہ تک محفوظ رہیں گے۔ کچھ عرصہ بعد قصبہ میں آگ لگ گئی اور بعض لوگوں کے
 گھر جل گئے۔ مینا نقین نے اسے محل بحث بنا لیا۔ میں نے کہا ذرا سوچو کہ یہ میری حد بندی سے
 خارج تھے یا اس میں داخل تھے۔ جب انہوں نے ذرا سوچا تو میری حد بندی سے باہر نکلے
 اور بکواس کرنے والوں کے منہ بند ہو گئے۔
 انقاس العارفين اردو ص ۱۰۱

حضرت والد ماجد فرماتے تھے کہ انہوں نے حج کا ارادہ کیا۔
 بغیر زادراہ حج کیا | گھر سے نکلے بغیر زادراہ اور اہل خانہ سے رخصت لے

بغیر حج کے لئے چل کھڑے ہوئے۔ راستہ میں ان کے بعض مخلصین ان سے ملتے مگر کوئی

تباہ اور مجرد تھا تو اسے ساتھ لے لیا اور ٹرکیاں دے دیا تو اسے واپس کر دیا۔ اور فرمایا ہم نے دو روزہ سفر کا ارادہ کیا ہے۔ وہ اسی طرح چلتے سبت اور ایک مدت تک وہیں جہاز میں قیام کیا اور پھر امن و سلامتی سے لوٹے۔ اس سفر میں ان سے بڑی بڑی کرامتیں ظہور پذیر ہوئیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب گھر سے نکلے تو ان کے پاس ایک چوٹی تھی۔ رستہ میں کہیں بھی اس کی ضرورت نہیں پڑی یہاں تک کہ واپس گھر آگئے اور وہ چوٹی ان کی جیب میں تھی۔

انفاس العارفين اردو ص ۵۵

طعام میں برکت
والد صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم دونوں بھانجی خواجہ خرد کی خدمت میں تھے۔ ان پر بھوک نے غلبہ کیا جس کی وجہ سے وہ سبق نہیں پڑھا سکتے تھے۔ اپنے گھر والوں سے دریافت فرمایا کہ کیا گھر میں کچھ طعام ہے۔ انہوں نے کہا ہاں ایک بچے کے لئے تھوڑا سا کھانا پکایا ہے۔ فرمایا اس میں سے کچھ لاؤ۔ وہ اس میں سے بہت ہی تھوڑا پیان میں لائے۔

انہوں نے ہاتھ دھوئے اور حاضرین سے فرمایا آؤ کھاؤ، یہ سب کیلئے کافی ہو گا۔ تمام لوگ بہت حیران ہوئے۔ ہمیں دوسرے انداز میں پھر فرمایا ہم آگے بڑھے اور تینوں نے مل کر کھایا یہاں تک کہ ہم سیر ہو گئے اور پیالی میں کچھ بچ رہا، وہ اس بچے کے لئے بھیج دیا۔

انفاس العارفين اردو ص ۲۹

حضرت شیخ محمد علی رحمہ اللہ کے ایک مخلص نے دعوت کی اور کھانا تیار کیا جو پندرہ آدمیوں کو کفایت کرتا تھا۔ دسترخوان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ طوہر کا حال ایک بڑی جماعت کے ساتھ آپ کی زیارت کے لئے آیا۔ صاحب طعام (مینجان) مضطرب ہوا۔ آپ نے فرمایا اس کام کی فکر نہ کرو، اس کی ذمہ داری ہم پر ہے۔ پھر فرمایا بیست سی معنکیں (اڈشیں) لاؤ۔ تمام لوگوں کو کھانا کافی ملے گا اور تمام سیر ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر آپ نے بستم فرمایا اور کہا فقیر کبھی کبھی ایسا بھی کرتے ہیں۔

marfat.com

ناواقف بہرے کے کام بتایا اور پیشگوئی کی جو درست نکلی

حضرت والد فرماتے تھے، شیخ ایوب مراد آبادی ہمیں ملنے کیلئے آئے۔ امتحان کی غرض سے تمام ساتھیوں اور سازو سامان کو پیچھے چھوڑ کر تنہا اپنی ہیبت تبدیل کر کے آئے۔ میں اس وقت تیر اندازی کر رہا تھا۔ میں نے انہیں دیکھتے ہی کمان کو رکھ دیا اور کہا خوب آئے بخیر و عافیت سے آئے۔ حیران ہوئے، کہنے لگے میں نے اس سے پہلے آپ سے ملاقات نہیں کی۔ کیا حضرت والا مجھے پہچانتے ہیں؟ فرمایا تمہارا نام ایوب ہے۔ انہوں نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میرا نام ایوب ہے۔

فرمایا، جوں ہی میں نے تمہیں دیکھا میرے دل نے گواہی دی۔ پھر شیخ ایوب نے کہا مجھے معلوم ہوا کہ بلا شک و شبہ یہ کرامت ہے۔ آپ مجھے بتائیے کہ جس کام کیلئے میں لشکر میں جا رہا ہوں، ہو گا یا نہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ اس کے بعد وہ کسی ضرورت کیلئے لشکر چلے گئے۔ ہر چند انہوں نے کوشش کی مگر کوئی نفع نہ ہوا۔

انفاس العارفين اردو ص ۷۰

حضرت شیخ ابورضا علیہ الرحمہ فرماتے تھے بیش سال سے میں سویا نہیں، لیٹ جاتا ہوں اور

بیش سال سوئے نہیں

اوپر چادر تان لیتا ہوں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ میں سو رہا ہوں۔

انفاس العارفين اردو ص ۷۰

اللہ کے ولی مدد فرماتے ہیں | ایسی راوی (شیخ مظفر علی) بیان کرتے ہیں کہ جب درگ و اس کے واقعہ سے

رہنک کا گرد و نواح دیران ہو گیا تو میں تمام قبائل کو دہلی لے آیا۔ اس وقت تمام زمیندار و رئیس بن چکے تھے۔ باوجود کثرت قبائل عورتوں اور سازو سامان کے ساتھ میرے بغیر کوئی دوسرا مرد میدان نہیں تھا۔ خلاف توقع راستے کے فتنوں سے ہم محفوظ رہے۔ ایک

جگہ دیہاتی جمع ہو گئے اور دست درازی کرتا چاہی۔ میں نے نیرکمان میں چڑھا کر ان پر حملہ کر دیا۔ وہ شکست کھا گئے، خمیر یا چھپر کے پیچھے چھپ گئے۔

جب میری حضرت (شیخ ابورضا علیہ السلام) کی خدمت میں پہنچا تو بڑی خوش ولی سے ملے اور فرمایا ہم اس سفر میں تمہارے ساتھ تھے۔ اور تمہاری امداد و حفاظت کرتے تھے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جب دیہاتیوں نے دست اندازی کرتا چاہی اور تو تنہا تھا، ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے فلاں آنت کو ان پرے مارا، یہاں تک کہ وہ دہشت زدہ ہو گئے اور چھپر کے پیچھے ہو گئے۔ (انفاس العارفين اردو حصہ ۱۴)

والد صاحب فرماتے تھے محمد فاضل نے چاہا کہ اپنے بیٹے کو اجمیر بھج دے اور راستہ کے خطرناک ہونے کی وجہ سے خود بھی ساتھ جانا چاہا۔ جب رخصت ہونے کے لئے میرے پاس آیا تو میں نے کہا تمہارے جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ خیر و عافیت سے لوٹے گا۔ ہاں البتہ اجمیر سے واپسی پر دو منزل ادھر ڈاکو قافلہ پر حملہ کریں گے مگر ہم اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔ انہیں اپنی گاڑی کو ایک طرف کر لینا چاہیے۔ جب وہ وقت ہوا تو حضرت والد متوجہ ہوئے۔ اس توجہ کے دوران ان کے جسم پر طال ظاہر ہوا۔ حاضرین نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ چند روز مسافت طے کرنے کی وجہ سے تھکاوٹ ہو گئی ہے۔

جب اس کا لڑکا واپس آیا تو اس نے بتایا کہ اس جگہ ڈاکو آئے تھے۔ ہم نے اپنی گاڑی کو ایک طرف کر لیا۔ حضرت والا کی شبیہ ظاہر ہوئی۔ ڈاکوؤں نے تمام قافلہ لوٹا مگر میری گاڑی محفوظ رہی۔ (انفاس العارفين اردو حصہ ۹۷-۹۸)

اے حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں حاجتمند لوگ اویا اللہ سے زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی مخالف و ہمالک میں اطلاع طلب کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان اویا اللہ کی صورتیں حاضر ہوتی ہیں اور ان کے معائب کو دور کر دیتی ہیں۔ (مکتوب نمبر ۵۸ - دفتر دوم)

(باقی اگلے صفحہ پر)

غائبانہ تلاش فرمائی

حضرت والد ماجد فرماتے تھے محمد قلی
اورنگ زیب کے لشکر میں گیا ہوا تھا اس

کو گئے ہوئے بہت دیر ہو گئی اور کوئی خبر نہ آئی۔ اس کا بھائی محمد سلطان بہت غمگین
ہوا۔ اس نے مجھ سے التجا کی۔ میں نے بہت توجہ کی۔ لشکر میں ایک ایک خیمہ میں جا کر
دیکھا لیکن مجھے نہ ملا۔ میں نے اسے مردوں میں تلاش کیا، نہ ملا۔ میں نے لشکر میں ارد گرد نظر
ڈالی۔ میں نے دیکھا کہ وہ بیماری سے صحتیاب ہوا ہے۔ غسل کر کے شتر روی رنگ کپڑا پہن
کر گرسی پر بیٹھا ہوا ہے، اور آنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ میں نے اس کے بھائی کو بتایا۔ وہ
دو تین ماہ بعد آیا اور اسی تفصیل سے قصہ بیان کیا۔

انفاس العارفین اردو ص ۱۰۲-۱۰۳

حضرت والد ماجد فرماتے تھے کہ وہ
'بغیر زاد راہ سفر حج کے دوران ایک دفعہ'

شاہ عبد الرحیم پانی پر چلتے رہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) حصن حصین مترجم ص ۱۶۲ میں ہے: **يَا عِبَادَ اللَّهِ اَعِينُونِي، يَا عِبَادَ اللَّهِ اَعِينُونِي، يَا عِبَادَ اللَّهِ اَعِينُونِي**۔ اے اللہ کے بند میری مدد کرو، اے اللہ کے بند میری مدد کرو، اے اللہ کے بند میری مدد کرو، بغداد میں سے دیکھ لیا کرتے تھے۔ (جمال الاولیاء ص ۲۱)

مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ "دیر کا شوق ہو جانا اور اس کا خشک ہو جانا یا پانی کے اوپر
اور پر کو چلا جانا (کرامت کی) یہ تینوں قسمیں بہت واقع ہوئی ہیں۔" (جمال الاولیاء ص ۲۱)
عقائد نسفی میں ہے "پس ظاہر ہوتی ہے کرامت بطریق ترق عادت کے ولی کیلئے، جیسے طے کرنا مسافت
دور دراز کا تھوڑے عرصہ میں۔ اور غیب سے ظاہر ہونا کھانے پینے کی چیزوں کا اور لباس کا حاجت کے
وقت۔ اور چلنا پانی پر چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علا بن
حضری کو ایک لڑائی پر بھیجا۔ راستہ میں ایک جگہ گہری ندی آئی تو انہوں نے اللہ بزرگ کے نام کے ساتھ دعا کی
اور پانی پر چلنے لگے (تہذیب العقائد اردو ترجمہ شرح عقائد نسفی ص ۸۳-۸۴)

جہانہ میں اپنے ساتھیوں کے سامنے اولیاء کے مقالات و کرامات بیان کرتے تھے۔ ارض اور پانی پر چلنے کی بات چل نکلی۔ ملاح نے الکار کیا اور کہا اس قسم کے جھوٹ سم بہت سنتے ہیں، ان کی کوئی اصلیت نہیں۔ ان کو غیرت آئی اور سمندر میں چیلانگ لگا دی۔ لوگوں نے ملاح کو ملامت کی، وہ بھی شرمندہ ہوا کہ ایک فقیر میرے مجادلہ کی وجہ سے ہلاک ہوا اور ان کے دوستوں کو ان کی جدائی سے دکھ ہوا۔ انہوں (والد صاحب) نے اونچی آواز سے پکارا کہ میں خیر و عافیت سے پانی پر سیر کر رہا ہوں، تم پریشان نہ ہو۔ اس ملاح اور تمام لوگوں نے توبہ کی اور عجز کا اظہار کیا۔ آپ اس کے بعد جہاز میں آگئے۔

انفاس العارفين اردو ص ۵۲

حضرت والد ماجد فرماتے تھے، اسد علی کا اپنے بعض شرکاء کے ساتھ جھگڑا ہو گیا وہ

حملہ آور بھاگ گئے

جمع ہو گئے اور چاہا کہ اُسے ہلاک کر دیں۔ وہ میرے پاس آیا اور بہت گریہ و زاری کی۔ میں اس کے حال کی طرف متوجہ ہوا۔ میں نے کہا جاؤ، ثابت قدم رہو اور کسی شخص سے مت ڈرو۔ اس کے شرکاء ہزاروں کی تعداد میں اس پر حملہ آور ہوئے۔ اس کے صرف بسینہ سا تھی تھی۔ آخر کار انہوں نے میری شکل دیکھی کہ انہیں ثابت قدم رہنے کی تلقین کر رہی ہے۔ اس نے بندوق چلا دی جو دشمن کے گھوڑے کو لگی وہ گر پڑا۔ دشمن ذلیل اور مرعوب ہو کر بھاگ گئے۔

انفاس العارفين اردو ص ۱۰۲

خواب میں لڑوئے، بیداری میں موجود تھے

سید محمد وارث ذکر کرتا ہے کہ مجھے ایک سفر پیش آ گیا۔ میں نے جناب

شیخ محمد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رجوع کیا۔ مجھے آپ نے عافیت کی خوشخبری دی۔ اتفاقاً راستہ میں ایک رات ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا اور ہلاکت کا خوف طاری ہو گیا۔ میں آپ کی طرف متوجہ ہوا۔ اسی شام میں مجھ پر کئی طاری ہو گئی۔ میں نے آپ کو

خواب میں دیکھا فرماتے تھے، اے فلاں! تجھے کس نے منع کیا ہے، اکھڑو اور جاؤ اور
 ڈو لڈو جو مٹھالی کی ایک قسم ہے مجھے عنایت فرمائے۔ میں نے انہیں اپنی جیب
 میں محفوظ رکھا۔ جب میں بیدار ہوا تو وہ دونوں لڈو میرے پاس تھے۔ میں اٹھا اور سوار ہو کر چل
 دیا۔ تمام ڈاکو مجھ سے غافل رہے اور کسی شخص نے تعرض نہ کیا۔ وہ لڈو عرصہ تک میرے
 پاس رہے۔ جب آپ نے انتقال فرمایا تو میں نے انہیں کھالیا۔

۲۴۱-۲۴۰
 انقاس العارفين الموصوف

ولی اللہ کی شجاعت اور ڈاکوؤں کی توبہ | حضرت والد ماجد

کہ شیخ معظم کا تعلقہ (علاقہ) تھا، کے ایک بوڑھے زمیندار سے سنا کہ ایک مرتبہ
 تقریباً تیس ڈاکوؤں نے اس بستی کے مویشی لوٹ لئے۔ اس وقت شیخ معظم بھی اس بستی
 میں موجود تھے۔ ان کی اولاد، بھائیوں اور حجازیوں میں سے اس وقت کوئی بھی
 موجود نہیں تھا۔ انہیں (شیخ معظم کو) اس حادثہ کی لوگوں نے اطلاع دی۔ اس وقت
 دسترخوان بچھ چکا تھا اور کھانا رکھا جا چکا تھا۔ ان سے کسی عجلت اور بے چینی کا مظاہرہ
 نہیں ہوا۔ حسب معمول کھانے سے فالغ ہوئے ہاتھ دھوئے پھر فرمایا کہ میرے ہتھیار
 لاؤ اور گھوڑا تیار کرو۔

جب سوار ہو گئے تو کسانوں کی ایک جماعت ہماری کے لئے منگلی۔ انہوں نے تمام
 لوگوں کو واپس کر دیا اور فرمایا ہم انتہائی تیزی سے جائیں گے تو تم میرے گھوڑے کی رفتار کا سا
 نہیں دے سکو گے۔ صرف راوی قصہ کو ساتھ لے لیا جو گھوڑے کے ساتھ بھاگ سکتا تھا تاکہ
 قوم کو اس دار و گیر سے جو ان کے اور ڈاکوؤں کے درمیان ہو خبر دے سکے۔ وہ دوڑے چلے جا
 رہے تھے، یہاں تک کہ وہ ان ڈاکوؤں کے پاس پہنچ گئے۔ اس وقت وہ اپنے گھروں میں داخل
 ہوئے تھے۔ غیرت انگیز کلمات سے ڈاکوؤں کی جماعت کو واپس لائے پھر انہوں نے ایک
 تیرے ڈو آدمیوں کو گرانہ شروع کر دیا۔ جب دو تیرے انہوں (ڈاکوؤں) نے مشاہدہ کئے

تو زبردست رعب اس جماعت کے دلوں پر طاری ہو گیا اور زندگی سے مایوس ہو کر انہوں نے فریاد کی کہ ہم توبہ کرتے ہیں، ہمیں معاف کیجئے۔

شیخ معظم نے کہا تمہاری توبہ یہ ہے کہ اپنے ہتھیار ڈال دو۔ ہر ایک دوسرے کے ہاتھ باندھو۔ سواری، ہتھیار اور گھوڑے لے کر اس بستی میں پہنچو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اپنے دین و مذہب کے مطابق انہوں نے ٹوکہ تقسیم کھائیں کہ وہ دوبارہ اس قصبہ کا رخ نہیں کریں گے، اور شیخ معظم کی رائے کی خلاف ورزی نہیں کریں گے۔

انفاس العارفين اردو حصہ ۲۳۶-۲۳۵

شیخ شمس الدین مفتی کا جنازہ غائب

شیخ شمس الدین مفتی نے وصیت

کی کہ نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد اس کے جنازہ کو اس مسجد 'جوان کی عبادت گاہ اور اعتکاف گاہ تھی' میں رکھیں تھوڑی دیر سے خالی رکھیں۔ اس کے بعد اگر وہاں جنازہ موجود ہو تو دفن کر دیں ورنہ واپس آجائیں۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ ایک ساعت کے بعد جب تلاش کیا گیا تو جنازہ کا کوئی نشان دکھائی نہ دیا۔ حضرت والا شاہ عبدالرحیم جب اس حکایت کو بیان کرتے تھے تو اس کی تائید فرماتے تھے۔

انفاس العارفين اردو حصہ ۲۳۲

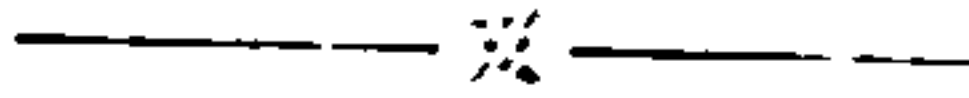
جنگ میں شہداء نے منتمثل ہو کر حصہ لیا اور فتح کی خوشخبری دی اور فتح بھی ہوئی

اس فقیر (شاہ ولی اللہ) نے شیخ عبدالغنی کی بعض اولاد سے سنا ہے کہ وہ عالم متقی اور پرہیزگار تھے۔ اور جلال الدین اکبر ان کی تعظیم و توقیر کرتا تھا جب بادشاہ نے الحاد اور بے دینی اختیار کر لی تو دوستی کا رشتہ ٹوٹ گیا، بلکہ ایک دوسرے سے شدید نفرت پیدا ہوئی۔ ایک مدت کے بعد بادشاہ کو ختوڑ کی ہمیش آگئی، اس طرف مسلسل افواج بھیجتا تھا

لیکن فتح نہیں ہوتی تھی۔ اسی اثناء میں ایک رات امام ناصر الدین ابن امام محمد باقر رضی اللہ عنہما کے مزار کے بعض مفکرین نے عالم بیداری میں دیکھا کہ ایک رئیس مسلح جماعت کے ساتھ آئے ان کے ساتھ ایک مشعل تھی۔ وہ روضہ امام میں داخل ہو گئے۔ دیکھنے والے نے سمجھا کہ مسافر ہیں جو زیارت کے ارادہ سے آئے ہیں۔ ایک نے آگے بڑھ کر دیکھا کہ وہ بزرگ قبر میں داخل ہو گیا اور اس جماعت میں ہر شخص ایک ایک قبر میں داخل ہو گیا۔

اس نے ان میں سے بعض سے سوال کیا کہ یہ سردار کون ہے اور یہ جماعت کیسی ہے اس نے کہا یہ شہدا کی ایک جماعت کے ساتھ امام (ناصر الدین) ہیں۔ اس نے پھر سوال کیا کہ یہ لوگ کہاں گئے تھے، اور کیا کام کیا۔ اس نے کہا چنوڑ فتح کرنے کیلئے گئے تھے اور اسے فلاں وقت فلاں برج کی طرف سے فتح کر لیا۔ شیخ عبد الغنی کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی۔ فتح کی خوشخبری اور صورت واقو پوری کی پوری بادشاہ کی خدمت میں پہنچادی۔ کچھ دنوں بعد فتح چنوڑ کی خبر اسی کے مطابق موصول ہوئی جس میں سر مُو فرق نہیں تھا۔

انفاس العارفين المدا...



باب دہم

عُجْبَتِ صَالِحِينَ

صحبتِ صالحین

اگر آپ 'یعنی حضرت میر ابو اعلیٰ' سے کوئی وصولِ حق کی طلب کرتا، دریافت فرماتے کہ محنت و مشقت سے حاصل کرنا چاہتے ہو یا مفت، اگر پہلی صورت اختیار کرتا تو اسے ذکر کا طریقہ لکھ دیتے۔ اگر دوسری پسند کرتا تو اسے فرماتے ہماری مجلس میں آیا کرو۔ فرماتے تھے جس شخص نے ہماری صحبت میں آکر کچھ فیوض حاصل کئے بالفرض اگر وہ دولت آباد جا کر گناہ کا ترکیب ہو تو جو کچھ اس نے حاصل کر لیا ہے وہ اس سے زائل نہیں ہوگا البتہ ترقی کا راستہ بند ہو جائیگا۔ اگر کوئی ہماری مجلس میں اس طرح راحت و اطمینان محسوس کرتا ہے جیسا کہ شدید گرمی میں جنگل کا سفر کرنے کے بعد کوئی شخص اچانک ٹھنڈے سایہ دار درخت کے نیچے پہنچ جائے تو ایسے شخص کے لئے ہماری صحبت مبارک ہے وہ وہ دوسری جگہ چلا جائے۔

انفاس العارفين اردو ص ۴۲

شیخ رفیع الدین محمد علوم نظامری اویا طینی کے جامع اور کتب تصوف کے ماہر تھے، اور

صحبتِ اولیا کا التزام

صوفیہ کے دوز بیان کرنے میں پوری قدرت رکھتے تھے۔ پہلے اپنے والد بزرگوار سے طریقہ چشتیہ اور قادریہ اخذ کیا۔ انہیں شیخ نجم الدین کی صحبت بھی حاصل ہوئی۔ اس کے بعد اپنے والد کی ترغیب پر خواجہ محمد باقی علی الرحمہ کی صحبت کا التزام کیا اور ان کی نسبت ان پر غالب آگئی۔

انفاس العارفين اردو ص ۲۵۹

صحبتِ اولیا سے اوب حاصل ہوتا ہے

حضرت والد فرماتے تھے ایک روز میں آپ (خلیفہ ابو القاسم) کی خدمت میں حاضر

marfat.com

Marfat.com

ہوا۔ میں نے دیکھا کہ حمام جانے کی تیاری کر کے گھر سے نکلے ہیں۔ جب مجھے دیکھا تو واپس آگئے اور چھو، گلاب اور بتاشے لائے اور میرے سامنے رکھ دیے۔ فرمایا اگر چاہو تو بتاشے کھاؤ، خواہ شربت کر کے پیو، تمہیں اختیار ہے۔

ان کے مریدوں میں سے ایک درویش نے جلدی سے کہا، سردی کا وقت ہے بتاشے کھانے کا، یہ مناسب ہے۔ وہ خاموش رہے اور مجھ سے پوچھا، تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ میں نے عرض کیا شربت۔ پوچھا کس وجہ سے؟ میں نے عرض کیا اس کا مجھ کو جواب تو یہ ہے کہ آپ چھو، بتاشے اور گلاب لائے ہیں۔ اگر سم بتاشے کھائیں تو یہ دوسری چیزیں بے کار رہ جاتی ہیں، حالانکہ اولیاد کے فعل میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے۔ اور تفصیلی جواب یہ ہے کہ آپ حمام میں تشریف لے جا رہے ہیں۔ حمام کی بے چینی کو شربت تسکین دیتا ہے۔ خاک اربلیا سفر کر کے آیا ہے اور خفقان کا مرض بھی ہے۔ شربت خفقان کیلئے تسکین کا باعث ہے۔

جب آپ نے یہ باتیں سنیں تو اس درویش کی طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا میں نے تجھ سے نہیں پوچھا تھا، تو نے کیوں جواب دیا۔ بے ادب ہماری صحبت کے لائق نہیں ہیں۔ اٹھو اور یہاں سے نکل جاؤ۔ اور اس پر بہت خفا ہوئے۔ فقیر نے عرض کی یہ درویش مجھے بددعا دے گا کہ میری وجہ سے وہ صحبت مبارک سے محروم ہوا۔ اس بار مہربانی فرما کر معاف فرما دیجئے۔ اگر دوبارہ ایسا قصور کرے تو آپ کو اختیار ہے۔ آپ نے اسے معاف کر دیا۔ آپ اس طرح ادب سکھاتے تھے۔

انفاس العارفين اردو طبع

ہم نشیں بد بخت نہیں رہتا | راقم الحروف (شاہ ولی اللہ) کتاب ہے کہ یہ بات بھی عجیب تعلقات سے ہے

کہ حضرت والد ماجد کچھ عرصہ کے لئے سیر کو گئے۔ اس فرصت میں محمد فاضل حضرت دانا گل طویل محبت اور عظیم کرامات کے مشاہدہ کے باوجود فاسق کی مجلس میں بڑھ کر شراب نوشی میں مبتلا

ہو گیا۔ جب حضرت والا اس سفر سے واپس آئے اور یہ قصہ سنا تو سخت ناراض ہوئے۔
محفل شراب میں بوتلیں توڑ دی گئیں اور صراحیاں اوندھی ہو گئیں اور اس پر زبردست
ہیبت طاری ہو گئی۔ دوبارہ اس نے بچی تو بہ کر لی اور اولیگ لایسٹی جلیس صم
کا مفہوم ظاہر ہو گیا۔
انفاس العارفين اردو ص ۹۸-۹۹

سید عبدالرحیم اور سید ہاشم آپ
(شیخ محمد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
صحبت کے ثمرات

بیعت اور صحبت کے لئے ربط پیدا کیا۔ آپ کی صحبت کی تاثیر سے ہر ایک میں عجیب
حالت سرایت کر گئی۔

سید عبدالرحیم کو دلوں اور قبور کا کشف حاصل ہوا۔ جس قبر کے پاس جاتا اس
کا حال بیان کرتا۔ ایک مرتبہ کھا تو لی کے نزدیک کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ زمین سے ایک
شعلہ نکلا ہے اور آسمان سے جا کر مل گیا ہے۔ جب قبر کے نزدیک پہنچا تو کہا شعلہ
اس قبر سے نکلتا ہے۔ جب تحقیق کی تو وہ صاحب قبر ظلم و ستم سے متصف نکلا۔ اکثر
ایسا ہوتا کہ کسی شخص کے سامنے جاتا اور اس کے دل میں پوشیدہ باتوں کو بیان کرتا۔ آہستہ
آہستہ اس کی عقل جاتی رہی اور مجذوبوں کی طرح پھرتا تھا۔ اس کی والدہ نے حضرت کی خدمت میں
بہت گریہ زاری کی، فرمایا اسے چند روز میرے پاس رہنا چاہیے۔ اسے ایک مدت تک
آپ کی نظر کے سامنے رکھا گیا۔ چند دنوں میں افاتہ ہو گیا۔ اور سید ہاشم کی
یہ کیفیت ہو گئی کہ جس شخص کو جن پریشان کرتا اسے دیکھتے ہی جن بھاگ جاتا۔ ایک نیا

۱۔ یہ حدیث بخاری و مسلم کے حوالہ سے جناب مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے دفتر اول مکتوب ۸۷-۹۰ میں درج فرمائی ہے

۲۔ حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

بہتر از صد سالہ طاعت بے لیا

یک نماز صحبت با اولیاء

تھوڑی سی دیر اولیاء کی نشستنی ہر سال لے رہا عبادت سے بہتر ہے (دفتر اول مکتوب شریف مرحوم)

ان کی نظر کے سبب جن کے آسیب سے نجات پاتی تھی۔ آہستہ آہستہ وہ بھی مجذوب ہو گیا۔ صبح اور بیابان میں پھرتا تھا۔ ایک رات ایک مندو فقیر کے تکیہ پر پہنچا جو ہندوؤں کا مقصد تھا۔ اس نے جاود کر دیا۔ نالاب کے کنارے سے سنگریزوں پر خشک چمڑے کے گزرنے کی آواز آتی تھی۔ اس نے کوئی پرواہ نہ کی۔ اس کے بعد ایک خونخوار گھنٹے کی شکل میں دیو متمثل ہوا اور اس پر حملہ کر دیا۔ وہ پوسی مستی میں حق حق کہتا ہوا اس کی طرف بڑھتا تھا۔ ایک ساعت میں ریزہ ریزہ ہو کر ہوا میں پھیل گیا۔ جب اس ہندو نے یہ واقعہ مشاہدہ کیا تو مسلمان ہو گیا۔

انفاس العارفين اردو ص ۲۷۲

آساں بوسی کا شوق بڑا دلچسپ کثیر البرکت ہوتی ہے۔

حضرت شیخ فقیر اللہ حضرت شاہ عبد الرحیم کے حضور ایک مکتوب میں لکھتے ہیں "اس سے پہلے بھی یہ بات روشن تھی مگر آپ کی کثیر البرکت صحبت کی برکت سے یہ دولت مکمل طور پر حاصل ہو گئی ہے۔ اسی طرح دنیا و دہاہل دنیا کی بے اعتباری، گھٹیا پن اور ان دونوں سے بے رغبتی بھی ان دونوں زیادہ ہو چکی ہے۔ دنیوی ترقی کی باتوں سے بھی دل کو خوشی نہیں ملتی۔ فقر کی بے تعلقی اور بے سرو سامانی کی وضع مستحسن اور پسندیدہ نظر آتی ہے۔ جس طرح اہل دولت، دولت کے زوال کو ناپسند کرتے ہیں۔ حقراں فقیرانہ وضع کے زوال کو ناپسند کرتا ہے۔ اگرچہ اس بلکہ مکرم (دہلی شریف) میں اقامت کے دوران یہ کیفیت کم تھی مگر جو فیوض و برکات حاصل کئے وہ حد و شمار سے باہر تھے۔ ان دنوں آپ کی نسبت رابطہ نے بے اختیار مغلوب کیا ہوا ہے۔ اکثر اوقات آپ کی صوت مبارک حاضر رہتی ہے جو اس کمیٹہ درگاہ کو بے خود اور بے قرار کر دیتی ہے اور آساں بوسی کا شوق اس حد تک جا پہنچا ہے کہ نہ نیند میں چین نہ بیداری میں آرام ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ تک کیسے پہنچیں گے اور اس کی شدت کی وجہ سے گھر سے باہر نکلنے کی خیرات

نہیں کر سکتا کیونکہ ایک مرتبہ ایسا کرنے سے گرمی کی وجہ سے قریب المرگ پہنچ گیا تھا۔ بعض دوسرے ظاہری موانع بھی سدِ راہ ہیں۔ موسمِ برسات گزرنے کے بعد توقع ہے کہ اگر کوئی مانع نہ ہو تو تنہا آستانہ بوسی کا شرف حاصل کروں گا۔ اور اپنی استعداد کے مطابق فیضیاب ہوں گا۔

اگر آپ کی باطنی عنایات جو فی الفور پہنچتی ہیں تسلی بخش نہ ہوتیں تو دردِ شوق سے قریب تھا کہ ہلاک ہو جاتا۔ لیکن چونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں تیری طرف غائباً متوجہ ہوں گا، اور غائبانہ توجہ سے تو فیض حاصل کرے گا۔ دل سے اس کو کچھ اطمینان حاصل ہے۔ بایں ہمہ شرفِ صحبت کا شوق ہے۔ امید رکھتا ہوں کہ جب تک پاؤسی کا شرف حاصل نہیں ہوتا، غائبانہ توجہ عنایت فرمائیں گے۔ ہفتہ میں آپ نے توجہ کے لئے جمعرات کا دن مقرر فرمایا تھا۔ پیر کے دن کو بھی توجہ کیلئے مقرر فرما دیجئے تاکہ ہفتہ میں دو روز احقر پر توجہ فرمائیں تو اس طرح پہلے سے زیادہ کام میں کشادگی ہوگی۔

انفاس العارفين اردو ص ۱۱۸-۱۱۷

شیخ امان اللہ نے کابل جانے کا ارادہ کیا
حضرت والا (جناب شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ)

صحبت کی جستجو پر اصرار

سے دعا کے طالب ہوئے۔ اس وقت آپ نے فرمایا جہاں کہیں بھی جاؤ اہل اللہ کے متلاشی رہو۔ سالک یا مجذوب جس میں بھی اس کی خوشبو پاؤ اس کی صحبت اختیار کرو۔

انفاس العارفين اردو ص ۱۳۲

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ جناب سید محمود علیہ الرحمہ کو لکھا "بزرگانِ نعت بند یہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے طریقے کا دار و مدار صحبت پر ہے کہ نئے مستن سے کام نہیں لیتا بلکہ یہ چیز طلب میں سستی پیدا کر دیتی ہے۔ احتمال ہے کہ چند روز تک ہلی اور اگرہ کی طرف میرا جانا ہوگا۔ اگر آپ اکیلے آجائیں اور رُو بُو ہو کر جلدی سے کچھ اخذ کر لیں تو اس کی گنجائش ہے۔ (مکتوب نمبر ۲۱ دفتر اول)

ابو عمر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میرا حضرت عمر رضی اللہ عنہما

صحبت سے مرتبہ ارشاد حاصل ہوتا ہے

شیخ ابوالفتح عنفوان شباب میں تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اور علم سے کامل حصہ پایا۔ پھر ان کی بلند ہمت، علوم سلوک باطن کی طرف مبذول ہوئی اور کافی عرصہ تک اس دور کے صوفیہ کی خدمت میں رہے۔ چنانچہ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ آپ شیخ عبدالعزیز کی خدمت میں پہنچے اور ان سے مستفیض ہوئے۔ اس کے بعد شیخ نظام ناروٹی جو کہ مشاہیر مشائخ چشت اور خواجہ جانوی گوالیری کے خلفاء میں سے تھے کی صحبت میں رہے۔ یہی صحبت ان کے موافق آئی۔ کئی سالوں تک ریاضتیں کیں اور فیوض حاصل کئے۔ اور مرتبہ ارشاد تکمیل پر پہنچ کر اپنے وطن واپس ہوئے۔

انفاس العارفين اردو ص ۲۶۳

سید علی جو آپ (شیخ محمد)

صحبت اولیا منکرات سے بچاتی ہے

تھے ذکر کرتے ہیں کہ عنفوان شباب میں میں شراب نوشی میں منہمک تھا اور کسی بڑے کام سے باز نہیں آتا تھا۔ میں نے اپنے دل میں فیصلہ کیا کہ اگر کسی بزرگ کی زیارت سے ان بڑے کاموں سے بیزار ہو جاؤں اور تقویٰ کا خیال میرے دل میں مستحکم ہو جائے تو میں ان کی صحبت کو لازم پکڑوں گا اور ان سے بیعت ہو جاؤں گا۔

حضرت والا (شیخ محمد) کسی کام سے بستی سڑے میں آئے اس تعلق سے کہ میرے والد صاحب ان کے معتقد تھے، میں بھی آیا۔ حضرت والا نے میری طرف توجہ کی اور فرمایا کہ تم کہاں تھے اور کہاں لو کر ہو۔ اس قسم کی دو تین باتیں فرمائیں۔ میرے دل میں ان سے عجیب کشش اور دلن بے کاموں سے نفرت پیدا ہو گئی اور لمحہ بے لمحہ بڑھتی رہی۔ میں نے اٹھ کر شراب کی تلم لولیں توڑ دیں اور بڑے کاموں کے تمام اسباب دور کر دیئے۔ غسل کیا، نئے کپڑے پہنے، توبہ اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کی صحبت میں گھڑی بھر بیٹھا میرے نزدیک ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (ازالہ الخفا اردو - اول ص ۱۴)

انفاس العارفين ص ۲۶۵

بیعت کی اور ان کی صحبت کو لازم پکڑا۔

جب حضرت خواجہ محمد باقی بائدہ رضی اللہ عنہ طریقہ نقشبندیہ کی اشاعت میں مشغول ہوئے تو شیخ قطب عالم بکثرت

فیض صحبت

ان کی خدمت میں جاتے اور فیض صحبت جو اس طریقہ میں بہترین چیز ہے حاصل کرتے۔

انفاس العارفين ص ۲۵۸

اے مخاطب اس (عالم ربانی)

کا ساتھ چھوڑ کہہیں ایسے

عالم ربانی کی صحبت اکیر اعظم ہے

شخص کی صحبت نہ فوت ہو جائے اور اس واسطے کہ بیشک یہ تو کبریت احمر اور اکیر اعظم ہے۔ واللہ اعلم۔

شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل ص ۱۵۶

پانچویں شرط یہ ہے کہ بیعت لینے

والا خود مرشدان کامل کی صحبت

کاملین کی صحبت کی اہمیت

میں رہا ہو اور ان سے ادب سیکھا ہو۔ زمانہ دراز تک ان سے باطن کا نور اور اطمینان حاصل کیا ہو۔ اور یہ صحبت کاملین اس لئے مشروط ہوئی کہ عادت الہی یوں ہی جاری ہوئی ہے کہ مراد نہیں ملتی جب تک مراد پانے والوں کو نہ دیکھے، جیسے انسان کو علم نہیں حاصل ہوتا مگر علماء کی صحبت سے اور اسی قیاس پر ہیں اور پیشے۔ الخ

شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل ص ۲۵-۲۶

اے سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "آج اس دولت عظمیٰ کا حصول اس بلند طبقہ نقشبندیہ کے ساتھ کامل اخلاص اور اس کی طرف توجہ اور رجوع کے ساتھ وابستہ ہے۔ دیباخت شادہ اور مجاہدات شدید سے بھی وہ چیز میسر نہیں آسکتی جو ان بزرگوں کی ایک صحبت سے میسر آجاتی ہے کیونکہ ان بزرگوں کے طریقے میں نہایت بدایت میں درج ہے۔ یہ بزرگ پہلی صحبت میں وہ کچھ عطا کر دیتے ہیں جو منتہیوں کو اتہا پر جا کر میسر آتی ہے۔ ان بزرگوں کا طریقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے۔ (دفتر اول مکتوب ۹)

بُرے ہمنشین کا نقصان | ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ سو ہزار بھوکے

نہیں ترنا جیسا کہ ایک شے جان کرتا ہے اور سو ہزار شیطان ایسا نہیں کرنے جیسا ایک بُرا ہمنشین کرتا ہے۔

انتباہ مترجم ص ۹۴

اختیار و امرار سے بھی صحبت نہ رکھے مگر ظلم و فحش کرنے کی نیت سے یا انہیں بھلائی پر
مستعد کرنے کے لئے، اور یہ بھی وصیت ہے کہ صحبت نہ اختیار کرے جو فیان جاہل کی ہے
اور نہ ہی جاہلان عبادت شعار کی اور نہ زاہد خشک فقیہوں کی اور نہ ایسے محدثین ظاہری کی
جو فقہ سے عداوت رکھتے ہیں اور نہ ایسے اصحاب معقول اور کلام کی جو منقول کو ذلیل سمجھ
کر استدلال عقلی میں افراط کرتے ہیں بلخصوصاً

شفاء العلیل ترجمہ القول الجلیل ص ۱۵۸

ایسا عالم جو صوفی ہو،
دنیا طلبی کا تارک ہو۔

کن لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے

ہر دم اللہ کے دھیان میں رہنے والا ہو۔ حالات بلند میں ڈوبا ہو۔ سنت مصطفویہ علی صاحبہا
صلوٰۃ والسلام میں رغب ہو حدیث اور آثار صحابہ (رضی اللہ عنہم) کا متحسب ہو الخ (کی صحبت اختیار
کی جائے) شفاء العلیل ترجمہ القول الجلیل ص ۱۵۸

۱۰ حضرت مجدد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "فساد یہ ہے کہ انسان پر ناقص سے طریقہ اخذ کرے
پیر ناقص طرق مختلفہ اور استعداد مختلفہ میں تمیز نہ کر سکنے کی وجہ سے ابتداء سے طریقہ سلوک پر چلے تو
طالب کو بھی گمراہی میں ڈال دے جس طرح خود گمراہی میں پڑا ہوا ہے" (مکتوب نمبر ۲۳۔ دفتر اول)
۱۱ حضرت مجدد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "اے شرافت و نجابت کے تئیں والے! تمام نصیحتوں کا خلاصہ
دینداروں اور شریعت کے پابند لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنا ہے، اور دین و شریعت کا پابند ہونا۔ تمام
فروق میں فرقہ ناجیہ یعنی اہل سنت و جماعت کے طریقہ و حقہ کے سلوک پر وابستہ ہے۔ ان بزرگواروں کی متابعت
کے بغیر نجات محال ہے۔ اگر معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص ان بزرگواروں کے سیدھے راستے
سے ایک راہی کے برابر بھی الگ ہو گیا تو اس کی صحبت کو نہ ہر قاتل جانتا چاہیے۔ الخ (دفتر اول مکتوب ۲۱)

باب ہازدم

طریقۃ و سکون

طریقت و سلوک

دین کی دو حیثیتیں ہیں | معلوم ہوتا چاہیے کہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک ظاہری اور دوسری باطنی۔ جہاں تک دین کی ظاہری حیثیت کا تعلق ہے اس کا مقصد مصلحتِ عامہ کی نگہداشت اور دیکھ بھال ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ وہ احکام و معاملات جو اس مصلحتِ عامہ کے لئے بطور ذرائع و اسباب کے ہیں ان کا قیام عمل میں لایا جائے اور ان کی اشاعت میں کوشش کی جائے جن چیزوں سے مصلحتِ عامہ پر زور پڑتی ہو اور جن امور کی وجہ سے اس مصلحتِ عامہ میں تخریف ہوتی ہو ان کو سختی سے روکا جائے۔ یہ تو ہولی دین کی ظاہری حیثیت۔

اب رہا اس کی باطنی حیثیت کا معاملہ تو نیکی و طاعت کے کاموں سے دل پر جو اچھے اثرات مترتب ہوتے ہیں ان کے احوال و کوائف کی تحصیل دین کی باطنی حیثیت کا مقصد اور نصب العین ہے۔ ارمنغان شاہ ولی اللہ ^{۱۸} (ازہما)

حفاظت دین کی بھی دو حیثیتیں ہیں | جب یہ امر واضح ہو گیا کہ دین کی ظاہری اور باطنی دو حیثیتیں ہیں تو لا محالہ ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دین کی حفاظت کا جو وعدہ کیا گیا تھا، اس کی حفاظت کی بھی لازماً دو حیثیتیں ہوں گی۔

اس کی تفصیل یوں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال (بالکمال) ہوا تو آپ سے حفاظتِ دین کا جو وعدہ کیا گیا تھا آپ کے بعد اس وعدہ حفاظت کی دو شکلیں پیدا ہوئیں۔

دین کے ظاہر کے محافظین | وہ بزرگ جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شریعت کی حفاظت

کی استعداد ملی تھی وہ تو دین کی ظاہری حیثیت کے محافظ بنے، یہ فقہاء، محدثین، نمازیوں اور قاریوں کی جماعت ہے۔ چنانچہ ہر زمانے میں اہل ہمت کی یہ جماعت مصروف عمل نظر آتی ہے۔ دین کی تحریف کی اگر کہیں سے کوشش ہو تو یہ لوگ اس کی تردید میں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ تعلیم و ترقیب کے ذریعے بزرگ مسلمانوں کو علوم دین کی تحصیل کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ اور ان ہی میں سے ہر سو سال کے بعد مجدد پیدا ہوتا ہے جس کے ذریعے دین کی تجدید ہوتی ہے۔ ہمیں یہاں چونکہ اس مسئلے کی تفصیل مقصود نہیں اس لئے صرف اشارے پر اکتفا کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔

دین کے باطن کے محافظین | وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے

باطن دین کی حفاظت کی، جس کا دوسرا نام احسان ہے، استعداد عطا فرمائی۔ ہر زمانے میں اس گروہ کے بزرگ عوام الناس کا مرجع رہے ہیں۔ طاعت و نیکو کاری کے اعمال سے باطن نفس میں جو اچھے اثرات مترتب ہوتے ہیں اور دلوں کو ان سے لذت ملتی ہے یہ بزرگ لوگوں کو ان امور کی دعوت دیتے ہیں نیز یہ انہیں نیک اخلاق اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔

عام طور پر یہ ہوتا آیا ہے کہ ہر زمانے میں اولیاء اللہ میں سے کوئی نہ کوئی ایسا بزرگ ضرور پیدا ہوتا ہے جس کو عنایت الہی سے اس امر کی استعداد ملتی ہے کہ وہ باطن دین کے قیام اور اشاعت کی کوشش کرے۔ باطن دین کہ اس کا معنی اور پورے احسان یعنی اللہ کی اس لہجہ کے ساتھ عبادت کرنا کہ گویا عبادت کرنے والا اسے سامنے دیکھ رہا ہے۔ یہ بزرگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس صفت احسان کا مظہر بنتا ہے۔ اور باطن دین کی اشاعت اور اس کی حفاظت کا کام اس طرح اس بزرگ کے ہاتھ سے سر انجام

کارِ زلفِ توتِ مشکِ افشانی امانتھاں
مصلحتِ راہمتی برآہوئے چہیں بستہ اند

اولیاء اللہ ہیں
سے جو بزرگ اس

باطن دین کے محققین کی شان

صفتِ احسان کا منظر بتاتا ہے اس کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ لوگوں میں اس کی
رفعتِ شان کا عام چرچا ہو جاتا ہے۔ خلقت اس کی طرف کھچی چلی آتی ہے۔ ہر
شخص اس بزرگ کی تعریف کرتا ہے۔ نیز جو اذکار اور وظائف ملت اسلامیہ میں
پہلے سے موجود ہوتے ہیں۔ ان میں بعض ایسے ہیں جن سے لوگوں کو فطری مناسبت ہوتی
ہے۔ یہ اذکار اور وظائف اس کے دل میں وارد ہوتے ہیں۔ اس بزرگ کی صحبت
اور باتوں میں جذب اور تاثیر کی غیر معمولی قوت پیدا ہو جاتی ہے اور اس سے ہر
طرح کی کرامات ظاہر ہوتی ہیں۔ غرضیکہ یہ بزرگ کشف و اشرف کے ذریعے لوگوں
کے دلوں کا حال معلوم کر لیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد و قوت سے دنیا کے عام
معمولات میں تصرف کرتا ہے۔ اس کی دعائیں بارگاہِ حق میں مقبول ہوتی ہیں۔ اور
یہ اور اس قبیل کی اور کرامات اس کی ہمت و برکت سے معرضِ وجود میں آتی ہیں۔

اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مریدوں اور
طالبوں کی ایک کثیر جماعت اس بزرگ کے

سلسلہ طریقت کی بنیاد

ارد گرد جمع ہو جاتی ہے۔ یہ بزرگ باطن کی تہذیب اور اس کی اصلاح کیلئے اراد و اشتغال
کو نئے سرے سے ترتیب دیتا ہے۔ یہاں سے اس بزرگ کے خانوادہ طریقت کی بنیاد
پڑتی ہے اور یہ لوگ اس کے مسلک پر چلنے لگتے ہیں۔ اس خانوادے کی تاثیر و برکت کا
یہ عالم ہوتا ہے کہ طالب اور مرید بہت جلد اس مسلک کے ذریعے مراد کو پہنچ جاتے ہیں۔
اس خانوادے سے جو شخص خلوص رکھتا ہے اور اس کی تائید کرتا ہے وہ تو دنیا

میں فائز و کامران ہوتا ہے اور جو اس خانوادے کا بڑا چاہے اور اس سے فریب کیے وہ ناکام و خاسر رہتا ہے۔ عوام تو عوام خواہں کے دلوں میں بھی اس خانوادے کے ماننے والوں کی ہیبت چھا جاتی ہے۔

ارمغان شاہ ولی اللہ ص ۱۹۰-۱۸۸ (از جمعہات)

سلاسلِ طریقت کا تسلسل | نلامہ دین کی تجدید۔ اصلاح کے ساتھ ساتھ باطن دین کے تزکیہ کیلئے بھی عنایت

الہی برابر انتظام فرماتی رہی ہے۔ چنانچہ جس طرح شریعت کے مجددین پیدا ہوتے رہے ہیں، اسی طرح طریقت کے بھی اب تک بہت سے خانوائے ہو چکے ہیں، بہت سے اس وقت بھی موجود ہیں اور امید ہے کہ بعد میں بھی ان کا تسلسلہ برابر جاری رہے گا۔

ارمغان شاہ ولی اللہ ص ۱۹۲ (از جمعہات)

طلبِ حق اور اولیاء اللہ کی تلاش

”حضرت والد ماجد شاہ عبد الرحیم فرمایا کرتے تھے سید عبد اللہ دراصل قصبہ کھیری کے رہنے والے تھے جو بارہہ کے توارح میں واقع ہے۔ ان کے والد نے کھیری کو وطن بتایا تھا۔ کم عمری میں ہی ان کے والدین فوت ہو گئے تھے۔ انکے دل میں اسی وقت سے خدا ہی

لے مولانا اسماعیل دہلوی کہتے ہیں: بے شک مرشد اللہ تعالیٰ کے راستے کا وسیلہ ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا، یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاهدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون۔ یعنی اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف (پہنچنے کیلئے) وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو کہ شاید تم نجات پاؤ۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نجات کے واسطے یہ تین چیزیں ایمان اور تقویٰ اور وسیلہ کا طلب کرنا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا مقرر فرمائے ہیں۔ اہل سلوک اس آیت کو سلوک کی طرف اشارہ سمجھتے ہیں اور وسیلہ مرشد کو مانتے ہیں۔ یہی حقیقی نجات کے لئے مجاہدہ سے پہلے مرشد کا ڈھونڈنا ضروری ہے۔ (مراط المستقیم اردو ص ۶۹)

کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ جگہ جگہ اولیاء اللہ کی تلاش کرتے رہے یہاں تک کہ پنجاب کے ایک بزرگ کی خدمت میں پہنچے جو علمِ تسرات میں جہارت تامر رکھتا تھا اور صحرا کی ایک مسجد میں اپنا وقت گزارتا تھا۔ لوگوں کے میل جول اور آمد و رفت سے فارغ انتہائی متوکل تھا سید صاحب ان کی خدمت میں رہ کر راہِ حق طلب کرنے لگے۔ انہوں نے سید صاحب سے فرمایا تمہاری تلقین و ہدایت ایک دوسرے بزرگ سے وابستہ ہے جہاں تم انشاء اللہ ضرور پہنچو گے البتہ حفظِ قرآن کی نعمت مجھ سے حاصل کیجئے چنانچہ سید صاحب اسی جنگل میں مدت تک ٹھہرے رہے اور قرآن حفظ کیا۔ ان کے فیضِ صحبت سے گوثر نشینی اور ترکِ دنیا کے آداب سیکھے اور نفسِ شیطانی کی کج رویوں سے کنارہ کشی کے انداز سیکھے۔

الفاس العارفين اردو ص ۲۴

شیخ اللہ واد شاہ ہدایہ وغیرہ شیخ حسن کے شریکِ درس اور دوست تھے انہوں نے شیخ حسن کی سید حامد راجی شاہ کی بیعت و متابعت کو تعجب کی نظر سے دیکھا کیونکہ سید صاحب مکتب کے علوم سے زیادہ بہرہ ورنہ تھے۔ شیخ حسن نے فرمایا علماء کی ایک جماعت کو سید صاحب کی خدمت میں جانا چاہیے اور ان کے دل میں جو اشکال پیدا ہوں ان سے سوال کریں۔ اگر ٹھیک جواب مل جائے تو معتقد ہو جانا چاہیے اور مرید ہو جانا چاہیے، ورنہ جیسے ان کی مرضی۔

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ بعض اشکال (کے جوابات) تو راستہ میں مل گئے۔ بعض علماء کے اعتراضات سید صاحب کے جمالِ پر انوار کو دیکھتے ہی جلتے رہے اور باقی حضرات کے اشکالات ان کا پراسرار کلام سننے سے جلتے رہے۔ آخر کار (پیسب علماء) حلقہٴ تراوت میں داخل ہو گئے۔

الفاس العارفين اردو ص ۲۵۲

سلسلوں کا ربطِ نعمتِ خداوندی ہے | جانتا چاہیے |
کہ اللہ تعالیٰ کی

جو نعمتیں اس امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ سلسلوں کا ربط اسحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک صحیح و ثابت ہے۔

إتباع مترجم ص ۱۱

خانوادے بہت میں اور بہت تھے اور بہت ہوں گے ان کا حشر نہیں ہو سکتا۔ الغرض اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جو اس ضعیف پر بہت سے احسان کئے۔ ازاں جملہ یہ ہے کہ مجھ کو ظاہر کے طور سے ان تمام خانوادوں کے ساتھ یا ان میں سے اکثر کے ساتھ ارتباط حاصل ہے۔

قطرات ترجمہ معانی ص ۹-۱۰

ہماری صحبت اور طریقت اور سلوک کے آداب کو سیکھنا متصل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک صحیح مشہور اور متصل شخص کے ساتھ۔

شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل ص ۱۱۱۔ اور ایسا ہی اتباع ص ۹ میں ہے۔

شیخ ابو علی دقاق قدس سرہ نے کہا ہے کہ جو درخت خود بخود بخود اگتا ہے اس کا ثمر نہیں ہوتا

اور جو اس میں ثمر لگا بھی تو اس میں لذت نہیں ہوتی۔ اور سنت الہی جاہلی ہے اس پر کہ کوئی سبب ہو جیسے ظاہری تو والد و تناسل بے ماں اور باپ کے نہیں حاصل ہوتا اسی طرح تو والد معنوی کا حاصل ہونا بغیر مرشد کے مشکل ہے۔

رسالہ مکبہ میں لکھا ہے: "مَنْ لَا شَيْخَ لَهُ فَالشَّيْطَانُ شَيْخُهُ" یعنی جس کا کوئی مرشد نہیں اس کا شیطان پیر (مرشد) ہے۔

لے مولانا رشید احمد گلوہی رقمطراز ہیں کہ اس قول کے یہ معنی ہیں کہ جس کا کوئی نہ بتلنے والا نہیں وہ شیطان کی کنہ میں سے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۱)۔

مولانا رشید احمد گلوہی رقمطراز ہیں ص ۱۱۱

بکہ اوبے مرشد در راود شد اور ز غولان گم نہ دوز چاہ شد (بقیہ صفحہ ۱۱۱ ص ۱۱۱)

marfat.com

Marfat.com

بیعت لینے والے یعنی پیر اور مرشد میں چند امور ہیں جن کا
شرائط مرشد بحیثیت شرط پایا جانا ضروری ہے:

اول: قرآن اور حدیث کا علم ہے اور میری یہ مراد نہیں کہ اونچے درجے کا علم شرط
 ہے۔ اور یہ ہم نے اس لئے شرط کیا ہے کہ بیعت سے مرید کو مشروعات کا
 امر کرنا اور خلاف شرع سے روکنا اور تسکین باطنی کی طرف اس کی راہنمائی کرنا اور اس
 سے بُری عادت کا دُور کرنا، اور صفات حمیدہ کا حاصل کرنا مقصود ہے۔ یا یہ
 کہ ایسا مرد ہو جس نے متقی علماء کی بہت مدت تک صحبت اختیار کی ہو۔ اور ان کے ادب
 سیکھا ہو اور حلال و حرام کا پہچاننے والا ہو اور قرآن اور حدیث سن کر ڈر جاتا ہو اور اپنے
 افعال اور اقوال اور حالات کو کتاب اور سنت کے موافق کر لینے والا ہو۔ واللہ اعلم
 دوم عدالت اور تقویٰ: اور بیعت لینے والے کی دوسری شرط عدالت اور تقویٰ ہے تو
 واجب ہے کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز رکھتا ہو اور صغیرہ پر اصرار نہ کرتا ہو۔
 سوم: موکدہ طاعات و عبادات کی حفاظت یعنی دنیا کا تارک اور آخرت کا راغب ہو
 اور دل کا تعلق اللہ تعالیٰ سے رکھتا ہو۔

(باقی ملاحظہ فرمائیے) (جو شخص بغیر پیر کے راستہ پر چلا وہ شیطانوں کی وجہ سے گمراہ اور ہلاک ہوا۔

(مثنوی دفتر اول)

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "پیر و مرشد کے بغیر چارہ نہیں" (مکتوب ۳۶۹ دفتر اول)
 "پیر حق کی بارگاہ تک پہنچنے کا ایک سید ہے" (مکتوب ۶۳ دفتر دوم)۔

مولانا اسماعیل دہلوی آیتہ کریمہ وابتغوا الیہ الوسیلة کے تحت کہتے ہیں کہ حقیقی نجات
 کیلئے مجاہدوں سے پہلے مرشد کا دھونڈنا ضروری ہے۔ (صراط مستقیم اردو ص ۶۹)

مولانا روم علیہ الرحمہ العیوم فرماتے ہیں:

پیر را بگزین کہ بے پیر این سفر ہست بس پر آنت و خوف و خطر

(پیر کا تو مسل اختیار کرنا بیخبر بغیر پیر کے آنت اور خوف و خطر سے بہت مچھ ہے۔ (مثنوی دفتر اول مترجم)

چہارم: امر بالمعروف و نہی عن المنکر یعنی مشروع کا حکم کرتا ہو اور خلافِ شرع سے روکتا ہو۔ اور صاحبِ عقلِ کامل ہو۔

پنجم: صحبتِ کاملین شرط ہے کہ بیعت لینے والا مرشدانِ کامل کی صحبت میں رہا ہو اور ان سے ادب سیکھا ہو زمانہ دراز تک اور ان سے باطن کا تودہ اور اطمینان حاصل کیا ہو اور یہ یعنی صحبتِ کاملین اس واسطے مشروط ہوئی کہ عادتِ الہی یوں جاری ہوئی ہے کہ مراد نہیں ملتی جب تک مراد پانے والوں کو نہ دیکھے جیسے انسان کو علم حاصل نہیں ہوتا مگر علماء کی صحبت سے۔

اور بیعت لینے میں ظہورِ کرامات اور خوارقِ عادات کا ہونا شرط نہیں اور نہ ترکِ پیشہ وری کا۔ اور دھوکا نہ کھاؤ اس سے جو رویشِ مغلوب الاحوال کرتے ہیں یعنی جو صاحبِ حال بسببِ غلبہ اپنے حال کے کسبِ حلال کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ ان کے فعل کو دلیل نہ پکڑنا ترکِ کسب پر۔

منقول توحیدی سے کہ تقوڑے پر قناعت کرتا اور شبہات سے پرہیز کرتا یعنی مالِ مشتبہ اور پیشہ مکروہ اور مشتبہ سے بچنا ضروری ہے (مختصراً)

شفا بالعلیل ترجمہ بقول الجلیل ص ۲۰ تا ۲۱

طریقہ میں داخل ہونے سے مراد، اور بیعت کا مقصد

شیخ ابورضا فرماتے تھے کہ اولیاء کا سلسلہ اور ان کے طریقہ میں داخل ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس قوم صوفیہ کے مشرب اور ریاضات کو قبول کرنا اور عمل کرنا ہے جو شخص اس قسم کا نہیں ہے وہ اولیاء کے طریقہ میں داخل نہیں اگرچہ وہ بظاہر ربط پیدا کرے۔

انفاس العارفين اردو ص ۱۵۸

بیعت بھی کئی قسم کی ہے۔

بیعتِ طریقت کی قسمیں | ایک بیعت تو یہ ہے کہ گناہوں سے

توبہ کرے سو وہ عام ہے ہر مسلمان کے واسطے یعنی جس سے چاہے بیعت کرے اور جو چاہے بیعت لے لے۔

— اور ایک بیعت تبرک سے کہ صالحین کے سلسلہ میں داخل ہو سو وہ بھی عام ہے۔
— اور ایک بیعت حکیم ہے کہ شیخ کو سلوک طریقہ مجاہدہ میں اپنے پر حاکم کرے اور خوب کوشش سے اس رستے پر چلے سو یہ خاص ہے ارباب ارادت کے ساتھ۔
انتباہ مترجم ص ۴

بیعت سنت سے واجب نہیں اس واسطے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول کریم

بیعت سنت سے

صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور اس کے سبب سے حق تعالیٰ کی نزدیکی چاہی اور کسی دلیل شرعی نے تارک بیعت کے گنہگار ہونے پر دلالت نہ کی اور ائمہ دین نے تارک بیعت پر انکار نہ فرمایا تو یہ عدم انکار گویا اجماع ہو گیا اس پر کہ وہ واجب نہیں۔

شفاء العلیل ترجمہ القول الجلیل ص ۱۸-۱۹

اور اس بات میں تو کوئی شک و شبہ نہیں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسا فعل ثابت ہو جو آپ نے بطور عبادت کے کیا اور آپ نے اس کے متعلق خاص اہتمام فرمایا تو وہ فعل سنت دینی سے کم تر نہیں (یعنی وہ سنت ہے)۔

ارمعان شاہ ولی اللہ ص ۱۹۹۔ شفاء العلیل ص ۱۵-۱۴

تم فقہاء کو دیکھتے ہو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے مسائل کو اخذ کرنے میں

مرید اور بیعت ہونا

لے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "استاد اور پیر اسی غرض سے پکڑنے میں کہ شریعت کی راہنمائی حاصل کریں اور ان کی برکت سے اعتقاد اور شریعت کے مطابق عمل کرنے میں آسانی اور سہولت ہو۔" (مکتوب نمبر ۴۴۔ دفتر سوم)

اور آپ کی ذات اقدس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑتے ہیں اور جب ہم نے اس اصول کو اصل قرار دے دیا تو ہمارے لئے مناسب ہے کہ ہم بیعت لینے کے مسئلہ کو اسی پر متفرع کریں۔

فیوض الحرمین اردو عربی ہجرم

حضرت والد شاہ عبدالرحیم فرماتے تھے کہ خان عالم نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک بزرگ کی خدمت میں گئے ہیں اور ان کی بیعت کی ہے۔ وہ چونکہ مصوری جانتے تھے علی الصبح اس بزرگ کی شکل کاغذ پر بنا کر حضرت خواجہ محمد باقی (علیہ الرحمۃ) کی خدمت میں بھیجی اور خواب کی تعبیر پوچھی۔ حضرت خواجہ (علیہ الرحمۃ) نے کہا بھیجا کہ ہم اس بزرگ کو پہچانتے ہیں، ان کے ساتھ رابطہ قائم کر لیں۔

انفاس العارفين اردو ص ۳۴۳

حضرت والد ماجد فرماتے تھے کہ میرے والد صاحب (شیخ وحید الدین) نے ایک سفر میں ایک شخص میں ولایت کے بعض شواہد مشاہدہ کئے اور اس سے بیعت کر لی۔ اور صوفیہ کے اشغال میں مشغول ہو گئے۔ اور کم گولی اور لوگوں کی مجلس سے کیوں اختیار کی اور یہ چیز انہوں نے اس طرح ادا کی کہ اس زمانہ کے صوفیہ میں نظر نہیں آتی۔ کاتبِ حروف (شاہ ولی اللہ) کہتا ہے کہ شیخ منظر رستکی میرے والد اور شیخ ابورضا محمد کے ساتھ ان کے والد شیخ وحید الدین کے تعلق کو بیان کرتے تھے بعد نہیں کہ دونوں چشمہ ہائے ششیرین سے شرفیاب اور ہر دو منبع زلال سے فیض حاصل کیا ہو۔

انفاس العارفين اردو ص ۲۴۴

دوسرا مذہب متاخرین کا ہے جن کے فیض سے کئی عالم منور ہوئے ہیں نقشبندیہ، قادریہ اور چشتیہ سے ہے اور یہ وہ مذہب ہے کہ جب کوئی شخص ان کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہے تو اسے ایسے افکار و اذکار جو مصوری اور شوق و عشق کی زیادتی، توحید، نفی ماسوا، نوناگوں تعلق اور خلق کی محبت سے کنارہ کشی کا باعث ہوتے ہیں، میں مشغول ہونے کا حکم دیتے ہیں۔

انفاس العارفين اردو ص ۲۴۶

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت میں قبول فرمایا

جناب والد ماجد شاہ عبدالرحیم فرماتے تھے شیخ عبدالعزیز قدس سرہ کو میں نے خواب میں دیکھا۔ فرمایا بیٹا!

کسی کے ہاتھ میں دستِ ارادت نہ دینا یہاں تک کہ حضرت خواجہ تمہیں قبول فرما لیں پھر تمہیں اختیار ہے۔ میں نے اس خواب کو خواجہ خرد کی خدمت میں بیان کیا اور اس کی تعبیر پوچھی اور عرض کیا آپ کے سوا اس شہر کے مشاہیر میں سے کوئی خواجہ کے لقب سے ملقب نہیں۔ فرمایا!

تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تمہیں خواجہ کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات کی بیعت میسر آئے گی۔ کیونکہ اس فقیر کا مرتبہ اس سے بہت فروتر ہے کہ حضرت شیخ عبدالعزیز خواجہ کے لقب سے تعبیر کریں فقیر (ولی اللہ) کو اسی طرح یاد ہے اور بعض دوست عبدالعزیز کی بجائے خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کا ذکر کرتے ہیں۔

جناب والد ماجد فرماتے تھے اس کے بعد میں اس حقیقت کا منتظر تھا اور درود شریف پڑھنے میں بہت زیادہ مصروف رہتا تھا۔ ایک رات میں درود شریف پڑھ رہا تھا کہ چاند کے نور کی مانند ایک نور ظاہر ہوا۔ حالانکہ چاند کی رات نہیں تھی۔ آہستہ آہستہ اس نے زمین پر پھیلتا شروع کیا۔ پھر میری چارپائی اور میرے جسم پر آیا۔ جب تک وہ میرے سر سے نیچے تھا، مجھ میں پورا ذوق و شوق تھا۔ جب وہ میرے سر پر آیا تو میں بے ہوش ہو گیا بظاہر میرا وجود مفقود ہو گیا (گم ہو گیا) واللہ اعلم کہ میرے والد نے مجھے تلاش کیا میں نہیں نہ ملا۔ اس وجہ سے وہ بہت بے چین اور بے قرار ہوئے۔ میں اسی غیبت کے دوران یکے بعد دیگرے آسمان طے کرتا ہوا ان کے اوپر پہنچا۔ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل ہوئی اور آپ نے میری بیعت قبول فرمائی اور مجھے نفیِ اثبات کی تلقین فرمائی۔ اس کے بعد افاقہ ہو گیا۔

انفاس العارفين اردو حصہ ۲۲

سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت | چند دنوں کے بعد میں نے

جو مقصد تھا وہ حاصل ہو گیا۔ اب میری اصلاح کی کیا صورت ہے فرمایا ظاہر میں بھی کسی سے بیعت ہونا چاہئے میں نے عرض کیا میں آپ سے بیعت ہونا چاہتا ہوں۔ فرمایا میں تمہیں بہت دوست رکھتا ہوں، میں نہیں چاہتا کہ تمہاری بیعت میرے ساتھ ہو۔ میں نے عرض کیا، میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ دوستی بیعت نہ کرنے کا سبب کیوں ہے۔ اندر اہ انکار فرمایا، وجہ یہ ہے کہ بعض ممنوعہ امور کا مرتکب ہوتا ہوں اور اتہار سنت میں سستی کر جاتا ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ میرے ساتھ ربط کی وجہ سے شرع کے راستے سے تمہارے قدم ڈگمگانہ جائیں، لیکن مجلس میں فیض سے کسی قسم کا گریز نہیں ہو گا۔ میں نے عرض کیا جس سے آپ فرمائیں بیعت ہو جاؤں۔

فرمایا اگر شیخ آدم بتوری قدس سرہ کے خلفاء میں سے کوئی ہو تو بہت مناسب ہے کیونکہ وہ شریعت کی پابندی، ترک دنیا اور تہذیب نفس میں اونچا مقام رکھتے ہیں جو دوسروں کو حاصل نہیں۔ میں نے عرض کیا ہمارے پڑوسی میں آپ کے خلفاء میں سے عبد اللہ قیام پذیر ہیں۔ فرمایا، عنایت ہیں۔ ان سے تعلق کر لینا چاہئے۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا باوجودیکہ ان پر علیحدگی اور تنہائی کا غلبہ تھا پہلی ملاقات میں ہی انہوں نے بیعت قبول فرمائی۔

اس کے بعد خواجہ خرد اور سید عبداللہ دونوں کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا اور فیض حاصل کرتا رہا۔

آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ تک اپنا شجرہ طریقت یوں محبت سے بیان کیا ہے :

ایں فقیر را بظاہر وصلت بہ تلقین و اجازت از شیخ علی التحقیق بالاقدر حقیق جامع مظہرات السبحان، حافظ کلام الرحمن خواجہ تید عبداللہ است قدس سرہ و ایٹان دا از شیخ

المشاخ حضرت شیخ آدم بنوری است وایشان را از مرشد زمانہ و شیخ زمانہ و شیخ
یگانہ مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرسندی کا بلی است۔

سیرت مجدد الف ثانی صفحہ ۳۵ بحوالہ ارشاد رحیمیہ در سلوک نقشبندیہ صفحہ

مقاتل سے روایت ہے کہ یہ آیت
”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ

عورتوں کی بیعت

الْمُؤْمِنَاتُ يَبَيعنَكَ“ فتح مکہ کے روز نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے مردوں سے صفا پر بیعت لی اور عمر رضی اللہ عنہ نیچے بیٹھے عورتوں
سے بیعت لے رہے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ عورتوں سے ان باتوں پر بیعت لیں کہ وہ شریک
نہ کریں، چوری نہ کریں، بدکاری نہ کریں۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں، بہتان نہ باندھیں
کسی نیک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی نہ کریں۔ جب عمر رضی اللہ عنہ آئے اور
عورتوں سے ان باتوں پر بیعت لینے لگے تو ان میں ایک ہند بھی تھی۔ جب عمر رضی اللہ
نے کہا شریک نہ کرنا، چوری نہ کرنا، وہ بولی یہ تو معمولی باتیں ہیں۔ آپ نے فرمایا
بدکاری نہ کرنا تو بولی کوئی شریف آزاد عورت ایسا فعل کر سکتی ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا
اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا، بولی کہی نے تو انہیں جنگ بدر میں قتل کر دیا تھا۔ پھر حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کسی پر بہتان نہ باندھنا، اور کسی نیک کام میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
نافرمانی نہ کرنا۔ الخ
ازالنا الخفاء اول صفحہ ۴۹۱-۴۹۲

بیعت کی خوشی یہ شیرینی کا دستور | حضرت والد ماجد
فرماتے تھے ایک

مرتبہ میں بھلت میں تھا۔ مجھے ایک درجہ دکھایا گیا کہ یہ مقام اس شخص کا ہے جو آج

۱۰ حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اس اہل نعمت کا شکر (باقی اگلے صفحہ پر)

تمہاری بیعت کرے گا۔ اس دن ایک عورت بیعت کیلئے تیار ہوئی اور شیرینی وغیرہ بھی جیسا کہ دستور ہے، مہیا کر لی۔ پھر حیرت ہوئی کہ یہ عورت اس درجہ کے لائق نہیں۔ زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ اسے عورتوں کا عارضہ لاحق ہو گیا اور یہ دولت نہ حاصل کر سکی۔ پھر ایک دوسری صالح عورت نے وہ تمام چیزیں اس سے خرید لیں اور بیعت کی۔

انفاس العارفين ص ۷

بیعت صحبت، تلقین اور خرقہ اجازت

خرقہ اور بیعت کی اصل سنت سنیہ ہے۔ خرقہ کی اصل لباس عمامہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف (رضی اللہ عنہ) کو عطا فرمایا تھا جب انہیں امیر شکر کیا تھا۔ اور بیعت کی اصل خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مستفیض اور متواتر تلقین ہے کہ کچھ پوشیدہ نہیں۔ غرض صوفیہ کی رسم قدیم ہے کہ اپنے پیاروں کو خرقہ پہناتے ہیں۔ خواہ کلاہ، خواہ عمامہ، خواہ قمیض، خواہ قبا، خواہ چادر، خواہ ازار

(بقیہ جانشیہ صفحہ گزشتہ) کس زبان سے ادا کیا جائے کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے ہم فقراء کو اہل سنت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیم کی آرا کے موافق اپنے عقائد کو درست کرنے کے لیے طریقہ علیہ نقشبندیہ کے سلوک سے مشرف فرمایا اور اس بزرگ خاندان کے نسبت یافتہ مریدوں میں شامل کیا (مکتوب ۲۸۱ و قراول)

آیہ کریمہ "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُمَاجِعَتِكَ - الْآيَةَ (ترجمہ) اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! جب آپ کے پاس ذن عورتیں بیعت کرنے کیلئے آئیں اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی اور چھدی نہیں کریں گی اور زنا نہ کریں گی اور اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی اور کسی پر من گھڑت بہتان نہ لگائیں گی اور کسی اچھے کام میں آپ کی بازمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لو اور ان کے لئے اللہ سے بخشش مانگو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ یہ آیہ کریمہ فتح مکہ کے روز نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مردوں کی بیعت سے فارغ ہوئے تو عورتوں کی بیعت شروع کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں سے بیعت صرف قول سے ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ہرگز کسی بیعت کرنے والی عورت کے ہاتھ سے نہیں چھوا۔ الخ (مکتوب ۳۱ - دفتر سوم)

جو کچھ میسر ہو۔

اس کے تین طریقے ہیں۔ ایک تو خرقہ اجازت کہ جب چاہتے ہیں اپنے کسی دوست کو طریقت کی اجازت دیں اور اس کو اپنا نائب کریں تلقین اور صحبت میں کہ طالبوں سے بیعت لے اور خرقہ عطا کرے تو اس کو خرقہ دیتے ہیں سو اس کی شرط ان امور کا قبول کرنا ہے۔

دوسری صورت خرقہ ارادت ہے کہ جب کوئی عزیز صوفیوں کے زمرے میں داخل ہوتا ہے اور ان کے سجد و جہد کے عمل کرنے لگتا ہے تو اس کو خرقہ عطا کرتے ہیں کہ اس کی صوفیوں میں داخل ہونے کی علامت ہو۔ اور اس کی شرط ان امور میں دیکھ لینا ہے کہ وہ جہد و کوشش کرتا ہے اور استقامت رکھتا ہے۔

تیسرا خرقہ تبرک ہے کہ جب کسی پرہیزبان ہوتے ہیں کہ صوفیوں کی برکات اس کے شامل حال ہوں اس کو خرقہ دیتے ہیں۔ اس میں کچھ شرط نہیں بادشاہ ہو یا سوداگر کوئی ہو۔
انتباہ مترجم ص ۳۲

اس فقیر (شاہ ولی اللہ) کو ارتباط بیعت صحبت و خرقہ و فیض تو جو تلقین عالم باطن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اس فقیر نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا ہے اور دُوردا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے سر مبارک گریبان مراقبہ سے اٹھایا اور اپنے دونوں مبارک ہاتھ اٹھائے اور اشارہ فرمایا بیعت اور مصافحہ کا۔ یہ فقیر اٹھا اور زانو بہ زانو متصل بیٹھ کر اپنے دونوں ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مبارک ہاتھوں میں رکھے اور بیعت کی۔ بعد فراغ بیعت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک آنکھیں بند کیں۔ اس فقیر نے بھی اپنی آنکھیں ان کے حضور مبارک میں بند کیں۔ اس وقت آپ نے وہی نسبت خاصہ جس کا پہلے علم القافر بایا تھا، عطا فرمائی تو میں مجھٹ ہو گیا اور وٹے علم کے اور عاشا اللہ کہ اس واقعہ میں کچھ کلام درمیان نہ تھا فقط روحانی فیض یا اشارہ

اور فعل تھا۔

اور جب یہ فقیر مدینہ منورہ پہنچا اور ایک مدت تک روضہ انور میں منوجہ رہا۔
سب مراتب جذب و سلوک کے ابتدا سے اتہا تک طے کئے۔ اس وقت اس
فقیر کو القاب ذکی و حکیم سے ملقب فرمایا اور ایک طریقہ عنایت فرمایا اور جو علم میں مشکلات
تھیں، میں نے پوچھیں اور ان کا جواب با صواب پایا۔ (انتباہ مترجم بومرلی اردو ص ۲۵)
اور (ظاہری) ارتباط اس فقیر کو جہت صحبت و بیعت و تلقین اشغال و اجابت و
خرقہ سے اپنے والد شیخ عبدالرحیم قدس سرہ سے ہے۔
انتباہ مترجم ص ۲۸

پوشیدہ ہے کہ والد ماجد (شاہ عبدالرحیم) طریقہ نقشبندیہ کی مختلف شاخوں میں
سے حضرت محمدی علیہ الرحمۃ کی شاخ کو پسند کرنے تھے اور اس کے ساتھ ایسی رغبت رکھتے
تھے کہ دوسری شاخوں میں سے کسی کے ساتھ ایسی رغبت نہیں تھی۔ ان کی تمام ہدایت و
ارشاد اسی شعبہ سے ہوئی۔
انفاس العارفين اردو ص ۴۲

یہ بھی واضح ہو کہ حضرت والد ماجد نے میر نور العالی کے ساتھ بہت صحبت رکھی
ہے اور ان سے کلاہ اور خرقہ حاصل کیا ہے۔
انفاس العارفين اردو ص ۴۹

حضرت شیخ محمد فرماتے تھے کہ آدھی رات کا وقت تھا یا کچھ کم یا زیادہ کہ حضرت والا
(مرشد گرامی قدر) سجد سے اُٹھے اور جب دروازہ پر پہنچے تھوڑی دیر مراقبہ کی حالت میں کھڑے
رہے۔ پھر فرمایا اگر کوئی طالب تمہاری طرف رجوع کرے تو اس کو تلقین کر کھجے لجازت
دیتے ہیں۔ میں نے سوچا میرے دل میں تو اس کا کبھی خیال پیدا نہیں ہوا تھا۔ اس لئے
مجھے قدرے توقف ہوا۔ وہ میرے اس خیال سے مطلع ہو گئے فرمایا کہ اس وقت وہ
لوگ جو بلا واسطہ یا بلا واسطہ کھجے سے بیعت کریں گے، مجھے ان کے نام بتانے گئے
ہیں۔ اگر تم چاہو تو ان میں سے کچھ بیان کر دوں۔ جب کوئی کام مقدم ہو گیا ہو تو پھر
توقف کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔
انفاس العارفين اردو ص ۲۶۶

شیخ احمد شاوی علم شریعت اور طریقت کے جامع تھے۔ آپ نے علم حدیث شمس مدنی

اپنے والد، سید غضنفر اور شیخ محمد بن ابی الحسن سے حاصل کیا اور اپنے والد سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ ان کے بعد سیدہ بنتہ اللہ کی صحبت کا التزام کیا اور ان سے بھی خرقہ خلافت پہنا اور ان کی صحبت میں درجاتِ عالیہ کو پہنچے اور ان سے خلافت حاصل کی

کاتبِ حروف (شاہ ولی اللہ) کہتا ہے کہ متاخرین اہل حرمین کی اصطلاح میں قبولِ بیعت اخذِ عہد کو کہتے ہیں یعنی جب بھی مشائخِ صوفیہ اس کی بیعت قبول کرتے ہیں۔ اس طریقہ کے مشائخ کی برکت زندہ ہوں یا گذشتہ کی برکات اس کے شامل ہو جاتی ہیں۔

انفاس العارفين اردو ص ۲۴۲
شیخ احمد قشاشی علم حقیقت اور شریعت میں امام تھے جو قائل معرفت میں بات کرتے تو وہ آیات و احادیث سے مدلل ہوتے۔ انہوں نے بہت سے مشائخ کی صحبت حاصل کی اور اپنے والد سے خرقہ پہنا۔ لیکن انہیں شیخ احمد شناوی سے مقصد حاصل ہوا۔ اس لئے انہوں نے خود کو ان کی طرف منسوب کیا۔

انفاس العارفين اردو ص ۲۴۶
شیخ احمد نخلی علیہ الرحمۃ علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے بہت سے مشائخ طریقت اور علمائے شریعت کی صحبت حاصل کی اور سید عبدالرحمن، سید محمد رومی، سید عبداللہ ستاف اور میر کلاں بن میر محمود بلخی وغیرہ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ کو مشائخ حرمین شریفین اور باہر سے آنے والے مشائخ کی بھرپور صحبتیں حاصل ہوئیں۔

انفاس العارفين اردو ص ۲۸۸
جب حضرت خواجہ باقی باللہ (رضی اللہ عنہ) طریقہ نقشبندیہ کی اشاعت میں مشغول ہوئے۔ شیخ قطب عالم بکثرت ان کی خدمت میں جاتے اور فیضِ صحبت، اس طریقہ میں بہترین چیز یہی ہے، حاصل کرتے۔ اگرچہ آغازِ کار میں حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ نے ان کی شاگردی کی اور ایک عرصہ تک ان کی خانقاہ میں مجاہدت کی تھی۔

حضرت والد ماجد فرماتے تھے کہ جس زمانہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ ان کی خانقاہ میں تھے۔ اسی رات کے وقت شیخ قطب عالم پر یہ بات منکشف ہوئی کہ ان کا حصہ بخارا میں ہے اسی وقت باہر نکل آئے اور فرمایا تمہیں مشائخ بخارا بلاتے ہیں اس وقت روانہ ہو جائیے۔ اس وقت خرقد موجود نہ تھا صرف تہمت تھا وہی عنایت فرمایا خواجہ نے دستار کے طور پر اسے سر پر باندھ لیا اور اسی وقت بخارا کے قصد سے روانہ ہو گئے وہاں انہیں خواجہ املنگی ملے جن سے انہوں نے فیوض و برکات کی دولت حاصل کی۔

انفاس العارفين اردو ص ۲۵۹

تمہیں جانتا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا دنیا میں یہ بیعت کے مشروع ہونے میں حکمت

قانون جاری ہے کہ نفوس انسانی کے اندر جو نظر میں نہ آنے والی پوشیدہ کیفیات ہیں۔ اس نے ان کو ظاہری افعال و اقوال کے ذریعے ضبط میں لانے کا دستور بنایا ہے اور ان ظاہری افعال و اقوال ہی کو اندرونی نفسی کیفیات کا قائم مقام مقرر فرمایا ہے۔

مثال کے طور پر خدا اور خدا کے رسول (صلی علیہ وسلم) اور یوم آخرت پر ایمان لانا اور ان کی تصدیق کرنا نفس کی ایک نظر نہ آنے والی اندرونی کیفیت ہے اور اللہ تعالیٰ نے زبان سے اقرار کرنے کو ظاہر میں اس کا قائم مقام بنایا ہے۔ یہی مثال بیعت

کی بھی ہے۔ ایک آدمی تو بہ کرتا ہے اور ترک معاصی کا عہد کرتا ہے اور تقویٰ پر مضبوطی سے قائم رہنے کا تہیہ کرتا ہے تو یہ ایک نفس کی داخلی کیفیت ہوتی۔ اس کیفیت کا قائم مقام بیعت کو بنایا گیا ہے۔

صوفیہ کی بیعت کا انکار گمان فاسد ہے

بعض لوگوں نے گمان کیا ہے کہ بیعت منحصر ہے قبولِ خلافت اور سلطنت پر اور وہ جو صوفیوں کی عادت ہے باہم اہل تصوف سے بیعت لینے کی وہ شرعاً کچھ نہیں تو یہ

گمان فاسد ہے بدسیل اس کے جو ہم مذکور کر چکے۔

شفاء العیال ترجمہ القول الجمیل ص ۵۸

کسی کے مرید کو مرید کرنے کی شرط

حضرت شیخ ابورضا فرماتے تھے کہ عارف کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ دوسرے عارف کے مرید کو اپنی طرف راغب کرے اور اس کی توجہ شیخ کی طرف سے پھیر دے۔ اور اگر وہ گڑگڑائے (یعنی اصرار کرے) تو بھی اسے اس کے اپنے شیخ کے سپرد کرے۔

ہاں اگر اس کا شیخ فوت ہو جائے یا دوسرے شہر میں (دور دراز) چلا گیا ہو، (جہاں سے باہم ملاقات کا امکان نہ رہے) تو کوئی مضائقہ نہیں۔

انفاس العارفين اردو ص ۱۵۹

دو سپروں سے بیعت کرنا سواگر بسبب ظہور خلل کے ہو اس پیر میں جس سے بیعت

بیعت ایک ہی جگہ

کر چکا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں اور اسی طرح اس کی موت کے بعد یا اسکی غیبت منقطعہ کے بعد کہ اس کی توقع ملاقات کی باقی نہیں رہی اور بلا عند تو دوسرے مرشد سے بیعت کرنا مشابہ کھیل کے ہے۔

اور جگہ جگہ بیعت کرنا برکت کو کھودیتا ہے اور مرشدوں کے دلوں کو اس کی تعلیم اور تہذیب سے پھیرتا ہے۔ واللہ اعلم (یعنی اس کو ہر جانی اور ہر دم خیالی سمجھ کر

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "ایک شرط خاص طور پر ملحوظ رکھیں کہ قبلہ توجہ (اپنا مرشد کامل) صرف ایک ذات ہوئی چاہیے۔ اپنا قبلہ توجہ متعدد افراد کو قرار دینا اپنے آپ کو تفرقے اور انتشار کا شکار کرنا ہے۔ مشہور مثل ہے "ہر کہ یک جا ہمہ جا دہر کہ ہمہ جا ہیج جا" یعنی جو ایک جگہ قائم ہے ہر جگہ ہے اور ہر جگہ ہے ایک جگہ ہی نہیں۔ (مکتوب نمبر ۷۵۔ دفتر اول)

marfat.com

Marfat.com

اس پر التفات نہیں کرتے) شفاء العلیل ترجمہ القبول الجلیل ص ۲۹-۳۰
 حضرت والد فرماتے تھے کہ خلیفہ ابو القاسم نے میرا ابو العالی کی صحبت بھی حاصل
 کی ہے لیکن حصول فیض اور بیعت کا شرف ملا ولی محمد سے حاصل تھا۔ ایک روز میر
 ابو العالی نے ان سے فرمایا کہ تم نے ہم سے بیعت کیوں نہیں کی؟ انہوں نے کہا ملا ولی محمد
 کی خدمت بھی آپ ہی کا مظہر ہے۔ اس عاجز نے جب ان سے علم حاصل کیا ہے ان
 سے بے حد محبت پیدا ہو گئی ہے۔ بیعت کا تعلق بھی ان کے ساتھ قائم کرنا بہتر سمجھا ہے
 آپ مسکرائے اور تعریف کی۔
 انفاس العارفين اردو ص ۲۹

حضرت شیخ ابورضا فرماتے تھے کہ وصول الی اللہ میں سب سے بڑی رکاوٹ تعصب
 ہے۔ صوفیہ کے قول "تاقبلا توجہ یکے نمی شود افادہ و استفادہ صورت نمی گردد" (کہ جب تک
 توجہ کا مرکز ایک نہ ہو افادہ و استفادہ ممکن نہیں) کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ
 توجہ کے ایک ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ ایک ہی جانب سے اخذ کیا جائے اور اس کے بغیر
 کسی دوسری طرف التفات نہ کیا جائے اگرچہ وہ غوث قطب ہی کیوں نہ ہو۔
 انفاس العارفين اردو ص ۱۵۸

مختلف طریقوں کی نسبتوں کا حصول کیونکر ہے؟

شیخ امان اللہ جو حضرت والا (خاۃ عبدالرحیم) کے خاص دوستوں میں سے تھے
 نے ایک روز سوال کیا کہ سالک جب کسی طریقہ صوفیہ کے اشغال پورے کر کے جمعیتِ خاطر
 حاصل کرے تو کسی دوسرے طریقہ میں داخل ہو کر اس کے اعمال و اشغال میں مشغول ہونا
 اس کے لئے مستحسن ہے یا نہیں۔ اگر مستحسن ہے تو اس کا فائدہ کیا ہے؟
 فرمایا مستحسن ہے اور اس کا فائدہ اس طریقہ کی نسبت کا حصول ہے۔ ہر طریقہ
 کی الگ نسبت اور جہاں آثار ہیں۔

انفاس العارفين اردو ص ۱۲۲

حصولِ فیض کے لئے دل صاف ہو | حضرت والد ماجد

عبداللہ نے فرمایا کہ آغاز میں جب میں شیخ آدم کی خدمت میں پہنچا، میرا دل رُوحانی نسبت سے بالکل خالی ہو گیا اور جمعیت میں مکمل فتور مشاہدہ میں آیا۔ میں پریشان ہو گیا۔ میں نے شیخ کی خدمت میں عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا پہلی نسبت سرکہ کا حکم رکھتی تھی اور وہ جمعیت ہماری صحبت سے حاصل ہوگی گلاب کی مانند ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جب بوتل میں سرکہ ہو اور اس میں گلاب ڈالنا چاہیں تو پہلے اس بوتل کو سرکہ سے خالی کیا جاتا ہے اور اسے دھو کر سرکہ کا اثر اور وجود ختم کر لیا جاتا ہے، تب وہ گلاب ڈالنے کے قابل ہوتی ہے۔

انفاس العارفين اردو ص ۲۹

سید عبداللہ شیخ آدم (قدس سرہما) کی صحبت میں پہنچے۔ سید صاحب نے انہیں شیخ عالی مقام، متشرع، عظیم عارف اور قوی تاثیر پایا۔ ان کے طریقہ کو پسند کرتے ہوئے ادھر ادھر کی آمد و رفت کو چھوڑ کر مدت تک ان کی صحبت میں رہے۔

انفاس العارفين اردو ص ۲۸

مرشد کی صحبت کرے تو اپنی ذات کو سرچیز کے تصور اور خیال سے خالی کر ڈالے سوا اس کی محبت کے اور اس کا منتظر رہے جس کا اس کی طرف سے فیض آوے اور مرشد کی دونوں آنکھوں کے درمیان نظر رکھے پھر جب کسی چیز کا فیض آئے تو اس کے

انے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس گروہ اہل اللہ کی خدمت میں خالی ہو کر آنا چاہیے تاکہ پُر ہو کر واپس لوٹے اور اپنے انفاس اور محتاجی کا اظہار کرنا چاہیے تاکہ وہ اس پر شفقت اور مہربانی فرمائیں اور فیض پہنچانے کا راستہ کھلے سیر ہو کر آتا سیر ہو کر چلے جانا بے مزہ ہے۔ اپنے پر ہونے کا خیال مرض کے باعث ہے اور بے نیازی سرشتی میں ڈال دیتی ہے حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پہلے نیاز مندی اور خستہ ولی درکار ہے پھر زل شکنہ کی طرف توجہ بندول ہوتی ہے لہذا بندگانِ حق کی توجہ کے لئے نیاز مندی شرط ہے۔

پہچھے پڑ جائے اپنے دل کی توجہ سے اور چاہیے کہ اس کی محافظت کرے۔

شفا العیال ترجمہ بقول الجلیل ص ۸۱-۸۲

شیخ سے رابطہ | اوصوال الی اللہ کا تیسرا طریق رابطہ ہے اس شیخ سے جو

مشاہدہ کے مقام کو پہنچا ہوا ہے اور تجلیات ذاتیہ سے مستحقق ہوا ہے اس واسطے کہ اس کی رویت بموجب اس کے کہ "اِذَا رَأَوْا ذِكْرَ اللَّهِ" ذکر کا فائدہ دیتی ہے اور اس کی صحبت بموجب اس کے کہ "هُوَ جُلَسَاءُ اللَّهِ" اس صحبت مذکور کا فائدہ دیتی ہے اور جب ایسے عزیز کی صحبت میرے آئے اور اپنے نفس میں اس کا اثر معلوم ہو تو چاہیے کہ اس کی حفاظت کرے جو اثر مشاہدہ کیا ہے جہاں تک ممکن ہو اور جو اس میں فتور آجائے تو اس شیخ کی مصاحبت کی طرف رجوع کر کے پھر تجھے اس کی برکت سے وہ اثر حاصل ہو۔ اور اسی طرح کیا کر تاکہ وہ کیفیت ملے جو جائے اور اگر اس عزیز کی صحبت سے یہ اثر ظاہر نہ ہو تو اس سے محبت اور انجذاب تو حاصل ہو۔

انتباہ مترجم ص ۳۱

اس فقیر (ولی اللہ) نے حضرت والد ماجد سے اجمالاً اور بعض دوسرے احباب سے تفصیلاً سنا ہے کہ سپہ غلام محی الدین اور ان کا والد بیجا پور کی مہم میں بیمار ہو گئے۔ ان کی بیماری لمبی اور سخت ہو گئی۔ ایک روز حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو انہوں نے خواب

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "شوق و درد کی حفاظت شیخ کامل مکمل کی خدمت میں پہنچنے کے وقت تک ہے۔ اس کی خدمت میں پہنچ جانے کے بعد اپنی تمام مرادیں اس کے حوالے کر دے جس طرح میت غسال کے ہاتھ میں۔ فنا اول فنا فی الشیخ ہے پھر ہی فنا فی اللہ کا ذریعہ اور وسیلہ بن جاتا ہے۔

۲۔ زان روی کے چشم تست احوال معبود تو پیر تست اول
چونکہ تیری نظر اول میں احوال (ایک کو دود دیکھنے والی) ہے اس لئے اولاً تیرا قبلہ گاہ تیرا پیر
مرشد ہے: (مکتوب ۶۱ - دفتر اول)

میں دیکھا۔ فرمایا تم اپنے شیخ کی طرف رجوع کیوں نہیں کرتے۔

جب بیدار ہوئے تو کچھ نیاز حضرت والا کی مقرر کی اور دل سے ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ تین روز کے بعد اس نے خواب میں دیکھا کہ حضرت والا (شاہ عبدالرحیم) تشریف لائے ہیں اور اس کے نزدیک بیٹھے ہیں، صحت کی خوشخبری دی اور فرمایا کہ ساتویں روز قلعہ بیجاپور غازی الدین خان کی طرف سے فتح ہو جائے گا (اور ایسا ہی ہوا)۔

انفاس العارنین ص ۲۱

شیخ کی بے ادبی محرومی کا باعث ہے

میرید شیخ کی خدمت میں جلے اور اس سے فیض حاصل کرے بلکہ یہ اعتقاد رکھے کہ تیرا پیر تجھے پہنچا دے گا تیرے مولیٰ کے پاس اور اپنے پیر کے سوا دوسرے سے تعلق نہ کرے کیونکہ یہ تفرقہ کا موجب ہوگا۔ الحاصل یہ کہ جس بات کو طبیعت انسانی مکروہ جانے اس سے الگ رہے اور بچے اس سے کیونکہ بے ادبی خصوصاً مشائخ کی راہِ خدا میں مانع ہے اور اس کے سبب سے فیض سے محروم رہتا ہے۔

انماہ ترجمہ ص ۵۵
ہاں! مشائخ طریقت کی اگر بے ادبی ہو جائے تو اس کا علاج اس سے باز آنا ہے۔
قطرات ترجمہ ہمعات ص ۲۱

اے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "اس گروہ کے ساتھ بغض و عناد (خصوصاً جہاد میں) میں پیری مریدی کا تعلق ہو (ذمہ قابل ہے اور ان پر اعتراض اور نکتہ چینی ابدی محرومی کا موجب ہے۔" (مکتوب ۷۸ تا ۱۰۴۔ دفتر اول)۔ "حق تعالیٰ کی رضامندی شیخ کی رضامندی سے وابستہ ہے اور حق تعالیٰ کا غضب شیخ کے غضب پر موقوف ہے۔" (مکتوب ۲۲۳۔ دفتر اول)

جناب مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: سے

از خدا جو نیم توفیق اوب بے ادب محروم ماند از فضل ب

(ہم خدا سے اوب کی توفیق چاہتے ہیں بے ادب خدا کے فضل سے محروم رہے)۔ (مشہور شریف دفتر اول)

marfat.com

Marfat.com

اعتراض کرنے والے خود کیسے ہوتے ہیں؟

حضرت والد ماجد فرماتے تھے جب سے دنیا کو ترک کیا ہے اب تک اپنے لئے بازار سے کبھی لباس نہیں خریدا۔ دستار، جامد اور جوتے ہر چیز بوقتِ ضرورت حق تعالیٰ بکثرت دیتا رہا۔

ایک روز حضرت والا نے قیمتی لباس پہن رکھا تھا۔ ایک خشک صوفی نے اس کے بارے میں بحث کی۔ آپ نے فرمایا میرے لباس کی ہر تار اگرچہ شمال و شمال ہے لیکن محبتِ الہی کی کندھے کیونکہ حق تعالیٰ نے میری کوشش اور ارادے کے بغیر عطا فرمایا ہے اور تیرے لباس کی ہر تار اگرچہ موٹے کھدر کے دھاگوں پر مشتمل ہے، وہ اثر دہا ہے کیونکہ تو نے اپنے ارادہ و کوشش سے حاصل کیا ہے۔
انفاس العارفين ص ۱۳۷

بے ادبی پر مرید کا حال سلب نہیں کرنا چاہئے

اور جب مرید سے کوئی بے ادبی ہو جائے تو شیخ کے لئے مناسب نہیں کہ اس کے سلبِ حال کے واسطے کوشش کرے بلکہ اپنی بہت سے اس کی ظلمت اور کدورت دور کرنے کے طریق میں متوجہ ہو، یا اس کو نفی و اثبات کا ذکر کرنے کا حکم کرے تو اس سے اس کی ظلمت جاتی رہے گی۔
اعتباہ مترجم ص ۵۷

اولیاء کا ادب یہ ہے کہ ان کی مجلس میں اپنے دلی خطروں کی

مشائخ کا ادب و احترام کیا ہے؟

اے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
ایک دن صاحبِ قرآن امیر تمبور گورگان رحمۃ اللہ علیہ بخارا کے بازار میں سے گزر رہا تھا اتفاقاً خواجہ نقشبند قدس سرہ کی خانقاہ کے درویش اس بازار میں خواجہ کی خانقاہ کی چٹائیوں کو جھاڑ رہے تھے اور گرد و غبار صاف رہے تھے۔ امیر تمبور اپنی سلماں کی چھٹی حالت کے سبب سے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حفاظت کرے اور ان کے حضور بلند آواز سے نہ بولے اور ان کے حضور میں نماز نوافل نہ پڑھے اور ان کے ساتھ اگر پڑھے تو بیت اچھا ہے۔ اور ان کے کلام کے درمیان بول نہ اٹھے بلکہ جب تک وہ خود نہ پوچھیں کچھ نہ کہے اور جس کو وہ مکروہ جانیں اسے خود بھی مکروہ سمجھے۔ اور ان کے گھر میں ان کے اسباب اور اخراجات کی طرف نظر نہ کرے اور دل میں یہ کوئی خطرہ نہ لائے اور شیخ کی خدمت میں جائے اور اس سے فیض حاصل کرے بلکہ یہ اعتقاد رکھے کہ یہ تیرا پیر تجھ کو پہنچا دے گا تیرے مولیٰ کے پاس، اور اپنے پیر کے سوا اور سے تعلق نہ کرے کیونکہ یہ تیرے تفرقہ کا موجب ہوگا۔ الحاصل یہ ہے کہ جس کو طبیعت انسانی مکروہ جانے اس سے الگ رہے اور اس سے بچے۔

انتباہ ص ۵۸

بزرگوں سے بات کرتے وقت پیچیدہ، انتہائی مختصر اور بہت آہستگی سے

ابھی) بات کرنا جائز نہیں۔

الفاس العارین ص ۱۳۵

تربیت سالکین | سالکوں کی تربیت کے مختلف درجے ہیں۔ اس ضمن میں سب سے پہلی چیز جس کی طرف توجہ کرنی چاہئے وہ سالک کا عقیدہ ہے۔ جب مرید اللہ کے راستے پر چلنے کی طرف راغب ہو تو مرشد اس کو حکم دے کہ سب سے پہلے وہ سلف صالحین کے مطابق اپنے عقائد

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اس بازار میں ٹھہر گیا اور خانقاہ کی گرد کو اپنے لئے عنبر اور صندل بنایا آخر کار اس کا خاتمہ اچھا ہو گیا۔ مستقول سے کہ خواجہ نقشبند قدس سرہ امیر تمبوری کی وفات کے بعد فرمایا کرتے تھے تمبوری مرگیا لیکن باہمان مراد (مکتوبہ ۹۲ - دفتر دوم)

مولانا روم علیہ الرحمۃ الغنیوم فرماتے ہیں سے

خاک شو مردان حق رازیریا خاک بر مکن حسدا ہچوما

(خامان خدا یعنی اولیاء اللہ کے پیروں کے نیچے خاک بن جا اور ہماری طرح حسد پرستی ڈال دے) (مثنوی شریف ذراؤں)

اے حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: "پیری کے وسیلے انسان خدا رسیدہ ہوتا ہے۔ یہ خدا رسیدگی تمام

دنیاوی اور اخروی سعادتوں سے افضل ہے" (مدارج معارف ص ۳۸)

marfat.com

Marfat.com

کی تصحیح کرے۔
 ارمغانِ شاولی اللہ ص ۲۸۸ بحوالہ بقول الحلیل

پھر عقائد کی تصحیح کے بعد کباڑ سے اجتناب اور صفائے شرمندہ ہونے کی طرف
 نظر کرے۔ پھر ارکانِ اسلام از قسم طہارت اور صلوٰۃ و صوم اور زکوٰۃ و حج میں
 نظر کرنا چاہیے اور ان امور کو ارشاداتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق قائم کرے۔

پھر ضروریاتِ معاش میں نظر کرے۔ پھر ان اذکار میں جو اوقاتِ مخصوصہ یعنی
 صبح و شام اور سونے کے وقت وغیرہ ذالک میں مامور ہیں، نظر کرنا چاہیے۔
 پھر اخلاقِ آراستہ کرنے میں نظر کرنا چاہیے۔ پھر جب سالک ان مذکورہ

آداب کے ساتھ متادب ہو گیا تو اب وقت آیا اشغالِ باطنی کا اور ہمیشہ اللہ عزوجل کے
 ساتھ دل لگائے رہنے کی کوشش کرنے کا اور اس کو تاکتے رہنے کا دل کی بینائی سے مخموراً

شفاء العلیل ترجمہ بقول الحلیل ص ۲ تا ۴۲ قطراتِ ترجمہ معانی ص ۱۵

سالک کی تربیت کے سلسلہ میں
 مشائخِ نقشبندیہ کے طریقہ کی بنیاد ان

اصطلاحاتِ نقشبندیہ

اصطلاحات پر ہے:

- ۱۔ ہوشِ دردم
- ۲۔ نظر پر قدم
- ۳۔ سفرِ در وطن
- ۴۔ خلوتِ در انجمن
- ۵۔ یاد کرو
- ۶۔ بازگشت
- ۷۔ نگہداشت
- ۸۔ یادداشت

یہ آٹھ کلمات حضرت خواجہ عبدالخالق بغدادی رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں اور ان کے بعد یہ

تین اصطلاحیں حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں:

- ۱۔ وقوفِ زمانی
- ۲۔ وقوفِ قلبی
- ۳۔ وقوفِ عددی

ہوشِ دردم | ہوشِ دردم کے معنی ہر سانس کے ساتھ ہوشیاری اور
 بیداری ہیں۔ اس لئے تو اپنی ذات سے ہمیشہ بیدار اور

متجسس رہ کہ وہ غافل ہے یا ڈاکر۔ اور یہ دوامِ حضور حاصل کرنے کا طریقہ ہے
 اور مبتدی کے لئے یہ ہوشیاری مخصوص ہے اور جب آگے بڑھ کر سلوک کے درمیان

آئے تو چاہئے کہ تھوڑی تھوڑی مدت میں اپنی ذات کا کھوج لگائے کہ کسی گھڑی غفلت آئی یا نہیں۔ اگر غفلت آئی تو استغفار کرے اور اسنہ اسے تھوڑے تھوڑے چھوڑنے کا ارادہ بچتہ کرے اور اسی طرح ہمیشہ کرتا رہے یہاں تک کہ دوام حضور پائے۔

نظر بر قدم | نظر بر قدم سے مراد یہ ہے کہ سالک اپنے چلتے پھرنے کے وقت کسی چیز پر نظر نہ ڈالے سوائے اپنے قدم کے، اور سمیٹنے کی حالت میں اپنے آگے دیکھے مختلف نقوش اور عجیب انگیز رنگوں کا دیکھنا سالک کی حالت کو بگاڑ دیتا ہے، اس کی طلب سے اسے روکتا ہے۔ لوگوں کی آوازوں کی طرف کان لگانا بھی نظر کرانے کے حکم میں ہے۔

والد ماجد سے سنا فرماتے تھے کہ یہ (نظر کا نیچے رکھنا) نسبت بتندی کے ہے اور منتہی پر تو واجب ہے کہ وہ اپنے حال میں غور کرے کہ وہ کس نبی کے قدم پر ہے اس لئے کہ بعض اولیاء المرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قدم پر ہوتے ہیں اور ان کو کمالات کی پوری جامعیت حاصل ہوتی ہے۔ اور بعض ولی موسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہوتے ہیں وعلیٰ ہذا القیاس۔ پھر جب منتہی اپنے پیشوا کو پہچان لے تو چاہئے کہ اس کے حالات و واقعات اپنے پیشوا کے واقعات کے ساتھ مناسبت رکھتے ہوں واللہ اعلم!

سفر در وطن | سفر در وطن کا مطلب صفات بشری سے صفات ملکی کی طرف منتقل ہونا ہے اس میں سالک پر واجب ہے کہ اپنے نفس کی طرف متوجہ رہے اگر اس میں مخلوق کی محبت باقی ہو تو اسے اپنا بہت سمجھ کر پھر توبہ کرے اس لئے کہ جو خدا سے باز رکھے وہ حقیقت میں اس کا بت ہی ہے۔ پھر لا الہ الا اللہ کہے اور اس سے یہ ارادہ کرے کہ میں نے فلاں چیز کی محبت کی نفی کر دی اور اس کی جگہ اللہ کی محبت ثابت کر دی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دل میں غیر خدا کی چسپی ہوئی محبت کا انکار ممکن نہیں مگر کمال تو خدا و تحت سے ہے اور سالک پر یہ بھی واجب ہے

کہ اس کے دل میں کسی کا حسد کینہ اور اعتراض موجود ہو تو کلمہ کی ہمیشہ تکرار سے اُسے ختم کر دے۔

خلوت در انجمن | خلوت و انجمن کا مطلب یہ ہے کہ اپنے تمام حالات مثلاً پڑھنے، کلام کرنے، کھانے، پینے اور چلنے میں خدا

کے ساتھ مشغول رہے (یعنی دل میں اللہ اللہ کرتا رہے) اور سالک پہنچا جب ہے کہ مذکورہ امور میں مشغول ہوتے وقت خدا کی طرف متوجہ رہنے کا ملکہ پیدا کرے۔

خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے قول کہ ”مردودہ لوگ میں نہیں تجارت اور خرید و فروخت ذکر اللہ سے غافل نہیں کرتی“ میں اسی طرف اشارہ ہے۔

فقراء کے لباس میں خدا کے ذکر میں رہنا کہ لوگوں پر پوشیدہ نہ رہے اللہ رکھانے کا باعث ہوتا ہے تو بہتر یہ ہے کہ وضع اور لباس تو علم، دیانت اور طاعات میں اجتہاد

دالوں کا سامو اور دل ہمیشہ حق جل شاتہ کے ذکر میں مصروف رہے چنانچہ خواجہ غلام امینی علیہ الرحمہ نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے

یاد کرو | یاد کرو سے مراد ہمیشہ نفسی اثبات کے ساتھ یا مجرد اثبات کے ساتھ ذکر اللہ ہے۔

بازگشت | بازگشت سے مراد رجوع کرنا اور پھرنا ہے مطلب یہ ہے کہ تھوڑے ذکر کے بعد مناجات کی طرف رجوع کرے اور یوں

دُعا کرے کہ اے اللہ تو ہی میرا مقصود ہے میں نے دنیا و آخرت کو تیرے لئے چھوڑ دیا۔ مجھے اپنی نعمت یعنی محبت و معرفت اور پورا وصال نصیب فرما۔

والد ماجد (شاہ عبدالرحیم) فرمایا کرتے تھے کہ ذکر میں یہ عظیم شرط ہے تو سالک کو اس سے غافل ہونا مناسب نہیں اس لئے کہ ہم نے جو کچھ پایا اسی سے پایا۔

نگاہداشت | نگاہداشت خطراتِ نفس کے دور کرنے سے عبارت ہے سالک کو بیدار اور ہوشیار رہنا چاہیے تاکہ کسی خیال

اور خطرے کو دل میں نہ چھوڑے۔

خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ نے فرمایا سالک کو چاہیے کہ خطرے کو ابتداء میں ظہور میں روک دے اس لئے کہ ظاہر ہونے کے بعد نفس اس کی طرف مائل ہو جائے گا اور وہ نفس میں اثر کرے گا اور پھر اس کا دور کرنا مشکل ہوگا۔

یادداشت | الفاظ اور کلمات سے خالی توجہ واجب الوجود کی حقیقت کی طرف متوجہ ہونے سے عبارت ہے اور حقیقت یہ ہے کہ فنا کے نام اور بقاء کا بل کے بغیر یہ توجہ حاصل نہیں ہوتی۔

وقوفِ زمانی | اس کا مطلب سہراعت کے بعد اس بات میں تامل کرنا ہے کہ غفلت آئی یا نہیں اور غفلت کی صورت میں استغفار کرنے اور آئندہ اسے ترک کرنے پر کمر بستہ باندھنا ہے۔

وقوفِ عددی | وقوفِ عددی طاقِ عدد کی محافظت کا دوسرا نام ہے یعنی ذکر طاق کرنا چاہئے نہ کہ جُفت۔

وقوفِ قلبی | وقوفِ قلبی قلب کی طرف توجہ سے عبارت ہے یعنی سالک ہر وقت اپنے دل کی طرف نظر رکھے۔ اور اس کی حکمت ضربات کی رعایت میں حکمت کی مانند ہے۔ (مخلصاً)

شفا العلیل ترجمہ القول الجمیل ص ۸۴ تا ۹۲

حقیقتِ توحید کا انکشاف | راہِ طریقت کے مراحل کو طے کرتے ہوئے جب سالک اپنے

اندر ایک حد تک بے نشانی یا بے رنگی کی حقیقت پائے تو اس کے سامنے دو راہیں کھلتی ہیں:

ایک جذب کی راہ اور

دوسری سلوک کی راہ

اس مقام پر مرشد کو اختیار ہے کہ اگر مناسب سمجھے تو سالک کو 'جذب' کے راستے پر چلائے اور اگر چاہے تو اسے سلوک کے راستے پر ڈال دے۔ اس میں شک نہیں کہ تمام اکابر کے نزدیک صاحب جذب کو صاحب سلوک پر ترجیح حاصل ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ سہرہ نور و طریقت کو بلا استثنا سلوک کی بجائے جذب کی راہ پر چلنا چاہئے بعض سالک ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی طبیعت کو راہ سلوک سے زیادہ مناسبت ہوتی ہے اس لئے ان کے لئے سلوک ہی کی راہ قابل ترجیح ہوگی لیکن بعض سالک ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کی طبعی استعداد جذب کا تقاضا کرتی ہے۔ چنانچہ ان کے لئے جذب کا طریقہ اچھا رہتا ہے۔

"جذب" سے یہاں وہ کیفیت مراد نہیں جس سے کہ سالک کا دل عالم غیب کی طرف یکسر متوجہ ہو جاتا ہے۔ اس کے دماغ سے ادھر ادھر کے خیالات بالکل نکل جاتے ہیں اور اس کی عقل اپنا کام چھوڑ دیتی ہے اور وہ شریعت کے احکام اور معاشرے کے آداب سے بالاتر ہو جاتا ہے بلکہ یہاں جذب سے مراد وہ حالت ہے جس میں کہ وجود کے تعینات کے روضے حزن کا سلسلہ اس کائنات سے لے کر ذات باری تک جو حقیقت المتعالمین ہے پھیلا ہوا ہے سالک کی نظروں کے سامنے سے ہٹ جاتے ہیں۔ باقی رہا سلوک" — سو اس سے مراد حضور، طہارت اور عشق وغیرہ کی نفسی کیفیات میں سالک کا اپنے آپ کو رنگنا یا ان کیفیات کو اپنے اندر پیدا کرنا ہے۔

جذب کے حصول کا طریقہ یہ ہے کہ سالک جب اجملی طور پر عالم غیب سے آشنا ہو جائے تو مرشد کو چاہئے کہ اس سے زمبابلی یا قلبی ذکر بکثرت کرائے۔ اس دوران سالک اپنی چشم بصیرت کو عالم غیب کی طرف برابر لگائے رکھے اور وہ اپنے دل کو بھی پوری طرح ادھر متوجہ رکھے۔ اس میں شک نہیں کہ اگر چند روز عالم غیب کی طرف اس طرح توجہ کرے گا تو یقیناً

اس پر توحیدِ افعالی کی حقیقت متکشف ہو جائے گی۔ وہ محض فکر یا خیال سے "توحیدِ افعالی" کی حقیقت کا ادراک نہیں کرے گا بلکہ اس پر یہ حالت طاری ہو جائے گی کہ وہ کل عالم اور اس کی تمام حرکت اور نمو کو ایک شخص واحد کی تدبیر کا اثر اور ایک ذات کے فعل کا نتیجہ سمجھے گا اس کو عالم کی تمام حرکات و سکنات یوں نظر آئیں گی جیسے کہ پتلیوں کا تماشا ہوتا ہے کہ لفظا سر نو معلوم ہوتا ہے کہ پتلیاں از خود چل پھر رہی ہیں لیکن اصل میں ان کے پیچھے پتلی والا بیٹھا ہوتا ہے جو تار سے سب پتلیوں کو حرکت دیتا ہے۔

اگر سالک پہلے ہی سے توحیدِ افعالی کا معتقد ہے تو اس شغل سے اس پر فوراً ہی توحیدِ افعالی کے اثرات نمایاں ہونے لگتے ہیں مثلاً اس میں توکل کی صفت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اپنے سارے معاملات اللہ کے حوالے کر دیتا ہے۔ نیز وہ موت، زندگی، شفا اور مرض کو ان کے جو اباب و عوارض ہیں ان میں منحصر نہیں سمجھتا بلکہ "کلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ" یعنی سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے، کا قائل ہو جاتا ہے۔

لیکن اس توکل کے یہ معنی نہیں کہ وہ اسباب و نتائج کے سلسلے ہی کو بالائے طاق رکھ دے۔ اسباب و نتائج کا سلسلہ تو اللہ کی سنت ہے اور اس پر کاربند ہونا شریعت کی طرف سے فرض ہے۔ اگر سالک پہلے سے توحیدِ افعالی کا معتقد نہ ہو تو "جذب" سے توحیدِ افعالی کا عقیدہ وجدانی طور پر اس کے اندر پیدا ہو جاتا ہے۔

توحیدِ افعالی کے ضمن میں عالم کے جملہ افعال و اعمال کو تدبیرِ خداوندی کی طرف منسوب کرنے کے سلسلے میں سالک عمومی افعال اور کلی حوادث کو، جیسے کہ فقر، غنا، شفا، مرض، موت، زندگی، عزت اور ذلت وغیرہ میں اللہ کی طرف منسوب کے تو یہ مناسب اور بہتر طریقہ ہے۔ باقی رہا درختوں کے پتوں کے ایک ایک ریشے میں اور اسی طرح اور چھوٹی چھوٹی چیزوں میں تدبیرِ خداوندی کے تصرف و تغیر کا جو عمل جاری ہے اس کو بھی اس ضمن میں دیکھنا ہمارے نزدیک "توحیدِ افعالی" کے اصل مقصد میں داخل نہیں۔ اگرچہ سالکان راہِ طریقت کو اکثر ان امور سے بھی سابقہ پڑتا ہے۔

مشائخ اس منزل میں سالک کو کبھی ذکر کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور اسے اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ وہ ذکر میں "لَا فَا عِلَّ فِي الْوُجُودِ إِلَّا اللَّهُ" (یعنی کائنات میں خدا کے سوا کوئی موثر و فاعل ذات نہیں ہے) کو ملحوظ رکھے۔ اس سے دراصل ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ سالک کو توحیدِ افعالی کی کیفیت جلد سے جلد حاصل ہو جائے لیکن یہ بات یاد رہے کہ ذکر و اذکار میں محض اس خیال کو ملحوظ نظر رکھنے سے کہ وجود کائنات میں اللہ کے سوا اور کوئی ذات موثر و فاعل نہیں۔ سالک کو توحیدِ افعالی کی نسبت حاصل نہیں ہو جاتی۔

بہر حال جس شخص کو توحیدِ افعالی کی نسبت حاصل ہو جائے وہ ناسوت یعنی عالمِ مادیات کو اپنے سامنے یوں پاتا ہے جیسے کہ وہ عالمِ غیب کا سایہ اور ظل ہے۔ اب ایک عقلمند آدمی کی مثال لیجئے۔ اگر وہ سائے کو حرکت کرتا ہوا دیکھتا ہے تو بلا کسی شک و شبہ کے بدانتہا اس بات پر یقین کر لیتا ہے کہ کوئی جسم موجود ہے جس کا کہ میں سایہ دیکھ رہا ہوں۔ بعینہ یہی کیفیت اس شخص کی ہوتی ہے جسے توحیدِ افعالی کی نسبت حاصل ہو۔ یہ شخص جب اس دنیا میں جس کو کہ وہ عالمِ غیب کا سایہ اور ظل سمجھتا ہے اعمال و افعال ہوتے دیکھتا ہے تو یقیناً اسے وہ تدبیرِ غیبی نظر آ جاتی ہے جو ان سب اعمال و افعال کے پیچھے کام کر رہی ہے۔

توحیدِ صفاتی

”توحیدِ افعالی“ اس راہِ سلوک کا پہلا قدم ہے۔ اس کے بعد توحیدِ صفاتی کا مرتبہ آتا ہے۔ توحیدِ صفاتی سے مراد یہ ہے کہ سالک مختلف صورتوں اور مظاہر میں صرف ایک اصل کو جلوہ گر دیکھے۔ اور بغیر کسی شک و شبہ کے اس بات کو بدانتہا مان لے کہ سارے کے سارے اختلافات بس ہی اصل میں ثابت اور موجود ہیں۔ پھر وہ اس اصل کو نوع بنوع صورتوں میں جلوہ گر بھی دیکھے اور ہر جگہ اس اصل کو پہچانے۔

اس کی مثال یوں سمجھئے کہ جیسے کوئی شخص نوعِ انسان کے تمام افراد میں ایک انسان کا مشابہہ کو دیکھتا ہے یا وہ موم کی مختلف صورتوں میں موم کی ایک ہی جنس کو ہر صورت

میں موجود پاتا ہے۔

الغرض یہ ایک اصل جو وجود کے ہر منظر میں اور کائنات کی ہر شکل میں مشترک ہے، سالک کو چاہئے کہ وہ اس اصل کو ہر چیز میں بے رنگ دیکھے۔ اور کسی منظر کے مخصوص رنگ کو اس میں موثر نہ مانے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی سالک کو اس حقیقت سے بھی بے خبر نہ رہنا چاہئے کہ اصل کی اس "بے رنگی" اور بعد میں اس نے مختلف مظاہر میں جو الگ الگ صورتیں اور گونا گوں رنگ اختیار کئے ہیں، ان دونوں حالتوں میں کوئی تضاد نہیں۔ نیز اصل کی یہ "بے رنگی" اس میں مانع نہیں کہ یہی اصل بعد میں مختلف صورتوں اور مختلف رنگوں میں ظہور پذیر ہو۔ لیکن سالک کو ایک ہی اصل کی یہ "بے رنگی" اور ہر رنگی محض غور و فکر کے ذریعے نہیں بلکہ وجدانی طور پر اور بداہتہً مشاہدہ کرنی چاہئے۔

بہر حال ایک ہی اصل کو وجود کے ہر منظر میں دیکھنا یا تو غور و فکر کے ذریعے ہوتا ہے یا وجدانی طور پر اور بداہتہً۔ اصل کے مشاہدے کے یہ دونوں مقام باہم ملے جلے ہیں جہاں ایک ختم ہوتا ہے وہیں سے دوسرے مقام کی ابتدا ہوتی ہے۔ اس راہ میں بعض سالک ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ ساری عمر مشاہدہ فکری کے مقام میں رہتے ہیں اور اس سے لگے کبھی ان کو ترقی نصیب نہیں ہوتی۔ لیکن جو سالک قوی المحبت اور ذکی الذہن ہو، وہ ان حالات کے بعد پوری طرح اس ایک اصل کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جس سے کہ ہر چیز ظہور پذیر ہوتی ہے۔ وہ مختلف صورت اور اشکال کی طرف مطلق التفات نہیں کرتا اور وجود کی کثرت اور مظاہر کی بولمونی سے اپنی نظر اس طرح پھیر لیتا ہے کہ گویا وہ انہیں بالکل بھول ہی گیا۔

توحید ذاتی | خدا تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے لئے یہ مقدر ہو چکا ہے کہ وہ اپنے "انا" میں جو عبارت ہے ان کی ہوت شخصیت

سے "توحید صفاتی" کا جلوہ دیکھیں یعنی ان کے لئے ان کا یہ "انا" ایسے بنا ہے اس اصل کا جس نے کہ مختلف مظاہر کائنات میں ظہور فرمایا ہے جتنا عجیب ہوتا ہے کہ جب

سالک اپنے انا پر نظر کرتا ہے تو اس کی نظر اپنے انا تک رُک نہیں جاتی بلکہ وہ اس انا کے واسطے سے اصل وجود تک جو سب "اناوں" کا مبدائے اول ہے، پہنچ جاتی ہے۔ جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کی نظر میں صرف اصل وجود ہی رہ جاتا ہے۔ اور یہ تمام کے تمام مظاہر و اشکال بیچ سے غائب ہو جاتے ہیں یہ توحید ذاتی "کا مقام ہے لیکن جہاں کہیں ذوقِ ازلی کے ضمن میں "توحید ذاتی" کا نام آتا ہے تو اس سے مراد ایک ایسی کیفیت ہے جو اچک لینے والی بجلی کی طرح چمکتی ہے پھر چشمِ زدن میں غائب ہو جاتی ہے۔ یہ حال یہاں ہم جس "توحید ذاتی" کا ذکر کر رہے ہیں یہ سلوک کے مقامات میں سے ایک مقام ہے جہاں کہ سالک اگر قرار پذیر ہوتا ہے۔

عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ سالک پہلے توحیدِ افعالی کی نسبت حاصل کرتا ہے اور پھر اس سے توحیدِ صفائی کے مقام تک پہنچتا ہے وہاں سے وہ توحیدِ ذاتی 'کا مرتبہ حاصل کرتا ہے۔ لیکن بعض سالک توحیدِ افعالی سے براہِ راست ایک جست میں توحیدِ ذاتی تک پہنچ جاتے ہیں اور انہیں اس راہ میں توحیدِ صفائی سے گزریا نہیں پڑتا۔ لیکن یہ چیز بہت کم سالکوں کے حصہ میں آتی ہے۔

فہم مختصر جب سالک توحیدِ ذاتی کی نسبت حاصل کر لیتا ہے تو پھر وہ بلا تاخیر بے نشانی، یادداشت اور ذکرِ خفیہ کی نسبت کو پہنچ جاتا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ سالک حقیقت الحقائق یعنی ذاتِ باری کی طرف کلیتاً ملتفت ہو جاتا ہے سالک جب اس مقام تک پہنچ جائے تو اسے چاہئے کہ وہ کچھ مدت اس مقام میں ٹھہرے۔ اپنے آپ کو ہر خیال اور ہر بہت سے مجرّد کر کے پوری ہمت سے زیادہ سے زیادہ ریاضت اور وظیفہ کرے اور نسبت بے نشانی کی اصل حقیقت کی طرف اس طرح متوجہ ہو کہ اس پر یہ بات منکشف ہو جائے کہ یہی ایک حقیقت ہے جس سے ایک خاص تعین نے صادر ہو کر سالک کی "ہویت" یعنی اس کے "انا" پر نزول کیا۔ نیز اس کے "انا" پر حقیقتِ ازلی کے اس تعین خاص کے نزول ہی کا نتیجہ ہے کہ اسے بقا حاصل ہوتی ہے۔

یہ مقام راہِ جذب کی آخری منزل ہے

سلوک | باقی رہا راہِ سلوک کا معاملہ سو اس کا لب لباب یہ ہے کہ سالک اچھے ملکات میں سے کوئی ملکہ اپنے اندر اس طرح پیدا کرے کہ وہ ملک اس کی روح کا پوری طرح احاطہ کرے اور سالک اس کے رنگ میں اس طرح رنگا جائے کہ اس کا جینا ہو تو اسی حال میں اور وہ مرے تو اسی حال میں مرے۔

اس راہ میں جو کیفیت اور حالت سالک کے نفس میں اس طرح جاگزیں ہو جاتی ہے گویا کہ وہ اس کی ذات کیلئے لازمی خصوصیت بن گئی، اسے نسبت کہتے ہیں۔

ارمغان شاہ ولی اللہ ص ۲۶ تا ۲۶۶، از جمعاعات

احسان | جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرنے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہ دیکھ سکے تو یہ دھیان رکھ کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔"

شفاء العلیل ترجمہ اقوال الجلیل ص ۵۶

علمِ فقہ کے بعد اعظم علوم علمِ احسان ہے اور ہماری مراد اس سے وہ علم ہے جو آج کل علمِ سلوک کے نام سے موسوم ہے۔

ازالۃ الخفاء دوم ص ۱۸

پیرِ کامل صوتِ طیل الہی یعنی دیدِ پیرِ دیدِ کبیرا

حضرت سلطان الموحّدین و برہان العاشقین، حجۃ المتوکلّین، شیخ جلال الحق والشرع والدین مخدوم مولانا قاضی خان یوسف تاصحی قدس سرّ العزیز فرماتے تھے کہ صورتِ مرشد جو ظاہر دیکھی جاتی ہے مشاہدہ حق سبحانہ و تعالیٰ کا ہے آبِ و گل کے پڑے میں۔ اور جو صورتِ مرشد خلوت میں نمودار ہے وہ پردہ آبِ و گل کے بغیر حق سبحانہ و تعالیٰ کا مشاہدہ ہے۔ "ان اللہ خلق آدم علی صورة الرحمن"، "ومن رأی فقد رای الحق" اس کے حق میں درست ہوا ہے۔

انتباہ مترجم ص ۹۲-۹۳

marfat.com

Marfat.com

تصویر شیخ فیض کا درجہ

مطلوب یہ ہے کہ مرشد کی صورت اپنے سامنے تصور کرے اس کے بعد ذکر

کرے۔ "الرفیق ثم الطريق" انہیں کے حق میں ہے اور نفی خطرات کے لئے بہت اثر رکھتی ہے۔

انتباہ مترجم ص ۹۲
اور جب مرشد اس مرید کے پاس نہ ہو تو اس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرنا رہے۔ محبت اور تعظیم کے طریقہ پر تو اس کی خیالی صورت وہی فائدہ دے گی جو فائدہ اس کی صحبت دیتی ہے۔

شفاء العلیل ترجمہ بقول الجبل ص ۸۱-۸۲

اور جب دنیاوی کاموں سے فارغ ہو تو تازہ وضو کرے اور خلوت میں داخل ہو پھر جب بیٹھے تو پہلے اپنے شیخ کی ریت حاضر کرے اور پھر اپنے وظیفہ، مراقبہ یا ذکر میں مشغول ہو۔
انتباہ مترجم ص ۵۵

۱۰ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرماتے ہیں "اگر بوقت ذکر الہی بے تکلف پیر کی صورت ظاہر ہو تو اسے بھی دل میں لے جائے اور دل میں بٹھا کر ذکر کرے۔" (مکتوب ۱۹۰۔ دفتر اول)
"خواجہ محمد اثر نے نسبت رابطہ (تصویر شیخ) کے متعلق لکھا ہے کہ اس حد تک غالب آچکی ہے کہ نماز میں بھی اسے اپنا مسجد جانتا اور دیکھتا ہے۔ اور اگر فرضاً نفعی کرے تو نہیں ہوتا۔ اسے محبت کے بطور والے یہ دونوں طالبان حق کی تائید آ رہے ہیں۔ ہزاروں میں سے شاید ایک کو نصیب ہوتی ہے۔ اس کیفیت اور معاملے والا مرید صاحبِ اہل اور تمام المناہبت ہے۔ احتمال ہے کہ شیخ مقداد کی تھوڑی سی صحبت اس کے تمام کمالات کو جذب کرے رابطہ کی نفی کی کیا ضرورت ہے کیونکہ وہ مسجد الیہ (سجدے کی جہت) ہے اور مسجد لہ (جس کو سجدہ کیا جائے، اور وہ خدا ہے) نہیں ہے۔ محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے۔ اس قسم کا ظہور سعادت مندوں کو میسر آتا ہے تاکہ تمام احوال میں صاحبِ رابطہ (مرشد کامل) کو اپنا درجہ جانیں اور تمام اوقات میں اس کی طرف متوجہ رہیں، نہ اس بد نصیب گروہ کی طرح جو اپنے آپ کو (تصویر شیخ سے) بے نیاز جانتا ہے اور اپنے قبلہ توجہ کو اپنے شیخ سے پھیر لیتا ہے اور اپنے معاملے کو خراب اور تباہ کر دیتا ہے۔
(مکتوب ۳۰۔ دفتر دوم)

اپنے شیخ کا جو تیرا مرتی ہے اپنے خیال میں تصور باندھ کیونکہ امید ہے کہ اس کی برکت سے تفرقہ جاتا رہے اور جمعیت حاصل ہو۔

انتباہ مترجم ص ۴۷

شیخ کی خدمت | ایک روز حضرت والا (مرشد شیخ محمد) نے اپنے ایک مرید کو کسی کے گھر ایک بکری پہنچانے کا حکم دیا۔ جب اس نے دیکھا کہ بکری کا ہنکانا اور اٹھانا مشقت سے خالی نہیں تو اس نے سوچا کہ کسی مزدور کو تلاش کرے۔ اس وقت کوئی مزدور دستیاب نہ ہو سکا اس لئے تاخیر ہو گئی۔ جب آپ (شیخ محمد) کو اس بات کا علم ہوا تو بڑی تیزی سے اس بکری کو گردن پر رکھا اور چل دیے۔ جب واپس آئے تو حضرت والا نے دونوں کے حالات سے مطلع ہو کر فرمایا کہ آپ (شیخ محمد) کو حسن خدمات کی وجہ سے مقربین کے درجات تک پہنچا دیا اور دوسرے کو اس کے قصور نے اس مرتبہ سے باز رکھا۔

انفاس العارفين اردو ص ۲۶۶

نسبت | تصوف کے طریقوں کے بیان کا مقصد یہ ہے کہ طالب کے نفس تعلقہ کے اندر ایک خاص کیفیت پیدا ہو جائے۔ اس کیفیت کو صوفیہ نے "نسبت" کا نام دیا ہے۔ اس کو نسبت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ کیفیت اللہ تعالیٰ کے ساتھ انتساب اور ارتباط سے عبارت ہے۔ اس کو سکینہ اور نور بھی

لے سینا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"پیر کے حقوق تمام حقوق سے فائق ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کو چھوڑ کر دوسرے حقوق کو پیر کے حقوق سے کوئی نسبت ہی نہیں بلکہ سب کے حقیقی پیر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ظاہری ولادت اگرچہ والدین سے ہوتی ہے لیکن معنوی پیدائش پیر سے مخصوص ہے۔ ظاہری ولادت کی زندگی چند روزہ ہوتی ہے اور حقیقی ولادت کی زندگی ابدی ہوتی ہے مرید کی باطنی پیدائی کو صاف کرنے والا پیر ہی ہے جو اپنے قلب و روح سے مرید کے باطن کی پیدائی کو صاف کرتا ہے اور اس کے معدے

کو پاکیزہ بناتا ہے۔" (مہادؤ معارف منہاج ص ۳۸) marfat.com

کہتے ہیں۔ یہ کیفیت نفسِ ناطقہ کے اندر حلول کرتی ہے۔ یہ بلائیکہ سے مشابہ ہوتی ہے اور اس کی نگاہ عالمِ جبروت کے حقائق پر پڑتی ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ طالب جب عبادات، طہارات اور ذکر و اذکار پر برابر عامل رہے تو اس کے نفسِ ناطقہ کے اندر فرشتوں کے مشابہ ایک مستقل صفت اور عالمِ جبروت کی طرف توجہ کا راسخ ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ فرشتوں کے مشابہ ایک مستقل صفت اور عالمِ جبروت کی توجہ یہ دو شاخیں ہیں نسبت کی اور ان میں سے ہر ایک شاخ کی بہت سی قسمیں ہیں۔ ایک عشق و محبت کی نسبت ہے۔ عشق و محبت کی نسبت دل کی مستقل صفت ہوتی ہے۔ اور ایک نفسِ شکنی اور اس کی لذتوں سے بڑات کلی کی نسبت ہے۔ میرے والد بزرگوار اس نسبت کو نسبتِ اہل بیت کا نام دیا کرتے تھے۔ ایک مشاہدہ کی نسبت ہے اور اس سے مراد مجرد محض کی طرف توجہ کرنے کے ملکہ سے ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضوری کے بہت رنگ ہیں۔ ان میں سے کبھی تو محبت کا رنگ ہوتا ہے اور کبھی نفسِ شکنی کا۔ کبھی ان کے علاوہ یادداشت کا رنگ ہوتا ہے۔ جب کبھی طالب کے نفسِ ناطقہ میں اس رنگ کا مستقل ملکہ پیدا ہو جاتا ہے تو یہ ملکہ نسبت کہلاتا ہے "نسبتیں بہت سی ہوتی ہیں اور جو بزرگ صاحب سر ہیں وہ ان نسبتوں میں سے ایک ایک کو علیحدہ جانتے ہیں۔ طریقت کے اشغال و وظائف سے دراصل مطلب بھی یہی ہے کہ طالب ان نسبتوں میں سے کسی ایک نسبت کو حاصل کرے۔ اس پر وہ برابر (متواتر) قائم رہے اور اس نسبت میں اسے استغراق حاصل ہو جائے، یہاں تک کہ یہ نسبت طالب کے نفسِ ناطقہ کے لئے مستقل ملکہ بن جائے۔

تمہیں یہ گمان نہ ہو کہ یہ نسبتیں صرف ان اشغال و وظائف ہی کے ذریعے حاصل ہو سکتی ہیں۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ ان نسبتوں کے حصول کا ایک طریقہ یہ اشغال و وظائف بھی ہیں لیکن اس کے علاوہ ان کے حصول کے اور طریقے بھی ہیں۔ میرے نزدیک اس مسئلے میں رائے غالب یہ ہے کہ صحابہ اودنا لعین (رضی اللہ عنہم) ان اشغال و وظائف کے علاوہ سکینہ

میں فنا ہو کر اس کے وجود کے ساتھ بقا حاصل کرتا ہے۔ الخ
اربعان شاہ ولی اللہ ^{۲۱۲} تا ^{۲۱۴} (از القول الجلیل)

مراقبہ رقیب سے مشتق ہے۔ رقیب
کے معنی ہیں نگہبان، یعنی دل کی ایسے

مراقبہ اور اس کے فوائد

پاسائی کرے کہ دل میں غیر حق کو جگہ نہ دے۔
انتباہ مترجم ص ۹۶
مراقبہ کی اصل وہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے
کہ اللہ کی ایسے عبادت کرے کہ گویا اسے دیکھ رہا ہے۔ سو اگر تو اس کو نہ دیکھ سکے تو یہ
دھیان کر کہ وہ تجھے دیکھتا ہے۔

شفاء العلیل ترجمہ القول الجلیل ص ۵۵

اور مشائخ میں سے جس شخص نے سب سے پہلے یہ راہ نکالی اور اس طریقے
پر چلا اور اپنے مریدوں کو اس طرف متوجہ کیا اور خود بالکل اس طرف مشغول ہو گیا اور جو
کچھ کہا اس جگہ سے کہا اور جو کچھ کیا اسی میں سے کیا وہ خواجہ نقشبند (رضی اللہ عنہ) ہیں اور
آپ اس امر کو دوام مراقبہ فرماتے تھے ماور فرماتے تھے کہ یہ وجہ خاص ہے۔

قطرات ترجمہ معانی ص ۴۹

طریق وصول الی اللہ بطور حضرات نقشبندیہ علیہم الرحمۃ کے یا فقط صحبت سے یاد کر
سے یا مراقبہ سے۔
انتباہ مترجم ص ۳۶

دوسرا طریق حضرات نقشبندیہ کا وصول کے سبب اور معرفت کے حصول
میں اور وہ بہت آسان اور بہت قریب ہے۔ سو وہ توجہ اور مراقبہ ہے۔
اور مراقبہ کا طریق بہت اعلیٰ ہے نفی اثبات کے طریق سے اور بہت قریب ہے
جذبہ الہیہ سے اور مراقبہ کے طریق سے ممکن ہے وصول و وزارت کا اور ملک ملکوت
میں تصرف کا اور ممکن ہے معلوم کر لینا لوگوں کی دل کی باتوں کا اور دوسرے کی طرف
بخشش کی نظر کرنے کا اور اس کے باطن کو منہور کرنے کا۔ اور مراقبہ کے ملکہ سے

جمعیت دائمی حاصل ہوتی ہے۔

انتباہ مترجم ص ۱۳۹ تا ۱۴۱

مراقبہ تین طرح سے ہے۔

ایک تو یہ کہ اس طرح بیٹھے جس طرح نماز میں بیٹھتے ہیں اور اس علم کو لازم کرے یعنی یقین سے یوں جانے کہ اللہ تعالیٰ دیکھتا اور سنتا اور جانتا ہے۔ اور جب اس عالم سے ایک لمحہ بھی غافل ہو تو مراقبہ نہیں اور اس مراقبہ میں ربط شیخ لازم ہے اور نماز تداوت اور تمام احوال کو لازم جانے اور جب اس میں استقامت ہو جائے دوسرا مراقبہ جسے مشاہدہ بھی کہتے ہیں شروع کرے اور اس میں بھی اسی شکل میں بیٹھے اور منہ دل کے وسط کی طرف جھکائے اور آنکھیں بند کرے اور چشم باطن سے دل کو دیکھے اور تصور کرے کہ خدا عزوجل کو دیکھتا ہے اور جب یہ شغل کمال کو پہنچ جائے حجاب تشبیہ کا اٹھ جائے گا۔ تو تحقیق جانے گا کہ خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہے۔ پھر اس سے ترقی کرے تیسرے مراقبہ میں۔

تیسرا مراقبہ کہ اسے معائنہ بھی کہتے ہیں اس میں مشغول ہو اور وہ یہ ہے کہ اسی طرح سے بیٹھے۔ مگر نظر آسمان کی طرف کرے اور آنکھیں اونچی کرے اسی طرح جیسے مرنے کے وقت یہ خیال کرے کہ میری روح قالب سے نکل گئی اور آسمانوں سے گزر گئی اور حق تعالیٰ کے معائنہ میں مشغول ہو گئی۔ اگر کسی کو اس پر استقامت حاصل ہوگی تو ایک ستر ڈورا ظاہر ہوگا۔ اس کا ایک سر آسمان پر ہوگا اور دوسرا سر اس کے دل میں اور اعلیٰ مرتبہ اور مشغولی جو مشائخ کہتے ہیں یہی ہے۔

انتباہ مترجم ص ۱۴۱-۱۴۲

چاہیے کہ پہلے ذکر گناہوں سے توبہ کرنے تاکہ زبان اور دل آلودہ سے حق تعالیٰ

ذکر اور اس کے قائدے

انتباہ مترجم ص ۹۵

کا نام نہ لے۔ خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ نے بسبب اس کے کہ ذکر جہنم سبب خفگی میں مکروہ

ہے اور ذکرِ خفیہ کو اقویٰ اور اولیٰ دیکھا تو اس کو پسند فرمایا اور ان کی صحبت کی تاثیر بہت قوی تھی بجائے ذکرِ جہر کے وہ کفایت کرتے تھے۔

لیکن اکثر مزاجوں میں اور موافق اکثر استعدادوں کے کوئی چیز ذکرِ جہر سے زیادہ فائدہ مند نہیں ہے۔ اس میں تشکیک کرنا مکابره (جھگڑے کی بات) ہے۔
قطرات ترجمہ سمعات ۲۱-۲۰

ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ذکر منشور ولایت ہے جس کو ذکر کی توفیق ملے اس کو منشور ولایت مل گیا یعنی خلعت ولایت "انتم اولیاء حقاً" سے مشرف ہو گیا۔ اور جس سے توفیق ذکر سلب کر لی جائے بے شک اسے مقام ولایت سے معزول کیا۔ ایسا ذکر کے باب میں فرمایا کہ ذکر خدا تعالیٰ مریدوں کی تیغ ہے۔ جب دشمن کی ہلاکت کی ہمت کریں یا دفع بلا چاہیں اور اس طرف دل لگائیں دشمن ہلاک ہو جائے گا اور بلا دفع ہو جائے گی۔
انتباہ مترجم ص ۹۴

نسبت اولییت کے ضمن میں فرماتے ہیں
اور تیسرا طبقہ ارواح مشائخ صوفیہ کا۔ مجتمع ہوں یا جدا جدا اور جس کو نسبت ہوتی ہے اس کو بالضرور ان ارواح کی نسبت محبت اور عشق حاصل ہو جاتا ہے اور وہ فنا فی الشیخ ہو جاتا ہے۔

قطرات ترجمہ سمعات - ۴۲

اور والد ماجد مرشد سے میں نے سنا
فرماتے تھے کہ مجھے خواجہ ہاشم بخاری (علیہ الرحمۃ)
اسم ذات لکھنے کا فائدہ
نے اسم ذات لکھنے کو فرمایا اور میں دس برس کا تھا۔ میں نے اس کے لکھنے کی کثرت کی اور اس کی تحریر میں نے اپنے دل میں جمالی یہاں تک کہ ایک کتاب کے لکھنے میں مشغول تھا تو اسم ذات کو میں بقدر چار ورقوں کے لکھ گیا اور مجھ کو کچھ خبر نہ ہوئی۔

شفاء العلیل ترجمہ بقول الجبل ص ۶۶

خلفا کی اجازت شیخ کی اجازت کے حکم میں

حضرت شاہ عبدالرحیم ایک خواب کہ جس میں سلاسل اولیا دکھائے گئے گا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

حضرت غوث اعظم (رضی اللہ عنہما) مجھے خلوت میں لے گئے اور فرمایا تمہارے دل میں میری طرف سے کوئی خطرہ یا خدشہ ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں! اصحابِ طرق میں سے ہر شخص نے مجھے بلا واسطہ اجازت فرمائی ہے مگر آپ نے نہیں فرمائی۔ فرمایا ہمارے خلفاء ہمارے حکم میں ہیں۔ جب تم نے ان سے اجازت حاصل کر لی تو گویا بلا واسطہ مجھ سے حاصل کی۔ میں نے کہا بلا واسطہ کا لطف ہی الگ ہے۔ فرمایا میں بھی تجھے اجازت دیتا ہوں میرے طریقہ سے لوگوں کو ہدایت دو۔ (انفاس العارفين اردو ص ۷۸-۷۹)

سننے میں آیا ہے کہ جب شیخ ابوالفضل کی زندگی کے دن پورے ہو گئے تو ان کا بڑا فرزند شیخ ابوالکرم جو پہلے

توکری کرتا تھا سجادہ نشینی کی کوشش کرنے لگا اور اس کام کو سنبھالنے کا ارادہ کیا اور رشتہ داروں کی ایک جماعت اس کی حمایت میں ہاٹ کھڑی ہوئی۔ شیخ مبارک جو شیخ کا خادم تھا یہ صورت حال دیکھ کر متفکر ہوا اور شیخ کی روح کی طرف متوجہ ہوا تاکہ اس مسئلہ کی حقیقت پر مطلع ہو۔ شیخ نے خواب میں اس سے کہا کہ میرا سجادہ نشین وہ ہے جو کل فلاں درخت کے نیچے کھانا تقسیم کرے گا۔ شیخ مبارک نے یہ خواب ایک جماعت کے سامنے بیان کیا۔

اتفاقاً صبح سویرے عجیب اتفاق ہوا کہ شیخ محمد عاقل کے ہاتھوں کھانا تقسیم ہوا۔ آہستہ آہستہ ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ شیخ ابوالکرم کی جمعیت متفرق ہو گئی اور وہ اس مشکل وقت میں جو درویشی کا لازمہ ہے صبر نہ کر سکے۔

انفاس العارفين اردو ص ۲۶۵-۲۶۴

شیخ کے شہر کو مکرم اور شریف سمجھنا اور آستان بوسی کا شوق

شیخ فقیر اللہ شاہ عبدالرحیم کے حضور مکتوب میں لکھتے ہیں کہ

جس طرح اہل دولت و دولت کے زوال کو ناپسند کرتے ہیں احقر اس فقیرانہ وضع کے زوال کو ناپسند کرتا ہے اگرچہ اس ریلہ مکرم (شیخ کا شہر دہلی شریف) میں اقامت کے دوران یہ کیفیت کم تھی مگر جو فیض و برکات حاصل کئے محد و شمار سے باہر تھے۔ ان دنوں آپ کی نسبت رابطہ نے بے اختیار مغلوب کیا ہوا ہے۔ اکثر اوقات آپ کی صورت مبارک حاضر رہتی ہے جو اس کمیٹہ درگاہ کو بے خود اور بے قرار کر دیتی ہے اور آستان بوسی کا شوق اس حد تک پہنچا ہوا ہے کہ تہ نیند میں چین نہ بیداری میں آرام ہے۔ _____ توقع ہے اگر کوئی مانع نہ ہو (تو بندہ) تنہا آستان بوسی کا شرف حاصل کرے گا اور اپنی استعداد کے مطابق فیضیاب ہوگا۔

انفاس العارفين ص ۱۱۷-۱۱۸

والد صاحب فرماتے تھے کہ حافظ

سید عبداللہ سے یہ نکتہ میں نے کسی یار سنا

استقامت و کرامت

کہ کفش بر سر کشف، یعنی استقامت کا اعتبار ہے کرامت کا نہیں۔

انفاس العارفين ص ۱۱۷

حضرت والا (شاہ عبدالرحیم) کے مخلصین میں سے ایک شخص نے سوال کیا کہ لوگوں

لوگوں میں زندگی گزارنا

میں زندگی کیسی گزارنی چاہیے۔ فرمایا "کن فی الناس کا حد من الناس" لوگوں میں ان جیسا ہو کر رہو۔

انفاس العارفين ص ۱۳۱

ایسا لباس پہنایا یا کام کرنا کہ جس کے باعث تمام لوگوں میں ممتاز نظر آئے شرع میں عمدہ نہیں بلکہ اپنے بھائی بندوں کی روش پر رہنا چاہیے۔ اگر عالم ہے تو علماء کی روش پر رہے اور جو پیشہ ور ہے تو پیشہ وروں کے طور پر اور اگر سپاہی ہے تو سپاہیوں کی

روش پر رہے۔
 فقرات ترجمہ معانی ص ۱۸-۱۹

حضرت والد ماجد فرماتے تھے آدمی کو ایسا لباس پہننا چاہیے جس سے اس کی صفت کمال کا اظہار ہوتا ہو مثلاً جو دانشمند ہے اسے دانش مندوں کا سالباس پہننا چاہیے اور ان جیسی زندگی گزارنی چاہیے۔ اور جو فقیر ہے اسے فقیرانہ لباس پہننا چاہیے اور فقرا کی سی زندگی گزارنی چاہیے۔

انفاس العارفين ص ۱۳۵

تمام دوستوں کو ایک ہی مقام و مرتبہ پر نہیں رکھنا چاہیے۔ بعض دوستوں کی محبت کا سبب ان کی فضیلت کے ظہور اور ان کی ضروریات کا تیرے ساتھ واسطہ ہوتا ہے اس لئے ہر دوست کی حیثیت پہچانتی چاہیے اور سب کو ایک ہی مقام میں نہیں رکھنا چاہیے اور کسی دوست پر اس کی حیثیت سے زیادہ اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔

انفاس العارفين ص ۱۳۶

بعض دوست تجھ سے ذاتی محبت رکھتے ہیں کہ اگر تیری محبت ان کے دل میں تدریجاً جاگزیں ہوتی تو اس کے بعد ان کے دل سے کبھی بھی تیری محبت نہ نکلتی نہ راحت میں اور نہ تنگی میں۔ ایسے دوست کو غنیمت سمجھنا چاہیے اور اولاد سے بہتر سمجھنا چاہیے۔

انفاس العارفين ص ۱۳۶

حضرت والد ماجد فرماتے تھے وہ لوگ جو مرتبہ میں تم سے کمتر ہیں تمہیں سلام

کرنے میں پہل کریں تو اسے انعامات الہیہ میں سے شمار کرو اور اس پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ ان کے ساتھ خندہ روئی سے پیش آؤ اور ان کی خیر و عافیت دریافت کرو (تساویا تمہاری معمولی توجہ جس کی تمہارے نزدیک کوئی وقعت نہیں ان کی نظر میں بہت بڑی چیز ہو اور اس پر اعتبار کر لیں اور اگر اس توجہ کو نہ پائیں تو غمگین ہو جائیں۔)

انفاس العارفين ص ۱۳۶

باب دوازدوم

مزارات کی زیارت

تذریعہ

اور فیوض و برکات

marfat.com

Marfat.com

مزارات کی زیارت نذر نیاز اور فیوض برکات

ارواحِ طیبہ مشائخ کی طرف متوجہ ہو، ان کے واسطے فاتحہ پڑھے یا ان کی قبور کی زیارت کرے اور بطور بھیک (خیرات) کے وہاں سے جذب کرے۔

قطرات ترجمہ معانی ص ۲۵

مشائخ کے عرس کی حفاظت کی جاتی ہے اور ان کی قبور کی زیارت پر مداومت اور ان کی فاتحہ پڑھنے اور ان کے واسطے صدقہ دینے کا التزام کیا جاتا ہے اور ان کے آثار اور اولاد اور منتسبان کی تعظیم کی طرف نہایت توجہ کی جاتی ہے۔

قطرات ترجمہ معانی ص ۲۵

مزار پر توجہ کرنا شاہ ولی اللہ کا دستور توحید حاصل ہوئی

حضرت والا (شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ) کی وفات کے بعد کم و بیش بارہ سال کتب دینیہ و عقلیہ کے درس و تدریس پر مواصلت کی اور ہر علم میں غور و فکر کا موقع ملا حضرت والد بزرگوار کے مزار پر توجہ کرنا اپنا دستور بنایا تو ان دنوں توحید کے مسائل کھلے جذب کاراستہ کشادہ ہوا اور سلوک میں سے کافی حصہ ملا۔ وجدانی علوم تو ذہن میں فوج و فوج نازل ہوتے تھے۔

انفاس العارفين ص ۲۹۸

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "ارشاد پناہی قبلہ گاہی (حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہ) کی رحلت کے بعد آپ کے مزار شریف کی تعریب زیارت کیلئے آفات سے محفوظ شہر دہلی میں آنے کا اتفاق ہوا۔ عید کے دن مزار شریف کی زیارت کیلئے گیا ہوا تھا۔ مزار مبارک کی طرف توجہ کے دوران آپ کی روحانیت کی پوری توجہ اس فقیر کی جانب مبذول ہوئی اور کمال غریب نوازی سے اپنی نسبتِ خالصہ جو حضرت احمد قدس سرہ کی طرف منسوب تھی، عطا فرمائی۔"

(ہفتہ اول مکتوب ۲۹۱) marfat.com

مزار پر حاضری شاہ عبدالرحیم کا معمول بے خودی حاصل ہوئی

والد بزرگوار (شاہ عبدالرحیم) فرماتے تھے مجھے آغازِ کار میں شیخ رفیع الدین کے مزار سے اُفت پیدا ہو گئی۔ میں وہاں جاتا تھا اور ان کی قبر کی طرف متوجہ ہوتا تھا۔ بسا اوقات مجھ پر بے خودی طاری ہو جاتی کہ سر روی اور گرمی کا احساس بھی نہیں ہوتا تھا۔
انفاس العارفين ص ۲

مزارات کی زیارت سے برکت حاصل ہوتی ہے

میزبان رسول حضرت
ابو ایوب انصاری رضی اللہ

موافق وصیت قسطنطنیہ کے قریب دفن کئے گئے۔ ان کی قبر زیارت گاہ ہے۔ اور لوگ وہاں پانی برسنے کی دعا مانگتے ہیں۔
ازالۃ الخفا اول ص ۲۸۶

سنی عمر میں شیخ طاہر نے اپنے بیٹوں کے ساتھ جوہر پور میں اقامت اختیار کر لی اور اسی جگہ وفات پائی۔ آپ کا مزار اسی جگہ ہے جس کی زیارت حاصل کی جاتی ہے اور برکت حاصل کی جاتی ہے۔
انفاس العارفين ص ۲۵۳

خواجہ قطب الدین علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضری بیٹے کی بشارت ملی۔

حضرت والد ماجد (شاہ عبدالرحیم) فرماتے تھے میں (خواجہ قطب الدین قدس کے) مزار کی زیارت کیلئے گیا۔ ان کی روح ظاہر ہوئی اور فرمایا تمہارے ہاں ایک فرزند پیدا ہوگا اس کا نام قطب الدین احمد رکھنا۔
راقم الحروف (شاہ ولی اللہ)

اے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ "میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا (اب تمہیں اجازت دیتا ہوں) ان کی زیارت کیا کرو۔"

(مسلم بحوالہ انوار الحدیث ص ۲۳۷)

پیدا ہوا۔ میری پیدائش کے وقت یہ واقعہ ان کے ذہن سے اتر گیا۔ میرا نام انہوں نے ولی اللہ رکھ دیا پھر عرصہ کے بعد یاد آیا تو دوسرا نام قطب الدین احمد رکھا۔

انفاس العارفين ص ۷۹

شہدائے بد کے مزارات کی زیارت۔۔۔ نور مشاہدہ کیا

جس وقت میں (شاہ ولی اللہ) نے شہدائے بد (رضی اللہ عنہم) کی زیارت کی اور میں ان کے مزاروں کے گرد گھڑا ہو گیا تو ان کے مزاروں سے یکبارگی میری طرف نور چمکا جیسا کہ انوار محروسہ میں نے غور کیا کہ یہ کون سے انوار ہیں تو میں نے انہیں انوار رحمت پایا۔

فیوض المحرمین ص ۷۹ - ۸۰

سفر حج میں شاہ ولی اللہ کی متعدد مزارات پر حاضری

دوسری بار شاہ صاحب نے ۱۱۳۳ھ میں سفر حج کا عزم کیا اور ۸ ربیع الاول کو روانہ ہوئے۔ ۱۵ ذی قعدہ ۱۱۳۳ھ کو مکہ معظمہ پہنچے۔ حج سے فراغت کے بعد ربیع الاول ۱۱۳۴ھ میں مدینہ منورہ پہنچے۔ ۱۵ شعبان کو مکہ معظمہ واپس ہوئے۔ حج ثانی کیا اور ۱۳ رجب ۱۱۳۵ھ کو دہلی واپس پہنچ گئے۔

شاہ صاحب نے یہ سفر دہلی سے پنجاب اور سندھ ہوتے ہوئے سورت تک اس طرح کیا کہ راہ میں جہاں جہاں بزرگوں کے مزارات آتے ان پر حاضری دیتے اور مراقب ہوتے۔ پالی پت میں شاہ بوعلی قلندر کے، سرسند میں حضرت شیخ مجدد کے، لاہور میں شیخ ہجویری کے، ملتان میں مخدوم بہاؤ الدین زکریا اور شاہ رکن عالم کے مزارات پر حاضری دیتے ہوئے سندھ میں داخل ہوئے اور نصرپور سے ٹھٹہ اور وہاں سے سورت پہنچے۔ سورت سے جہاز میں جدہ اور جدہ سے مکہ معظمہ پہنچے۔ واپسی پر سورت سے دوسرا سفر اختیار فرمایا اور گوالیار میں خواجہ خانو اور شیخ محمد غوث کے اور آگرہ

میں امیر ابو العالی کے مزارات کی زیارت کرتے ہوئے دہلی واپس پہنچے۔

القول الجلی کی بازیافت ص ۱۳-۱۴

زیارت کیلئے سفر۔ نذر اور صاحب مزار کی طرف سے دعوت

اس فقیر (شاہ ولی اللہ) کے ان احباب سے جو اس واقعہ کے عینی شاہد تھے سُناتے کہ ایک مرتبہ حضرت والد ماجد مخدوم شیخ اللہ دویا کے مزار کی زیارت کیلئے (سفر کر کے) ڈاسز گئے رات کا وقت تھا اسی جگہ آپ نے فرمایا، مخدوم صاحب ہماری دعوت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کچھ کھا کر جائیں۔ وہاں آپ نے توقف فرمایا یہاں تک کہ لوگوں کی آمد و رفت ختم ہو گئی۔ احباب پر طلال طاری ہوا۔ اچانک ایک عورت آئی جس کے سر پر مسیٹھے چادلوں کا تھاں تھا۔

اس نے کہا میں نے نذر مانی تھی کہ جس وقت میرا خاوند گھر آئے گا میں اسی وقت کھانا پکا کر مخدوم اللہ دویا کی درگاہ میں قیام پذیر فقرا میں تقسیم کر دوں گی۔ اسی وقت شوہر گھر پہنچا ہے۔ میں نے اپنی منت پوری کی ہے۔ میری خواہش تھی خدا کرے اس وقت درگاہ میں کوئی موجود ہو تاکہ وہ کھانا کھائے۔

انفاس العارفين اربو ص ۸۱

دُور دُور سے آکر زیارت کرنا اور نذرین پیش کرنا نیا طریقہ نہیں

حضرت والد ماجد فرماتے تھے ایک روز خواجہ قطب الدین کے مزار کے نواح

سے حضرت حاجی امداد اللہ فرماتے ہیں کہ ”میرے حضرت کا ایک جولا ہا مر بیتھا۔ بعد انتقال حضرت کے مزار شریف پر عرض کیا کہ حضرت میں بہت پریشان اور دوٹیوں کو محتاج ہوں کچھ دستگیری فرمائیے حکم ہوا کہ تمہیں ہمارے مزار سے دو آنے یا آدھ آنہ روز ملا کرے گا۔ ایک مرتبہ میں زیارت مزار کو گیا وہ شخص بھی حاضر تھا۔ اس نے کل کیفیت بیان کر کے کہا مجھے ہر روز وظیفہ مقرر قبر سے ملا کرتا ہے۔“

(امداد المثنیٰ ص ۱۱۱)

میں سیر کر رہا تھا۔ میں نے ایک قبر جس کے ذکر سے زمین کے اجزاء ساتویں زمین تک اور
فضا کے اجزاء عرش تک تمام ڈاکر ہیں دیکھی۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی نصیحت مآب
شیخ محمد ساتھ تھے۔ میں نے ان سے کہا آپ بھی اس قبر میں غور کریں جو کچھ میں نے دیکھا
انہوں نے بھی تقریباً وہی بیان کیا۔ وہاں ایک بوڑھا کسان تھا میں نے اس سے پوچھا
اس نے کہا یہ کسی بزرگ کی قبر ہے۔ میری عمر اسی سال ہے میرے باپ کی عمر تین سو سال
تھی اور میرے دادا کی عمر ایک سو بیس سال تھی یا جیسا کہ اس نے کہا میں نے اپنے باپ
سے سنا اس نے اپنے باپ سے سنا کہ اس قبر پر ہجوم ہوتا تھا اور لوگ نذریں لایا کرتے تھے اور
دور دور سے زیارت کو آتے تھے۔ خواجہ قطب الدین کے مزار کی طرح نذریں یہاں قیام
کرتے تھے۔
انفاس العارفين اردو ص ۸۲

ترکستان کا ایک شغلہ بیگنای
مرد تھا جس نے اس راہ (سلوک)

خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ نے زائر کی مدد فرمائی

کا ذوق پیدا کیا تھا بخارا میں آیا اور خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ کے مزار پر اس انتظار میں بیٹھا کہ
اسے کسی ولی اللہ کی اطلاع ملے۔ آخر کار خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے خواب میں اسے فرمایا کہ
تیرا پرہندوستان میں ہلی کے شہر کے اندر ہے اور حضرت والا کی شکل اسے دکھائی۔
اس کے دل میں خیال گزرا کہ ہلی بہت بڑا شہر ہے اس بزرگ کو وہاں تلاش کرنا بڑا مشکل
کام ہوگا۔ خواجہ کو اس کے اس خیال کی خبر ہو گئی۔ فرمایا کہ جس روز تم ہلی پہنچو گے اسی روز
انہیں دعوت کرتے ہوئے پاؤ گے (چنانچہ ایسا ہی ہوا)

انفاس العارفين اردو ص ۹۵

مزار کی تدرکے گئے بارہ گاؤں شیخ عبد الغنی نے قبول فرمائے

جلال الدین اکبر کو چھوڑ کر مہم پیش آئی اور فتح نہیں ہو رہی تھی۔ اس دوران امام شریف
شہید ابن امام محمد باقر رضی اللہ عنہما کے مزار کے بعض معتقدین عالم بیداری میں ایک نامعلوم عجت کو مزارت

مقدس میں داخل ہوتے دیکھا جبکہ امیر جمہورت روضہ امام پاک میں داخل ہوا معتکفین کے استفسار پر انہوں نے چتوڑ فتح کرنے کی خوشخبری سنائی۔ شیخ عبد الغنی نے بیوہ بادشاہ تک پہنچائی اور کچھ دنوں بعد چتوڑ کی خبر اسی کے مطابق ملی تو بادشاہ نے بارہ گاؤں حضرت امام ناصر الدین رضی اللہ عنہ کے مزار کے لئے وقف کر کے شیخ عبد الغنی کے سپرد کر دیئے (مختصر)

انفاس العارفين اربا و مائة

صاحب مزار کی طرف بزرگ زائر کا استقبال

کہتے ہیں ایک مرتبہ سید عبدالرحمن محبوب سید احمد بن طواں کے دوست کی زیارت کے لئے گئے۔ سید احمد نے اپنے خادم کو خواب میں ان کے آنے کی خبر دی اور فرمایا کہ کل ان کا استقبال کرو اور تعظیم بحال لاؤ۔ خادم ان کے استقبال کے لئے شہر سے باہر گیا۔ اس نے انہیں بہت تلاش کیا مگر وہ اسے شطے، نا امید ہو کر واپس آ گیا اور اس نے دیکھا کہ سید عبدالرحمن، سید احمد کے روضہ میں بیٹھے ہوئے ہیں حالانکہ دواڑہ بند تھا اور اس کی کنجی خادم کے پاس تھی۔

انفاس العارفين اربا و مائة

مزارات سے فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں

شیخ فقیر اللہ حضرت شیخ احمد سرہندی عیوبہ الرحمہ کی اولاد میں سے تھے اور تین مہینوں سے مقرب تھے اور خواجہ کلاں بن خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ کے نواسوں میں سے اپنے خاندان کے بزرگوں سے کافی فیوض حاصل کئے تھے اور وہی آئے تھے۔ اس عرصہ میں وہ خواجہ محمد باقی رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار پر بیٹھتے اور منوجہ ہوتے اور فیوض حاصل کرتے تھے۔

سے مولانا رشید احمد گنگوہی نے تسلیم کیا ہے کہ مزارات اولیائے فیوض ملتا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ۴۶/۲۱۸) حاجی اعلیٰ مہاجر کی کہ پیر و مرشد فرماتے ہیں فقیر مزارات نہیں صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل رہتے فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہوگا جو زمک ظاہری میں میری ذات سے ہوتا تھا فرمایا (حضرت حاجی مدظلہ العالی نے کہ میرے حضرت کی قبر مقدس سے ہی فائدہ اٹھایا جو حالت حیات میں اٹھایا تھا (امداد اللہ شوق ص ۱۰۰)

ایک روز انہیں خیال پیدا ہوا کہ یہ نسبت اویسیہ جو حضرت خواجہ کی روح سے حاصل ہوئی ہے جب تک ظاہری استفادہ کے ساتھ نہیں ملے گی مضبوط نہیں ہوگی اس بزرگ کے معلوم کرنے کے لئے جس کے ساتھ اپنا رابطہ قائم کریں انہوں نے استخارہ کیا اور حضرت خواجہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ حضرت خواجہ نے حضرت والا (شاہ عبدالرحیم) کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اگر ہماری خاص نسبت کے طالب ہو تو ان کی مجلس اختیار کرو۔ اس بنا پر وہ حضرت والا کی خدمت میں پہنچے۔ اس جگہ حضرت خواجہ کا لطف و کرم ظاہر ہوا اور عجیب و غریب فیوض ظاہر ہوئے۔

انفاس العارفين اردو ص ۱۱۶

صحت طلب کرنے کیلئے پیش کی گئی نذر قبول اور مزاک سے خطا

سننے میں آیا ہے کہ امیر ابو اعلیٰ کے گھر والوں نے ان کے بیٹے امیر نور اعلیٰ کی عیالیت کی وجہ سے ایک روپیہ اور ایک چادر بطور نیاز خواجہ کے مزار پر بھجوائی تھی۔ حضرت امیر کو اس کی اطلاع نہیں تھی۔ ایک روز اس مزار کی طرف متوجہ تھے کہ قبر میں سے آواز آئی کہ تمہارے گھر سے تمہارے فرزند کی صحت کے لئے اس قدر نیاز آئی ہے اور دوسرے فرزند کی بھی درخواست کی ہے اور یہ التماس منظور ہے۔

۱۔ اپنے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ کا عقیدہ دیکھ لیا۔ اب ان کے مخالفین نامور غیر مقلدین کا عقیدہ دیکھئے کہ وہ مخالفت میں اسے معصیت یعنی گناہ کہتے ہیں۔ انہوں نے حدیثہ المستفیہ جلد اول ص ۵۱۸ میں لکھا، کسی نبی ولی بزرگ عالم پیر وغیرہ کی قبر پر چا کر نذر ماننا کہ یہ جگہ بہت مقدس اور پاک ہے یا اس کے نواح یا ان علاقوں میں اولیاء اللہ اور صالحین کا آنا جانا ہے نذر ماننے والا یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اس علاقے کا اکرام کرنے یا نذر ماننے یا اس صاحب قبر کی تعظیم بجالانے سے برکت پیدا ہوتی ہے سب عقائد افعال معصیت ہیں اور نذر دینا باطل ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ان مقامات کی خصوصیت یہ ہے کہ ان پر نذر ماننے سے مصائب و مشکلات کا خاتمہ ہو جائیگا۔ رزق میں فراخی ہوگی منافع حاصل ہوں گے اور مرضی (باقی اگلے صفحہ پر)

یہ بھی مکنے میں آیا ہے کہ اس مزار سے خطاب ہوا کہ یہ نعمت جو تجھے
 عنایت ہوئی ہے دو سو سال یا تین سو سال بعد بندگان خاص میں سے کسی ایک
 کو عنایت ہوتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں ہمیں (شاہ عبدالرحیم) کو عنایت ہوئی تھی
 انقاس العارفين اردو ص ۷۷

حضرت والد ماجد فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ
 صاحب مزار کی نصیحتیں میں سیر کرتا ہوا بہت ہی خوبصورت مقبرے

میں پہنچا۔ کھوڑی دیر وہاں قیام کیا اس وقت میرے دل میں خیال گزرا کہ اس
 جگہ میرے علاوہ کوئی شخص عبادت نہیں کر رہا۔ یہ خیال آتے ہی ایک شخص ظاہر ہوا جو
 پنجابی زبان میں کچھ گارہا تھا جس کا مفہوم یہ تھا: دوست کے دیدار کی آرزو مجھ پر غالب
 آگئی۔ میں اس کے نغمے سے متاثر ہو کر اس کی طرف بڑھا۔

میں جس قدر اس کے نزدیک ہوتا تھا وہ مجھ سے بہت دور ہوتا تھا۔ پھر اس نے
 کہا تیرا خیال تھا کہ اس جگہ تیرے بغیر کوئی ذکر نہیں ہے۔ میں نے کہا میری اس سے
 مراد زندوں میں سے تھا۔ اس نے کہا اس وقت تم نے مطلق تصور کیا تھا اور اب اس کی
 تخصیص کرتے ہو۔ اس کے بعد وہ غائب ہو گیا۔
 انقاس العارفين اردو ص ۷۸

صاحب قبرا میں کرنے لگا تلاوت قرآن کی سماعت کا شوق

حضرت والد فرماتے تھے حضرت بایزید گونے زیارت حرمین کا ارادہ کیا ان
 کے ساتھ بہت سے کمزور بچے اور عورتیں بھی نکل کھڑے ہوئے۔ سواری اور زاوراہ
 کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ میں اور مخدومی بھائی صاحب نے متفق ہو کر ارادہ کیا کہ وہاں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کو شفا ہوگی: تو اب فرمائیے کیا انہوں نے شاہ صاحب کی مخالفت نہیں کی
 شاہ صاحب دین کو بہتر سمجھتے ہیں اور دست راہنمائی فرماتے ہیں۔ گویا یہ جاہل دین سے نکلے ہوئے ہیں
 دین کے نہیں یہ تو جہالت کے رجحانک ہیں۔

— جب ہم تعلق آباد کے قریب پہنچے تو دھوپ بہت تیز ہو گئی تھی۔ ہم ایک سایہ دار درخت کے نیچے اترے۔ تمام احباب سو گئے میں ان کے کپڑوں کی حفاظت کے لئے جاگتا رہا۔ اس اثنا میں میں نے چند سورتیں تلاوت کیں وہاں چند قبریں تھیں (ایک) صاحب قبر باتیں کرنے لگا۔ اس نے کہا عرصہ ہوا قرآن نہیں سنا اور میں اس کے سننے کا بڑا مشتاق ہوں اگر کچھ اور تلاوت کریں تو بڑا احسان ہو گا۔ میں نے کچھ اور پڑھا۔ جب میں خاموش ہوا اس نے پھر درخواست کی تیسری بار بھی پڑھا پھر وہ مخدومی برادر گرامی جو پاس ہی سو رہے تھے کے خواب میں ظاہر ہوا اور کہا میں نے انہیں بار بار تلاوت کیلئے کہا انہوں نے قبول کیا، اب مجھے انہیں کہتے ہوئے شرم آتی ہے اور میرا شوق باقی ہے آپ ان سے کہیں کہ کچھ زیادہ پڑھیں وہ بیدار ہوئے اور مجھے کہا میں نے زیادہ تلاوت کیا یہاں تک کہ میں نے صاحب قبر کو بہت خوش پایا۔

انفاس العارفين اردو حصہ ۸۱-۸۲

ایک صاحب قبر نے ارکو پھانا اور قرأت قرآن میں اصلاح کروانی حضرت والد ماجد فرماتے تھے جن دنوں اورنگ زیب اکبر آباد میں تھا۔ میں مرزا بروی محتسب کے پاس پڑھا کرتا تھا۔ اسی تقریب کے یہاں نے اپنے والد کے ہمراہ اکبر آباد چلا گیا اور سید عبداللہ سید عبدالرحمن کی رفاقت کی وجہ سے اسی جگہ تھے۔ اسی جگہ وہ بیمار ہو کر رحمت حق سے واصل ہوئے اور وصیت فرمائی کہ مجھے غرباء کے قبرستان میں دفن کریں تاکہ کوئی پہچان نہ سکے۔ چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

میں بھی ان دنوں سخت بیمار تھا۔ جنازہ کے ساتھ جانے کی ہمت نہ تھی جب میں تندرست ہوا اور جسم میں طاقت آئی ایک دوست جو دفن کرنے وقت موجود تھا، کو ساتھ لیا اور ان کی قبر کی زیارت کیلئے گیا۔

ان کی آخری وصیت کا سہارا تھا کہ اس عہد میں نہ صرف غور و فکر کیا مگر ان کی

قبر کو نہ پہچان سکا۔ آخر اندازہ سے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا۔ میں وہاں بیٹھ کر قرآن پڑھنے لگا۔ حضرت سید صاحب نے میری پشت کی طرف سے (قبر سے) آواز دی کہ فقیر کی قبر یہ ہے۔ لیکن جو کچھ تم نے شروع کیا ہے اسے مکمل کرو اور اس کا ثواب اس قبر والے کو بخش دو اور جلدی نہ کرو۔ میں نے جو کچھ شروع کیا تھا اسے اختتام تک پہنچایا۔ اور اس عزیز سے کہا کہ اچھی طرح غور کرو کہ سید کی قبر یہی ہے جس طرف تم نے اشارہ کیا ہے یا میری پشت کے پیچھے ہے۔ اس نے غور کیا اور کہا مجھ سے غلطی ہو گئی تھی۔ ان کی قبر تمہاری پشت کے پیچھے ہے۔ میں اس طرف بیٹھ گیا اور قرآن پڑھنا شروع کیا۔ اسی اثناء میں دل گرفتہ اور غمگین ہونے کی وجہ سے اکثر مقامات پر قواعد قرأت کی رعایت نہ کر سکا۔ انہوں نے قبر سے آواز دی کہ تم نے فلاں فلاں جگہ میں سستی کی ہے۔ قرأت کے معاملہ میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

انفاس العارفين اذود^۳

احبابِ والدین کی قبور کی زیارت بھی باعثِ مغفرت

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور النور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے والدین کے احباب میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے اور سوہا لیں پڑھے تو اللہ تعالیٰ ہر حرف کے بدلے اس کی مغفرت کرے گا۔

ازالة الحفا اول ص ۶۲



باب بیست و نهم

عُمریں پاک
ختم خواجگان
اور ایصالِ ثواب

عرس پاک ختم خواجگان ایصالِ ثواب

مشائخ کے عرس کی حفاظت کی جاتی ہے اور ان کی قبور کی زیارت پر مداومت اور ان کی فاتحہ پڑھنے کا اور ان کے واسطے صدقہ دینے کا التزام کیا جاتا ہے
قطرات ترجمہ سماعت ص ۳۴

شاہ ولی اللہ صاحب شاہ عبدالرحیم صاحب کے
عرس کی مجلس میں ان کے مزار پر اسرار پر بیٹھے
ہوئے تھے۔
(القول الجلی کی بازیافت ص ۳۱ بحوالہ القول الجلی ص ۳۱)

شاہ عبدالرحیم کا عرس

ابھی دنوں حضرت شاہ عبدالرحیم قدس سرہ کے عرس کا وقت آگیا۔

(القول الجلی کی بازیافت ص ۳۱ بحوالہ القول الجلی ص ۳۱)

(مکتوب گرامی) حقائق و معارف آگاہ عزیز القند سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق
رہمۃ اللہ تعالیٰ فقیر ولی اللہ عفی عنہ سے بعد سلام مطالعہ کریں۔

الحمد للہ عافیت ہوں (آپ کا) مکتوب بحیث اسلوب پہنچا اور ایام عرس میں نہ
آنے کا سبب معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ اچھے طریقے سے تلافی مافات کرے۔

شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات ص ۱۲۵

شاہ ابورضا محمد کا عرس

شاہ ولی اللہ نے فرمایا کہ میرے چچا حضرت
شاہ ابورضا محمد قدس سرہ کے عرس کی رات ان کے
مقبرے میں محفل سماع برپا تھی اور حاضرین پر شوق و وجد کی کیفیت طاری تھی میں عشا کے
بعد اپنی مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک پارہ ٹور لایا گیا اور کہا گیا کہ محفل عرس میں جو ذوق و شوق
اور ان کی روح مبارک کی توجہ کی برکات تھیں وہ سب مرکب ہو کر اس نور کی شکل اختیار کر گئی
ہیں جو تمہارے پاس بھیجا گیا ہے۔
(القول الجلی کی بازیافت ص ۳۱ بحوالہ القول الجلی ص ۳۱)

پھلت میں عرس، تا اور تقریباً میں شاہ عبدالرحیم اعظمی موجود ہوتے

حضرت والد ماجد (شاہ عبدالرحیم) پھلت میں تھے۔ عرس کا دن تھا۔ ایک بزرگ تشریف لائے تو انہوں نے نغمہ (ترجمہ کے ساتھ اشعار کا پڑھنا) شروع کر دیا۔
الفاس العارفين ص ۸۳

اے لفظ نغمہ سے جنم لینے والے شکوک و شبہات کے ازالہ کے لئے شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ کا ایک واقعہ ملاحظہ کریں۔ فرماتے تھے:

میں خواجہ قطب الدین قدس سرہ کے مزار کی زیارت کے لئے گیا۔ ان کی روح ظاہر ہوئی پھر (مجھے) فرمایا کہ تم شعر کے متعلق کیا کہتے ہو؟ میں نے جواب دیا "کلام حسنہ" "حَسَنٌ قَبِيحٌ قَبِيحٌ"۔ "اُوہ ایک کلام ہے اس میں جو اچھا ہے وہ بہتر ہے اور جو برا ہے وہ خراب" فرمایا بارک اللہ (اللہ بركتہ)۔ پھر آپ نے پوچھا خوبصورت آواز کے متعلق کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا "ذَا لِكُ فَعَلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مِنْ يَشَاءُ"۔ "وہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے (وازدے) فرمایا بارک اللہ۔ اور جب یہ دونوں جمع ہو جائیں تو تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا "نُورٌ عَلٰى نُورٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ"۔ (وہ نور علی نور ہے اللہ اپنے نور کی راہ جسے چاہے دکھائے) فرمایا بارک اللہ۔ جو کچھ ہم کرتے تھے وہ اس سے پہلے نہیں تھا۔ تم بھی کہیں کبھی کبھار دو بیت شعر اسن بیا کرو۔ (الفاس العارفين ص ۷۹)

حضرت سیدنا دانا گنج بخش سید علی جویری لاہوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شعر کے بارے میں سوال ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "كَلَامٌ حَسَنٌ وَقَبِيحٌ قَبِيحٌ" یعنی یہ کلام ہے حسن کلام حسن ہے قبیح قبیح ہے جس کا سنا حرام ہے جیسے غیبت بہتان، فواحشات، کسی کی مذمت یا کفر کفر، خواہ وہ نظم میں ہو یا شعر میں سب حرام ہے۔ اور جس کلام کا اثر میں سنا حلال ہے جیسے عقلی باتیں اور نصیحت اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلائل مشاہدات حق میں نظر کرنا (وغیرہ) یہ نظم میں بھی جائز ہے۔ (کشف المحجوب ص ۶۹)

عرس حضرت بزرگ | ایک مرتبہ حضرت بزرگ کے عرس مبارک کے موقع پر آپ (شاہ ولی اللہ) مزار شریف کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ کو الہام ہوا کہ لوگوں کو یہ بات پہنچا دو کہ فقیر چند نسبتیں رکھتا ہے۔ ایک نسبت سے ولی اللہ قرزند عبد الرحیم ہے۔ الخ

القول الجلی کی یازباقت ۵۵ بحوالہ القول الجلی ۵۴

شیخی کے نام سے مشہور عرس | حضرت والد ماجد (شاہ عبد الرحیم) فرماتے تھے میں نے ایک شخص

کو دیکھا ہے جو خواجہ بزرگ کا خلیفہ تھا۔ نورانی چہرے والا انتہائی مجلیل القدر بزرگ تھا۔ شیخی کے نام سے مشہور عرس منانا تھا۔ اس وقت میری عمر چھ سات سال تھی اسی عرس میں حاضر ہوتا تھا۔

راقم الحروف (ولی اللہ) کہتا ہے کہ اس بزرگ کا نام شیخ نعمت اللہ تھا چونکہ شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری کی اولاد سے تھا (اس لئے لوگ) اسے شیخی کہتے تھے خواجہ بزرگ کی صحبت میں حاضر ہوا اور بے انتہا لطف و کرم کا مورد بنا۔ ۱۰۶۷ھ میں فوت ہوا۔ خواجہ شیخی کے ذکر کے بعد حضرت والد ماجد نے ایک قصہ بیان کیا ہے۔ خوش طبعی سے فرمایا:

خواجہ شیخی دلائی مرد تھے۔ بڑی بگڑی سر پہ باندھتے اور کشادہ جوب پہنتے تھے اور عرس کے تبرک کی روٹیاں بہت چھوٹی ہوتی تھیں۔ الخ

انفاس العارفين ۵۴

حضرت خواجہ محمد باقی رضی اللہ عنہ کا عرس اور نگر کے انتظامات

حضرت خواجہ خرد کبھی کبھار خواجہ محمد باقی باللہ (رضی اللہ عنہ) کا عرس کیا کرتے تھے۔

حضرت والد صاحب (شاہ عبدالرحیم) فرماتے تھے کہ میں نے کئی بار دیکھا ہے کہ کوئی شخص ان کے پاس آکر کہتا ہے کہ چاول میرے ذمہ، دوسرا آکر کہتا ہے گوشت میرے ذمہ، تیسرا آکر کہتا ہے کہ فلاں قوال کو میں لاؤں گا۔ اسی طرح دوسرے انتظامات بھی ہو جاتے خواجہ خرد اس میں کوئی تکلف نہیں کرتے تھے۔
انفاس العارفين ص ۳۳

حضرت جمال الدین عبد الرحمن کے عرس میں حاضری

حضرت مخدوم جمال الدین قدس سرہ کے عرس کے دن آنجناب (شاہ ولی اللہ) موضع پھلاوہ آپ کی قبر شریف کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے وہاں بہت بھیر طہقی۔ آپ کی قبر شریف کو چومنے میں کثرت سے لوگ مصروف تھے۔ آپ نے تھوڑی دیر وہاں توقف کیا پھر مقبرہ سے باہر آکر بیٹھ گئے اور فرمایا جب تک انسان زندہ رہتا ہے جس قدر بھی وہ اللہ کی یاد کرتا ہے اس کو ترقیات حاصل ہوتی ہیں اور جسمانی تعلق

(عاشیہ صفحہ گذشتہ) جناب حضرت خواجہ خرد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مرشد زادے یعنی حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت کیسے تھے اس کے بعد جب خواجہ خرد سن بلوغت کو پہنچے تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے اور وہاں مدت تک رہے طریق سلوک حاصل کیا اور اجازت پائی (مختصراً)۔ (انفاس العارفين ص ۳۳-۳۴)

حضرت مجدد الف ثانی بھی عرس میں شرکت کیا کرتے تھے۔ (دفتر اول مکتوب ص ۲۳۳) نے عرس یا لنگر کے انتظامات میں عقیدتمندوں کی خصوصی دلچسپی بیان کر کے شاہ صاحب اہل انوار کو اس نیک کام میں تعاون کی گویا ترغیب دے رہے ہیں۔ یہی معلوم ہوا کہ عرس مبارک کے تمام انتظامات بھی نذرانوں سے پورے ہو جایا کرتے تھے جو حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ قبول فرمایا

کرتے تھے۔ (ضیاء) marfat.com

Marfat.com

کی وجہ سے بشریت اور عالم اجسام کے بندھنوں سے پوری طرح چھٹکارا نہیں پاسکتا۔ اور جب وہ اس جہان سے رخصت ہو جاتا ہے اس وقت اس کو بشریت کے عوائض سے پوری طرح نجات حاصل ہو جاتی ہے اور اس پر لاہوتی صفت غالب آجاتی ہے۔ لہذا لوگ اس کی طرف جھکتے ہیں۔

القول الجلی کی بازیافت ۴۸ بحوالہ القول الجلی ص ۳۸۶

عرس منعقد کرنا جلیل القدر بزرگوں کا طریقہ ہے

(جیسا کہ اوپر ذکر ہوا) حضرت والد ماجد فرماتے تھے میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے جو خواجہ بریلنگ کا خلیفہ تھا۔ نورانی چہرے والا انتہائی جلیل القدر بزرگ تھا۔ شیخی کے نام سے مشہور عرس مناتا تھا۔ راقم الحروف (ولی اللہ) کہتا ہے کہ اس بزرگ کا نام شیخ نعمت اللہ تھا۔ الخ

انفاس العارفين ص ۵۶

اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم کی فاتحہ اور ختم قرآن پاک

حضرت سادہ ولی اللہ نے فرمایا عاشورہ کے ایام میں حضرات امۃ اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم کی طرف سے مکرر ارشاد ہوا کہ ان حضرات کی فاتحہ کرائی جائے چنانچہ ایک دن شیرینی منگوائی گئی اور قرآن مجید کا ختم کر کے فاتحہ دلای گئی اور حضرات امۃ اطہار (رضی اللہ عنہم)

لے حضرت شاہ عبدالرحیم کی روایت کے مطابق شاہ ولی اللہ نے شیخ نعمت اللہ کو انتہائی جلیل القدر بزرگ لکھا ہے۔ عرس منعقد کرنے والے بزرگوں کو القاب و آداب سے یاد کرنا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ انعقاد عرس شاہ صاحب کے نزدیک بدعت وغیرہ نہیں بلکہ بہت بڑی نیکی ہے۔

پھر اگر عرس پاک منعقد کرنے والے اور ان کے راویان مثلاً شاہ عبدالرحیم، شاہ ولی اللہ، شیخ نعمت اللہ، حضرت خواجہ خرد علیہم الرحمۃ کے اسمائے گرامی اگر اچھی طرح ذہن نشین کر لیے جائیں تو امید ہے منکرین و مخالفین عرس کے مکر و فریب سے بچنے میں ضرور مدد ملے گی (انشاء اللہ فیما

کی ارواحِ طیبہ میں خوشی اور مسرت کے آثار ظاہر ہوئے۔ الخ
القول الجلی کی بازیافت منہ بحوالہ القول الجلی ص ۴۹-۵۰

حضرت غوث الثقلین اور دیگر مشائخ کی فاتحہ (رضی اللہ عنہم)

پہلے حضرت غوث الثقلین قدس سرہ اور سب مشائخ سلسلہ پہلے پچھلے سب
کی فاتحہ دے جیسے اسے مشائخ نے شرط کیا ہے۔

انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مترجم ص ۲۵
اور یہ کہ ارواحِ طیبہ مشائخ کی طرف متوجہ ہونے کے واسطے فاتحہ پڑھے یا ان کی
قبور کی زیارت کرے اور بطور بھیک (خیرات) کے وہاں سے جذب حاصل کرے۔
قطرات ترجمہ ص ۲۵

حاجت براری کیلئے خواجگانِ حشت کی فاتحہ

کرے اور رُوقبیلہ بیٹھے۔ اول دس مرتبہ درود شریف پڑھے۔
اس کے بعد تین سو ساٹھ بار یہ دعا پڑھے لا ملجأ ولا منجی من اللہ الا الیہ
اس کے بعد تین سو ساٹھ بار (سورہ) الم نشرح
پھر تین سو ساٹھ دفعہ وہی دعا پڑھے (لا ملجأ ولا منجی من اللہ الا الیہ)
پھر دس دفعہ درود شریف پڑھے اور ختم تمام کرے اور (اس کے بعد)
مقوڑی شیرینی پر عام خواجگانِ حشت کے نام سے فاتحہ پڑھے اور اپنی حاجت اللہ تعالیٰ
سے عرض کرے۔ اسی طرح روزانہ کرے۔ انشاء اللہ چند یوم میں مقصد حاصل ہوگا۔
انتباہ مترجم ص ۲۵

اے مولانا اسماعیل دہلوی کہتے ہیں "عالم کو چاہیے کہ پہلے بادِ ضرور روزانہ بطور نماز بیٹھ کر اس طریقہ کے بزرگوں یعنی
حضرت معین الدین سجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہما الرحمۃ وغیرہ کے نام کی فاتحہ پڑھے کہ بارگاہ
خداوندی میں ان بزرگوں کے توسط اور واسطہ سے التجا کرے۔ الخ (صراط مستقیم اردو ص ۱۵۳)

ختم خواجگان بزرگوں کا معمول
 حضرت والدنا بہ نرمانے
 تھے ہم شیخ عبد الامد کے
 گھر گئے وہ ختم خواجگان پر حور ہے تھے۔

انفاس العارفين ارونه

ختم خواجگان پڑھا عقدہ کشائی ہو گئی
 کفایا نکلیاں نے
 متبعین اپنے ہمنوا

پیدا کر کے ایک برود تیار کر لیا تھا جو اکثر علاقہ کی بستیوں کو لوٹا کرتے تھے۔ بستیوں کے
 تمام پریشان ہو گئے تو دعا اور توجہ کی درخواست کی۔

شیخ محمد علی رحمت نے فرمایا اس سے پہلے توجہ کی طرف چاہتا تھا سمت
 منوجہ بھجائی تھی۔ اب تو سمت وارادہ ہی باقی نہیں رہی جو کسی چیز سے مشغول ہو میں کھان
 کے حکم کا اتباع کرتے ہوئے اس کے آسمان سے ٹک کر ناپا جائے۔ پھر ختم خواجگان میں
 مشغول ہوئے۔ فراغت کے بعد فرمایا دعا قبول ہو گئی۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ نے
 اس قوم کو ہماری طرف سے پھیر دیا ہے۔ چند دن میں نہیں گزے تھے کہ ایسا ہی ہوا۔
 انفاس العارفين ص ۱۲

ایصالِ ثواب کیا جائے تو ثواب پہنچتا ہے

اللہ کے صالح بندوں کی ہمتیں حظیرۃ القدس کی طرف ترقی کرتی ہیں جب

اے سیدنا محمد و آلف ثانی رضی اللہ عنہما حسن برکی کے جواب میں فرماتے ہیں
 نوراً ہے یہ بھی پوچھنا تھا کہ کلام اللہ ختم کرنا اور نفل مانا پڑھنا اور تسبیح و تہلیل کرنا اور اس کا ثواب
 والدین کو یا استاد کو یا بھائیوں کو بخش دینا بہتر ہے یا کسی کو بخشنا بہتر ہے۔ جان لینا چاہیے کہ ثواب بخش دینا
 بہتر ہے کہ اس میں دوسروں کا بھی نفع ہے اور پناہ بھی نادمہ سے۔ بخشنے میں صرف اپنا ہی فائدہ ہے
 اللہ یہ بھی ہے کہ شدید دوسرے کے غصوں کے عمل کو اتمہ تا یکم تھل پھیل فرمائیں۔ روز سوم مکتوب

وہ کسی مردے کیلئے دُعا میں خوب زاری کرتی ہیں یا اس کے لئے کوئی بڑا صدقہ بڑا ثواب
کرتی ہیں تو یہ نیکی تدبیر الہی کے باعث مردے کے لئے نفع دیتی ہے اور اس حنیفہ
سے اس پر نازل ہونے والے فیض سے مل کر اس مردے کی حالت درست کرتی ہے۔
حجۃ اللہ البالغہ دوم صفحہ ۵۴

جب زندہ لوگ مردوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں تو انہیں نفع ہوتا ہے۔
حجۃ اللہ البالغہ دوم صفحہ ۵۹

حضرت والد ماجد فرماتے تھے کہ

حضرت سید عبداللہ کو وصیت کے مطابق عام قبرستان میں دفن کیا گیا تاکہ کوئی سچا
نہ سکے۔ میں بوقت دفن موجود رہنے والے ایک شخص کو لے کر قبر کی زیارت کے لیے گیا
اور اس شخص کی تائید ہی کے مطابق ایک قبر پر بیٹھ کر قرآن پڑھنے لگا۔
حضرت سید نے میری پشت کی طرف سے (قبر سے) آواز دی کہ فقیر کی قبر یہ ہے لیکن
جو کچھ تو نے شروع کیا ہے اسے مکمل کرو اور اس کا ثواب اس قبر والے کو بخش دو اور
جلدی نہ کرو۔ میں نے جو کچھ شروع کیا تھا اسے اختتام تک پہنچایا اور اس عزیز سے کہا
اچھی طرح غور کرو کہ سید کی قبر یہی ہے جس کی طرف تم نے اشارہ کیا ہے یا میری پشت کے
پیچھے ہے؟

اس نے غور کیا اور کہا مجھ سے غلطی ہو گئی تھی۔ ان کی قبر تمہاری پشت کے پیچھے ہے
میں اس طرف بیٹھ گیا اور قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ (مختصراً)

انفاس العارفين ص ۳۶

حضرت والد ماجد تہجد کے نوافل
بلا تید رکعات جس قدر خوشدلی کے ساتھ پڑھ
ایصالِ ثواب کیلئے نوافل

سکتے پڑھتے تھے۔ اشراق اور چاشت کے علاوہ نماز مغرب کے بعد والدین اور بڑے بھائی
کی ارواح کو ایصالِ ثواب کی خاطر دو دو رکعت (نوافل) پڑھتے تھے۔
انفاس العارفين ص ۱۳۸

ایصالِ ثواب کے لئے مالی صدقہ

شیخ وجیبہ الدین کو ایک دفعہ کفار ڈاکوؤں کے مقابل میں بائیس

زخم آئے اور ایک زخم میں سرسجم سے جدا ہو گیا اس کے باوجود تکبیر کہتے ہوئے ایک تیر کی مارتک کفار کا تعاقب کیا۔ ایک عورت یہ حال دیکھ کر بہت متعجب ہوئی۔ پھر آپ گر پڑے اور وہیں دفن ہوئے۔ والد صاحب فرماتے تھے کہ اسی دن کے آخری حصے میں متمثل ہو کر مجھے زخم دکھائے۔ میں نے ایصالِ ثواب کیلئے صدقہ دیا۔

۲۵۲-۲۵۲
انفاس العارفين اردو ص

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور کھانے پر ختم قرآن پاک

کاتب حروف (شاہ ولی اللہ) نے شیخ تاج الدین سے عجیب قصہ سنا اور وہ

لے سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ملا عبد الکریم سنائی کے نام شیخ حبیب اللہ کے والد مرحوم کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ فقیر کی طرف سے دعا پہنچا کر ماتم پرسی بجالاتیں اور کہیں کہ دعا و فاتحہ واستغفار سے اپنے والد مرحوم کی امداد و اعانت کریں (مکتوبہ دفتر اول)۔ چند سال پہلے فقیر کی عادت یہ تھی کہ اگر (ایصالِ ثواب کیلئے) کھانا پکاتا تھا تو آلِ عبا کی روحانیت معطرہ کے لئے مخصوص کرتا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ (ایصالِ ثواب میں) حضرت امیر، حضرت فاطمہ اور حضراتِ امین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ملاتا تھا۔ ایک رات (یہ فقیر) خواب میں دیکھتا ہے کہ آنسور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں۔ فقیر آپ کو سلام کرتا ہے آپ فقیر کی طرف توجہ نہیں کرتے اور چہرہ مبارک فقیر کی جانب کی بجائے دوسری طرف رکھتے ہیں۔ اس دوران میں فقیر سے فرمایا کہ میں کھانا عائشہ کے گھر میں کھاتا ہوں۔ جو شخص مجھے کھانا بھیجے عائشہ کے گھر بھیجے۔ اس وقت معلوم ہوا کہ توجہ شریف مبذول نہ کرنے کا سبب یہ تھا کہ فقیر حضرت صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کو اس کھانے میں شریک نہیں کرتا تھا۔ اس کے بعد سے حضرت صدیقہ بلکہ آپ کی باقی ازواجِ مطہرات کو تمام اہل بیت کے ساتھ شریک کرتا اور تمام اہل بیت سے توسل کرتا ہے

(مکتوبہ نمبر ۳۶۔ دفتر دوم)

یہ ہے کہ ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہو گیا اور بیماری لمبی ہو گئی۔ ضعف و کمزوری نے ہلنے جلنے کے قابل نہ چھوڑا۔ اس حالت میں ایک رات میں نے خواب میں دیکھا گویا کوئی شخص آیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اس مرض کی شفا کے لئے ایک مرغی پکانی جائے اور اس پر تمام قرآن پڑھا جائے۔ یہ بیمار اسے کھائے تو شفا پائے گا۔ جب میں بیدار ہوا تو میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ خواب کے حکم کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔

آئندہ رات جب میں سویا تو گویا امام بخاری رضی اللہ عنہ ہمارے گھر تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے اپنے دست مبارک سے دیگ رکھی اور اس کے نیچے آگ جلائی اور صبح سے شام تک اس میں مرغی پکائی۔ میرے سامنے لکھی اور فرمایا۔ ہم نے اس کھانے پر تمام قرآن پڑھا ہے اسے کھا لو۔ میں نے اسے کھایا تو تندرست ہو گیا اور مجھ پر بیماری کا اثر نہ تھا۔ میں صحیح و تندرست ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ مجھے ازالہ مرض سے زیادہ اس بات کی خوشی ہوئی کہ حضرت امام بخاری نے مجھ پر اس درجہ بطف و کرم فرمایا۔

انفاس العارفين اردو ۲۹۵

باب چہارم

تفسیر القرآن

تفسیر القرآن (منتخب بنیادی نکات)

۱۔ قرآن مجید کے علوم پنجگانہ | جانتا چاہئے کہ معانی جو قرآن مجید سے مفہوم ہوتے ہیں وہ ان پانچ علوم سے باہر نہیں ہیں۔

اول علم احکام از قسم واجب مستحب، مکروہ اور حرام۔ یہ احکام خواہ عبادات میں سے ہوں یا معاملات میں سے، تدبیر منزل سے متعلق ہوں یا سیاستِ مدن سے اس علم کی تفصیل فقہاء کے ذمے ہے۔

دوم علم مناظرہ چاروں گمراہ فرقوں کے ساتھ۔ یعنی یہود، نصاریٰ، مشرکین اور منافقین۔ اس علم کی تفریح متکلمین کا کام ہے۔

سوم علم تذکیر بالآلاء اللہ، مثلاً زمین و آسمان کے پیدا کرنے اور بندوں کو ان کی ضروریات کا الہام کرنے، نیز خداوند تعالیٰ کی صفاتِ کاملہ کا بیان چہارم علم تذکیر بایام اللہ یعنی ان واقعات کا بیان، جن کو خداوند تعالیٰ نے ایجاد فرمایا ہے مثلاً اطاعت کرنے والوں کو انعام و جزا اور مجرموں کے لئے تعذیب و سزا۔

پنجم تذکیر موت اور اس کے بعد کے واقعات کا بیان مثلاً حشر و نشر، حساب میزان، ووزخ جنت۔ ان علوم کی تفصیل کو محفوظ رکھنا اور ان کے مناسب احادیث اور آثارِ ملحق کرنا و اعطوں اور تذکروں کا کام ہے۔

علم مناظرہ | قرآن مجید میں چاروں گمراہ فرقوں سے مباحثات ہوئے ہیں یعنی مشرکین، یہود، نصاریٰ اور منافقین سے۔ اور یہ مباحثے دو طرح کے ہوئے ایک تو یہ کہ فقط باطل عقیدے کو بیان کر کے اور اس کی قباحت کو ظاہر فرما کر اس کے نفرت

ظاہر کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ گمراہوں کے شبہات کو بیان کر کے ان کو اور قطعاً یا خطابیات سے حل کرتے ہیں۔

مشکین اپنے آپ کو ضعیف کہتے تھے ضعیف اس کو کہتے ہیں جو ملتِ ابراہیمی علیہ السلام کا پابند ہو اور اس کی علامات کو سختی کے ساتھ اختیار کرنے والا ہو۔ لیکن مشکین نے

مشکین سے مباحثہ

عام طور پر ان امور کو ترک کر دیا تھا۔

مشکین کی گمراہی یہ تھی کہ وہ شرک، شہسبہ اور تحریف کے قائل اور معاد کے منکر تھے۔ نبی کریم صلی علیہ وسلم کی رسالت کو بعید از قیاس کہتے۔ اعمالِ سچو اور مظالم علانیہ کرتے۔ نئے نئے فاسد رسوم ایجاد کرتے اور عبادات کو مٹاتے تھے۔

خدا تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے آنحضرت صلی علیہ وسلم کو عرب میں مبعوث کیا۔ آپ (صلی علیہ وسلم) کو ملتِ ضعیفہ کے قائم کرنے کا حکم فرمایا۔

شرک کا جواب۔ اول تو ان سے اس پر دلیل کا مطالبہ کرنا اور تقلیدِ آبا کے استدلال کو توڑنا ہے۔ دوسرے بندگان خاص کا خدا کے برابر نہ ہونا اور خدا تعالیٰ کا برخلاف ان بندگان خاص کے، انتہائی مراتبِ تعظیم کے لئے مستحق ہونا۔ تیسرے تمام انبیاء کا اس مسئلے پر اجماع و ما ارسلنا من قبلك من رسول الا نوحي اليه انه لا اله الا انا فاعبدون (الانبیاء) چوتھے بتوں کی عبادت کی خرابی اور پتھروں کے مرتبہ انسانی سے بھی گہرے ہوئے ہوئے کا بیان (اور مرتبہ الوہبیت کا نو ذکر ہی کیا ہے) اور یہ جواب خاص ان اقوام کے مقابلے میں دیا گیا ہے، جو بتوں کو بالذات معبود خیال کرتے ہیں۔

تشبیہ کا جواب۔ اولاً اس پر دلیل کا مطالبہ اور استدلالِ تقلیدِ آبا کو توڑنا۔ دوسرے

اے تم سے پیشتر ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر یہ کہ ہم نے اس کی طرف وحی کی کہ سوائے میرے کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کرو۔

یہ کہ اولاد کا اپنے باپ کے ساتھ ہم جنس ہونا ضروری ہے اور وہ یہاں مفقود ہے۔ تیسرے ایسے امور کو جن کو وہ اپنے نزدیک کردہ اور مذموم خیال کرتے ہیں، حق تعالیٰ کے لئے ثابت ماننے کی تباحث کا بیان۔ اَلرِّبَّكَ ابْنَاتٌ وَلَهُمُ الْبَنُونَ ﴿۱۳۹﴾ (الصَّفَّت: ۱۳۹)

تحریف کا جواب۔ یہ کہ ائمہ مذہب سے یہ معانی مذکور نہیں ہیں۔ نیز یہ ایسے لوگوں کی اختراعات اور حدت پسندیاں ہیں، جو معصوم نہ تھے۔ حشر و نشر کے متباعد ہونے کا جواب اولاد میں وغیرہ کی حیات پر قیاس، اور مدار حشر و نشر کی تنقیح ہے، جو کسی شے کا فقط تحت قدرت اور ممکن الاعداد ہوتا ہے، اور دوسرے ان امور کی خبر دینے میں اہل کتاب کی موافقت سے۔ استبعاد رسالت کا جواب انبیائے سابقین میں بھی سوچا جائے۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوْحِيْ اِلَيْهِمْ۔ (یوسف: ۱۰۹)۔ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مِنْ سَلَاةٍ قُلْ كَفَىٰ بِاللّٰهِ شٰهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتٰبِ۔ (الرعد: ۴۳)۔ دوسرے ان کے استبعاد کو یہ کہہ کر رد کرنا کہ یہاں پر رسالت سے مراد فقط وحی سے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى اِلَيَّْ (الکہف: ۱۱۰) اور وحی ایسی شے ہے جو محال نہیں ہے۔ وَمَا كَان لِيَشْرٰنَ لِكَلِمَةٍ۔ الخ (الشوری: ۵۱) اور تیسرے یہ بیان کر دینا کہ ان معجزات کا ظاہر ہونا جن کی وہ ضد کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ کا ایسے شخص کو نبی معین کرنے میں ان کی موافقت نہ کرنا جن کی پیغمبری کے وہ خواہشمند ہیں یا فرشتے کو پیغمبر نہ بنانا یا ہر کسی پر وحی نازل نہ کرنا، ایک ایسی کلی مصلحت کی بنا پر ہے جس کے ادراک سے ان لوگوں کا علم و فہم قاصر ہے۔

یہودی تورات پر ایمان رکھتے تھے اور ان کی گمراہی احکام تورات میں عام تحریف لفظی یا معنوی تھی بعض آیات

یہودیوں سے مباہرتہ

اے کیا تیرے پروردگار کے لئے بیٹیاں ہیں اور ان کے لئے بیٹے۔

تھے کفار کہتے ہیں کہ تم رسول نہیں ہو تم اس کے جواب میں کہہ دو کہ میرے تمہارے درمیان خدا گواہ ہے اور جس کچھ اس آسمانی کتابوں کا علم ہے

تھے اے پیغمبر کہہ دو کہ میں مثل تمہارے انسان ہوں مگر یہ کہ مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔

اے کسی انسان کی یہ مفرد نہیں کہ خدا اس کے ساتھ کلام کرے مگر بطور وحی کے۔

کو چھپانا اور یہ افترا پردازی کی کہ جو احکام اُس میں نہ تھے، اُس میں ملانا۔ نیز ان احکام کی پابندی اجراء میں تساہل اور تعصب مذہبی میں شدت۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں تامل اور بے ادبی، اور طعنہ زنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ خدا تعالیٰ کی شان میں، اور ان کا بخل و حرص میں مبتلا ہونا وغیرہ وغیرہ۔

یہودی تحریف لفظی تورات کے ترجمہ وغیرہ میں کیا کرتے تھے نہ کہ اصل تورت میں۔ کیونکہ فقیر کے نزدیک ایسا ہی محقق ہے اور ابن عباس کا بھی یہی قول ہے۔ تحریف معنوی تاویل فاسد کا نام ہے یعنی سینہ زوری اور راہ مستقیم سے انحراف کر کے کسی آیت کو اُس کے اصل معنی کے خلاف پر عمل کرنا۔

کتمان آیات کی یہ صورت تھی کہ بعض احکام اور آیات کو کسی ذی عزت اور شریف کے اعزاز کی حفاظت یا کسی ریاست کے حاصل کرنے کی غرض سے پوشیدہ کر دیتے تھے کہ عوام کا اعتقاد اُن سے زائل نہ ہو جائے اور یہ لوگ اس پر عمل ترک کر دیتے سے نشانہ ملامت نہ بن سکیں مثلاً زانی کو سنگسار کرنے کا حکم تورت میں مذکور تھا۔ مگر اُن لوگوں نے اس وجہ سے کہ اُن کے تمام علماء نے رحم کو موقوف کر کے اس کی جگہ دے مارنا اور منہ کالا کر دینا تجویز کر رکھا تھا، اہل حکم کو ترک کر دیا اور رسوائی کے خوف سے اُس کو چھپایا لیا تھا۔ یا مثلاً جن آیتوں میں حضرت ہاجرہ اور اسمعیل علیہما السلام کو بشارت دی گئی ہے کہ اُن کی اولاد میں ایک نبی مبعوث ہوگا اور جن میں اشارہ ہے ایک ایسے مذہب کی جانب جو سرزمین حجاز میں کامل اشاعت پائے گا اس کے سبب سے عرفات کی پہاڑیاں مدائے لبیک سے گونج اٹھیں گی اور تمام اقلیموں کے لوگ اس مقام کی زیارت کا قصد کریں گے۔ باوجودیکہ یہ آیتیں تورت میں اب تک موجود ہیں، یہودی اُن کی یہ تاویل کرتے تھے کہ یہ تو فقط اس مذہب کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔

افترا۔ اس کا سبب بدوین شائع کی تصریح کے بعض احکام کا صرف اس لئے کہ ان میں کوئی مصلحت ہے، استنباط کرنا اور یہودہ استنباطات کو اول رواج دینا۔ پھر اُن کو اصل کتاب میں ملا دینا اور اپنے سلف کے اتفاق کو دلیل

قطعی خیال کرنا، خاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے انکار پر ان کے یہاں سوائے اقوال سلف کے اور کوئی دلیل نہ تھی۔ علیٰ ہذا دوسرے بہت سے احکام ہیں۔

استبعا در رسالت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کا سبب

جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت اسمعیل علیہ السلام کی اولاد میں مسبوت فرمانا حالانکہ اب تک جمہور انبیاء بنی اسرائیل (اولاد یعقوب علیہ السلام) سے ہونے ہوئے آئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

نصاری حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے تھے ان کی گمراہی یہ تھی کہ انہوں نے خدائے تبارک و تعالیٰ

کو تین یا ایسے حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا جو بعض وجوہ سے متغائر اور بعض وجوہ سے متحد ہوں۔ ان حصوں کو وہ اٹانیم ثلاثہ کہتے تھے یعنی ایک اقنوم باپ جو ان کے نزدیک مبدائیت عالم کے ہم معنی تھا۔ ایک اقنوم بیٹا جو بمعنی صادر اول تھا جو ایک امر عام اور تمام موجودات میں شامل ہے، اور ایک اقنوم روح القدس تھا جو عقول مجردہ کے ہم معنی ان کا عقیدہ تھا کہ اقنوم ابن نے حضرت مسیح کی روح کا لباس اختیار کر لیا تھا یعنی جیسا کہ جبریل علیہ السلام آدمی کی شکل میں آتے تھے، ایسے ہی ابن نے عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں ظہور کیا تھا۔ اس لئے عیسیٰ علیہ السلام خدا بھی ہیں، ابن اللہ بھی اور بشر بھی۔

خدا تعالیٰ نے اس باطل مذہب کا رد فرمایا اور کہا کہ عیسیٰ خدا کا بندہ اور اس کی وہ پاک روح ہے جس کو اس نے مریم صدیقہ کے رحم میں ڈالا اور اس کی روح القدس سے تائید فرمائی۔ نیز ایک گمراہی نصاریٰ کی یہ ہے کہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقتول ہو گئے ہیں۔ حالانکہ فی الواقع ان کے قتل کے واقعہ میں ایک اشتباہ ہو گیا تھا، خداوند تعالیٰ نے قرآن شریف میں اس شبہ کا ازالہ فرمایا۔ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ نُّسِبَهُ لَهُمْ

(النساء: ۱۵۷)

لے (ترجمہ) اور انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی پر چڑھایا، بلکہ مشتبہ ہو گئی ان کے لئے (حقیقت)

marfat.com

Marfat.com

نیز ان کی ضلالت میں ایک یہ امر بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ فارقلیط موعود سے وہ عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں جو قتل ہو جانے کے بعد اپنے حواریوں کے پاس آئے اور ان کو انجیل کے کامل اتباع کی وصیت فرمائی۔ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد عیاشی نبوت بکثرت ہوں گے۔ لیکن ان میں جو شخص میرا نام لے، اس کی تصدیق کرنا درہنہ نہیں۔ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہمارے نبی کریم صلی علیہ وآلہ وسلم پر منطبق ہے، کیونکہ انجیل میں کہا گیا ہے کہ فارقلیط تم میں مدت دراز تک رہ کر علم سکھائے گا اور لوگوں کے نفوس کو پاک کرے گا۔ اور یہ بات ہمارے پیغمبر صلی علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی اور سے ظاہر نہیں ہوئی۔

منافقین سے مباحثہ | منافقین دو قسم کے تھے۔ ایک وہ جو زبان سے کلمہ ایمان کہتے تھے مگر ان کا قلب کفر اور سرکشی پر

پختہ تھا اور کفر و تجرد ان کے دل میں چھپے ہوئے تھے۔ ایسے لوگوں کے حق میں ہے: **فِي الْمَدِينَةِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ** (النساء: ۱۴۵)۔ دوسرا وہ گروہ جس نے اسلام قبول کیا مگر ان کا ایمان ضعیف تھا۔

مثلاً دنیاوی لذات کا اتباع ان کے قلوب میں بھر گیا ہے کہ اُس نے خدا اور اُس کے رسول کی محبت کے لئے جگہ ہی باقی نہیں رہنے دی۔ ہمارے پیغمبر صلی علیہ وآلہ وسلم کی نسبت یہ وہ خیالات اور ریک شہات ان کے قلوب میں گزرتے تھے۔ منافقین کے ان شہات کا سبب یہ ہوا کہ ہمارے پیغمبر صلی علیہ وآلہ وسلم میں بشری احکام پائے جاتے تھے (یعنی منافقین کی نظر بشریت میں ہی اُلجھی رہتی)۔ خدا تعالیٰ نے ایسے منافقوں کے اخلاق و اعمال کو قرآن مجید میں خوب آشکارا کیا ہے اور ان ہر گروہ کے احوال بکثرت بیان فرمائے ہیں تاکہ امت ان سے احتراز کرے۔

لے دوزخ کے پست ترین طبقے میں ہوں گے۔

۲۔ تذکیر بالآلاء اللہ

جانتا چاہیے کہ قرآن مجید کا نزول انسانوں کی مختلف جماعتوں کی تہذیب کے لیے، خواہ عربی ہوں یا عجمی، شہری ہوں یا بدوی، ہوا ہے۔ چنانچہ آلاء اللہ اور آیات قدرت میں سے صرف وہی باتیں بیان کی گئی ہیں جنہیں شہری و بدوی اور عرب و عجم یکساں طور پر سمجھ سکیں۔

۳۔ تذکیر بالایام اللہ

ایام اللہ یعنی وہ واقعات جن کو خداوند تعالیٰ نے ایجاد فرمایا ہے مثلاً فرماں برداروں کے لئے انعام اور نافرمانوں کے لئے عذاب۔ ان میں سے ایسی چیزیں کو اختیار فرمایا کہ جو بیشتر سے ان (مخاطبین) کے گوش زد ہو چکی تھیں، اور وہ اجمالی طریقے سے ان کا تذکرہ سن چکے تھے۔ مثلاً قوم نوح و عاد و ثمود کے قصے، جن کو عرب اپنے باپ دادا سے مسلسل سنتے آئے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انبیائے بنی اسرائیل کی مختلف داستانیں جن سے بوجہ یہود اور عرب کے قرنہا قرن کے اختلاط کے، ان کے کان آشنا تھے۔ مقصود یہ ہے کہ ان سے سننے والوں کے ذہن شرک اور معاصی کی برائی کی جانب منتقل نہیں اور وہ کفار پر عذابِ خداوندی کا اور مخلصین پر خدا تعالیٰ کی عنایت سے مطمئن ہونے کا ادراک کریں۔

۴۔ تذکیر بالموت و ما بعدہ

موت اور اس کے بعد کے واقعات میں سے انسانی موت کی کیفیت اس وقت انسان کی بیچارگی کا عالم۔ بعد موت کے جنت و دوزخ کو سامنے کرنا اور عذاب کے فرشتوں کا آنا اور علاماتِ قیامت بیان کی گئی ہیں۔

۵۔ علم احکام | مباحث احکام کے لئے قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملتِ حنیفی (ابراہیمی) پر مبعوث ہوئے ہیں اس لئے اس ملت کے طریقوں کا باقی رکھنا ضروری ہے۔ چونکہ عرب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے اور باقی تمام اقابیم کو عربوں کے ہاتھ سے پاک کرنے کا ارادہ فرمایا، اس لئے ضروری ہوا کہ شریعت محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مواد انہی (عربوں) کی رسوم و عادات سے لیا جائے۔ اگر کوئی شخص ملتِ حنیفی کے جملہ احکام اور عربوں کے رسوم و عادات دیکھے، اور پھر شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، جو کہ اصلاح و تکمیل کا درجہ برکتی ہے، ایک غائر نظر ڈالے تو وہ ہر ایک حکم کے لئے کوئی سبب اور ہر امر و نہی کے لئے کسی خاص مقصد کا ادراک کرے گا۔

قرآن مجید کا محاورہ عرب کے مطابق نزول

اور

مسکد ناسخ و منسوخ

جاننا چاہیے کہ قرآن مجید ٹھیک ٹھیک بلا کسی تفاوت کے محاورہ عرب کے مطابق نازل ہوا۔ کسی لفظ کے معنی معلوم نہ ہونے کا سبب کبھی اس کا نادر ہونا ہے۔ اس کے لئے صحابہ تابعین اور دوسرے علم معانی میں دسترس رکھنے والوں سے اس کے معنی نقل کرنا چاہیے۔ کبھی اس کا سبب ناسخ و منسوخ آیات کا نہ جاننا اور اسباب نزول کا یاد نہ رہنا ہوتا ہے۔ قرآن مجید کے الفاظِ نادرہ (غرائب القرآن) کی شرحوں میں بہترین شرح حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) کی ہے جو ابن ابی طلحہ (رضی اللہ عنہما) کے طریق روایت سے صحت کے ساتھ

ہم تک پہنچی ہے اور غالباً امام بخاری نے بھی صحیح بخاری میں اس طریق پر اعتماد کیا ہے۔
 نسخ و منسوخ کی معرفت فن تفسیر میں ایک ایسا مشکل مسئلہ ہے جس کے اندر بڑی بڑی
 بحثیں اور بے شمار اختلافات ہیں۔ اس کے اشکال کے اسباب میں سب سے زیادہ قوی
 سبب متقدمین اور متاخرین کی اصطلاح کا باہمی اختلاف ہے۔ اس باب میں حضرات صحابہ
 اور تابعین کے کلام کے استقرا سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ حضرات نسخ کو اس
 کے لغوی معنی (یعنی ایک چیز کا ازالہ دوسری چیز کے ذریعے سے) میں استعمال کرتے تھے نہ کہ
 اصطلاح اہل اصول کے مطابق۔ اسی طرح ان کے نزدیک نسخ کے معنی ایک آیت کے بعض
 اوصاف کا ازالہ دوسری آیت کے ساتھ ہوگا۔

چونکہ ان حضرات کے نزدیک نسخ باب وسیع رکھتا ہے اس لئے معتقل کو اس میں جولانی
 اور اختلاف کی گنجائش مل گئی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ منسوخ آیات کی تعداد پانچ سو تک بیان کرتے
 ہیں۔ لیکن اگر مزید غور و خوض کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس طرح ان کی تعداد حدِ شمار سے باہر
 ہے۔ مگر متاخرین کی اصطلاح کے موافق آیات منسوخہ کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہے علی الخصوص
 اس توجیہ کی رو سے، جس کو ہم نے اختیار کیا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے بیان مذکورہ
 بالا کو بعض علماء سے لے کر اپنی کتاب میں مناسب بسط کے ساتھ بیان کیا ہے اور جو آیات
 متاخرین کی رائے میں منسوخ ہیں، ان کو شیخ محی الدین ابن عربی کے موافق تحریر کر کے قریباً بیس
 آیتیں گنوائی ہیں لیکن فقیر کو ان بیس میں بھی اکثر کی نسبت کلام ہے (یہاں شاہ صاحب نے
 ان آیتوں پر جو علامہ سیوطی کے نزدیک منسوخ ہیں، بحث کی ہے اور آخر میں وہ اس نتیجے پر
 پہنچے جس کا ذکر وہ یوں فرماتے ہیں):

علامہ سیوطی نے ابن عربی کے ساتھ اتفاق کر کے کہا ہے کہ بیس آیتیں منسوخ ہیں،
 باوجودیکہ ان میں بھی بعض کی نسبت اختلاف ہے۔ ان کے علاوہ اور کسی آیت کے لئے
 دغوی نسخ صحیح نہیں اور آیت استیذان اور آیت قسمت اور آیت احکام میں عدم نسخ صحیح
 ہے۔ اب صرف ان کے نقطہ نظر سے ان آیتوں کی نسبت منسوخ نہیں کہتا ہوں ہماری

تحریر کے موافق پانچ ہی آیتوں میں نسخ ثابت ہو سکتا ہے یہ

مسئلہ معرفت اسباب نزول

علم تفسیر کا دوسرا دشوار ترین مسئلہ معرفت اسباب نزول ہے۔ مفسرین نے کئی دوجیزوں کی معرفت شرط ہے۔ ایک وہ واقعات جن کی طرف آیات اشارہ کرتی ہوں کیونکہ ایسی آیات کے ایما کا سمجھنا بغیر واقعات کے میسر نہیں آ سکتا اور دوسرے وہ حصے جن سے عام کی تخصیص یا اور کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہو مثلاً آیت کو اس کے ظاہری معنی سے پھرتے ہوں وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ آیات کے اصل مقصد کا علم ان قصص کی موافقت کے بدون ممکن نہیں۔

توجیہ کے معنی ہیں صورت کلام کا بیان اور اس کلمہ توجیہ کا حاصل یہ ہے کہ کبھی کسی آیت میں کوئی شبہ پیدا ہوتا ہے یا تو اس صورت کے استبعاد کی وجہ سے جو مدلول آیت ہے یا دو آیتوں کے باہمی تناقص سے یا اس وجہ سے کہ مبتدی کے ذہن پر مصداق آیت کا تصور دشوار ہوتا ہے یا کسی قید کا فائدہ اس کے ذہن نشین نہیں ہوتا۔ ان صورتوں کے پیدا ہونے پر جب مفسر ان مشکلات کو حل کرتا ہے تو اس کا نام توجیہ رکھا جاتا ہے۔

بخاری، ترمذی اور حاکم نے اپنے اپنے ابواب تفسیر میں اسنا و صحیح سے صحابہ یا رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے اسباب نزول اور توجیہات مشکل روایت کی ہیں۔ ان آثار کا جو زیادہ نہیں حفظ کرنا مفسر کے لئے ضروری ہے تاکہ اس سے یہ معلوم ہو جائے کہ اکثر اسباب نزول کو آیات کے معانی دریافت کرنے میں کسی قسم کا دخل نہیں۔ البتہ صرف ان قصص کو کچھ دخل ہے جن کا ان آثار میں ذکر ہے۔

اے تفصیل کے لئے "الغونذ الکریم" کا حفظ فرمائیں۔

marfat.com

Marfat.com

قرآن مجید کا اسلوبِ بدیع

قرآن مجید کو مثال معمولی کتابوں کے ابواب اور فصول میں اس طرح مرتب نہیں کیا گیا کہ ہر بحث ایک جداگانہ باب یا فصل میں بیان کیجاتا، بلکہ قرآن مجید کو مثال مجبوراً عقوبت کے فرض کرنا چاہیے جس طرح کہ بادشاہ اپنی رعایا کو حسب ضرورت وقت ایک فرمان لکھتے ہیں یہاں تک کہ بہت سے فرمان جمع ہو جاتے ہیں اور کوئی شخص ان کو جمع کر کے ایک مجموعہ مرتب کر دیتا ہے اسی طرح اس بادشاہ علی الاطلاق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بندوں کی ہدایت کے حسب ضرورت وقت قرآن مجید کی سورتیں، یکے بعد دیگرے نازل فرمائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ہر ایک سورت جداگانہ طور پر مرتب اور محفوظ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدون نہیں فرمایا تھا۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں تمام سورتیں ایک جلد میں ایک خاص ترتیب کے ساتھ جمع کی گئیں اور یہ مجموعہ مصحف کے نام سے موسوم ہوا۔

اعجازِ قرآن کے وجوہ

اعجازِ قرآن کے بہت سے وجوہ ہیں جن میں سے بعض بیان کئے جاتے ہیں۔
 اول: اسلوبِ بدیع۔ عربوں کے پاس بلاغت کے چند میدان تھے جن میں وہ اپنی فصاحت کے گھوڑوں کو بیٹھتے: دہانے اور ہم عمروں سے بڑھنے کی سعی کرتے تھے۔ وہ میدان فصاحت، خطبے، رسائل اور محاورات ہیں۔ عرب لوگ کلام کے چار اسلوبوں کے علاوہ اور کچھ نہ جانتے تھے اور نہ کسی پانچویں اسلوب کے اختراع پر قادر تھے۔ بدیہی وجہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی تھے ایک خاص اور ممتاز اسلوب کی ایجاد جو کہ ان کے مزاج و سلیب کے علاوہ ہے بے شک اعجاز تھا۔

دوم: گزشتہ تواریخ اور اہم سابقہ کے احکام کی بغیر شے سے لکھے ایسی تفصیل بیان کرنا جو

کتاب سابقہ کی مصدق ہو۔

سوم: پیشین گوئیاں۔ ان پیشین گوئیوں میں سے جو واقعہ ظہور پذیر ہوگا اعجاز

ہوگا۔

چہارم: بلاغت کا وہ مرتبہ جو کہ انسانی طاقت سے بالاتر ہے ہم لوگ چونکہ عرب اڈل کے بعد پیدا ہوئے، اس لئے مرتبہ بلاغت کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے لیکن اتنا ضرور جانتے ہیں کہ شہس کلمات اور چست بندشوں کا استعمال جس لطافت، سادگی اور بے ساختگی کے ساتھ ہم قرآن شریف میں پاتے ہیں۔ اس قدر متقدمین اور متاخرین کے کسی قصیدے میں نہیں پاتے اور یہ ایک مجددانہ بات ہے جسے ماہر شعراء ہی جان سکتے ہیں، علوم اس میں کچھ حصہ نہیں لے سکتے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ علم تذکیر اور مناظرہ و مخاصمہ جہاں کہیں معالیٰ کو الفاظ کا دوسرا لباس سورت کے اسلوب خاص کے موافق پہناتے ہیں، وہ اس میں ایک عجیب کیفیت اور ندرت ہوتی ہے کہ ہماری عقول کا دستِ حرم اور اس کے ادراک کے دامن تک نہیں پہنچ سکتا من جہد و جوہ اعجاز کے ایک وجہ ایسی ہے جسے سولے ان لوگوں کے جو اسرارِ شریعت میں تدبیر اور تفکر کرتے ہیں، کوئی سمجھ نہیں سکتا اور وہ یہ ہے کہ علوم پنجگانہ ہدایت انسانی کے اعتبار سے خود قرآن شریف کے من بجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے۔ یہ علوم پنجگانہ اپنے معالیٰ کے اعتبار سے اس اعلیٰ مرتبے پر واقع ہیں جن پر اضافہ قطعاً محال ہے۔

آفتاب آمد و دلیل آفتاب

جاننا چاہئے کہ مفسرین کی مختلف جماعتیں ہیں۔ ایک جماعت صرف ان آثار کی روایت سے شغف رکھتی ہے جو آیات سے

فنون تفسیر

مناسبت رکھتے ہیں خواہ وہ آثار احادیث مرفوعہ ہوں یا موقوفہ کسی تابعی کا قول ہو یا اسرائیلیا میں سے کول روایت۔ یہ طریقہ محدثین کا ہے۔

ایک گروہ باری تعالیٰ کے اسما و صفات کی آیات کی تاویل کرتا ہے جس آیت کو

marfat.com

Marfat.com

وہ حق جہل شانہ کی تنزیہ کے موافق خیال نہیں کرتا اس کے وہ ظاہری معنی نہیں لیتا۔ یہی گروہ ہے جو مخالفین کے ایسے اعتراضات کو جو وہ قرآن کی بعض آیات پر کرتے ہیں روکتا ہے۔ یہ گروہ متکلمین کا ہے۔

مفسرین میں سے بعض لوگ ہیں جو قرآن مجید سے فقہی مسائل کا استنباط کرتے بعض مجتہدات کو بعض پر ترجیح دیتے ہیں اور مخالف دلائل کا جواب دیتے ہیں۔ یہ فقہاء اور اہل اصول ہیں۔ ایک جماعت قرآن مجید کے الفاظ کی لغوی تشریح کرتی ہے اور اس کے ہر محادے کے بارے میں کلام عرب سے بکثرت سندیں دیتی ہے، یہ نحویین اور اہل لغت کا طریقہ ہے۔ ایک گروہ قرآن مجید سے علم معانی و بیان کے نکات نکالتا ہے اور اس اعتبار سے کلام اللہ کے محاسن بیان کرتا ہے۔ یہ ادبا کا گروہ ہے۔ بعض لوگ قرآن مجید کی قرأتوں کو جو ائمہ سے مسلسل منقول ہیں نہایت وضاحت و تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ یہ قاری ہیں۔ ایک گروہ قرآن میں سے بادلئاً مناسبت علم سلوک یا علم الحقائق کے نکات نکالتا ہے۔ یہ صوفیہ کا گروہ ہے۔

الحاصل تفسیر کا میدان بڑا وسیع ہے، اور اس میں جو مسلمان بھی گامزن ہوا اس کا مقصد قرآن کے معانی کو سمجھنا تھا۔ اس نے ایک خاص فن کے تحت اس میں غور و خوض کیا اور مطالب کو اپنی فصاحت اور سخن فہمی کی استطاعت کے مطابق بیان کیا۔ اس ضمن میں اس نے اپنی جماعت کے مسلک کو ہی مقدم رکھا۔ یہ وجوہ ہیں جن سے فن تفسیر نے ایسی وسعت حاصل کی کہ اس کا صحیح اندازہ کرنا ممکن نہیں مفسرین کے ایک گروہ کا خیال ان تمام فنون تفسیر کو یکجا کرنے کا ہوا۔ چنانچہ کبھی عربی اور کبھی فارسی میں کتابیں لکھی گئیں۔

اس فقیر کو الحمد للہ ان تمام فنون سے خاص مناسبت حاصل ہے! اسے علوم تفسیر کے اکثر اصول اور اس کے فروع کی ایک معقول مقلد معلوم ہے اور اس کو ہر فن میں اجتہاد فی المذہب کے قریب قریب تحقیق و استقلال حاصل ہے۔ علاوہ ازیں فنون تفسیر

کے دو تین اور فن بھی فیض الہی کے لامتناہی دیا سے مجھے القا ہوئے ہیں۔ سچ یہ ہے
 کہ میں قرآن مجید کا بلا واسطہ ایسا ہی شاگرد ہوں جیسے حضرت سالتاب صلی اللہ علیہ وسلم
 کی روح پر فتوح کا ادیسی ہوں۔ (افوزا کبیر۔ ارمغان شاہ ولی اللہ)

باب پانزدہم

حدیث کی ضرورت و اہمیت

حدیث کی ضرورت و اہمیت

علوم یقینیر میں سے بنیادی اور قابل استناد علم اور تمام دینی فنون کی اساس اور منبع علم حدیث ہے جس میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل یا تقریر (یعنی آپ کے سامنے کوئی بات ہوئی اور آپ نے اس سے روکا) کا ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ (قول و فعل و تقریر) تاریخی میں روشن چراغ ہدایت کے نشانات اور بمنزلہ بدر کامل کے ہیں جس نے ان (احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) کا اتباع کیا اور انہیں محفوظ کر لیا اسے رشد و ہدایت ملی اور خوب خوب بھلائی عطا ہوئی جس نے اعراض و روگردانی کی وہ ضلالت و ہلاکت میں پڑا اور خسارے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۲۸

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امت کا شریعت حاصل کرنا

یاد رہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امت کے شریعت حاصل کرنے کے دو طریقے ہیں:

۱۔ ایک طریقہ ظاہر قول سے (شریعت) حاصل کرنے کا ہے۔

اس کے لئے اقوال نبوت کی نقل ضروری ہے چاہے متواتر روایت ہو یا غیر متواتر ہو۔ پھر متواتر کی ایک قسم تودہ ہے کہ جس کے الفاظ بھی متواتر طور پر منقول ہوں جیسے کہ قرآن مجید اور کچھ احادیث۔ ان میں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول بھی ہے کہ تم جلد ہی (قیامت کے روز) اپنے رب کی زیارت کرو گے۔ اور ایک قسم تودہ ہے جس کا معنی متواتر ہو جیسے کہ طہارت، نماز، زکوٰۃ، حج، خرید و فروخت، نکاح اور عزوات کے بہت سے احکام ہیں جن میں اسلامی فرقوں میں سے کسی فرقے نے

اختلاف نہیں کیا۔

اور غیر متواتر روایات میں اعلیٰ ترین درجہ کی روایت مستفیض ہے۔ یہ وہ روایت ہے کہ جس کو تین یا اس سے زیادہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا۔ پھر پانچویں طبقہ تک اس کے راوی بڑھتے چلے گئے۔ اس قسم کی احادیث بکثرت ملتی ہیں اور اسی پر فقہ کے بڑے بڑے مسائل کی بنیاد ہے۔ اس کے بعد اس حدیث کا درجہ ہے جس کے صحیح یا حسن ہونے کا فیصلہ حفاظ محدثین اور بڑے بڑے علماء حدیث کی زبان سے ہو چکا ہے۔ ان کے بعد ان احادیث کا درجہ ہے جن میں کلام ہو چکا ہے بعض محدثین نے انہیں قبول کیا اور بعض نے قبول نہیں کیا۔ ان میں سے جن کو شواہد کے ذریعے یا اکثر اہل علم کے قول یا عقل صریح کے ذریعے تقویت حاصل ہوئی وہ واجب العمل ہے۔

۲۔ احکام شریعت حاصل کرنے کا دوسرا طریقہ دلالت احادیث سے حاصل کرنا ہے وہ یہ ہے کہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ فرماتے یا کرتے دیکھتے تو اس کو حکم و وجوب وغیرہ مستنبط کر لیتے پھر وہ لوگوں کو یہ حکم بتاتے اور فرماتے "فلاں کام واجب ہے اور فلاں جائز ہے"۔ پھر تابعین صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے اسی طرح احکام حاصل کرتے ہیں۔ پھر تیسرے طبقہ نے ان فتویٰ اور قضایا کو مدون کر دیا اور اس کو مستحکم کر دیا۔

اس طریقہ سے شریعت کے احکام اخذ کرنے والے اکابر میں حضرت عمر حضرت علی، حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم (نمایاں) ہیں۔

ان دونوں طریقوں میں جسلا
ظاہر و دلالت کا لازم و ملزوم ہونا ہے جو ایک دوسرے کے ساتھ

ہی پڑھتا ہے اور ایک طریقہ کو دوسرے طریقے سے استغناء حاصل نہیں (یعنی ایک طریقہ کو دوسرے طریقہ کی حاجت ہے)

پہلے طریقہ (یعنی نقل ظاہر) میں ایک یہ خرابی (واقع ہوتی) ہے کہ روایت بالمعنی میں تغیر و تبدل ہو جاتا ہے اور معنی بدل جانے کا ڈر ہوتا ہے۔ دوسرا نقصان یہ ہے کہ وہ حکم کسی خاص واقعہ میں ہوتا ہے مگر راوی اسے کلی حکم سمجھ لیتا ہے۔ تیسرا نقصان یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں تاکید ہی حکم فرمایا تاکہ لوگ سختی سے اس کی پابندی کریں۔ مگر راوی نے اسے واجب یا حرام سمجھ لیا حالانکہ امر واقع اس طرح نہیں ہوتا۔ ہاں جو فقیر ہو گا اور واقعہ میں موجود ہو گا وہ قرآن کے ذریعے حقیقتِ حال کو معلوم کرے گا جیسے کہ مزارعت اور پھل پکنے سے پہلے فروخت کی ممانعت میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ ممانعت بطور مشورہ تھی۔

دوسرے طریقہ (اجتہادی طریقہ) میں یہ خرابی (واقع ہوتی) ہے کہ اس میں صحابہ تابعین رضی اللہ عنہم کے قیاسات اور کتاب و سنت سے ان کے استنباطات بھی داخل ہو جاتے ہیں حالانکہ یہ ضروری نہیں کہ اجتہاد ہر حالت میں درست ہی ہو لہذا اوقات ان میں سے کسی کو حدیث نہیں پہنچی یا ایسے طریقے سے پہنچی ہے کہ اس جیسی روایت قابلِ حجت نہیں ہوتی اس لئے اس پر عمل نہیں کیا۔ پھر اس کے بعد کسی دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کی کہانی صورتِ حال کی وضاحت ہو گئی جیسے کہ جنابت میں تیمم کے بارے میں حضرت عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔ چنانچہ جس شخص کو روایات اور الفاظِ حدیث میں تبحر حاصل ہے اس کے لئے لغزشوں سے نجات پانا آسان ہے۔

جب معاملہ اس طرح ہوا تو فقہ میں غور و محوض کرنے والوں پر لازم ہے کہ وہ دونوں مشربوں سے بھرپور سیراب ہو اور دونوں مذہبوں میں کمال مہارت رکھتا ہو۔

عقدہ ترین احکام | ملت کے عمدہ ترین احکام وہ ہیں جن پر جمہور روایت (راوی) عالمینِ علم کا اتفاق ہے اور دونوں طریقے اس میں مطابقت رکھتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

روایت حدیث

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر وہی کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ ایسی روایات حاصل ہوں جو متصل ہوں اور غنغنتہ سے ہوں چاہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ ہوں یا موقوف روایات ہوں اور صحابہ و تابعین (رضی اللہ عنہم) کی ایک جماعت سے صحت کے ساتھ مروی ہوں۔ اس طرح اگر شارع سے کوئی نص یا اشارہ نہ ہوتا تو وہ اس قسم کی روایت کو جزم کے ساتھ روایت نہ کرتے۔ اس قسم کی روایت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دلالتاً ماخوذ ہے۔

اب مدون کتب حدیث پر اعتماد ضروری ہے اور ہمارے دور میں

ان روایات کو حاصل کرنے کا صرف یہی ذریعہ ہے کہ علم حدیث میں مدون کتب کا تتبع کیا جائے اس لئے کہ ہمارے زمانہ میں ایسی کوئی روایت نہیں جو کہ مدون نہ ہو چکی ہو۔ صحت و شہرت کے لحاظ سے کتب حدیث کے چار طبقات ہیں۔ (ادبیہ آپ نے اسناد وغیرہ کے معیار پر پڑھ کر درجہ بندی فرمائی ہے)

بلحاظ صحت و شہرت پہلے طبقہ کی کتب حدیث

پہلے طبقہ کی صرف تین کتابیں ہیں:

۱۔ مؤطا امام مالک

۲۔ صحیح بخاری

۳۔ صحیح مسلم

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب مؤطا امام مالک ہے اور تمام محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ امام مالک اور ان کے موافقین کی رائے کے

مطابق موطا کی تمام احادیث صحیح ہیں اور غیر موافقین کی رائے کے مطابق اس میں کوئی ایسی مرسل اور منقطع نہیں ہے کہ جس کی سند دوسرے طرق کے ذریعے متصل نہ ہو گئی ہو اس لئے یقیناً یہ اس لحاظ سے صحیح ہیں۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بارے میں تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ ان دونوں کتابوں میں جو متصل مرفوع روایات ہیں وہ قطعی طور پر صحیح ہیں اور مصنفین تک یہ روایات متواتر ہیں اور جو بھی ان کتابوں کو معمولی سمجھتا ہے وہ بدعتی ہے۔

دوسرے طبقہ کی کتبِ احادیث

دوسرے طبقہ میں یہ کتابیں ہیں:

۱۔ سنن ابوداؤد

۲۔ جامع ترمذی

۳۔ مجتبیٰ نسائی

۴۔ مسند احمد

ان کا درجہ موطا اور صحیحین کے برابر نہیں پہنچا، البتہ وہ ان کے قریب قریب ہیں۔ ان کے مصنفین کا ذوق، عدالت، حفظ اور فنونِ حدیث میں تبحر علمی مشہور ہے۔ اور انہوں نے اپنی کتب میں جن شرائط کا التزام کیا ہے اس میں کوئی تساہل نہیں رہا اور بعد والوں نے انہیں قبول کیا اور ہر زمانے کے محدثین و فقہانے ان پر اعتماد کیا۔

تیسرے طبقہ کی کتبِ احادیث

تیسرے طبقہ میں (یہ کتابیں ہیں)

۱۔ مصنف عبد الرزاق

۲۔ مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ

marfat.com

Marfat.com

- ۳۔ کتب بہیقی
- ۴۔ کتب طبرانی
- ۵۔ کتب طحاوی
- ۶۔ مسند ابوعلی
- ۷۔ مسند عبد بن حمید
- ۸۔ مسند طرابلسی

یعنی وہ مسانید، جوامع اور مصنفات ہیں جو بخاری، مسلم اور ان کے زمانہ سے پہلے، ان کے زمانہ میں اور ان کے بعد تصنیف ہوئیں۔ جن میں صحیح و حسن، ضعیف و معروف و غریب، شاذ و منکر، خطا و مواب اور ثابت و ثلویب کو جمع کیا گیا۔ علماء میں ان کی شہرت ایسی نہیں ہے اگرچہ ان سے مطلق اجنبیت و رد ہو گئی۔ جو احادیث ان میں متفرد ہیں فقہاء نے انہیں زیادہ استعمال نہیں کیا۔ محدثین نے ان کی صحت و سقم کے بارے میں زیادہ بحث و تحقیق نہیں کی۔ ان محدثین کا مقصد یہ تھا کہ جو ملے اسے جمع کر لیں ان کی تلخیص و تہذیب اور عمل کے قابل بنانا ان کا مقصود نہ تھا۔

چوتھے طبقے کی کتب احادیث

چوتھے طبقے کی کتابیں یہ ہیں۔

- ۱۔ ابن حبان کی کتاب الضعفاء۔
- ۲۔ ابن عدوی کی الکامل
- ۳۔ خطیب کی کتب
- ۴۔ ابن عساکر کی کتب
- ۵۔ ابن خبار کی کتب

- ۶۔ ویلی کی کتب
 ۷۔ ابو نعیم کی کتب
 ۸۔ جوزقانی کی کتب
 ۹۔ مستند خوارزمی

۱۰۔ ابن جوزی کی الموضوعات

ان کے مصنفین نے طویل مدت کے بعد ان احادیث کو جمع کرنے کا قصد کیا جو کہ پہلے دو طبقات کی کتابوں میں نہیں ملتی اور ایسے مجموعوں اور مسابیح میں موجود تھیں کہ جو غیر مشہور ہیں۔ انہوں نے ان احادیث کی وقعت کی اور یہ احادیث ان لوگوں کی زبانوں پر جاری تھیں جن کی حدیث کو محدثین نے لکھا۔ اس طبقہ کی سب سے بہتر وہ احادیث ہیں جو ضعیف و محتمل ہیں اور سب سے بدتر وہ ہیں کہ جو موضوع یا مقلوب ہیں اور حدیث کی منکر ہیں۔

محدثین کا عمل | محدثین کا کامل اعتماد پہلے اور دوسرے طبقہ پر ہی ہے۔

البتہ تیسرے طبقہ کی احادیث پر عمل کرنا اور ان کا قائل

ہونا صرف بڑے بڑے افاضل محدثین کا کام ہے جو کہ اسماء الرجال اور علل احادیث سے آگاہ ہیں۔ البتہ اس طبقہ کی احادیث سے اکثر متابعات اور شواہد ماخوذ ہوتے ہیں۔ اور اللہ نے رکھا ہے ہر چیز کا اندازہ۔ البتہ جو تھے طبقہ کی احادیث کو جمع کرنا ان سے استنباط مشاغل کا شغل رکھنا متاخرین کا تعمق ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ۔ اول ص ۳۲ تا ۳۳

بجائزہ

اجتہاد اور تقلید

اجتہاد اور تقلید

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !
 جب حاکم (مجتہد) حکم کرے پس اجتہاد کرے اور درست فیصلہ کرے تو اس
 کے لئے دو اجر ہیں اور جب حکم کرے اور اجتہاد کرے مگر غلطی کر جائے تو اس کے لئے
 ایک اجر ہے۔

اجتہاد کا مطلب ہے کہ دلیل تلاش کرنے میں اپنی پوری قوت خرچ کرے
 اس کی وجہ یہ ہے کہ بقدر امکان ہی تکلیف و پابندی ہے اور انسان کو یہی قوت
 حاصل ہے کہ وہ اجتہاد کرے اور اس کی وسعت میں یہ بات نہیں کہ وہ حق کو ضرور
 ہی پالے۔
 حجۃ اللہ البالغہ . دوم ص ۸۶

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔
 جب تم سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو کتاب اللہ میں دیکھو اور اگر کتاب اللہ
 میں نہ پاؤ تو حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھو۔ اگر حدیث میں بھی اس کو نہ پاؤ
 تو اس صورت کو اختیار کرو جس پر مسلمانوں کا اجماع ہوا۔ اگر مسلمانوں کے اجماعیات
 میں بھی وہ مسئلہ نہ ملے تو اپنی اپنی رائے سے اجتہاد کرو اور کچھ تردد نہ کرو (دارمی)

ازالۃ النہج اول ص ۱۷

’اور جمہور ملت کی صحیح ترین رائے یہ ہے کہ جو شخص بھی اجتہاد کی صلاحیت رکھتا ہو
 اس پر واجب ہے کہ اجتہاد کرے۔‘

۴۵
 الایضاف فی بیان سبب الاختلاف اردو

اجتہاد کی حقیقت یہ ہے کہ شریعت کے
 فروری احکام کو اس کے تفصیلی دلائل

اجتہاد کی حقیقت

سے سمجھنے کے لئے پوری محنت کا صرف کر دینا۔ ان دلائل تفصیلیہ کا مرجع کل چار

چیزیں ہیں؛

۱۔ کتاب

۲۔ سنت

۳۔ اجماع

۴۔ قیاس

اس تعریف سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اجتہاد اس سے عام ہے کہ وہ اسی حکم کے معلوم کرنے میں محنتِ کامل صرف کرنا جو جس میں علمائے سلف کلام کر چکے ہوں یا نہ کر چکے ہوں۔ مجتہد اپنے اجتہاد میں علمائے سلف کا موافق ہو یا مخالف۔ نیز اس سے عام ہے کہ یہ اجتہاد کسی دوسرے کی مدد سے ہو اور مثلاً کسی نے مسائل کی صورتیں بتا دی ہوں اور ماخذ و احکام پر دلائل تفصیلی سے اشارہ کر دیا ہو۔

عقد المجید مترجم ۷-۸

اجماع سے مراد وہ اجماع نہیں جو بظاہر خیال میں آتا ہے کہ جمیع اجماع | اجماع اُمت مرحومہ نے کسی امر پر اجماع و اتفاق کر لیا یا جہتیت کہ کوئی فرد واحد بھی اس اجماع و اتفاق سے باہر نہ ہو اور۔ اس قسم کے

لے غزالی دوران علامہ شہید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں،

اکثر علمائے امام ترمذی رحمہ اللہ علیہ کو شافعی المذہب کہا اور بعض نے انہیں حنبلی قرار دیا جس کی تصریح کتب شافعیہ میں موجود ہے۔ لیکن حق یہ ہے کہ وہ شافعی تھے اور جس نے انہیں مجتہد کہا اس کی مراد یہ نہیں تھی کہ وہ شافعی المذہب نہ تھے کیونکہ امام ترمذی میں ملکہ اجتہاد و استنباط کا پایا جانا اور چند مسائل سے مسلک شافعیہ سے مختلف ہونا شافعی نہ ہو۔ کو مستلزم نہیں۔ الخ

(منذات کاظمی حصہ اول ص ۲۲۲)

marfat.com

Marfat.com

اجماع کا منعقد ہونا محالاتِ عادیہ (ناممکنات) سے ہے، نہ ایسا واقع ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے۔

کسی مسئلے سے متعلق اجماع منعقد نہیں ہوا مگر یہ کہ فی الجملہ اس میں اختلاف بھی نقل کیا گیا۔ گویا اجماع سے اجماع کثیر الوقوع مراد ہے اور وہ اہل حل و عقد اور مفتیان دیار و امصار کا اتفاق ہے۔

ازالۃ الخفاء دوم ص ۱۴۴

اجماع کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہر شخص اپنی فکر (آزاد) سے جو شرع سے مستند نہ ہو بلکہ محض مصلحت وقت کے متعلق ہو ایک رائے پیدا کرے (اور اتفاقاً سب وہی ایک رائے پیدا کریں یا بحث و مباحثہ کے بعد سب ایسی ہی کسی ایک رائے پر متفق ہو جائیں) بلکہ اجماع کے معنی یہ ہیں کہ جیسے ہر صحابی نے دلیل شرعی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتِ سنید سے ان (خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم) کی خلافتِ تنزیلاً کی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصریحات سے کبھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تلویحات سے یہاں تک کہ اس دلیل کے ملاحظہ سے وہ صحابی ان کی خلافت کے ماننے پر مکلف ہو گیا اور جب (اس طرح) قرنِ اول کے مجتہدین نے ان کی خلافت پر اتفاق کر لیا تو اجماع ثابت ہو گیا اور ان کے بعد کسی کو مخالفت کرنے کی گنجائش نہ رہی۔

ازالۃ الخفاء اول ص ۱۳

اجماع کے معنی یہ بھی ہیں کہ خلیفہ (خاص) صاحبِ رائے حضرات سے مشورہ کرنے کے بعد یا بلا مشورہ کوئی حکم دے اور وہ حکم ایسا نافذ ہو کہ تمام عالمِ اسلامی میں شائع اور تمام اسلامی دنیا میں ممکن ہو جائے۔

ازالۃ الخفاء اول ص ۷۷

قیاس

قیاس قرآن و حدیث سے حکم نکالنے کا ایک طریقہ ہے جبکہ مجتہد کو نص قرآن و حدیث اور اجماع صریح میں مطلوب حکم نہ ملے۔

عقد المجید مترجم ص ۱۱

اے مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "قیاس اصل میں حکم شریعت کو ظاہر کرنے والا ہے خود مستقل بقیاضہ کلمۃ صغیراً"

marfat.com

Marfat.com

دیکھئے، حضرت عمر فاروق نے حضرت ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہما) کو لکھا کہ جو امر تمہارے دل میں خلش کرے جس کے متعلق تمہیں کتاب و سنت سے کچھ نہ پہنچا ہو اس میں نہایت فہم و درایت سے کام لو۔ امثال و نظائر کو اچھی طرح جانو پہچانو اور یاد رکھو اور پھر اس قسم کے امور کو ان پر قیاس کرو اور اسی امر پر عمل کرو جو اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہو اور اشد بہ حق ہو۔

ازالۃ التحقّادوم ص ۴۶ رسالہ در مذہب فاروق اعظم رضی اللہ عنہما مقدمہ

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ

اجتہاد صحابہ کے ثابت ہے

فرماتے یا کرتے دیکھتے تو اس سے کوئی حکم و جوہد وغیرہ مستنبط کر لیتے پھر لوگوں کو یہ حکم بتاتے اور فرماتے "فلاں کام واجب ہے اور فلاں کام جایز ہے"

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۳۲۲

مثلاً حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو اگر وہ قرآن میں ہوتا تو اس کو بحوالہ قرآن بیان کرتے اور اگر قرآن میں نہ ہوتا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوتا تو بحوالہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو بیان کر دیتے تھے۔ اگر حدیث میں بھی نہ ہوتا تو ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کے اقوال سے تلاش کرنے اگر مل جاتا تو ان کے حوالہ سے بیان کر دیتے۔ پھر اگر ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کے اقوال میں بھی نہ ہوتا تو اپنی رائے سے قیاس کر کے فتویٰ دیتے (دارمی)

ازالۃ التحقّاد اول ص ۴۹

پھر دیگر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) مختلف بلاد میں پھیل گئے اور سر صحابی کسی نہ کسی علاقے میں مقتدا اور راہنما بن گیا اور واقعات بھی کثرت سے پیش آنے لگے اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) حکم نہیں یعنی قرآن و سنت کا حکم ہوتا ہے مگر قیاس اسے ظاہر کرتا ہے۔
بجاء الحق قول تمہ

مسائل بھی پوچھے جانے لگے اور ان کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے فتویٰ معلوم کئے گئے تو ہر ایک نے اپنی حفظ و یاد کے مطابق فتویٰ دیا یا استنباط کیا اور اگر جواب کے مناسب استنباط یا یادداشت نہ تھی تو رائے سے اجتہاد کیا اور وہ علت معلوم کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے منصوص مسائل میں حین پر حکم کا مدار رکھا ہے چنانچہ جہاں علت کو پایا وہاں حکم لگا دیا اور حکم کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غرض کے موافق بنانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ الخ

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۳۲۵-۳۲۶

اجتہاد صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی کی گئی | ہر ناجیہ اور ہر مقام میں صحابی یا تابعی | افادہ مسلمین کی غرض سے پہنچے اور بمطابق "اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم" مسلمانوں نے ان سے استفادہ

۱۔ غیر مقلدین کی نقل کردہ ایک حدیث پاک ملاحظہ ہو :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو مین کی طرف بھیجتے وقت فرمایا کہ جب تمہارے سامنے کوئی مقدمہ آئے تو اس کا فیصلہ کیسے کرو گے؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کیا اگر تم کو کتاب اللہ میں اس کا حل معلوم نہ ہو تو؟ معاذ رضی اللہ عنہ بولے پھر میں سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کیا اگر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ دونوں ہی میں تمہیں اس کا حل معلوم نہ ہو تو پھر کیا کرو گے۔ معاذ رضی اللہ عنہ بولے تو پھر میں اپنی رائے اور اجتہاد سے کام لوں گا اور اس سلسلے میں کسی کوتاہی کا ترکب نہ ہوں گا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جواب سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے سینے پر ہاتھ ملا اور فرمایا کہ سب تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلچسپی کو وہ سمجھ عطا فرمایا جس سے اللہ کا رسول خوش ہے۔

کیا اور بجز اس کے چارہ بھی نہ تھا۔

ازالۃ الخفا و دوم ۲۸۴

ملت محمدیہ علی ما جہا القلوۃ والسنۃ

کے احکام و تقسیم پر ہیں۔

اجتہاد کن امور میں کیا جاتا ہے؟

ایک قسم تو وہ ہے جن کی اصل حقیقت سے پر وہ اٹھا دیا گیا ہے اور شریعت نے ان کو صاف کھول کر بیان کر دیا اور لوگوں کا ان احکام کے ساتھ مکلف ہونا ثابت ہو چکا۔ اب اگر کوئی شخص کسی کمزور شب کو سند بنا کر ان احکام کی مخالفت کرے تو وہ عند اللہ معذور نہ ہوگا۔ یہ وہ احکام ہیں جو صریح قرآن یا صریح حدیث مشہور یا طبقہ اولیٰ کے اجماع سے یا قرآن و حدیث پر قیاس جلی کر کے نکلے گئے ہیں۔ جب کوئی حکم شریعت کا اس طریقہ سے ثابت ہو جائے تو اس کی مخالفت کی گنجائش نہیں رہتی۔ اور ایسے حکم کا مخالف معذور نہیں ہوتا جیسے انکارِ زکوٰۃ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اس بارہ میں مباحثہ کیا۔ آخر سب نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف رجوع کیا کہ منکر زکوٰۃ کو معذور نہ سمجھا جائے اور سب نے بالاتفاق منکرین زکوٰۃ سے قتال شروع کر دیا۔

۱۔ معلوم ہوا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بوقتِ ضرورت اجتہاد کیا اور اس اجتہاد پر جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی کا اظہار فرمایا اللہ کی حمد بیان کی، جو واضح طور پر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے منظوری کی سند بھی ہے، یعنی اہلِ یمن اپنے مقدمات و مسائل کے حل میں خود تو قرآن و حدیث میں غور کر کے مسائل کا حکم نہیں معلوم کر سکیں گے اس لئے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنے اجتہاد سے ان کیلئے راہِ عمل متعین کریں اور یمن والے اس پر عمل کریں اور سبھی مراد کو پہنچیں اور یہی تقلید ہے گویا اجتہاد اور تقلید کی خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منظوری دی اور اسی کو پسند فرمایا ہے۔ اور یہ بھی خوب سمجھ لینا چاہیے کہ بعض حدیثیں بیان نہ کافی نہیں ان کے مطابق عقیدہ و عمل کو درست کرنا بھی ضروری ہے۔ دیکھئے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "مسلمانوں نے اپنے اجتہاد سے اپنے اجتہاد کو بجا اور بجا کر کے چارہ بھی نہ تھا۔" ضیاء

دوسری قسم وہ ہے کہ ان میں اصل حقیقت سے پردہ نہیں اٹھایا گیا اور لوگوں کا ان احکام کے ساتھ مکلف ہونا واضح طور پر ثابت نہیں ہوا بلکہ دلائل کا اختلاف یا حدیثوں کا شائع نہ ہونا اس مسئلہ میں چہرہ مقصود کا حجاب بن گیا یا کوئی صریح دلیل اس مسئلہ میں ملی ہی نہیں۔ استنباطات اور قیاسات مختلف جانب گئے۔ اس قسم کے احکام میں اجتہاد کیا جاتا ہے۔

ازالۃ الخفاء اول ص ۲۴

تحقیق یہ ہے کہ اولہ (شرعیہ) میں تعارض ہونے کے وقت بعض اولہ شرعیہ کو بعض

حجت دلائل شرعیہ

پر مقدم کرنا دوسری دلیل کے حجت ہونے کی نفی نہیں کرتا ہے جیسا کہ خبر واحد کو حدیث مشہور یا اجماع امت کے مخالف ہونے کی حالت میں ترک کر دیتے ہیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ خبر واحد حجت نہیں ہے۔

ازالۃ الخفاء اول ص ۵

مجتہد اور شرائط اجتہاد

مجتہد وہ ہے جو قرآن و حدیث جس قدر احکام سے متعلق ہے جانتا ہو نیز اجماع کے مواقع، قیاس صحیح کی شرائط، مقدمات کی صحیح ترتیب اور علوم عربیہ سے واقف ہو۔ اس کے علاوہ نسخ و منسوخ اور راویوں کے حالات سے بھی باخبر ہو۔

قرآن کے علم میں سے ان امور کا جاننا ضروری ہے:

نسخ و منسوخ، مجمل و مفتر، خاص و عام، محکم و متشابہ، کراہت و تحسیر اور اباحت استحباب۔

اور وجوب حدیث کے علم میں مذکورہ امور کا بھی علم (ضروری ہے) اور حدیث کی اقسام، صحیح ضعیف ہسند اور مرسل کا جاننا اور حدیث کو قرآن پر اور قرآن کو حدیث پر مرتب کرنے کی معرفت حاصل ہونا چاہی کہ اگر کوئی ایسی حدیث پائے جس کا ظاہر قرآن کے موافق نہ ہو تو اس کی مطابقت

کا سراغ لگا سکے کیونکہ حدیث قرآن کا بیان ہے مخالف قرآن نہیں۔ اور احادیث میں صرف ان احادیث کا جانا ضروری ہے جو شرعی احکام کے بارے میں وارد ہوئی ہیں نہ کہ وہ حدیثیں جن میں قصص، اخبار اور مواعظ مذکور ہیں۔

اسی طرح علم لغت عربی سے اس قدر جانا ضروری ہے جو قرآن و حدیث کے احکامی امور میں واقع ہوئے ہیں تمام لغات عرب کا احاطہ شرط نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ علم لغت میں اتنی محنت کرے کہ عرب کے کلام کے مقصود سے واقف ہو جائے۔

اور صحابہ و تابعین (رضی اللہ عنہم) کے اقوال سے اس قدر جانا ضروری ہے جو احکام میں منقول ہیں اور بڑا حصہ ان فتاویٰ کا جاتے جو امت کے فقہانے دیئے ہوں تاکہ اس کا حکم سلف کے اقوال کے مخالف نہ ہو ورنہ اس صورت میں اجماع کی مخالفت ہوگی جب ان علوم کے اکثر اور بڑے حصے پر قادر ہو جائے تو وہ اس وقت مجتہد ہے۔ اگر ان علوم میں سے کسی ایک سے بھی ناواقف ہو تو اس کا راستہ تقلید کرنا ہے اگرچہ وہ شخص ائمہ سلف میں سے کسی ایک کے مذہب میں ماہر کامل ہی ہو۔ ایسے شخص کو عہدہ قضا اختیار کرنا اور فتویٰ دینے کا امیدوار ہونا درست نہیں۔

۱۔ جناب مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں:

غیر مقدودہ ہے جو مجتہد نہ ہو، پھر تقلید نہ کرنے اور جو مجتہد ہو کر تقلید نہ کرے وہ غیر مقلد نہیں کیونکہ مجتہد کو تقلید کرنا منع ہے۔ آیت کریمہ "لَا يَكْفِيكَ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا" (بقرہ) اللہ کسی جان پر بوجہ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر کے تحت فرماتے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ طاقت سے زیادہ کام کی خدا کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔ تو جو شخص اجتہاد نہ کر سکے اور قرآن سے مسائل نہ نکال سکے اس سے تقلید نہ کرنا اور اس سے استنباط کرنا طاقت سے زیادہ بوجہ ڈالتا ہے۔ جب غریب آدمی پر زکوٰۃ فرض نہیں تو بے علم سے مسائل کا استنباط کرنا کیونکر ضروری ہوگا۔ (جاء الحق اول صدۃ)

جوان پانچ علوم کا جامع ہو اور خواہشات نفسانی سے دور رہنے والا ہو، بدقول سے علیحدہ ہو اور پاکیزگی اور تقویٰ کو شعار بنایا ہو، کبیرہ گناہوں سے محترز ہو اور صغیرہ پر اصرار نہ رکھتا ہو تو اس کا قاضی ہونا اور اپنے اجتہاد سے شرع میں تصرف کرنا جائز ہے

عقد الجید ص ۹ تا ۱۵ مترجم

اب ایسے عالم شخص کے بارے میں جو اکثر مسائل میں اپنے امام سے موافق ہو لیکن اس کے ساتھ ہی ہر حکم کی دلیل سے واقف ہو اور اس پر اس کا دل مطمئن ہو اور وہ اپنے اس کام میں خام بچہ بوجھ رکھتا ہو یہ خیال کرنا کہ وہ مجتہد نہیں صحیح نہیں اور ایسے ہی اس خیال پر اعتماد کرتے ہوئے یہ سمجھ لینا کہ اس زمانہ میں مجتہد کا وجود نہیں غلط بنیاد پر تعمیر ہے

عقد الجید مترجم ص ۹

مجتہدین کے درجات

مجتہد مطلق کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ مجتہد مستقل

۲۔ مجتہد منتسب

۱۔ علامہ سول سعیدی لکھتے ہیں:

”اعلیٰ حضرت نے متعدد ضوابط ارقام فرمائے جو کتب فقہ میں کہیں نہیں ملتے لیکن ان کا وجود ناگزیر ہے کیونکہ فقہ کی بے شمار جزئیات اپنے انطباق کیلئے قواعد کی مرہونِ منت ہیں۔ چونکہ اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان نے تمام قواعد کا کتاب و سنت سے اکتساب کیا ہے اس لئے یہ بات بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شخصیت اجتہاد کی شان کی حامل تھی۔“

(فاضل بریلوی کا فقہی مقام)

”بعض مسائل میں انہوں نے فقہائے متقدمین کی عبارتوں میں اضطراب کو رفع کر کے تطبیق میں ملاوا فرمائی ہے بعض مواقع پر جو گوشے متقدمین کی نظر سے مخفی رہ گئے ہیں انہیں بجا کر کے حق کو آشکار کیا ہے۔“

(فاضل بریلوی کا فقہی مقام)

اس سے پہلے حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ کی مثال بھی بطور مجتہد عرض کی جا چکی ہے۔ ضیاء

مجتہد مستقل | مجتہد مستقل دوسرے مجتہدوں سے نین باتوں میں ممتاز ہوتا ہے:

- ۱۔ ان اصول میں تصرف کرنا جن پر اس کے اجتہادی مسائل کی بنیاد ہے۔
- ۲۔ جن احکام کا پہلے جواب ہو چکا ہے ان کو معلوم کرنے کے لئے آیات، احادیث اور آثار کی تلاش و جستجو کرنا، متعارض دلائل میں سے کسی ایک کو اختیار کر کے اس کے راجح معنی کو بیان کرنا اور ان دلائل سے ماخذ احکام پر مشتمل ہونا۔
- ۳۔ ان دلائل سے ان مسائل میں کلام کرنا جن کا جواب نہیں ہوا ہے۔

مجتہد منتسب | وہ ہے جو اپنے شیخ (امام) کے اصول کو برقرار رکھ کر اکثر و بیشتر دلائل کی تلاش اور ماخذ پر اس کے کلام

سے مدد لے اور اس کے باوجود وہ ان دلائل سے احکام فقہی پر یقین رکھتا ہو اور یہ کہ ان دلائل سے مسائل کے استنباط پر قدرت حاصل ہو کم یا زیادہ مسائل اور امور مذکورہ بالا صرف مجتہد مطلق میں شرط ہیں

مجتہد فی المذہب | جو مجتہد منتسب کے کم ہو، مجتہد فی المذہب ہے۔ یہ جن مسائل میں امام کی رائے صراحتاً مذکور ہو اس میں اپنے

امام کی تقلید کرتا ہے لیکن امام کے قواعد اور اس کے مذہب کی بنیاد سے بخوبی واقف ہوتا ہے چنانچہ جب ایسا کوئی واقعہ پیش آتا ہے جس میں امام کی صریح رائے موجود نہیں ہوتی تو یہ مجتہد امام کے اقوال سے اسی کے طریقہ پر اجتہاد کر کے مسئلہ کا استنباط کرتا ہے۔

لے شاہ ولی اللہ خود اپنے متعلق فرماتے ہیں: اس فقیر کو الحمد للہ تمام فنون (نور تفسیر) میں خاص مناسبت حاصل ہے اور علوم تفسیر کے اکثر اصول اور ایک معقول مقدار اس کے فروع کی معلوم ہے اور اس کے ہر فن میں اجتہاد فی المذہب کے قریب قریب تحقیق و استقلال حاصل ہو گیا ہے۔

(الغواذ البکیرۃ، ترجمہ رشید احمد انصاری)

مجتہد فی الفتویٰ

اور مجتہد فی المذہب سے کم مرتبہ مجتہد فی الفتویٰ
(مفتی) کا ہونا ہے یہ اپنے امام کے مذہب سے
پوری طرح واقف اور اس بات پر قادر ہونا ہے کہ امام کے ایک قول کو دوسرے
پر اور امام کے اصحاب کی ایک وجہ کو دوسری پر ترجیح دے سکے ہے

عقد الجید مترجم ص ۱۵

اور مجتہد دوسرے مجتہد کی تقلید نہیں کرتے وہ تو صرف اپنے اجتہاد، دلائل کے

۱۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خان اور علامہ غلام رسول سعیدی نے بھی طبقات فقہا بیان کئے ہیں۔ مثلاً
مجتہدین فی الشریعہ، مجتہدین فی المذہب، مجتہدین فی المسائل، اصحاب تخریج، اصحاب ترجیح، اور
میزان۔ (دیکھئے جہاں الحق اول ص ۱۹-۲۰ اور فاضل بریلوی کا فقہی مقام ص ۱۷-۱۸، طبقات
اسی سے نقل کئے گئے ہیں

علامہ سعیدی مزید لکھتے ہیں:

”اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ میں ان طبقوں میں سے ہر طبقہ کی بہت سی خصوصیات پائی جاتی ہیں
(فاضل بریلوی کا فقہی مقام ص ۱۷)

”طبقات فقہا کے اعتبار سے اعلیٰ حضرت کا موازنہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ قواعد شرعیہ وضع کرنے کی وجہ سے
آپ میں طبقہ اول یعنی ائمہ اربعہ کی جھلک پائی جاتی ہے اور غیر منصوص مسائل کو قواعد امام سے استخراج کرنے کی وجہ
سے خفاف اور طحاوی کی طرح طبقہ ثانیہ میں قدم راسخ رکھتے ہیں اور روایات میں ترجیح اور تفصیل کے سبب سے
طبقہ رابعہ اور خامسہ کے فقہا سے کسی طرح کم نہیں۔“ (فاضل بریلوی کا فقہی مقام ص ۱۷)

۲۔ حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”مجتہد کو تقلید کرنا حرام ہے تو ان چھ طبقوں میں سے جو صاحب حسن درجہ کے مجتہدوں کے وہ اس
درجہ سے کسی کی تقلید نہ کریں گے اور اس سے اوپر والے طبقہ میں مقلدوں کے جیسے امام یوسف و محمد رحمہما اللہ تعالیٰ
کہ چہ حضرات اصول اور قواعد میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں اور مسائل میں چونکہ خود مجتہد ہیں اس لئے کسی کے
مقلد نہیں۔“ (جہاں الحق اول ص ۲۰)

استعمال اور ترتیبِ دلائل میں اپنے امام کے طریقہ (اصول) پر چلنے کی وجہ سے ان کی طرف منسوب ہو جاتے ہیں۔

عقد الحجید مترجم ص ۱۵۷

کتاب و سنت کے جاہل ازراہ خود منبع

استنباط نہیں کر سکتا۔ اب اس کا یہ فرض

جاہل پر تقلید واجب

ہوگا کہ کسی فقیر سے پوچھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مسئلہ میں کیا حکم دیا ہے۔ جب بتا دے تو اس کی اتباع کرے خواہ وہ صریح نص سے ماخوذ ہو یا اس کے مستنبط ہو یا کسی نص پر قیاس ہو۔ ان میں ہر ایک اگرچہ دلالت ہی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی روایت کی طرف راجح ہے اور اس کی صحت پر امت کا یکے بعد دیگرے اتفاق ہے۔

عقد الحجید مترجم ص ۱۲۱

اگر ان (مجتہد کے لئے بیان کئے گئے

پانچ) علوم میں سے کسی ایک سے بھی ناواقف

غیر مجتہد پر تقلید واجب

ہو تو اس کا راستہ تقلید کرنا ہے اگرچہ وہ شخص ائمہ سلف میں سے کسی ایک کے مذہب میں

جو ان پانچ علوم کا جامع ہو اور خواہشاتِ نفسانی سے دور

رہنے والا ہو بدعتوں سے علیحدہ ہو اور پاکیزگی اور تقویٰ کو شعار بنایا ہو اور کبیر گناہوں سے

محترز ہو اور صغیرہ پر اصرار نہ رکھتا ہو تو اس کا قاضی ہونا اور اپنے اجتہاد سے شرع میں تفرق

کرنا جائز ہے۔ اور جو شخص ان شرطوں کا جامع نہ ہو اس پر حوادث و واقعات میں تقلید

عقد الحجید مترجم ص ۱۲۰-۱۵

کرنا واجب ہے۔

تقلید کرنا تمام مقلدین پر لازم ہے اور جس نے اس سے دوگردالی کی وہ گمراہ اور

خیر کثیر اردو ص ۲۷۳

لے کیا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کے "نام اور پیغام کا وظیفہ کرنے والے غیر مقلدین حضرات شاہ صاحب کی

بات مان لیں گے اور غیر تقلیدیت سے نائب ہو کر تقلید کی راہ اختیار کریں گے؟ ضیاء

تقلید شخصی یعنی امام معین کی تقلید | صحابہ و تابعین (رضی اللہ عنہم) سے

ہے کہ جب انہیں کوئی حدیث مل جاتی تو وہ غیر مشروط طور پر اس کے مطابق عمل شروع کر دیتے تھے لیکن دو صدیوں کے بعد لوگوں میں معین مجتہدین کے مذاہب کو اختیار کرنے کا رجحان پیدا ہوا۔ چنانچہ بہت کم ایسے تھے جو کسی خاص معین مجتہد کے مسلک کے پابند نہ ہوتے اس زمانے میں یہ تقلید امر واجب ہو گئی۔

الاتصاف فی بیان سبب الاختلاف اردو ص ۶

یہ اعتراض کہ مجتہد مستقل کی اقتدار پہلے واجب نہ تھی پھر واجب ہو گئی اس میں تناقض (تضاد) ہے جو اپنی نفی خود کرتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ امر واجب دراصل یہ ہے کہ امت میں کوئی شخص ایسا ہو جو فروعی احکام شریعت کا علم اس کے تفصیلی دلائل کے ساتھ رکھتا ہو۔ اس پر سب اہل حق متفق ہیں۔ اور جس بات پر کوئی امر واجب موقوف ہوتا ہے وہ بات بھی واجب ہوتی ہے اور جب ادا ادا واجب کے متعدد طریقے ہوں تو ان میں سے کسی ایک طریقہ کو اختیار کرنا واجب ہوگا۔ اس کے لئے کسی خاص طریقہ کا تعین لازم نہیں۔ اگر اس کا ایک ہی طریقہ ہو تو خاص اس طریقہ کا حصول واجب ہوگا جیسا کہ ایک شخص بھوک کی شدت میں مبتلا ہو اور اس کے باعث اسے ہلاکت کا ڈر ہو اور بھوک دور کرنے کے مختلف طریقے اس کے بس میں ہوں مثلاً کھانا خرید سکتا ہو، جنگل سے پھل توڑ سکتا ہو اور کھانے والے جانور کا شکار کر سکتا ہو تو اس کے لئے ان متعدد طریقوں میں سے بلا تعین کسی ایک کو اختیار کرنا واجب ہوگا۔ لیکن اگر وہ شخص ایسے مقام پر ہو جہاں نہ شکار ہو نہ پھل تو اس کیلئے ایک ہی طریقہ کہ مال خرچ کر کے کھانا خریدے واجب ہے۔

اسی طرح اسلاف کے پاس اس واجب اصلی (یعنی اجتہاد) کو حاصل کرنے کے چند طریقے تھے اور ان طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ کو اختیار کرنا واجب تھا کسی خاص طریقہ

کا تعین ضروری نہ تھا۔ پھر جب سوائے ایک طریقہ کے باقی طریقے ختم ہو گئے تو یہی مخصوص طریقہ واجب رہا۔

چنانچہ سلف میں حدیثیں نہیں لکھی جاتی تھیں لیکن آج احادیث کا لکھنا واجب ہے کیونکہ آج ان کتب احادیث کے سوا حدیثوں کی روایت کی اور کوئی صورت نہیں ہے۔ اسی طرح اسلاف حصول علم نحو و لغت میں مشغول نہ ہوئے تھے کیونکہ عربی ان کی اپنی زبان تھی۔ اور انہیں ان علوم میں سرکھپانے کی حاجت نہ تھی لیکن آج (ہمارے اس زمانے میں) عربی زبان کا علم باقاعدہ حاصل کرنا واجب ہو گیا کیونکہ سابقہ اہل عرب کا زمانہ بہت دور چلا گیا۔ ہمارے اس قول کے شواہد بہت ہیں۔

اسی پر ایک معین امام کی تقلید کے واجب ہونے کو بھی قیاس کرنا چاہیے کہ معین امام کی تقلید کسبھی واجب ہوتی ہے اور کسبھی واجب نہیں ہوتی مثلاً اگر ایک جاہل شخص ہندوستان یا ماورالنہر کے کسی خط میں ہو اور اس کے قریب کوئی شافعی، مالکی یا حنبلی عالم موجود نہ ہو، نہ ان کے مسائل فقہ کی کوئی کتاب ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کے مذہب کی تقلید کرے اور اس سے باہر جانا اس کے لئے حرام ہوگا۔ اس لئے کہ اس وقت اگر اس نے ایسا کیا تو وہ اپنے آپ کو "دائرہ شریعت" سے نکال لے گا اور شریعہ بہت بے مہار بن کر رہ جائیگا۔ بخلاف اس کے اگر وہ حرمین میں ہو تو چونکہ وہاں اسے تمام مذاہب فقہ کی معرفت میسر ہو گی اس لئے اس کے لئے یہ کافی نہیں کہ وہ کسی غیر معتبر مسلک اور ظنی بات پر عمل کرے۔ نہ وہ عوام کی زبان سے نکلی ہوئی سنی سنائی پر عمل کرے اور نہ کسی غیر معروف کتاب سے کوئی قول اختیار کرے۔ یہ تمام باتیں کنز الدقائق کی شرح نہر الفائق میں موجود ہیں۔

الانصاف۔ اردو۔

جہاں تک اس طبقے کا تعلق ہے جو اہل حدیث واثر (یعنی محدثین کا طبقہ) ہے ان میں اکثر کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ روایات نقل کریں، اسناد حدیث جمع کریں اور ایسی غریب شاذ حدیثیں بھی تلاش کریں جن میں اکثر موضوع یا مقلوب (غیر مرتب) ہیں۔ یہ لوگ نہ تو احادیث

کے متن کا لحاظ کرتے ہیں نہ ان کے معانی پر غور کرتے ہیں، نہ ان میں جو اسرار ہوتے ہیں ان تک پہنچتے ہیں، نہ ان کی تہہ پاتے ہیں اور وہ فقہ (سوجھ بوجھ) سے کام لیتے ہیں۔ یہ اصحاب بسا اوقات فقہاء پر عیب لگاتے انہیں مطعون کرنے اور ان پر سنت کی مخالفت کا الزام لگاتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ فقہاء کو جو علم کی دولت بخشی گئی ہے وہ خود اس کے سمجھنے سے قاصر ہیں اور ان کو بُرا کہہ کر وہ گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔

للنصاف۔ اردو ص ۵۴

’غور سے سُنئے‘

اگر ہم کسی فقہیہ کی اقتداء (تقلید) کرتے ہیں تو اس وجہ سے کرتے ہیں کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عالم ہے۔ اس کا قول یا تو کتاب و سنت کی مراحت کے باعث ہے یا اس سے استنباط کیا گیا ہو گا یا اس نے قرآن سے معلوم کیا ہے کہ شارع علیہ السلام کا فلاں صورت میں حکم دراصل فلاں علت پر مبنی ہے اور اس کو اس علت حکم کی معرفت کا خوب یقین ہو چکا ہے اس لئے اس نے منصوص پر غیر منصوص کو قیاس کر لیا ہے گویا یہ کہتا ہے کہ میرا ظن غالب یہ ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں — جب یہ علت پائی جائے تو وہاں حکم بھی پایا جائے گا۔ اس

لے حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی کی شافعی نقل فرماتے ہیں:

ایک شخص نے آپ (یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) کو دیکھا کہ آپ کسی مسئلہ پر قیاس میں بحث کر رہے ہیں تو اس شخص نے چیخ کر کہا کہ جناب اس قیاس کو چھوڑیے کیونکہ سب سے پہلا قیاس کرنے والا ابلیس تھا، تو ابوحنیفہ (علیہ الرحمۃ) نے اس شخص سے کہا جناب آپ نے بات بر محل نہیں کی۔ ابلیس نے اپنے قیاس سے اللہ کے حکم کو رد کیا اور کافر ہوا اور ہمارا قیاس تو امر الہی کی اتباع کیلئے ہے کیونکہ ہم اس کو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور ان صحابہ اور ائمہ تابعین (رضی اللہ عنہم) کے اقوال سے کسی طرف ٹولتے ہیں تو ہم اتباع کے گرداگرد ہی رہتے ہیں تو ہم ابلیس کے ہم پلہ کیوں ہوئے تو اس شخص نے کہا مجھ سے غلطی ہوئی

ادب میں توبہ کرتا ہوں۔ (انجیلستان، ص ۱۰۷)

marfat.com

Marfat.com

عموم میں منقسم بھی داخل ہے۔ اس لئے یہ بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے البتہ اس کے طلق میں ظنی (فروعی) امور ہی شامل ہیں اور اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی مسلمان کسی مجتہد کی تقلید نہ کرتا۔ الخ۔
حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۳۸

چاروں مذاہب فقہی جو بدقتن ہو چکے ہیں اور احاطہ تحریر میں آچکے ہیں اس پر

مذاہب اربعہ کی تقلید پر اجماع

امت کا اجماع ہو چکا ہے یا معتد بہ لوگوں کا اجماع ہو چکا ہے کہ ان (میں سے کسی ایک) کی تقلید جائز ہے اور اس میں بہت سی مصلحتیں ہیں خصوصاً اس زمانہ میں (تقلید ضروری اور درست ہے) کہ ہر آدمی اپنی رائے پر ناز کرنے لگا۔

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۳۷

مذاہب اربعہ کے علاوہ کوئی مذہب صحیح نہیں اور یہی سوادِ اعظم ہیں

امت نے اتفاق کیا ہے کہ وہ معرفت شریعت میں سلف پر اعتماد کریں گے چنانچہ تابعین نے صحابہ پر تبع تابعین نے تابعین پر (رضی اللہ عنہم) اور اسی طرح ہر طبقہ کے علمائے اپنے سے پہلوں پر اعتماد کیا ہے اور عقل اس کی تحسین پر دال ہے اس لئے کہ شریعت نقل اور استنباط سے معلوم ہوئی اور نقل بغیر اس کے قائم نہیں رہ سکتی کہ ہر طبقہ اسے پہلوں سے اتصال کے ساتھ لیتا رہے اور استنباط میں بھی مذاہب متقدمین کا علم ضروری ہے

۱۔ حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی پانچ معتبر کتب سے دلائل دینے کے بعد فرماتے ہیں،
تقلید کے شرعی معنی یہ ہیں کہ کسی کے قول و فعل کو اپنے پر لازم شرعی جاننا یہ سمجھ کر کہ اس کا کلام اللہ
اس کا کام ہمارے لئے حجت ہے کیونکہ یہ شرعی محقق ہے جیسے کہ مسائل شرعیہ میں امام صاحب کا قول و
فعل اپنے لئے دلیل سمجھتے ہیں اور دلائل شرعیہ میں نظر نہیں کرتے۔

(جہاد الحق اول ص ۱۵)

تاکہ ان کے اقوال سے باہر نکل کر اجماع کو نہ توڑے اور یہ بھی ضروری ہے کہ مذاہب متقدمین پر اپنا قول تبنی کرے اور نیز اس استنباط میں گذشتہ لوگوں سے مسدوے کیونکہ تمام فنون مثلاً صرف، نحو، طب، شعر، آہنگری، بڑھئی گیری اور رنگریزی کسی کو ان میں سے کوئی فن اس وقت تک نہ آیا جب تک ماہر فن کے ساتھ نہ رہا اس کے علاوہ نادر و بعید ہے۔ ایسا نہیں ہوا اگرچہ عقلاً ممکن ہے۔

جب سلف کے اقوال پر اعتماد کرنا متعین ہے تو اور ضروری ہے کہ ان کے وہ اقوال جن پر اعتماد کیا گیا ہے سند صحیح سے مروی یا مشہور کتابوں میں مدون موجود ہوں نیز یہ بھی ضروری ہے کہ ان اقوال کو زیر بحث بھی لایا گیا ہو کہ اس کے محتملات کے راجح کو بیان کر دیا گیا ہو اور بعض مواقع میں عموم کی تخصیص کسی جگہ مطلق کی تفسید کی گئی ہو اور ان اقوال کے مختلف فیہ میں جمع کی شکل نکال لی گئی ہو۔ مزید برآں ان کے احکام کی عمل بھی بیان شدہ ہوں ورنہ ان پر اعتماد صحیح نہیں اور آخری زمانوں میں مذاہب الرابعہ کے سوا کوئی ایسا مذہب نہیں (جس پر اعتماد کیا جاسکے)۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے "سوادِ اعظم (بڑی جماعت) کی اتباع کرو" اور چونکہ سچ مذہب ان چار (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) کے علاوہ مفقود ہو گئے تو ان مذاہب کا اتباع سوادِ اعظم کا اتباع اور ان سے باہر نکلنا سوادِ اعظم سے باہر نکلنا ہے۔

عقد الجیدہ ۵۴ تا ۵۶

مذاہبِ اربعہ میں مقامِ اختلاف اور ان کے درست ہونے کی توجیہ

ایک جماعت کا قول ہے کہ ہر مجتہد صواب پر ہے اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ صواب پر صرف ایک مجتہد ہے اور دوسرے مجتہد معذور ہیں۔

مگر اس بندہ ضعیف (شاہ ولی اللہ) کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ اگر حدیث واحد صادق ایک مجتہد کو پہنچی دوسرے کو نہ پہنچی تو جس کو پہنچی وہ

صواب پر ہے اور جس کو نہ پہنچی وہ معذور ہے۔ اور اگر منشا اختلاف دو دلیلوں کے درمیان جمع کی صورتوں کا متعدد ہونا یا کوئی قیاس خفی ہے تو ایسی حالت میں دونوں مجتہد صواب پر ہیں کیونکہ مقصد اصلی ایسی حالت میں شارع کی موافقت کرنا اور اس کے حکم کی اطاعت کرنا ہے اور صورت مذکورہ میں ہر مجتہد اس موافقت کو بجا لایا۔ فقہائے اہل سنت کے مذاہب میں یا ہم اسی قسم کا اختلاف ہے اور سب مقبول ہیں۔

ازالۃ الخفاء، اول ص ۲۴

بڑے بڑے مواضع اختلاف یہ چارہ ہیں :

۱۔ اول :- یہ کہ ایک مجتہد کو حدیث ملی اور دوسرے کو نہیں ملی، اس شکل میں مصیب متعین ہے۔
 ۲۔ دوم :- یہ کہ ہر ایک کے پاس احادیث اور مختلف آثار موجود ہیں اور ہر ایک نے بعض کو بعض سے تطبیق دینے اور ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے میں اجتہاد سے کام لیا۔ چنانچہ مجتہد کو اس کے اجتہاد نے ایک حکم تک پہنچا دیا لہذا اس قسم کا اختلاف پیدا ہوا۔

۳۔ سوم :- یہ کہ مجتہدین نے ان باتوں میں اختلاف کیا یعنی

مستعمل الفاظ کی تفسیر اور ان کی جامع و مانع حدود یا معرفت ارکان اشیاء اور اس کی شروط مثلاً ذکر، حذف اور تخریج مناط، وصف عام سے موصوف کا اس صورت خاص پر صادق آنا اور کلیہ کا اپنی جزئیات پر منطبق ہونا وغیرہ۔ چنانچہ ہر مجتہد کے اجتہاد نے اسے ایک جدا مذہب تک پہنچا دیا۔

۴۔ چہارم :- یہ کہ مجتہدین نے اصول میں اختلاف کیا جس سے فروعی مسائل میں اختلاف پیدا ہو گیا۔

عقد الحمید ص ۳۰-۳۱

اگر اجتہاد ایسے امر میں ہے جو مجتہد کی عقل پر موقوف کر دیا گیا ہے اور دونوں ماخذ قریب قریب ہیں۔ کوئی بھی ذہن ایسا دود نہیں کہ اس میں کسی ایک ماخذ والے کو بھی قصور وار خیال کیا جائے کیونکہ یہ لوگوں کے عرف و عادت میں نہیں ہے۔ جیسے دو آدمیوں سے کسی نے کہا جو فقیر تمہیں ملے اسے میرے مال میں سے ایک درہم دے دو اس (پر ایک) نے کہا،

نظر نہ آیا چنانچہ انہوں نے افطار نہ کیا اور پورے تیس دنوں میں روزے ہو گئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ رمضان ۲۹ کا تھا تو ان کا روزہ بھی درست ہو گیا اور ان پر کوئی گناہ بھی نہیں۔ اسی طرح حج میں اگر یومِ عرفہ میں چوک (بھول) جائیں تو اعادہ حج نہیں اور جو افعال کر چکے ہیں وہی کافی ہیں۔ اور یہ اللہ سبحانہ کی طرف سے اپنے بندوں پر تخفیف اور نرمی ہے۔

عقد المجید مترجم ص ۳۸-۳۹

حدیث پاک میں فرمایا! ”جو مجتہد صحت کو پالے اس کیلئے دو اجر ہیں اور جو غلطی کر جائے اس کے لئے ایک اجر ہے۔“

عقد المجید مترجم ص ۳۸-۳۹

اور فرمایا ”جب حاکم حکم کرے پس اجتہاد کرے اور دہشت فیصلہ کرے تو اس کے لئے دو اجر ہیں۔ اور جب حکم کرے اور اجتہاد کرے مگر غلطی کر جائے تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔“

اجتہاد کرے کامطلب ہے کہ دلیل تلاش کرنے میں اپنی قوت خرچ کرے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بقدر امکان ہی تکلیف و پابندی ہے۔ اور انسان کو یہی قوت حاصل ہے کہ وہ اجتہاد کرے اور اس کی وسعت میں یہ بات نہیں ہے کہ وہ حق کو ضرر ہی پالے

حجۃ اللہ البالغہ۔ دوم ص ۸۸

’اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں اجتہاد خدا کے حکم میں ہوں، ایک ان میں سے دوسرے پر افضل ہو جیسے غریمت اور رخصت ہے۔‘

عقد المجید مترجم ص ۲۳

۱۔ سینا مجدد افغانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”مجتہد کی تقلید احتمال خطا کی صورت میں بھی جائز اور درست بلکہ واجب لازم ہے۔“ (مکتوب ۳۱ دفتر اول) لے علامہ ابن حجر مہمبی شافعی فرماتے ہیں کہ ”کسی امام نے حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ مجتہدین کے اختلاف کی کیا حیثیت ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہر ایک اپنے اجتہاد میں حق پہے تو اس شخص نے عرض کی کہ ابوحنیفہ فرماتے ہیں دونوں مجتہد صواب رہتے ہیں مگر حق ایک کے ساتھ ہوتا ہے اور امام

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

خبردار! مذہبِ حنفی کا مخالف نہ ہونا

یہ احادیث کا حاصل ہے اسے اختیار کرو حکمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک روحانی سوال کیا اور یہ بات ظاہر ہوئی۔ خبردار! قوم کا فروع (فروعی مذہب جو حنفی ہے) میں مخالف نہ ہونا، اس لئے کہ یہ چیز مراد حق کے متناقض ہوتی ہے۔

اس کے بعد ایک اور نمونہ کھلا جس سے فقہ حنفیہ یعنی امام اعظم اور صاحبین کے اقوال میں سے کسی کے قول کو اختیار کرنے اور ان کے عموماً کی تخصیص اور ان کے مقاصد پر وقوف اور لفظ حدیث کے معنی پر اکتفا کرنے میں حدیث کی مطابقت اور کیفیت مجھ پر ظاہر ہوئی اور مجھ پر ان کے عموماً کی تخصیص اور ان کے مقاصد کا وقوف منکشف ہوا اور الفاظ سنت کے مفہوم پر اکتفا کرنا اور یہی کہ فقہ حنفی میں تاویل بعید نہیں اور بعض احادیث کا بعض پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) شافی کا قول ہے کہ دونوں مجتہد صواب پر ہیں اور خطا کار کو معاف کیا جائے گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں قول معنی میں قریب ہیں اگرچہ الفاظ میں مختلف ہیں تو اس نے دریافت کیا کہ بس فریق کے قول پر عمل کرنا چاہیے تو آپ نے فرمایا کہ دونوں حق پر ہیں (یعنی جس کی بھی پیروی کرے گا صحیح ہے)۔ (الغیرات الحسان مترجم ص ۳۹-۴۰)

لے مولوی ثناء اللہ امرتسری "مدیر اہل حدیث" نے ۱۹۳۷ء میں لکھا تھا۔

"امرتسری میں مسلم آبادی، غیر مسلم آبادی (ہندو، سکھ وغیرہ) کے مساوی ہے اسی سال قبل قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔"

(شمع توحید مطبوعہ سرگودھا ص ۲۳، بحوالہ اندھیرے سے اجالے تک ص ۱۲)

گویا دیوبندی اور غیر مقلدین (بہادر شاہ اولیٰ) حدیث کے معنی پر معتزفہ تھے۔ (ضیاء)

امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں

فقہ میں تمام لوگ ابوحنیفہ کے تربیت یافتہ ہیں "النَّاسُ كُلُّهُمْ عِيَالُ أَبِي حَنِيفَةَ فِي الْفِقْهِ" لے

عقیدہ المجید مترجم ط ۱۹

ہندوستان میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تقلید واجب ہے

جب ایک عام انسان علاقہ ہندوستان یا ماورالنہر میں رہنے والا ہو جہاں کوئی عالم شافعی، مالکی، حنبلی اور کتب میسنر آسکتی ہوں تو اس پر واجب ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کی تقلید کرے اور ان کے مذہب سے علیحدہ ہونا اس کیلئے حرام ہے کیونکہ وہ اس وقت شریعت کی رسی اپنی گردن سے اتار کر مہل بیکار رہ جائیگا۔

الانصاف بحوالہ افکار شاہ ولی اللہ ص ۴۸

آپ کا اپنا تحریر کردہ ایک اجازت نامہ دیکھئے۔

شاہ صاحب عملاً حنفی تھے

کتبہ بیدہ الفقیر الی رحمة اللہ الکریم الودود ولی اللہ بن عبد الرحیم بن وحیہ الدین بن معظم العمری نسبا الدهلوی وطننا الاشعری عقیدة الصوفی طریقة والحنفی عملاً والحنفی والشافعی درسا۔

اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ ص ۴۸ بحوالہ بخاری شریف کا بلگرامی والا نسخہ

اے سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حضرت روح اللہ کا اجتہاد امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کے مطابق ہوگا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سنت کی پیروی میں سب سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔" (مکتوب ۵۵، دفتر دوم)

۲۷ غزالی دودل علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حق یہ ہے کہ وہ (یعنی امام ترمذی) شافعی تھے۔ احمد بن نے انہیں مجتہد کہا اس کی مراد یہ نہیں تھی کہ وہ شافعی الذمہ نہ تھے کیونکہ امام ترمذی میں ملکہ اجتہاد و استنباط کا پایا جانا اور چند مسائل سے مسلک شافعی سے مختلف ہونا (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذہب حنفی کی خدمت کا طریقہ سکھایا

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ مذہب حنفی میں ایک بہترین طریقہ ہے اور وہ بہت موافق ہے اس طریقہ مسنونہ کے جو کہ مدون اور منقح کیا گیا بخاری اور اس کے اصحاب کے زمانہ میں وہ یہ کہ مسئلہ میں اقوال ثلاثہ یعنی امام اعظم اور صاحبین میں سے جو قول اقرب بالسنۃ (سنت کے زیادہ قریب) ہو اسے اختیار کر لیا جائے اور اس کے بعد ان فقہائے احناف کا کلی طور پر اتباع کیا جائے جو علمائے حدیث میں سے ہیں کیونکہ بہت سی چیزیں ہیں جو امام صاحب اور صاحبین نے اصول میں نہیں بیان کیں اور نہ ان کی نفی کی ہے۔ اور احادیث ان پر دلالت کرتی ہیں تو ان کا اثبات

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) شافعی نہ ہونے کو مستلزم نہیں۔ (مقالات کاظمی۔ اول ص ۳۳)

شاہ دلی اللہ فرماتے ہیں "انہیں (ابو جعفر بن جریر طبری کو) مسلک شافعی سے منسوب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا طریقہ اجتہاد ان کا اسلوب استدلال اور ان کا طرز ترتیب دلائل تقریباً وہی تھا جو امام شافعی (رضی اللہ عنہ) کا تھا اور اگر کبھی اختلاف بھی کیا تو ایسے کوئی اہمیت نہ حاصل کر سکے۔ اور امام شافعی سے چند مسائل میں اختلاف کیا تو اس کو اہمیت نہیں دی اور چند مسائل کے سوا ان کے طریق کار کو نہیں چھوڑا۔ اور یہ امر ان کے مسلک شافعی میں رہنے کے منافی نہیں ہے۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری کا فقہی مقام بھی ایسا ہے ان کا شمار بھی طبقات شافعیہ میں ہوتا ہے۔ الخ (الانصاف۔ اعدو ص ۶۷)

سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

باوجودیکہ میں مذہب حنفی کا پابند ہوں لیکن مجھے امام شافعی (رضی اللہ عنہ) سے گویا ذاتی محبت ہے ان کو بزرگ سمجھتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض فعلی اعمال میں ان کے مذہب کی تقلید کرتا ہوں۔ (ذکر دوم مکتوب)

۱۷ علامہ غلام رسول سعیدی رقمطراز ہیں کہ "اعلم حضرت کے زمانہ میں جو ایسے نئے نئے مسائل پیدا ہوئے جن پر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی روایت موجود نہ تھی۔ آپ نے اصول اور فروع میں اتباع امام اعظم کے ساتھ ان تمام مسائل کا استخراج کیا۔ (فاضل بریلوی کا فقہی مقام ص ۱۷)

ضروری ہے اور یہ سب مذہبِ حنفی ہے۔ (فیوض الحرمین مترجم ص ۱۳۶-۱۳۷)

یعنی جب کسی مسئلہ میں صاحبین اور امام صاحب (علیہم الرحمۃ) کا اختلاف ہو تو مجتہد فی المذہب کو اختیار ہے کہ جو قول دلیل کے اعتبار سے زیادہ قوی، تعمیل کے اعتبار سے زیادہ قیاس کے موافق اور لوگوں کیلئے زیادہ سہولت پیدا کرنے والا ہو اسے اختیار کرے۔ اسی وجہ سے علمائے حنفیہ کی بہت سی جماعتوں نے طہارۃ ما مستعمل کے مسئلہ میں فتویٰ امام محمد علیہ الرحمۃ کے قول کے مطابق دیا اور عصر و عشاء کے اول وقت اور مزارعت کے جواز کے بارے میں صاحبین کے قول کے مطابق۔ (عقد المجید مترجم ص ۸۶)

اور قضاے متعلق فتویٰ ابو یوسف علیہ الرحمۃ کے قول پر ہے کہ ان کو قضا کا زیادہ تجربہ تھا۔ عقد المجید ص ۱۲۷-۱۲۸

۱۔ حضرت مفتی احمد یار خان سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرماتے ہیں: "إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي۔ جب صحیح حدیث ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔" (جواد الحق اول ص ۲۱ بحوالہ مقدمہ ثانی)

۲۔ بی شک امام صاحب کا یہ حکم ہے کہ اگر میرا قول کسی حدیث کے مقابل واقع ہو جائے تو حدیث پر عمل کرنا میرے مذہب پر عمل کرنا ہے۔ یہ امام صاحب کا انتہائی فتویٰ ہے۔ (جواد الحق اول ص ۳۷)

۳۔ سیدنا مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

بہتر یہ ہے کہ فتویٰ آسان اور سہل کام پر دیا جائے اگرچہ اپنے مذہب کے موافق نہ ہو۔ مخلوق کو تنگ کرنا حرام ہے اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہے۔ شافعیہ بعض مسائل جن میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تنگی پیدا کی ہے۔ مذہبِ حنفی کے مطابق فتویٰ دیتے تھے مثلاً صحائف زکوٰۃ میں۔ (دفتر سوم۔ مکتوب نمبر ۲۲)

شاہ دل اللہ فرماتے ہیں:

میرے استاد علامہ ابو طاهر شافعی نے اپنے شیخ حسن اعجمی الحنفی سے نقل کیا کہ وہ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم نجاست قلیلہ میں زیادتی و تنگی سے بچنے کے لئے عورتوں پر زیادہ تشدد نہ کریں اور اس بارے میں ہم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اختیار کریں کہ وہ ہم سے کم مقدار ہے اور ہمارے شیخ ابو طاهر اسے قبول کرنا پسند کرتے اور اسی پر عمل تھے۔ (عقد المجید۔ مترجم ص ۱۵۱-۱۵۲)

بلکہ

امام ثانی یعنی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ابن زبیر میں ہے کہ انہوں نے جمعہ کے دن حمام میں غسل کیا اور لوگوں کو نماز پڑھانی۔ نماز کے بعد جب لوگ منتشر ہو گئے تو آپ کو خبر دی گئی کہ حمام کے کنویں میں ایک مرا ہوا چوہا پڑا ہے تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تو ہم اپنے مدنی بھائیوں (مالکیوں) کے مسلک پر عمل کر لیتے ہیں جن کا مسلک یہ ہے کہ جب پانی دو قتلہ کی مقدار ہو تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔
الاتصاف اردو ص ۹۲

فتاویٰ عالمگیری پر نظر ثانی کی خدمت کا خصوصیت سے ذکر کرنا

حضرت والد ماجد (شاہ عبدالرحیم) فرماتے تھے کہ عالمگیری بادشاہ کے زمانہ میں فتاویٰ عالمگیری (فقہ حنفی کا خزائنہ) اس کے حکم سے مدون ہوا تھا۔ اس کی نظر ثانی ہو رہی تھی اس میں سے کچھ کام شیخ حامد کے سپرد ہوا جو مرزا زاہد بیگ کے درس میں میرے شریک سبق تھے۔ وہ میرے پاس آئے اور کہا تم بھی میرے کام میں شریک ہو جاؤ۔ تمہارے نام اتنا روزیہ مقرر ہو جائے گا۔ میں نے اسے قبول نہ کیا۔ میری والدہ نے یہ قصہ سنا تو اسے قبول کرنے پر بے حد اصرار اور مبالغہ کیا۔ مجبوراً مجھے قبول کرنا پڑا۔ اور اس کام میں مصروف ہوا۔ حضرت خلیفہ (ابوالقاسم اکبر آبادی) کو جب اس کا علم ہوا، فرمایا اس وظیفہ کو ترک کرو۔ میں نے عرض کی والدہ ناراض ہوتی ہیں۔ فرمایا،

إِذَا جَاءَ حَقُّ اللَّهِ ذَهَبَ حَقُّ الْعِبَادِ صَحِيحٌ قَوْلٌ هُوَ

میں نے عرض کیا دعا کیجئے خدا تعالیٰ اس وظیفہ کو میری کوشش کے بغیر دور کر دے تاکہ والدہ ناراض نہ ہوں۔ انہوں نے دعا فرمائی۔ چند روز میں بادشاہ نے اہل وظیفہ کے نام طلب کئے اور انہیں عزل و نصب سے تبدیل کیا۔ جب میرے نام پر پہنچا وظیفہ کاٹ دیا اور لکھا اگر وہ چاہیں تو اس قدر زمین دے دی جائے مجھے پوچھا تو میں نے اسے قبول نہ کیا اور خدا کا شکر ادا کیا اور حمد کہی۔

marfat.com

Marfat.com

فرماتے تھے ایک سزا نظر ثانی کرتے ہوئے میری نظر ایک ایسی عبارت پر پڑی جو گنجلک (الجی ہوئی) تھی اور مسئلہ مکمل طور پر کچھ کا کچھ ہو گیا تھا۔ میں نے وہ کتابیں جو اس مسئلہ کی ماخذ تھیں، کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ دو کتابوں میں بیان ہوا ہے اور ہر ایک نے الگ عبارت سے بیان کیا ہے جبکہ مؤلف فتاویٰ نے دونوں عبارتوں کو جمع کر دیا ہے اس لیے میرے مسئلہ کے بیان میں خرابی واقع ہوئی ہے۔ میں نے یہ حاشیہ چڑھا دیا، "ومن لم ینفقہ فی الدین قد خلط فیہ هذا غلط و صوابہ کذا۔" یعنی جو دین کی سمجھ نہیں رکھتا اس نے گڑبڑ کر دی ہے اور صحیح یوں ہے۔

ان دنوں عالمگیر کو اس کی ترتیب و تدوین کا بہت زیادہ اہتمام تھا۔ اور ملا نظام الدین ایک دو صفحات بادشاہ کے سامنے پڑھتا تھا۔ جب وہ اس مقام پر پہنچا اتفاقاً اس نے حاشیہ کو متن کے ساتھ ملا کر ایک ہی انداز سے پڑھا۔ بادشاہ چونکا اور کہا یہ کیسی عبارت ہے۔ ملا نظام الدین نے اس وقت تو دفع الوقتی کرتے ہوئے کہا اس جگہ کامیں نے مطالعہ نہیں کیا تھا، کل تفصیل سے عرض کروں گا۔

جب وہ گھر آئے تو ملا حامد پر خفا ہوئے کہ یہ حقہ میں نے تمہارے اعتماد پر چھوڑ دیا تھا۔ تم نے مجھے بادشاہ کے سامنے شرمندہ کیا۔ یہ تو بتائیے یہ لفظ کیسا ہے۔ ملا حامد نے اس وقت کچھ نہ کہا۔ پھر اس نے میرے ساتھ اظہارِ ملال کیا۔ میں نے وہ کتابیں جو اس مسئلہ کا ماخذ تھیں، پیش کیں اور عبارت کی خرابی کو اس طرح واضح کیا کہ سب نے اس وقاحت کو تسلیم کیا۔

انفاس العارفين ص ۵

باب ہفتم

امراض وقتکالیف اور تعویذات و عملیات

امراض و تکالیف اور تعویذات و عملیات

نظر لگ جانا حق سے | نظر لگ جانا حق ہے۔ اس کی حقیقت دراصل دیکھنے والے کے نفس کے صدر پہنچانے کی تاثیر ہے اور جس کو نظر لگتی ہے اس میں نفس کے صدر پہنچانے کا نام ہے۔ اسی طرح جنات کی نظر کا حکم ہے۔
حجۃ اللہ البالغہ۔ دوم ص ۹۶

شام کے وقت بچوں کو باہر نہ نکالو۔ جنات کا دور دورہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "شام کے وقت بچوں کو ڈھانپ دیا کرو اور مشینروں کے دہانے باندھ دیا کرو اور دروازوں کو بند کر دیا کرو۔ اور اپنے بچوں کو باہر نکلنے سے روک دیا کرو کیونکہ اس وقت جنات پھلتے اور اچک لیتے ہیں۔
میر شاہ ولی اللہ کہتا ہوں شام کے وقت جنات کا پھیلنا اصل فطرت میں ان کے ظلمانی ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اندھیرا اٹھا جانے سے ان کو فرحت و سرور حاصل ہوتا ہے چنانچہ وہ پھیل جاتے ہیں۔
حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۹۵۸-۹۵۹

ملائکہ اور جنات | حضرت شیخ ابو رمانا فرماتے تھے ملائکہ اور جن جن جس شکل میں چاہیں متشکل ہو سکتے ہیں لیکن ان کی حقیقت نفس اسی طرح باقی رہتی ہے مثلاً جبرائیل علیہ السلام اپنے مقام پر قائم ہیں اس کے باوجود رسالت پناہ صل اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وحیہ کلمی (بشر) کی صورت میں متوجہ ہوتے۔

انفاس العارفين ص ۱۷۲

تعویذ اور نیاز | جھاڑ بیونک کی حقیقت یہ ہے کہ ایسے کلمات اختیار کرنا جن کا عالم مثال میں تحقق و اثر ہے اور مذہبی قواعد اس وقت

تک ان کو مسترد نہیں کرتے جب تک کہ ان میں شرک کی بات نہ پائی جائے خصوصاً جب یہ قرآن یا سنت یا ان کے مشا سے ہوں جن میں اللہ کی طرف زاری کی گئی ہو تو پھر جائز ہیں۔ اور ہر وہ حدیث جس میں منتر، تعویذ اور ٹوٹکے سے منع کیا گیا اس سے مراد وہ ہے جس میں شرک ہو یا سبب میں اس قدر انہماک ہو کہ باری جل شانہ سے غافل ہو جائے۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۹۶۰ - ۹۶۱

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سورہ یسین کا پڑھنا دس حج کے برابر ہے اور اس کا سننا راہِ خدا میں ہزاروں دینار خرچ کرنے کے برابر ہے اور لکھ کر اس کا پینا ہزار نور و یقین اور روزی، برکت و رحمت کا شکم میں داخل کرنا اور ہر ایک بیماری زحمت کا شکم سے نکال دینا ہے۔ (انالہ الخفا اول ص ۴۲۲)

لے حضرت شاہ ولی اللہ نے خود آفات و بلیات کے دفع کرنے اور کسی بیماریوں سے شفا حاصل کرنے کے لئے بے شمار مجرب تعویذات نقل فرمائے ہیں۔ ملاحظہ ہو شفا العلیل ترجمہ القول الجلیل ص ۱۱۶ تا ۱۳۶۔ بیٹولے غیر مقلدین محمد بن عبد الوہاب نجدی کتاب التوحید میں نقل کرتے ہیں کہ صحیح بخاری میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر کسی شخص پر جادو یا کوئی بلا ٹوٹا ہو تو اس سے وہ اپنی عورت کے پاس نہیں آسکتا آیا اس کا حل کریں یا لکھ کر دیں؟ آپ نے جواب دیا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس سے اصلاح مقصود ہے اور جو چیز فائدہ مند ہو اس کے استعمال کی ممانعت نہیں (ہدایۃ المستفید دوم ص ۹۳۳)۔ اور اسی ہدایۃ المستفید میں ص ۹۳۸ پر قوم ہے کہ سیری کے سات سبز اور تازہ پتے لے کر دو پنھروں میں پس کر پانی میں ڈال دو اور اس پر آیت الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر دم کر دو اور پھر بیمار کو تین گھونٹ پلا دو اور باقی پانی سے دُہ غسل کر لے۔ نسخہ (ٹوٹکا) بیمار کیلئے تیرہ دفع ثابت ہو گا جبکہ جادو کے ذریعے مرد کو بوی کی مجامعت سے روک دیا گیا ہو۔ جلد دوم ص ۹۳۹ پر لکھا ہے جو علاج قرآنی آیات، ادویہ مسنونہ اور جائز ادویات سے کیا جائے وہ جائز اور مباح ہے۔ واللہ اعلم!

حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "امروہ میں ایک ہندو تھا وہ حضرت عبدالباری سے کمالِ اعتقاد رکھتا تھا۔ اس نے آپ سے عرض کیا کہ میرے کوئی اولاد نہیں ہے تعویذ دیکھے۔ حضرت نے تعویذ دے کر فرمایا ابھی تو اپنی بوی کے بازو پر باندھ دو اور بعد تولدِ فرزند اس کے بازو پر باندھ دینا۔ تعویذ کی ہر کتب سے اس کو پڑھا۔ (امداد المشتاق ص ۱۱۸)

شاہ (ولی اللہ) صاحب ایک بار رہتک گئے ہوئے تھے اور وہاں مخلصوں کے بچوں کیلئے تعویذ لکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ شاہ صاحب کے ایک مسترشد حافظ عبدالرحمن کا بیان ہے کہ میرا بچہ چھپک میں مبتلا ہو گیا۔ میں نے حضرت (شاہ ولی اللہ) سے گزارش کی حضرت نے تعویذ عنایت فرمایا اور بچے نے شفا پائی (تعویذ عنایت فرمودند پس شفا یافت) جو کوئی شاہ صاحب سے بیماری سے شفا حاصل کرنے کیلئے توجہ کی درخواست کرتا آپ تعویذ اور دعا کیلئے حافظ عبدالرحمن کے حوالے کر دیتے۔ شاہ صاحب کے ایک مسترشد سلطان حسین خاں کا بچہ شدید بیمار ہو گیا اس کی درخواست پر آپ نے ایک ظرف چینی پر آیات قرآنی اور اسماء الہی لکھ کر اس کو دے دیئے کہ اسے دھو کر بچے کو پلا دو اور تین دن تک پانچ روپے روزانہ نیاز بردگان کے طور پر ہمیں لا دو۔ ان پانچ روپوں میں سے ایک روپیہ خواجہ نقشبند (رضی اللہ عنہ) کے سلسلے کی نیاز کا ہے ایک روپیہ حضرت غوث اعظم (رضی اللہ عنہ) اور ان کے اولیاء سلسلہ کا اور ایک روپیہ خواجگانِ حشت کا اور ایک روپیہ سلسلہ بہروردیہ کا اور ایک روپیہ سلسلہ شطاریہ شاڈلیہ کا۔ مسترشد نے اس پر عمل کیا بچے نے شفا پائی اور اس نے مقررہ نیاز لاکر پیش کی۔

القول الجلیلی بازیافت ص ۳۲-۳۳، بحوالہ القول الجلیلی ص ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲

ذیل میں والدہ مرشد علیہ الرحمۃ کے بعض فوائد (یعنی تعویذات و عملیات) مذکور ہیں:-

برائے دردِ ونداں و دردِ سر و دردِ ریاح | ایک تختی یا پاک

پر بیت ڈال (یس) اور ایک کیل یا کھونٹی سے اس پر بجد ہوز حطی نکھیں اور کیل کو الف پر زور سے دبائیں اور ایک بار سورۃ فاتحہ پڑھیں۔ درد والا آدمی اپنی نگلی کو زور سے درد کے مقام پر رکھے۔ پھر اس سے پچھیں۔ اگر درد سے آرام ہو گیا تو خوب ہے اور نہیں تو کیل کو دوسرے حرف یعنی ب پر رکھ کر دوبارہ سورۃ فاتحہ پڑھیں اور پچھیں اگر

لے حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی

www.marfat.com

Marfat.com

صحت ہوگئی تو فہما ورنہ کیل کو جیم پر رکھیں اور تین بار الحمد پڑھیں اور اسی طرح ہر حرف پر کیل رکھ کر دبائیں اور سورہ فاتحہ کو (بڑھا کر) پڑھتے جائیں آخر حرف تک نہیں پہنچیں گے مگر اللہ تعالیٰ شفا عنایت کرے گا۔

برائے دفع حاجت و دعا تب و شفا سے مرض اگر کوئی

پیش ہو یا کوئی شخص غائب ہو جائے تو سالہ و غائم پیرنے کے لئے یا مریض کی صحت کیلئے نماز فجر کی سنت اور فرض کے درمیان اکتالیس مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھیں۔

برائے گزیدن سگ دیوانہ

اگر کسی کو باؤ لاکتا کاٹے اور اس کے دیوانہ ہو جانے کا خوف ہو تو یہ آیت

روٹی کے چابیس ٹکڑوں پر لکھ کر روزانہ ایک ٹکڑا کھلایا جائے: **اِنَّهُمْ يَكِيدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيدُ كَيْدًا فَمَهْلِكُ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهَلُهُمْ رُوْبِدًا**

برائے دفع فاقہ

جو شخص سورہ واقعہ کو ہر رات پڑھے اس کو فاقہ نہیں ہوتا۔

رات کسی وقت جاگنے کیلئے

جو شخص اپنے سونے کے وقت **اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا**

صلوات سورہ کف کے آخر تک پڑھے اور جس وقت کا ارادہ ہو اللہ تعالیٰ سے جگا دینے کی دعا کرے حق تعالیٰ اسے اسی وقت جگا دے گا۔

عمل برائے حفظ اطفال

یہ عویذ لکھ کر بچے کی گردن میں لٹکا دیا جائے حق تعالیٰ اسے محفوظ رکھے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التّٰمَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطٰنٍ وَّهٰمٰةٍ وَّعَيْنٍ لّٰمَةٍ تَخَسَّنَتْ بِحَضْرَةِ اَلْفِ اَلْفِ لٰحُوْلٍ وَّرٰقُوْةٍ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

ہر آفت سے حفاظت کیلئے | ہر آفت سے حفاظت کیلئے

بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ
وَلَا اَعُوْذُ وَلَا اَقُوْةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ
اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَاَحْصٰى
كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ اَنْتَ
اَخَذْتَ بِهَا صِيْبَتَهَا اِنْ رَزَيْتَنِيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَافِيْظٌ اَنْتَ
وَلِيِّ نَبِيِّ اللّٰهِ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلٰى الصّٰلِحِيْنَ هَـ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ
اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

جو شخص کسی حکمران سے ڈرے تو اسے چاہئے کہ یوں کہے:

برائے خوفِ حاکم

كَلِمَاتٍ كَفِيَتْ، لَمَعَتْ حَمِيَّتُ.

اور کہیں بعض کے ہر حرف کے تلفظ کے وقت داہنے ہاتھ کی ہر انگلی (باری باری) بند کرے اور جماعتی کے ہر حرف کے تلفظ کے وقت بائیں ہاتھ کی ہر انگلی (باری باری) بند کرے۔ اور بند انگلیوں کے ساتھ جائے اور جس سے ڈرتا ہے اس کے سامنے کھول دے۔

آیاتِ شفاء

ان آیتوں کا نام آیاتِ شفاء ہے۔ ان کو لکھے اور دھو کر مریض کو پلا دے۔

وَيَسْفِ سُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ.

وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ.

يَخْرُجُ مِنْ بَطْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهُ فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ.

وَنَزَّلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ.

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ.

marfat.com

Marfat.com

قُلْ هُوَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاؤٌ

آیات برائے محافظت از سحر، دزدان و درندگان

تینتیس آیات کریمہ جادو اثر کو دفع کرتی ہیں اور شیطان، چوروں اور دزدوں سے

پناہ پہنچاتی ہیں۔

چار آیتیں سورہ بقرہ کے اول سے

آیت الکرسی اور دو آیتیں اس کے بعد کی خَلِدُوْنَ تَح

تٰی اٰتٰی اٰخِرِ سُوْرَةِ بَقْرَةَ كِي لَعْنِي بِاللّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ سِوَاكَ

مِنْ اٰتِیٰتِ سُوْرَةِ اَعْرَافِ كِي اِنَّ رَّبِّكُمْ مِّنْ حُسْنِیْنَ تَح

سُوْرَةِ بَنِي اِسْرٰئِیْلِ كِي كَيْفَ اٰتِیٰتِ لَعْنِي قُلْ اَدْعُوا اللّٰهَ اَوْ اَدْعُوا الرَّحْمٰنَ سِوَاكَ

اِنَّ اٰتِیٰتِ مَفْتٰحِ كِي اَوَّلِ سِوَاكَ

دُوْ اٰتِیٰتِ سُوْرَةِ رَحْمٰنِ كِي يٰ مَعْشَرَ الْجِنِّ سِوَاكَ

اَوْ اٰخِرِ سُوْرَةِ حَشْرِ كِي لَوْ اَنْزَلْنٰا سِوَاكَ

دُوْ اٰتِیٰتِ سُوْرَةِ جِنِّ لَعْنِي قُلْ اَوْحٰی كِي وَاِنَّهٗ تَعَالٰی جَدُّ رَبِّكَ سِوَاكَ

اٰتِیٰتِ مَذْكُوْرَةِ تِیْسِیْنَ اٰیٰتِ سِوَاكَ

اور سب سے والد مرشد آیات مذکورہ یعنی سورہ فاتحہ اور قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ زيادہ

کرتے تھے اور سورہ جن سے اول آیت یعنی قُلْ اَوْحٰی سے شیطا تک پہنچتے تھے

جب چھپک کی بیماری ظاہر ہو تو نیلا دھاگا

برائے حفظ چھپک

لے کر اس پر سورہ رحمن پڑھیں اور جب

بھی قبائلی الاء ربكما تكذبين پہنچیں ایک گرہ لگاتے جائیں اور گرہ پر پھونک مارتے

جائیں۔ پھر دھاگا لڑکے کی گردن میں باندھیں۔ حق تعالیٰ شفا دے گا۔

اصحابِ کہف کے نام ڈوبنے جلنے غار گری چوری امان میں

ڈوبنے جلنے غارت گری اور چوری سے حفاظت کیلئے یہ دعا پڑھے:

اللّٰهُمَّ بِحُرْمَةِ يَمَلِيخَا مَلَكِيْنَا كَسْفُوْطَطُ ذُرْفَطِيُوْنَسُ كَشَا فَطِيُوْنَسُ
تَبِيُوْنَسُ بُوَايْسُ بُوُوْسُ وَكَلْبُهُمْ قَطِيْمِيْرُ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا
جَائِرٌ

برائے حاجت روائی | جب تمہیں کوئی حاجت پیش آئے تو
بارد سودھو دفعہ باون دن تک یہ دعا پڑھیں
حق تعالیٰ حاجت پوری فرمائے گا۔

يَا بَدِيْعُ الْعَجَائِبِ بِالْخَيْرِ يَا بَدِيْعُ

یہاں تک مجھے (شاہ ولی اللہ کو) میرے والد مرشد (علیہ الرحمۃ) نے اجازت
دی ہے منجملہ اوداعمال کے جن کی مجھے اجازت دی ہے۔

تما زبرائے قضاائے حاجات | مشکل حاجات پوری ہونے کیلئے
چار رکعت پڑھئے۔ (طریقہ)

پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ
الظَّالِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجِبْنَا لَهُ وَنَجِّنَاهُ مِنَ الْغَمْرِ ۝ وَكَذَلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ
تو بار پڑھیں۔

دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد رَبِّ إِنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ
الرَّحِيْمِيْنَ۔ تو بار پڑھیں۔

تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد وَأَفْوِضْ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيْرٌ
بِالْعِبَادِ۔ تو بار پڑھیں۔

اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد قَالَ نُوحٌ حَسْبِيَ اللَّهُ ۝ وَلِعَمَّ أُولَٰئِكَ
تو بار

پڑھیں۔

اور پھر سلام پھیرنے کے بعد رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَاثْتَعِزُّ بِتَوْبَارِکِیْهِمْ۔
 جس شخص کو آسیب کا حمل ہو تو اس کے بائیں
 کان میں یہ آیت ساٹھ بار پڑھیں۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰی كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝

اور دفع آسیب کیلئے یہ بھی عمل ہے کہ

اس کے کان میں ساٹھ بار اذان دے اور سورۃ فاتحہ اور قل اعوذ بربِّ
 الفلق اور قل اعوذ بربِّ الناس اور آیتہ الکرسی اور سورۃ طارق یعنی وَالسَّمَآءِ
 وَالتَّارِقِ اور سورۃ حشر کی آیتیں یعنی هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا
 لِنَعْلَمَ لَآءِیْهِ سِوَا ۙ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَنَا اٰیٰتِہٖ سَیِّئٰتٍ لِّیَعْلَمَ ۙ
 ساری پڑھے، آسیب جل جائے گا۔

اور دفع آسیب کیلئے یہ بھی عمل ہے کہ

اس کے کان میں آخر سورۃ مومنوں کی یہ آیتیں پڑھے
 اَفْحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَاَنَّكُمْ اِلٰیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعَالٰی اللّٰهُ
 الْمَلِکُ الْحَقُّ ۙ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ ۝ وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا
 اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَہٗ بِہٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ ۙ ۙ اِنَّہٗ لَا یُفْلِجُ الْکَافِرُوْنَ ۝
 وَقُلْ رَبِّ اَعْفِرْ وَاَرْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّٰحِمِیْنَ ۝

اور دفع آسیب کا یہ بھی عمل ہے کہ

پاک پانی پر سورۃ فاتحہ اور آیتہ الکرسی اور پہلی پانچ آیتیں اول سورۃ جن کی پڑھیں اور
 اُس پانی سے اُس (آسیب زدہ) کے مٹہ پر چھینٹا ماریں، وہ ہوش میں آجائے گا۔
 اور جب کسی مکان میں جن معلوم ہو تو اسی پانی سے اُس مکان کی اطراف میں چھینٹے
 ماریں تو پھر وہاں جن نہیں آئے گا۔

اور یہ بھی دفع جن کا عمل ہے کہ

marfat.com

Marfat.com

اصحاب کہف کے نام گھر کی دیواروں پر لکھیں۔

بانجھین دور کرنے کیلئے | بانجھ عورت کے لئے سرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے یہ آیت لکھیں:

وَلَوْ أَنَّ فِرَّانًا سِپَرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قَطَّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كَلِمَةٌ مِنَ الْمَوْتَى
بِإِذْنِ اللَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا ۝ اور یہ تعویذ اس کی گردن میں باندھ دیں۔

اور عقیمہ کے لئے یہ بھی ہے

چالیس نو ٹیوں پر سات سات بار اس آیت کو پڑھیں اور ایک لونگ ہر روز
کھائے۔ اور حیض کے غسل کے بعد شروع کرے اور اس کا خاوند اس سے صحبت

کرتا رہے۔ آیت یہ ہے:
أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لَمَعٍ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ مَوَّجٌ مِّنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ
ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۖ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَنْ لَّمْ يُجْعَلِ
اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُّورٍ ۝

جو عورت بچہ اسقاط کر دیتی ہو تو اس کے قد
کے برابر کسٹم سے رنگا ہوا ایک دھاگالے کر

برائے اسقاط جنین

اس پر نو گرہ لگائیں اور ہر گرہ پر

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ ۗ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا
يَمْكُرُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ۝ اور قلْ يَا أَيُّهَا
الْكٰفِرُونَ ۖ پڑھ کر پھونکیں۔ (اندھے میں باندھ دیں)

برائے دروزہ | اور جس عورت کو دروزہ یعنی لڑکا پیدا ہونے کا درد تکلیف
دے تو کافذ کے پر پر یہ آیت لکھیں اور پاک کپڑے میں

پیٹ کر اس کی بائیں ران کے ساتھ باندھ دیں، جلد بچہ جنے گی۔

وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ۗ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۗ إِيَّاهِا اشْرَاهِيَا ۗ

لڑکانہ زندہ رہتا ہوتا | جس عورت کا لڑکانہ زندہ رہتا ہو، جو ان کے دن دوپہر کو چالیس بار سورہہ والشمس پڑھیں، دونوں بیٹروں پر سومبار عورت حمل سے لے کر بچہ کے دودھ چھڑانے تک روزانہ کھایا کرے۔

برائے فرزند زینہ | جس عورت کے لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں اور لڑکانہ ہوتا ہو تو حمل پر تین مہینے گزرنے سے پہلے ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے یہ آیتیں لکھیں اور تعویذ حاصل کرنا۔

اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَىٰ وَمَا تَغِيصُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزِدُّنَّادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ ۚ عَالِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ۚ يَا زَكْرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَىٰ لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۚ بِحَقِّ مَرْيَمَ وَ عِيسَى ابْنَا صَالِحًا طَوِيلَ الْعُمُرِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ (مُتَىٰ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اور یہ بھی ہے کہ

عورت کے پیٹ پر ستر بار گول لکیر (یعنی دائرہ) کھینچے، اور ہر بار انگلی پھرنے کے ساتھ یا مَتَيْنِ کہے۔

برائے مسخور و مریض یا یوس العسلاج | جس پر چادو کا اثر ہو اور

وہ جو لا علاج قرار دیا گیا ہو، اس کے لئے چینی کے سفید برتن میں یہ اسم لکھیں یا حی یا حین لا حی فی دیموتہ ملکہ و یقائہ یا حی۔ مریض اسے دھو کر چالیس روز پئے۔ میں نے حضرت والد ماجد کو دیکھا کہ اس اسم پر سورہ فاتحہ پڑھاتے تھے۔

برائے کم شدہ | جس کی کوئی چیز کھو جائے وہ بغیر زیادتی اور کمی کے ایک سو انیس بار یا حَفِیْظُ پڑھے۔ پھر یہ آیت ایک سو انیس بار پڑھے تو حق تعالیٰ اس کی کھوئی ہوئی چیز اس کے پاس واپس

لے آئے گا۔

يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَرَاكَ مَتَقَالًا حَبْتَةً مِنْ عُقْدَةٍ فَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِي بِهَا اللَّهُ ط

عصر کی نماز کے بعد ہر روز مریض پر تین بار سورہ مجادلہ پڑھے۔

برائے تپ

جس کی گردن میں کنسٹہ مالا ہو تو چمچے کے تسمے پر جو مریض کے قد کے برابر ہو اکتالیس گره دیں اور ہر گره پر یہ

برائے خنازیر

دعا پھونکیں:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - اَعُوذُ بِنُورِ اللَّهِ وَقُدْرَةِ اللَّهِ وَقُوَّةِ اللَّهِ وَعَظْمَةِ اللَّهِ وَبُرْهَانِ اللَّهِ وَسُلْطَانِ اللَّهِ وَكَنْفِ اللَّهِ وَجَوَارِ اللَّهِ وَأَمَانِ اللَّهِ وَحِزْرِ اللَّهِ وَصُنْعِ اللَّهِ وَكِبْرِيَاءِ اللَّهِ وَنَظَرِ اللَّهِ وَبَهَائِ اللَّهِ وَجَلَالِ اللَّهِ وَكَمَالِ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ مِنْ شَرِّ مَا آجِدُ. اور گلے میں باندھ دیں۔

برائے ضعفِ بصارت اور جس شخص کو ضعفِ بصارت ہو وہ ہر نماز فرض کے بعد یہ آیت پڑھا کرے۔

فَكشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ ه
جو شخص مرگی میں مبتلا ہو وہ تانبے کی ایک تختی لے اور ایک شنبہ کی پہلی ساعت (صبح کے وقت) میں اس تختی کے ایک طرف یہ کھدوائے:

يَا قَهَّارُ أَنْتَ الَّذِي لَا يُطَاقُ انْتِقَامُهُ يَا قَهَّارُ
اور دوسری طرف یہ کھدوائے: يَا مُزِيلُ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِّي يَا قَهَّارَ عَزِيزِ سُلْطَانِهِ
يَا مُزِيلُ - (اور اپنے پاس رکھے)

جَب تو کسی تنگی سے خلاصی کا حال خواب میں دیکھنا
چاہے تو وضو کر اور پاک کپڑے پہن اور تہجد پڑھنا

استخارہ کا طریقہ

کردٹ پر لیٹ اور

سورۃ والشمس سات بار

اور سورۃ واللیل سات بار

اور قل هو اللہ سات بار (ایک روایت میں قل هو اللہ کے بدلے سورۃ

واققین کا سات بار پڑھنا آیا ہے)

پھر یوں کہے:

خداوند اے مجھے خواب میں ایسا اور ایسا دکھلا دے اور میرے اس حال میں
کشادگی اور خلاصی کر دے اور خواب میں وہ چیز دکھلا دے جس سے میں اپنی دعا کے قبول
ہونے کو دریافت کر لوں۔

تو اگر اسی رات خواب میں وہ چیز دیکھے جسے تو چاہتا ہے تو بہت خوب ہوا۔ اور
نہیں تو دوسری رات (یہی عمل) کر، اگر مطلب حاصل ہو تو المراد، اور نہیں تو تیسری
رات بھی اسی طرح کر ساتویں رات تک۔

انشاء اللہ ساتویں کے آگے نہ بڑھے گا کہ حال کھل جائے گا۔ اس عمل کا ہمارے
ساتھیوں نے تجربہ کیا ہے۔

شفاعہ اعلیٰ تجربہ بقول البیہل ص ۱۳۶ تا ۱۳۷

باب ۱۵ ہجدم

سیاسی و اقتصادیات

سیاست و اقتصادیات

جب لوگ آپس میں معاملات کریں گے اور ہر شخص کا پیشہ جدا ہوگا اور پھر ہر ایک دوسرے کا محتاج ہوگا تو تبادلہ اور باہمی تعاون کی صورتیں پیدا ہوں گی اس لئے ضروری ہے کہ انسانی جماعتوں مثلاً کاشتکاروں، پارچہ بافوں، آہن گروں اور سودا گروں وغیرہ کے درمیان باہمی تعلقات ہوں۔ درحقیقت مدینہ ہی انسانی جماعتوں کا نام ہے جب کہ ان میں باہمی تعلق محفوظ ہو۔ مدینہ سے مراد شہر پتہ، بازار، قلعہ یا بلند عمارتیں نہیں ہوتیں۔ اگر چند دیہات قریب قریب ہوں جن میں یہ جماعتیں رہتی ہوں اور ان سب کے درمیان بین دین اور خرید و فروخت کے معاملات جاری ہوں تو ان دیہات کو بھی مدینہ کہیں گے۔

البدور للبارئعہ موالد المسلمانوں کی سیاسی حکمت ۲۳۲

شہری سیاست وہ حکمت ہے جو باشندگان شہر کے آپس کا ربط قائم رکھنے کے طریقوں پر بحث کرتی ہے اور شہر سے میری مراد وہ جماعت ہے کہ جو قریب قریب ہے اور ان کے درمیان معاملات چلتے ہیں۔ البتہ وہ جدا جدا مکانوں میں رہائش پذیر ہیں اور شہری سیاست میں قاعدہ یہ ہے کہ اس ربط کے لحاظ سے سارا شہر ایک شخص ہی ہے۔ جبکہ شہر ایک عظیم اجتماع کا حامل ہوتا ہے اس لئے یہ ممکن نہیں کہ سب لوگ کسی ایک سنتِ علولہ پر اتفاق کریں اور کسی ممتاز منصب کے بغیر ایک دوسرے کو (ظلم وغیرہ) سے منع کرنا بھی ممکن نہیں اس لئے کہ (اس ممتاز منصب کے بغیر آدمی کی روک ٹوک طویل جنگ و قتال تک جا پہنچے گی۔

شہر کا انتظام صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ جمہور اور بابِ صل و عقد ایک آدمی کی اطاعت پر متفق ہو جائیں جو پر شوکت ہو اس کے اعوان (فوج) ہو اور جو لوگ زیادہ حریص، تیز مزاج اور قتل و غصہ میں زیادہ دلیر (اور تیز) ہیں وہ سیاسی نظم و ضبط کے

زیادہ محتاج ہیں۔

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۱۲۲-۱۲۳

دیگر جب انسانوں کے درمیان معاملات ہوتے ہیں تو ان میں دونوں پر وہ نخل، حند

کاہلی اور انکار پیدا ہوتا ہے اور ان کے درمیان اختلافات اور نزاعات پیدا ہونے

ہیں۔ ان میں کچھ مشترکہ فائدے کی تدابیر نافذ بھی ہوتی ہیں مگر ان میں سے

ایک آدمی (ممتاز منصب کے بغیر) اسے نافذ نہیں کر سکتا یا ایسا کرنا اس کے لئے آسان

نہیں ہوتا۔ سوکار لوگ ایک بادشاہ (یعنی رئیس شہر) بنانے پر مجبور ہوجاتے

ہیں جو ان کے درمیان عدل بنانے کے ساتھ فیصلے کرے، مجرموں کو سزا دے، سرکشوں پر

اپنا رعب لگے، ان سے خراج وصول کرے اور اس کے صحیح مصرف میں خرچ کرے۔

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۱۱۲

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "وہ قوم ہرگز

حکمران مرد ہونا چاہیے نہ کہ عورت

فلاح (کامیابی) نہیں پائے گی جس نے اپنے اوپر ایک عورت کو حکمران بنایا۔"

لہذا ضروری ہے کہ بادشاہ (یا خلیفہ) عقل مند، آزاد اور مذکر ہو (یعنی مرد ہو عورت نہ ہو)

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۸۳

بادشاہ (رئیس شہر ہو یا سربراہ مملکت) کے لئے

حکمران کی شرائط

ضروری ہے کہ وہ اہل عقل سے موصوف ہو ورنہ وہ

(اہل) شہر رعایا پر بارین جائے گا۔

بہادر ہو، اگر بہادر نہ ہوگا تو مقابلہ (اور بغاوت) کرنے والوں کے مقابلہ میں کمزور

رہے گا اور رعایا اسے حقارت کی نظر سے دیکھے گی۔

"بردار ہو، اگر بردار نہ ہوگا تو سطوت و غلبہ کے باعث انہیں (رعایا کو) ہلاک کر دینگا

"حکیم اور دانشور ہو، اگر حکیم اور دانشور نہ ہوگا تو اصلاحی تدابیر سوچنے سے قاصر رہے گا۔

عقل مند، بالغ، آزاد اور مذکر (یعنی مرد) صاحب الرائے، شنوا، پنا اور گویائی کا

ملک ہو اور لوگ اس کا وقار اور اس کی قوم کا وقار و شرف تسلیم کرنے ہوں۔
اور وہ رعایا کے قلوب میں وقار پیدا کرے۔

اور جو وقار حاصل کرنا چاہے اس پر لازم ہے کہ وہ ایسے اعلیٰ خصائل سے آراستہ ہو جو کہ اس کی ریاست کے مناسب ہو مثلاً شجاعت، حکمت، سخاوت، ظلم کرنے والے کو معاف کرنا اور عوام کو فائدہ پہنچانے کی خواہش و ارادہ۔ اور
ایسا لباس گفتگو اور ادب اختیار کرے کہ لوگ اس کو مرغوب سمجھیں۔

پھر انہیں بتادے کہ ان کے حق میں اس جیسا (تاصح بادشاہ) ملنا ناممکن ہے۔
اگر کسی معاملے میں کوئی افراط و تفریط ہو جائے تو لطف و احسان کے ساتھ اس کا مذاکرہ
کرے اور یہ واضح کر دے کہ جو کچھ کیا گیا ہے اس میں مصلحت تھی۔ اور

نازمانی کرنے والوں سے انتقام لے کر اپنی اطاعت کو لازم اور ضروری بتادے چنانچہ
وہ کسی جنگ یا دھولی خسراج یا ملکی تدبیر میں سرگرمی (اور حسن کارکردگی) دیکھے تو اس
کی تنخواہ میں اضافہ کر دے، اس کو ترستی دے اور اس کے ساتھ خوش روئی سے پیش
آئے۔ تمام لوگوں کو زیادہ صاحب کثالثت ہونا بھی ضروری ہے۔

کسی کو سزا دے تو پہلے ابابِ حل و عقد پر ثابت کر دے کہ یہ اس کا مستحق ہے
کوئی ضروری کام کل پر نہ اٹھارے۔

حجۃ اللہ الباقیہ۔ اول ص ۱۲۵ تا ۱۲۷

جب بادشاہ اکیلا ان تمام مصالح کو
سرا انجام نہیں دے سکتا تو ضروری ہوا

حکمرانوں کے معاونین

کہ ہر کام میں اس کے مددگار ہوں۔ اور مددگاروں کے لئے یہ شرط ہے کہ ان میں (لانت
ہو جس بات کا انہیں حکم دیا جائے وہ اس کو بجالانے کی طاقت رکھتے ہوں۔ ظاہر و
باطن میں بادشاہ کے فرماں بردار اور اس کے خیر خواہ ہوں۔ اور جس میں یہ شرط نہ پائی جائے
تو وہ معزول کرنے کے لائق ہے۔ اگر بادشاہ نے اسے معزول کرنے میں تساہل (مغفلت)

سے کام لیا تو اس نے شہر (ریاست) کے ساتھ خیانت کی اور اپنا معاملہ بگاڑ دیا۔ جب بادشاہ (حکمران) اور اس کے معاونین شہر (ریاست) کے فائدے کے امور میں مشغول ہیں تو ان کا خرچ بھی شہر (ریاست) کے ذمہ ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ عشر اور خراج کے محاصل وصول کرنے میں انصاف کی راہ اختیار کی جائے کہ لوگوں کو ضرر نہ پہنچے اور حاجت روائی بھی ہو (یعنی حکومت کی ضرورت بھی پوری ہو) اور یہ نامناسب ہے کہ ہر شخص اور ہر مال ٹیکس لگا دیا جائے۔

_____ صرف خوشحال لوگوں سے ٹیکس لیا جائے _____ زراعت، تجارت اور ضرورت پڑے تو کمانے والے (صنعت کار) پر کچھ ٹیکس عائد کر دیا جائے۔ اور ضروری ہے کہ فوجی تنظیم کی طرف توجہ ہو۔

معاونین کی تعداد کی کوئی خاص حد مقرر نہیں بلکہ شہر کی ضروریات پر موقوف ہے کبھی ایک ایک ضرورت میں دو دو معاون درکار ہوتے ہیں اور کبھی دو دو حاجات کے لئے ایک معاون ہی کافی ہوجاتا ہے۔ البتہ بڑے بڑے مرکزی معاون پانچ ہیں:

یہ آزاد مرد، بالغ اور عاقل ہو، منصب کے اہل ہو، معاملات کے طریقے اور متخاصمین کی نزاعات میں فریب کاریوں سے آگاہ ہو اور قاضی کا سخت اور بڑبڑ ہوتا یعنی دونوں باتوں کا جامع ہونا ضروری ہے۔ اسے چاہئے کہ دو باتوں پر دھیان رکھے:

۱۔ صحیح صورت حال معلوم کرے کہ کوئی عقد و معاملہ ہے یا کوئی ظلم و زیادتی ہے یا دونوں کے درمیان مسابقت ہے۔

۲۔ متخاصمین میں سے ہر ایک دوسرے (مقابلے) سے کیا چاہتا ہے۔ کس کی بات درست اور راجح ہے اور وجہ معرفت میں بھی غور کرے۔

اس کی شان یہ ہونی چاہئے کہ سامان جنگ سے آگاہ ہو، فوجی جوانوں اور بہادروں کی دلداری کرتا ہو۔ خوب جانتا ہو کہ ہر آدمی

کس قدر نفع دے سکتا ہے بافواج کی تربیت نظام جاسوسی کے طریقوں سے واقف ہو اور دشمن کے داؤ بیج سے خوب آگاہ ہو۔

۳۔ ناظم شہر | یہ تجربہ کار آدمی بنانا چاہیے جو شہر کی اصلاح اور خرابی کے تمام طریقوں کو خوب جانتا ہو، سختی اور نرمی دونوں کا جامع

ہو۔ ایسی قوم سے ہو جو کہ ناپسندیدہ حالت کو دیکھ کر خاموش نہ رہ جاتے ہوں۔ اسے (یعنی ناظم شہر کو) چاہیے کہ ہر قوم میں سے (اس پر) ایک نگران مقرر کرے جو انہی میں سے ہو، ان کے حالات سے واقف ہو اس کی مدد سے ان کا انتظام کرے اور ان کے افعال پر مواخذہ کرے۔

۴۔ عامل | ایسا آدمی ہونا چاہیے کہ جو اموال کا ٹیکس وصول کرنے اور اسے مستحقین پر تقسیم کرنے کے طریقوں کا خوب ماہر ہو۔

۵۔ وکیل | یعنی بادشاہوں کی ضروریات زندگی کا انتظام کرنے والا۔ اس لئے کہ بادشاہ (ملکی اصلاح میں) مصروفیت کے باعث اپنی اصلاح معاش کے لئے فراغت و وقت نہیں پاسکتا۔ (مخصوصاً)

حجۃ اللہ البیضاء اول ص ۱۲۸ تا ۱۳۰

خلیفہ یا سربراہ حکومت کی ضرورت و افادیت

جب ہر شہر اپنے شہر کا مستقل مالک ہو گیا اور اس کی طرف محاصل آنے لگے، جبری اور بہادر لوگ اس کے ساتھی بن گئے تو ان کے مزاجی اختلافات و استعدادی فرق کے باعث یہ لازمی نتیجہ نکلا کہ وہاں ظلم ہونے لگا اور سنتِ راشدہ (راہِ راست) کو چھوڑ دیا گیا اور انہیں ایک دوسرے کے شہروں پر قبضہ کرنے کا لالچ پیدا ہوا، ایک دوسرے کا حسد کرنے لگے معمولی معمولی باتوں پر مثلاً اموال و امانی پر قبضہ کرنے کی خواہش یا حسد و کینہ کی وجہ سے ایک دوسرے کے ہاتھ جھال و قتال شروع کر دیا۔ جب

بادشاہوں میں یہ مرض بڑھ گیا تو اب وہ مجبور ہوئے کہ ایک خلیفہ چن لیں۔ خلیفہ وہ ہوتا ہے کہ جس کے پاس اس قدر افواج اور اسلحہ ہو کہ دوسرا آدمی اس سے ملک چھین سکا ناممکن سمجھے۔ اور جب خلیفہ مقرر ہو جائے تو زمین پر اپنی اُمدد سیرت (روش) پیش کرے اور بڑے بڑے جاہلوں کو بھی اس کے سامنے سرنگوں ہو جائیں۔ بادشاہ (سلطنت میں واقع تمام شہروں کے رئیس) اس کی اطاعت کر لیں تو سمجھ لو کہ اللہ کی نعمت پوری ہو گئی اور خدا کی زمین اور اس کے بندوں کو اطمینان حاصل ہو گیا۔

حجۃ اللہ البالغہ۔ اول ص ۱۳۱-۱۳۲

خلافت کا انعقاد

خلافت چند وجوہ سے منعقد ہو جاتی ہے:

۱۔ ارباب حل و عقد یعنی علماء و رؤساء اور فوج کے سردار بیعت (اعتماد کا اظہار) کر لیں۔ جن کی کوئی باوقعت رائے ہوتی ہے اور مسلمانوں کے لئے راہنمائی و نصیحت کا درجہ رکھتے ہیں جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت منعقد ہوئی۔

۲۔ لوگوں کو پہلا خلیفہ وصیت کر جائے جیسے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت منعقد ہوئی۔

۳۔ قوم کی مجلس شوریٰ یہ فیصلہ کر دے جیسے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت کے وقت ہوا، بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انعقاد خلافت بھی اسی طرح تھا۔

۴۔ ایک عام آدمی لوگوں پر غلبہ حاصل کرے بشرطیکہ وہ ان پر مسلط ہو جائے اور اس میں یہ تمام شرائط پائی جائیں جیسے کہ خلافت نبوت کے بعد کے تمام خلفاء مسلمین۔

پھر اگر کوئی ایسا آدمی غلبہ حاصل کرے جو ان شرائط کا جامع نہ ہو تو قوم کو یہ نہیں چاہیے کہ فوراً ہی مخالفت پر کمر باندھے۔ کیونکہ ایسے شخص کو ہٹانے کے لئے کئی لڑائیوں اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس میں جس قدر مصلحت کی امید ہے اس سے کہیں زیادہ فساد ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ۔ دوم ص ۸۳۹-۸۴۰

خلیفہ اور حکمران سے لڑنا جائز ہے یا نہیں؟

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے حکام کے متعلق پوچھا گیا "کیا پھر ہم ان سے لڑیں" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں۔ جب تک وہ تم میں نماز قائم کرتے رہیں"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں البتہ اگر تم ان کا کفر ظاہر دیکھو"۔ اور تمہارے پاس اللہ سے کوئی اس میں دلیل ہو"۔ الغرض خلیفہ ضروریات دین میں سے کسی اہم مسئلہ کا انکار کر کے کفر کرے تو اس سے قتال جائز بلکہ ضروری ہے ورنہ نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مسلمان مرد پر پسند و ناپسند ہر حال میں سنا اور اطاعت کرنا لازم ہے جب تک کہ اُسے کسی گناہ کا حکم نہ دیا جائے۔ جب اسے گناہ کا حکم دیا جائے تو (اس پر) نہ سنا ہے اور نہ اطاعت کرنا ہے"۔
حجۃ اللہ البالغہ۔ روم ص ۸۴

رعایا کی دیکھ بھال سے غافل حکمرانوں کا حال

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس بندے کو اللہ تعالیٰ کسی رعیت کا راعی (اور مالک) بنائے پھر وہ نصیحت کے ساتھ ان کی حفاظت نہ کرے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

حجۃ اللہ البالغہ روم ص ۸۴

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اس مضمون کا فرمان لکھا کہ خدا کے نزدیک سرداروں میں بڑا نیک بخت سردار وہ ہے کہ جس سے اس کی رعیت آرام پائے اور سرداروں میں بڑا بد بخت وہ ہے جس سے اس کی رعیت تکلیف اٹھائے۔

ازالۃ الخفاہ اول ص ۱۳۸

حکومت کے فرائض

حکومت کا فرض ہے کہ وہ مملکت میں امن و امان رکھے۔ جنگ، فساد، قتل و غارتگری، لوٹ مار، غصب حقوق، تشدد و خیانت اور دیگر قومی و اخلاقی جرائم کا سدباب کرے۔ لوگوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ کرے۔ مجرموں کو قرار واقعی سزا دے۔ قوم کے ارتقا میں جو عناصر حائل ہو رہے ہیں ان کا استیصال کرے مثلاً بگاڑوں کو فرو کرے۔ اگر کوئی شخص کسی کی آبرو پر ہاتھ ڈالے یا مرد عورتوں کی وضع اختیار کریں، عورتیں مردانہ عادتوں کی طرف مائل ہونے لگیں، شراب خوری شروع ہو جائے، قمار بازی یا سود خوری یا رشوت کا چلن ہونے لگے، ناپ تول میں کمی کی جانے لگے یا تجارت اور کسب میں دھوکا اور فریب کیا جانے لگے، اشیائے ضرورت کا احتکار (ذخیرہ اندوزی) کیا جائے یا خواہ مخواہ اشیاء کا دام بڑھانے کیلئے مصنوعی قلت پیدا کی جائے تو حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ اجتماع کے مصالح کے تحفظ کی خاطر مذکورہ بالا عناصر کا پوری سختی سے تدارک کرے۔

حکومت کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ خصومات کا فیصلہ کرانے کا نظم کرے اور فیصلہ میں پوری تحقیق و احتیاط برتے۔ شہادت لینے اور حلف اٹھوانے میں احتیاط کی جائے۔ سندات اور وثیقوں کا بغور مطالعہ کیا جائے اور قرآن کا اچھی طرح مطالعہ کیا جائے خوب سوچ سمجھ کر تزییح کی وجوہات تلاش کی جائیں اور اس بات کا خیال رکھا جائے کہ مدعی یا مدعا علیہ کی وجہ سے کسی کا حق نہ مارا جائے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ پیشوں کی تقسیم اجتماع کی ضروریات کے مطابق نہیں ہوتی اس لئے نظام تمدن میں اختلال پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً اجتماع کے اکثر افراد تجارت میں مشغول ہو جائیں اور زراعت پر اس کی اہمیت کے مطابق توجہ نہ کی جائے اس لئے زمینی پیداوار میں جو نوع انسانی کے لئے توام زندگی ہے ناقابل تدارک کمی آجائے۔ یا لوگوں کے کسی ایک پیشے پر ٹوٹ پڑنے کی وجہ سے دیگر پیشے بالکل ہی متروک ہو جائیں

اور معاشرے کے مصالح حیات کو پورا کرتے کا کوئی انتظام نہ ہو پیشوں کے توازن کو قائم رکھنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ زراعت کو بمنزلہ اصل خوراک کے سمجھا جائے جس کے بغیر زندگی کا قائم رہنا ناممکن ہے۔ صنعت و حرفت، تجارت اور حکومت کی ملازمت کو ثانوی حیثیت دی جائے۔

ملک کے کسی بھی علاقہ سے موذی درندہ جانوروں یا موذی دہلک کیڑے مکوڑوں کا دفع کرنا بھی حکومت کے فرائض میں سے ہے۔

حکومت کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ ایسی تعمیرات کی طرف خصوصی توجہ مبذول کرے جن کا تعلق رفاہ عام سے ہو مثلاً شہر نیاہ کی تعمیر یا لوگوں کیلئے بازاروں کا قیام، مسافروں کے قیام کی سہولتوں کا بندوبست جہاں پانی کی کمی ہو وہاں کنویں کھدانا، نہروں کے ذریعے آبپاشی، سرحدوں پر دفاعی استحکامات کا نظم، ملک میں سڑکوں کا جان بچھانا، دیباؤں پر پولوں کی تعمیر، ریل و رسائل کی آساتیاں بہم پہنچانا، تاجروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، صنعت و حرفت کو اس طرح ترقی دی جائے کہ ہر طرح سے اہل صنعت و حرفت کی دلداری ہوتی رہے، اودان کو مناسب مراعات دی جائیں۔ زمینداروں کو تاکیدی احکامات دیئے جائیں کہ وہ اپنی زمینوں کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی بخر اور بغیر کاشت نہ چھوڑیں۔

اسی طرح اہل ملک میں تعلیم کو عام کر دیا جائے تاکہ لوگ نوشت و خواند، حساب کتاب، طب، جغرافیہ اور تاریخ میں اچھی طرح ماہر ہوں۔

مزید برآں ملک کے حکمران کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو ملک کے حالات سے بخوبی آگاہ رکھے۔ بد معاش اور نیک چلن اشخاص کا اودان افراد کا اس کو پورا پورا علم ہو جو کسی خاص فن میں مہارت تامہ کے حامل ہوں یا انہیں امور مملکت کی انجام دہی کی خاص قابلیت ہو حکومت کو چاہئے کہ ایسے افراد پر خصوصی نظر عنایت رکھے۔ ان کی تربیت کا انتظام کرے تاکہ ان کے پوشیدہ جوہر ظاہر ہوں اور قوم اور حکومت کو اپنی خداداد صلاحیتوں سے مستفید کر سکیں۔

مقدمہ سطوت اردو ترجمہ ۲۲ تا ۲۳، ماخوذ از حجتہ اللہ الباقیہ مجتہد سوم

marfat.com

Marfat.com

وجوبِ خلافت

واضح رہے کہ مسلمانوں کی جماعت میں کسی مصلحتوں کی وجہ سے ایک خلیفہ ہونا واجب ہے کہ اس کی موجودگی

کے بغیر یہ مصلحتیں پوری نہیں ہو سکتیں۔ اور یہ مصلحتیں — دو قسم کی ہیں:

ایک قسم وہ ہے جو کہ سیاست مدینہ (شہری سیاست) کی طرف راجع ہے یعنی افواج کا دفاع کرنا۔ جو کہ کافروں سے جنگ کریں اور ان کو مغلوب کریں۔ ظالم کو ظلم سے روکنا اور جھگڑے چکانا وغیرہ۔ ان حاجات کی پہلے وضاحت کر چکے ہیں۔

دوسری قسم وہ ہے جو کہ ملت کی طرف راجع ہے اور یہ دین اسلام کا تمام دوسرے ادیان پر عظمت ظاہر کرنا ہے اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں میں ایک خلیفہ ہو جو ملت سے خروج و بغاوت کرنے والے پر انکار کرے۔ دین میں جس کو حرام قرار دیا گیا ہے اس کے ارتکاب کرنے والے پر اور جس کو فرض قرار دیا گیا ہے اس کو چھوڑنے والے پر سختی سے انکار و باز پرس کرے۔ تمام دوسرے ادیان کو نیچا دکھائے اور ان سے تزیہ وصول کرے اور وہ (دیگر ادیان والے) ذلیل ہوں ورنہ تو کافر و مسلم درجہ میں مساوی ہو جائیں گے اور ان دونوں فرقوں میں سے کسی ایک کی ترجیح و افضلیت ظاہر نہ ہوگی اور نہ ہی کوئی انہیں (کافروں کو) سرکشی سے روکنے والا ہوگا۔ حجۃ اللہ ابالغۃ دوم ص ۸۳۳-۸۳۵

جہاد کی ترغیب

اے بادشاہو! ملا اعلیٰ کی مرضی اس زمانہ میں اس امر پر قائم ہو چکی ہے کہ تم کو اپنی کھینچ لو اور اس

وقت تک پیام میں نہ ڈالو جب تک مسلم مشرک سے بالکل یہ جدانہ ہو جائیں اور اہل کفر و فسق کے قائدین کمزوروں کے گروہ میں جا کر شامل نہ ہو جائیں اور یہ کہ ان میں صلاحیت ہی باقی نہ رہ جائے کہ آئندہ وہ پھر سراٹھا سکیں۔ سطعات اردو ص ۳۵ بحوالہ انتہیات الہیہ

منتخب مکتوبات
پروفیسر خلیق احمد نظامی کی کتاب "شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات" سے انتخاب

ملاحظہ ہو۔ ملت کی خیر خواہی اور کفر کی تباہی کا جذبہ ہی نہیں اقتصادی بصیرت اور سیاسی بلند نظری بھی ظاہر ہوتی ہے۔ اصلاح احوال کیلئے آپ کا طرز فکر دیکھ کر آپ کی علمی بصیرت اور دینی حمیت کی دلدینی پڑتی ہے (ضیا)

بادشاہ، وزیر اور امراء کے نام لکھتے ہیں

بعد حمد و صلوة۔ یہ چند کلمات ہیں جن کی تحریر کا باعث بادشاہ اسلام، امراء اور جمہور مسلمین کی خیر خواہی ہوئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ”خیر خواہی دین ہے“ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ اگر ان کلمات کے بموجب عمل کریں گے تو امور سلطنت کی تقویت، حکومت کی بقا اور عزت کی بلندی ظہور پذیر ہوگی۔

کلمہ اول :- اصل اصول جس پر حکومت کی بہتری اور ملت بیضا کی رونق موقوف ہے یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کے لئے یہ بات لازم کر لیں کہ جب فتحیابی نصیب ہو اور مخالف شکست یافتہ ہو تو سب سے پہلی چیز جس کے اجرا کا مضبوط ارادہ کریں، جاٹوں کے علاقے اور ان کے قلعوں کے فتح کرنے کی جدوجہد اس کام میں دینی دنیاوی دونوں فائدے ہیں۔ منجملہ ان ضروری کلموں کے بد معاشوں کی سرزنش کرنا بھی ہے تاکہ کوئی زمیندار اس قسم کی شوخی اور بے باکی کا خیال بھی نہ لائے۔

کلمہ دوم :- یہ کلمہ کوکشاہدہ کرنا چاہئے خصوصاً وہ علاقہ جو دہلی کے ارد گرد ہے اگرہ، حصار اور دریائے گنگ اور حدود سہرند تک سب کا سب علاقہ یا اس میں اکثر علاقہ خالص ہو کیونکہ امور سلطنت میں ضعف کا سبب خالصہ کی کمی اور خزانہ کی قلت ہوا کرتی ہے۔

لے براہ راست مرکزی حکومت کے تحت علاقہ

marfat.com

Marfat.com

کلمہ سوم: یہ کہ جاگیر عطا کرنا بڑے بڑے امراء کیلئے مخصوص ہو جھونے چھونے منصب داروں کو نقد دینا چاہئے (جاگیر زدی جائے) جیسا کہ عہد شاہجہاں میں قائم تھا۔ اس لئے کہ چھوٹے منصب دار جاگیروں پر قابو نہیں پاتے، اس لئے ٹھیکہ دینے کی احتیاج ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے وہ اکثر اوقات مفلس رہتے ہیں اور اپنے آپ کو کارہائے پادشاہی میں بے سودی طرح مشغول نہیں کر سکتے۔

کلمہ چہارم: یہ کہ جو لوگ اس فتنہ میں غنیم (دشمن) کے ساتھی ہوئے ہیں ضرور ہی ہے کہ ان کو جاگیر و منصب اور خدمت سے بے دخل کر دیں تاکہ ان کیلئے یہ چیز سزا کے قائم مقام ہو جائے اور دوسرے لوگ اس قسم کے مواقع پر حق نمک کی ادائیگی کے راستہ سے نہ بھٹکیں۔

کلمہ پنجم: یہ کہ افواج پادشاہی کی ترتیب عمدہ طریقے پر کرنی چاہئے اور یہ ترتیب تین طریقوں سے ہو سکتی ہے:

۱۔ وہ داروغہ مقرر کئے جائیں جو مندرجہ ذیل تین صفتوں سے متصف ہوں:

الف۔ نجیب ہوں۔

ب۔ بہادر ہوں اور اپنے ساتھیوں پر شفیق ہوں۔

ج۔ تنہا دل سے بادشاہ کے خیر خواہ ہوں۔

۲۔ جن لوگوں سے اس فتنہ میں بے غیرتی اور نمک حرامی سرزد ہوئی ہے ان کو محض

کے دوسروں کو داخل رسالہ کیا جائے۔

۳۔ یہ کہ ملازموں کی تنخواہیں بغیر تاخیر کے ان کو ملنی چاہئیں اس لئے کہ تاخیر کی صورت

میں وہ لوگ سودی قرض لینے پر مجبور ہونے میں اور ان کا اکثر مال ضائع ہو جاتا ہے۔

کلمہ ششم: یہ خالصہ سے ٹھیکہ دہندگان کی رسم موقوف کر دی جائے۔ دیندار بد اعتقاد

امین ہر جگہ مقرر کئے جائیں۔ ٹھیکہ دینے میں ملک خراب ہوتا ہے اور رعیت پامال و بد حال ہوجاتی ہے۔

کلمہ ہفتم :- یہ کہ قاضی و محتسب ایسے لوگوں کو بنایا جائے جو رشوت ستانی کی تہمت نہ لگائے گئے ہوں اور مذہب اہل سنت و جماعت رکھتے ہوں۔

کلمہ ہشتم :- (نقل نہیں کیا گیا)

کلمہ نہم :- ائمہ مساجد کو اچھے طریقے پر تنخواہ دی جائے۔ نماز باجماعت کی حاضری کی تاکید اور ماہ رمضان کی بے حرمتی کی ممانعت پورے طور پر کی جائے۔

کلمہ دہم :- یہ کہ بادشاہ اسلام اور امرائے عظام نا جائز عیش و عشرت میں مشغول نہ ہوں۔ گزشتہ گناہوں سے سچے دل سے توبہ کریں اور آئندہ گناہوں سے بچتے رہیں۔

بالفعل اگر ان دن کلمات پر عمل کریں گے مجھے امید ہے کہ بقائے سلطنت تائید غیبی اور نصرت الہی میسر ہوگی۔ "وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ" یعنی مجھے توفیق اللہ ہی سے حاصل ہوگی اور اسی کی ذات پر میرا توکل ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

۸۲-۷۹

بعض بادشاہوں کے نام | بعد حمد و صلوة کے، یہ چند کلمات ہیں جن کے لکھے جانے کا باعث اسلامی حرمت

ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کلمات کو گوش مبارک تک پہنچائے۔ بادشاہان اسلام کا وجود اللہ تعالیٰ کی ایک زبردست نعمت ہے.....

جاننا چاہیے کہ ملک ہندوستان ایک وسیع ملک ہے۔ قدیم اسلامی بادشاہوں نے بڑی مدت میں بڑی جدوجہد کے بعد کئی دفعہ میں جا کر اس ولایت کو فتح کیا ہے۔ علاوہ دہلی کے جو صاحب اقتدار بادشاہوں کا مستقر رہی ہے ہر علاقے میں علیحدہ علیحدہ

۱۰ جناب خلیق احمد نظامی کے مطابق احمد شاہ ابدالی کے نام ہے۔

marfat.com

Marfat.com

فرما شروا تھے مثلاً گجرات، احمد آباد کا علاقہ ایک علیحدہ حکمران سے تعلق رکھتا تھا بھڑ کا دوسرا بادشاہ تھا۔ بنگالہ ایک اور حاکم کے زیر حکومت تھا۔ اودھ جدا ایک شخص کے زیر اقتدار تھا جس کو سلطان الشرق یعنی پورب کا بادشاہ کہتے تھے۔ ملک گھن پانچ حسب ذیل سلطنتوں کا مجموعہ تھا۔

۱۔ برہان پور ۲۔ برار ۳۔ اورنگ آباد ۴۔ حیدر آباد ۵۔ بیجا پور
ان پانچ سلطنتوں میں سے ہر سلطنت کا ایک جدا گانہ مستقل بادشاہ تھا۔ مالو کا بھی حکمران علیحدہ تھا۔ اور تمام مذکورہ علاقہ جات میں سے ہر ایک علاقے کا بادشاہ مستقل طور پر صاحب فوج اور صاحب خزانہ ہوتا تھا۔

ہر ایک بادشاہ نے اپنی اپنی مملکت میں مسجدیں تعمیر کرائیں، مدرسے قائم کئے۔ عرب و عجم کے مسلمان اپنے اپنے وطنوں سے منتقل ہو کر ان علاقوں میں آ گئے اور یہاں اسلام کی ترویج و اشاعت کا باعث بنے۔ اس وقت تک ان لوگوں کی اولاد اسلام کے طور طریقہ پر قائم ہے۔

ایک اور ملک بھی ہے جو کبھی کسی بادشاہ اسلام کے قبضہ میں نہیں آیا اور وہ اپنے خالص غیر مسلمانہ طریقہ پر باقی رہا۔ اتنا ضرور ہوا کہ بادشاہ ان راجاؤں سے جو ان کی حدود میں تھے خراج لیا کرتے تھے۔ یہ ملک جس کا تذکرہ ہو رہا ہے راجپوتانہ کا ملک ہے۔ اس ملک کا طول حدود ٹھٹھ سے لے کر حدود بنگالہ و بہار تک چالیس منزل ہے اور عرض وہاں آگرہ سے لے کر گجرات و امین کی حد تک بیس منزل ہے۔ یہی وہ بادست ملک ہے جو کبھی ملوک اسلامیہ کی نشست گاہ نہیں بنا۔ قصہ مختصر۔ پادشاہان مغلیہ نے رفتہ رفتہ اتنا کر لیا کہ اپنی طرف سے ان کو ریاست پر متعین کرتے تھے اور انہوں نے راجپوتوں سے معاہدہ کر لیا اور اس گروہ کو اپنا ماتحت قرار دے کر ان کی مخالفت سے محفوظ و مامون ہو گئے اور جنگ سے دست کشی اختیار کر ل۔ واقعان فن تاریخ تفصیل طور پر ان واقعات کو بیان کریں گے۔

غیر مسلموں میں ایک قوم مرہٹہ نامی ہے کہ بن کا ایک سردار ہے اس قوم نے کچھ عرصہ سے اطرافِ دکن میں سر اٹھایا ہے اور تمام ملک ہندوستان پر اثر انداز ہے۔ شاہانِ مغلیہ میں سے بعد کے بادشاہوں نے عدمِ دور اندیشی، غفلت اور اختلافِ فکر کی بنا پر ملک گجرات مرہٹوں کو دے دیا۔ پھر اسی سست اندیشی اور غفلت کی وجہ سے ملک مالوہ بھی ان کے سپرد کر دیا اور انکو وہاں کا صوبہ دار بنا دیا۔ رفتہ رفتہ قوم مرہٹہ قوی تر ہو گئی اور اکثر بلادِ اسلام ان کے قبضے میں آ گئے۔ مرہٹوں نے مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں سے باج لینا شروع کر دیا اور اس کا نام چوتھ (آمدنی کا چوتھا حصہ) رکھا۔

دہلی اور نواحِ دہلی میں مرہٹوں کا تسلط اس وجہ سے نہ ہو سکا کہ دہلی کے رؤسا پادشاہانِ قدیم کی اور یہاں کے وزراء اور امراء امرائے قدیم کی اولاد ہیں۔ ناچار مرہٹوں نے ان لوگوں سے یک گونہ مردت کا معاملہ رکھتے ہوئے عہد و پیمانہ کر لیا اور واداری کا سلسلہ جاری کر کے طرح طرح کی چال پوسی سے دہلی والوں کو اپنی طرف سے امن و امان دے کر چھوڑ دیا۔ دکن پر بھی مرہٹوں کا قبضہ اس بنا پر نہ ہو سکا کہ نظام الملک مرحوم کی اولاد نے بڑی بڑی تدبیریں کیں۔ کبھی مرہٹوں کے درمیان میں پھوٹ ڈلوادی، کبھی انگریزوں کو اپنا رقیب بنا لیا۔ اود برہان پور، اورنگ آباد، بیجا پور جیسے بڑے بڑے شہروں پر اولاد نظام الملک قابض رہی البتہ اطراف و نواحی کو مرہٹوں کے لئے چھوڑ دیا۔

قوم مرہٹہ کاشکت دینا آسان کام ہے بشرطیکہ غازیانِ اسلام کمرِ مہمت باندھ لیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قوم مرہٹہ خود قلیل ہیں لیکن ایک گروہ کثیر انکے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اس گروہ میں سے ایک صف کو بھی اگر درہم برہم کر دیا جائے تو یہ قوم منتشر ہو جائے گی اور اصل قوم اسی شکست سے ضعیف ہو جائے گی۔ چونکہ یہ قوم قوی نہیں ہے اس لئے اس کا تمام تر سلیقہ ایسی کثیر فوج جمع کرنا ہے جو چھوٹیوں اور ٹڈیوں سے بھی زیادہ ہو۔ دلاوری اور سامانِ حرب کی بہتات ان کے یہاں نہیں ہے۔ الغرض قوم مرہٹہ کا فتنہ ہندوستان

کے اندر بہت بڑا فتنہ ہے۔ حق تعالیٰ بھلا کرے اس شخص کا جو اس فتنے کو دبا لے۔
غیر مسلموں کی ایک قوم جاٹ ہے جس کی بود و باش دہلی و آگرہ کے درمیان ہے۔ یہ
دونوں شہر بادشاہوں کیلئے دو حویلیوں کی مانند رہے ہیں۔ مغل بادشاہ کبھی آگرہ میں رہتے
تھے تاکہ ان کا دبدر اور رعب راجپوتانہ تک پڑے، اور کبھی دہلی میں فروکش ہوتے تھے
تاکہ ان کی شوکت و ہیبت سہند اور نواحی سہند تک اثر ڈالے۔

دہلی و آگرہ کے درمیان کے مواضع میں قوم جاٹ کاشتکاری کرتے تھے۔ زمانہ
شاہجہاں میں اس قوم کو حکم تھا کہ گھوڑوں پر سوار نہ ہوں، بندوق اپنے پاس نہ رکھیں اور
اپنے لئے گڑھی (مولچے وغیرہ) نہ بنائیں۔ بعد کے بادشاہوں نے رفتہ رفتہ ان کے
حالات سے غفلت اختیار کر لی اور اس قوم نے فرصت کو غنیمت جان کر بہت سے قلعے
تعمیر کرائے اور اپنے پاس بندوق رکھ کر بیٹ ماری کا طریقہ شروع کر دیا۔ اورنگ زیب
اس وقت دکن میں تلعو بیجا پور و حیدرآباد کے فتح کرنے میں مشغول تھا۔ دکن ہی سے
ایک فوج جاٹوں کی تادیب کیلئے اس نے روانہ کی اور اپنے پوتے کو فوج کا سردار مقرر
کیا۔ رئیسان راجپوتانہ نے اس شہزادے سے مخالفت کر لی۔ لشکر میں اختلاف واقع
ہوا اور جاٹوں کی تھوڑی سی عاجزی پر اکتفا کر کے فوج پادشاہی واپس ہو گئی۔

محمد فرخ سیر کے زمانہ میں اس جماعت کی شورش پھر جوش میں آئی۔ قطب الملک
وزیر نے زبردست فوجیں ان کی طرف بھیجیں۔ چورامن جو اس قوم کا سردار تھا بعد جنگ صلح
پر راضی ہو گیا۔ اس کو بادشاہ کے سامنے لائے اور تقصیرات کی معافی دلوائی، یہ کام بھی خلاف
مصلحت عمل میں آیا۔

پھر عہد محمد شاہ میں اس قوم کی سرکشی حد سے تجاوز کر گئی اور چورامن کا چچا زاد بھائی
سورج مل اس جماعت کا سردار ہو گیا اور فساد کا راستہ اختیار کیا چنانچہ شہر سیانہ جو کہ اسلام
کا قدیم شہر تھا اور جہاں پر علماء و مشائخ سات سو سال سے اقامت پذیر تھے، اس شہر پر
قہراً و جبراً قبضہ کر کے مسلمانوں کو ذلت و خواری کے ساتھ وہاں سے نکال دیا۔ اس کے بعد

سے سرکشی برابر بھتی رہی۔ بادشاہوں اور امیروں کے اختلافات و غفلت کی بنا پر کوئی بھی اس جانب متوجہ نہ ہوا۔ اگر بالفرض ایک امیر اس کی تشبیہ کا قصد کرے تو سورج مل کے کارکن دوسرے امراء کی جانب رجوع کرتے ہیں اور اس طرح بادشاہ کے مشورے کو پلٹ دیتے ہیں۔ پسر محمد شاہ کے عہد میں صفدر جنگ ایرانی نے خرچ کیا اور سورج مل سے سازش کر کے پرانی دہلی پر حملہ کر دیا اور تمام باشندگان شہر کہہ نہ کوٹ لیا۔ پسر محمد شاہ نے شہر میں دروازے بند کر کے چھپ کر بیٹھ گیا اور مرہٹوں نے توپوں کے ذریعے جنگ کی محض خدا کے فضل سے صفدر جنگ اور سورج مل دو تین ماہ کے بعد ناکام واپس ہوئے اور صلح و موافقت کی داغ بیل ڈالی۔ چونکہ بادشاہ کے آدمی جنگ سے تھک چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے صلح کو غنیمت شمار کیا۔ اس کے بعد سے سورج مل کی شوکت ترقی پا گئی۔ دہلی سے دہلی کے فاصلے سے لے کر آگرہ تک طول میں اور میوات کے حدود میں فیروز آباد و شکوہ آباد تک عرض میں سورج مل قابض ہو گیا۔ کسی کی طاقت نہیں کہ وہاں اذان و نماز جاری رکھ سکے۔ ایک سال ہوا کہ قلعہ الوریج کو تمام میوات کی خبر گیری کے لئے ایک جائے بلند تھی، سورج مل اس کو بھی اپنے قبضہ میں لے آیا۔ ارکان سلطنت میں سے کسی کی مجال نہ ہوئی کہ وہ اس کام سے روک دیتا۔

ہندوستان کے محصولات سات آٹھ کروڑ سے کم نہیں ہیں بشرطیکہ غلبہ و شوکت موجود ہو ورنہ ایک کوڑی بھی ملتی مشکل ہے جیسا کہ اس وقت دیکھا جا رہا ہے جس علاقہ پر جاٹ قابض ہیں وہ ایک کروڑ روپیہ محصول کی جگہ ہے۔ راجپوتانہ کا علاقہ اپنی وسعت کے باعث دو کروڑ روپے سے کم آمدنی کا نہیں ہے بشرطیکہ ہر راجہ پر خراج مقرر کیا جائے۔ عہد محمد شاہ میں بنگالہ سے ہر سال ایک کروڑ کی آمدنی تھی۔ اور وہاں کا صوبہ دار ہمیشہ بلا توقف بھیجتا رہتا تھا۔ اس رقم کی ادائیگی کے باوجود صوبہ دار بنگالہ ہندوستان کے امراء میں انتہائی مالدار امیر تھا۔ چنانچہ اس وقت بھی کہ بنگالہ میں بے اطمینانی ہے اور وہاں ایک بے وقوف نادان واقف کار نوجوان یعنی ناظم قدیم کا پوتا مستط سے پھر بھی وہ نوجوان خزان

بے شمار کا مالک ہے۔ سعادت خان ایرانی اور اس کے بعد اس کا داماد صفدر جنگ صوبہ اودھ پر قابض تھے، دو کروڑ اس صوبہ سے وصول کرتے تھے۔ ایک کروڑ خرچ کرتے تھے اور ایک کروڑ جمع کرتے تھے۔ اس مالدار نے صفدر جنگ کے اندر بادشاہ سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ پیدا کیا۔

جاٹ کی شوکت کو درہم برہم کرنا بھی تدبیر کے نزدیک آسان کام ہے۔ انہوں نے جو علاقے اپنے قبضے میں کر لئے ہیں وہ ان کے نہیں ہیں بلکہ غصب کئے ہوئے ہیں۔ ان مواضع کے مالک ابھی تک زندہ موجود ہیں اگر کوئی صاحب شوکت و عدالت بادشاہ مہربانی کا ہاتھ ان مالکوں کے سر پر رکھے تو وہ لوگ سورج مل کے مقابلے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔

یہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے ہندوستان کے غیر مسلموں کا حال تھا۔ رہا مسلمانوں کا حال وہ یہ ہے کہ نوکران بادشاہ جو ایک لاکھ سے زائد تھے، ان میں پیادہ و سوار بھی تھے، اہل نقدی و جاگیر دار بھی تھے۔ بادشاہوں کی عقلت سے نوبت یہاں تک پہنچی کہ جاگیر دار اپنی جاگیروں پر عمل و دخل نہیں پاتے۔ کوئی غور نہیں کرتا کہ اس کا باعث بے عملی ہے۔ جب خزانہ بادشاہ نہیں رہا، نقدی بھی موقوف ہو گئی۔ آخر کار سب ملازمین تتر بتر ہو گئے اور کاسٹ گڈائی اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ سلطنت کا بجز نام کے اور کچھ باقی نہ رہا۔ جب ملازمین بادشاہ کا یہ بُرا حال ہے تو تمام دیگر اشخاص کے حال کو جو کہ وظیفہ خوار یا سوداگر یا اہل صنعت ہیں انہیں پر قیاس کلینا چاہیے کہ کس حد تک خراب ہو گیا ہو گا۔ طرح طرح کے ظلم اور بروزگاری میں یہ لوگ گرفتار ہیں علاوہ اس تنگی اور مفلسی کے جب سورج مل کی قوم نے اور صفدر جنگ نے مل کر دہلی کے پرانے شہر پر دھاوا بولا۔ یہ غریب سب کے سب بے خانماں، پریشان اور بے مایہ ہو گئے۔ پھر متواتر آسمان سے فحط نازل ہوا۔

غرضیکہ جماعت مسلمین قابل رحم ہے۔ اس وقت جو عمل دخل سرکار بادشاہی میں باقی ہے وہ ہنود کے ہاتھ میں ہے کیونکہ متصمیٰ (منظم) اور کارکن سوائے ان کے اور کوئی نہیں

ہے۔ ہر قسم کی دولت و ثروت ان کے گھروں میں جمع ہے۔ افلاس و مصیبت کا بادل مسلمانوں پر چھا رہا ہے۔

بات طویل ہو گئی اور اختصار کے حدود سے باہر نکل گئی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ملک ہندوستان میں غیر مسلموں کے غلبہ کی نوعیت یہ ہے جو معرض بیان میں آئی اور مسلمانوں کا ضعف اس حد تک پہنچ گیا ہے جو دکھا گیا۔

اس زمانہ میں ایسا بادشاہ جو صاحب اقتدار و شوکت ہو اور شکرِ مخالفین کو شکست دے سکتا ہو، دورانِ شیش اور جنگ آزما ہو، سوائے آنجناب کے کوئی اور موجود نہیں ہے یقینی طور پر جناب عالی پر فرضِ عین ہے ہندوستان کا قصد کرنا اور مرہٹوں کا تسلط توڑنا اور ضوعفائے مسلمین کو غیر مسلمین کے پنجے سے آزاد کرنا۔ اگر غلبہ کفر معاذ اللہ اسی انداز پر رہا تو مسلمان اسلام کو فراموش کر دیں گے اور کھوڑا زمانہ نہ گزے گا کہ یہ مسلم قوم ایسی قوم بن جائے گی کہ اسلام اور غیر اسلام میں تمیز نہ ہو سکے گی۔ یہ بھی ایک بلائے عظیم ہے۔ اس بلائے عظیم کے دفع کرنے کی قدرت بفضلِ خداوندی جناب کے علاوہ کسی کو میر نہیں ہے۔ ہم بندگانِ الہی، حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفیع گردانتے ہیں اور خدائے عزوجل کے نام پر التماس کرتے ہیں کہ سمیت مبارک کو اس جانب متوجہ فرما کر مخالفین سے مقابلہ کریں تاکہ خدائے تعالیٰ کے بہاں بڑا ثواب جناب کے نامہ اعمال میں لکھا جائے اور مجاہدینِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فہرست میں نام درج ہو جائے، دنیا میں بے حسرت غنیمتیں ملیں اور مسلمان درست کفار سے خلاصی پائیں۔ خدا سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ نادر شاہ کی طرح عمل ہو۔۔۔ کہ وہ مسلمانوں کو زیر و زبر کر گیا اور مرہٹہ و جٹ کو سالم و غنا م چھوڑ کر چلتا بنا۔ نادر شاہ کے بعد سے مخالفین قوت پکڑ گئے اور لشکرِ اسلام کا شیرازہ بکھر گیا اور سلطنتِ دہلی بچوں کا کھیل بن گئی۔ پناہ بخدا اگر قوم کفار اسی حال پر رہے اور مسلمان ضعیف ہو جائیں تو اسلام کا نام بھی کہیں باقی نہ رہے گا۔ خدائے تعالیٰ مجاہدین کی صفت میں فرماتا ہے، مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ

مَعَهُ ... (الآیہ - فتح ۲۹) یعنی وہ غیروں پر سخت دل ہیں اور اپنوں پر مہربان ہیں۔
 اس جماعت کے وصف میں جو متردوں سے مقابلہ کرتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ
 وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ — الخ (مائدہ: ۵۴)
 یعنی خدائے تعالیٰ دوست رکھتا ہے ان کو اور وہ دوست رکھتے ہیں خدائے تعالیٰ کو
 وہ مسلمانوں کے سامنے تواضع سے پیش آتے ہیں اور غیروں پر سخت ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ فتح اسلام اس جماعت کو نصیب ہوتی ہے جس کی یہ شان ہو
 کہ اگر کسی جگہ مسلمان ہوں تو ان کو وہ اپنے میٹوں اور سگے بھائیوں کی طرح رکھے اور
 مخالف کے مقابلہ میں وہ شیر نر کی مانند ہو۔

پس واجب ہے کہ ان مجاہدات میں تقویت اسلام کی نیت کر لی جائے۔ جب
 افواج قاہرہ اس مقام پر پہنچیں جہاں پر مسلمان اور غیر مسلمان دونوں رہتے ہوں، چاہئے
 کہ منتظمین خاص طور پر ایسے مقام پر متعین ہوں اور ان کو تاکید کی جائے کہ جو ضعیف
 مسلمان قریوں میں ساکن ہیں ان کو قصبوں اور شہروں میں لے آئیں پھر کچھ منتظمین قصبوں
 اور شہروں پر مقرر کئے جائیں جو اس بات کی کڑی نگرانی کریں کہ کسی مسلمان کا مال نہ لوٹا جائے
 اور کسی مسلمان کی عزت میں فرق نہ آنے پائے۔

حدیث شریف میں آیا ہے "اللہ کے نزدیک تمام دنیا کا زوال قتل مسلم کے مقابلے
 میں بیچ ہے۔ حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقصد عمرہ جب حدیبیہ تشریف لے گئے
 اور کفار قریش مکہ کے داخلہ سے مانع آئے۔ آخر الامر کفار مکہ سے صلح ہوئی۔ اگرچہ بعض
 بڑے صحابہ میں سے ایسے تھے جن کی حمیت دینی جوش میں آئی اور اس صلح پر راضی
 نہیں ہوتے تھے لیکن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے قول پر التفات
 نہیں فرمایا اور صلح کر لی۔ جب اس سفر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو سورہ
 إِنَّا فَتَحْنَا نَازِلٌ هُوَ۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں صلح کی حکمت اور تاخیر فتح کی

وجہ ظاہر فرمائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ... عَذَابًا أَلِيمًا.

(سورہ الفتح - ۲۵)۔ "اور اگر نہ ہوتے (مکہ میں) کئی مرد ایمان والے اور کئی عورتیں ایمان والیاں جن کو تم نہیں جانتے اور یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم ان کو پیس ڈالو گے پس اس کے نتیجے میں تم کو گناہ ہونا بغیر دانست کے (تو تصدیق خواب بالفعل ہو جاتی اور صلح فتح مدینہ ہوتی) خدا نے فتح کو موخر کر دیا تاکہ داخل کر دے جس کو چاہے اپنی رحمت کے سایہ میں۔ اگر ہر دو فریق ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے تو ہم منکروں پر (فی القوم) آفت ڈال دیتے۔" یعنی چونکہ مسلمانوں کو مضرت پہنچ جانے کا اندیشہ تھا حکمت الہی نے تقاضا کیا کہ اس مقصد کو بہلت کے ساتھ انجام دیا جائے تاکہ منکرین کسی نہ کسی طرح قبول اسلام کر لیں اور مسلمان مجاہدین کے غلبہ سے محفوظ رہیں۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کے دو سال بعد مکہ فتح ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ہزار اشخاص کے ساتھ مکہ کے قریب پہنچے اور اہل مکہ بہر طور داخل اسلام ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ اس واقعہ صلح حدیبیہ اور فتح مکہ میں پادشاہان دور اندیش کو حکمت کی عجیب و غریب تعلیم دی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلم و غیر مسلم کے اختلاط کے مقام پر حاکم کا معاملہ کرنا چاہئے۔ پہلے مخالفین اسلام کو جو مسلمانوں پر تسلط چاہتے ہوئے ہوں متفرق کریں بعد ازاں مسلمان خود بخود پادشاہ عادل و دور اندیش کے ہاتھوں میں ہاتھ دے دیں گے۔

(ترجمہ شعر عربی) "اللہ کی کتنی پوشیدہ پوشیدہ مہربانیاں ہیں جن کی پوشیدگی سے ایک ذکی و فہیم بھی بے خبر ہے۔"

جیسا کہ دوائے تلخ ہر چند فائدہ مند ہو لیکن مریض کی طبیعت اس کی طرف رغبت نہیں کرتی طیب حاذق اس کڑوی دوا کو شہد کے ساتھ ملاتا ہے۔ اسی طرح پادشاہان عادل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی طرف جس جگہ توجہ ہوتے ہیں اور وہاں پر جو مسلمان متفرق ہو رہے ہوتے ہیں اور اپنی جان و آبرو کا خوف کرتے ہیں اور اپنی طبیعت سے اس دار و گیر

کو نہیں چاہتے وہاں پر فقیروں، غریبوں اور سادات علماء کو اپنے الطافِ خسروانہ اور انعامِ بادشاہانہ سے اور طرح طرح کے دلاسون اور تسلیوں سے محفوظ رکھتے ہیں تاکہ ان کی مہربانی کا ثہرہ دور و نزدیک شہروں تک پہنچ جائے۔ اور سب کے سب ہاتھ اٹھا اٹھا کر بادشاہِ عادل کی فتح و نصرت کی دعائیں کریں۔ اور خدائے عزوجل سے شب و روز یہی درخواست کریں کہ اللہ یہ رحمت کی نشانی بادشاہِ عادل ہمارے شہر میں فرودکش ہو۔ سب سے پہلے اہم اس کے بعد بالترتیب اس کے نیچے درجہ کے اہم امور انجام دیے جائیں جس جگہ کسی مسلمان کی شکست کا احتمال ہو وہاں توقف کرنا چاہئے۔ جماعت منکرین کے گرد اگر وہ جہاد مقدم رکھنا چاہئے تاکہ بغیر احتمالِ قتلِ مسلم مدعا حاصل ہو جائے۔ آخر کلام میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت بادشاہانِ اسلام کے حق میں اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی نصیحتیں حفظِ آدابِ بادشاہی کے باب میں لکھی جاتی ہیں۔

وَصَايَا وَنصائح

بخاری نے حضرت ابو سعید
ارشادات رسالتناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | خدری رضی اللہ عنہ سے روایت لکھی ہے
کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”سروہ شخص
جو خلیفہ بنایا جاتا ہے اس کے دو دلی دوست (باطنی قوت) ہوتے ہیں۔ ایک ان میں
سے اس کو خیر و نیکی کی تلقین کرتا اور اس پر آمادہ کرتا ہے۔ دوسرا اس کو شر کا حکم کرتا
ہے اور اس کی رغبت دلاتا ہے۔ اور محفوظ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔“

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سابط سے
وصیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ | روایت کی ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
کی وفات کا وقت قریب آیا، انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ پھر ان سے

فرمایا کہ میں تم کو ایک وصیت کرتا ہوں اگر تم اس کو یاد رکھو گے تو موت سے زیادہ کوئی شے تمہیں محبوب نہیں ہوگی اور اگر اس وصیت کو تم نے بھلا دیا تو موت سے زیادہ کوئی شے تمہارے نزدیک مسخوف و مکروہ نہیں ہوگی اور تم موت کے پنجے سے نہیں نکل سکتے۔ وہ وصیت یہ ہے:

اللہ تعالیٰ کا تم پر رات میں ایک حق ہے کہ وہ اس کو دن میں قبول نہیں کرے گا اور ایک دن میں حق ہے جس کو رات کو قبول نہیں کرے گا (یعنی سہر حق کو ادا کرنے کے لئے ایک وقت مقرر ہے)۔ اللہ تعالیٰ نفل اس وقت تک قبول نہ فرمائے گا جب تک فرض کی ادائیگی نہ ہوگی۔ جن لوگوں نے دنیا میں باطل کی پیروی کی اور باطل کی پیروی کو معمولی چیز تصور کیا۔ اس کی پاداش میں ان کی میزان ہلکی ہو جائے گی۔ اور میزان قیامت کا معاملہ یوں ہے کہ وہ ہمیشہ ایسی صورت میں ہلکی پڑتی ہے جبکہ اس میں باطل دھرا ہو۔ اور جن لوگوں نے دنیا میں حق کا اتباع کیا ہوگا اور اس کو اہم تصور کیا ہوگا ان کی میزان قیامت میں بھاری ہوگی۔ اور میزان میں جب حق ہوگا اس کا پلہ بھاری ہی ہوگا۔ پس اگر تم نے میری اس وصیت کو یاد کر لیا تو کوئی غائب شے موت کے مقابلہ میں محبوب نہیں ہوگی اور موت کا انا یعنی ہے اور اگر اس وصیت کو ضائع کر دیا (بھول گئے) تو کوئی غائب شے موت سے زیادہ مسخوف نہیں ہوگی اور تم موت کو ہرز عاجز نہیں کر سکتے (وہ تم پر غالب آکر ہے گی)

وصیت فاروق العظیم رضی اللہ عنہما | امام ابو یوسف نے زبید علیہ الرحمۃ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

وصیت کی تو فرمایا:

میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں خدا سے ڈرنے کی، اور وصیت کرتا ہوں مہاجرین اولین کے بارے میں کہ ان کا حق پہچانا جائے امدان کی کرامت و عظمت ملحوظ رکھی جائے۔ اور وصیت کرتا ہوں انصار کے بارے میں وہ انصار جنہوں نے

داروایمان میں ٹھکانہ پکڑا ان کی خوبیوں کو قبول کرتے ہوئے ان کی لغزشوں سے درگزر کی جائے۔ اور اولاد انصار کے بارے میں بھی وصیت کرتا ہوں اس لئے کہ وہ اسلام کی جڑ اور عدو کے غصے کا سبب ہیں کہ ان سے ان کی رضامندی کے بغیر ان کا زائد مال وصول نہ کیا جائے۔ اور اعراب کے بارے میں وصیت کرتا ہوں وہ اعراب جو اصل عرب ہیں اور اسلام کے لئے مرکزِ طاقت ہیں کہ خلیفہ ان کے اموال کو لے کر فقراء پر تقسیم کر دے۔ اور میں اللہ اور اس کے رسول کے عہد کی پاسداری کی بھی وصیت کرتا ہوں کہ ذمیوں کے عہد کو پورا کیا جائے اور ان کی حفاظت کے لئے مقاتلہ کیا جائے اور ان کو ان کی طاقت سے زیادہ حکم نہ دیا جائے۔

امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ نے حضرت عثمان
وصیتِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

ہانی کی روایت نقل کی ہے کہ ہانی نے کہا جب کبھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تھے تو زار زار روتے تھے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھی تر ہو جاتی تھی۔ ان سے کہا گیا، آپ جنت و دوزخ کا تذکرہ کرتے ہیں اس پر نوروتے نہیں قبر پر کیوں رو یا کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قبرِ آخرت کی پہلی منزل ہے، پس جو اس منزل سے نجات پا گیا، کچھ لو کہ اس کے بعد معاملہ آسان ہے اور اگر یہاں سے نجات نہیں ملی تو اس کے بعد کی منزل اس سے زیادہ سخت ہے۔

امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ نے عطا ابن ابی رباح
وصیتِ حضرت علی رضی اللہ عنہ

سے نقل کیا ہے کہ عطاء نے کہا حضرت علی جب کوئی لشکر روانہ کرتے تو اس لشکر کے ایک شخص کو امیر بناتے پھر اس سے یہ وصیت کرتے تھے کہ میں تجھے اس خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس کی ملاقات یقینی ہے اور اس کے علاوہ تیرا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے وہ دنیا اور آخرت کا مالک ہے میں تجھے

جس کام کے لئے روانہ کردیا ہوں تیرے اوپر اس کی انجام دہی ضروری ہے اور تیرے اوپر ایسے امور کی پابندی لازم ہے جو باعثِ قرب خداوندی ہوں، اس لئے کہ خدا کے یہاں دنیا کے ہر کام کا بدلہ ہے۔

یہ کچھ چیزیں بطریق استعمال تحریر ہوئی ہیں۔ اگر ان کلمات کی جانب انتخاب کی توجہ محسوس ہوئی تو بعض مطالب تفصیلاً پہنچیں گے۔

والحمد لله اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً
ص ۸۳ تا ۹۸

نجیب الدولہ کے نام (بعض مکتوبات سے انتخاب)

(اسلام کے مخالفین، مرہٹوں، جاٹوں اور سکھوں کی سرکوبی پر ابھرتے ہیں اور اہل اسلام کی حفاظت کی ترغیب دیتے ہیں)

خدا نے تعالیٰ اس منہج الحسنت، امیر المجاہدین، رئیس الغزاة کو فتوح تازہ اور برکت لے اندازہ سے مشرف و ممتاز کرے۔ فقیر ولی اللہ غنی عنہ کی طرف سے التماس یہ کہ اکثر اوقات مجیب الدعوات کی درگاہ میں دعا کی جاتی ہے کہ وہ مخالفین اسلام کے فرقوں کو "شکست خوردہ" کرے۔ فصل باری سے امید یہ ہے کہ یہ بات عنقریب وجود میں آئے گی۔

ہندوستان میں تین فرقے (مرہٹے، جاٹ اور سکھ) شدت و صلابت کی صفت سے موصوف ہیں۔ جب تک ان تینوں کا استیصال نہ ہوگا، نہ کوئی بادشاہ مطمئن ہو کر بیٹھے گا، نہ امرادچین سے بیٹھیں گے اور نہ رعیت خاطر جمعی سے زندگی بسر کر سکے گی۔

دینی و دنیاوی مصلحت اسی میں ہے کہ مرہٹوں سے جنگ جیتنے کے بعد فوراً قلعہ جٹا جٹ کی طرف متوجہ ہو جائیں اور اس مہم کو بھی برکاتِ غیبیہ کی مدد سے آسانی کے ساتھ سر کریں۔ اس کے بعد نوبت سکھ کی ہے۔ اس جماعت کو بھی شکست دینی چاہئے اور رحمتِ الہی کا منتظر رہنا چاہئے۔

ایک اہم بات یہ ہے کہ مسلمانان ہندوستان نے خواہ وہ دہلی کے ہوں، خواہ اس کے علاوہ کسی اور جگہ کے۔۔۔ کئی صدیوں تک دیکھے ہیں اور چند بار لوٹ مار کا شکار ہوئے ہیں۔ ”چاقو ہڈی تک پہنچ گیا ہے“ رحم کا مقام ہے خدا کا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دیتا ہوں کہ کسی مسلمان کے مال کے درپے نہ ہوں۔ اگر اس بات کا خیال رکھا تو امید ہے کہ فتوحات کے دروازے پے در پے کھلتے چلے جائیں گے۔ اگر اس امر سے تغافل برتا گیا تو میں ڈرتا ہوں کہ ”آہ مظلوماں“ سدا رہ مقصود نہ بن جائے۔

ص ۱۰۴ - ۱۰۵

ایک دوسرے موقع پر جواباً لکھتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ فقیر نے عالم رویا میں قوم جاٹ کا استیصال اسی قسم کا دیکھا ہے جس طرح قوم مرہٹہ کا استیصال ہوا ہے۔ اور یہ بھی خواب میں دیکھا ہے کہ مسلمان جاٹوں کے دیہات اور قلعہ جات پر تسلط ہو گئے ہیں اور وہ دیہات قلعے مسلمانوں کی جائے بود و باش بن گئے ہیں۔ غالب گمان یہ ہے کہ روسیے جاٹوں کے قلعوں میں اقامت گزریں ہوں گے۔ یہ چیز غیب الغیب میں مصمم و مقرر ہے۔ فقیر کو اس بارے میں ذرہ برابر شک و شبہ نہیں ہے۔۔۔ امید ہے فضل خداوندی سے فتح عجیب رونما ہوگی، اور افواج مخالفین درہم برہم ہو جائیں گی۔۔۔ فقیر اس چیز کو اس طرح جانتا ہے گویا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہا ہے۔ والسلام۔

ص ۱۰۴ - ۱۰۵

ایک مرتبہ یوں راہنمائی فرمائی:

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد سلام محبت التزام کے واضح ہو کہ اپکا مکتوب گرامی جنگ کی استعداد کے بارے میں اور اس بات کے استفسار کے سلسلہ میں پہنچا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت جاٹوں کے ساتھ مل گئی ہے، ان کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہیے۔ میرے عزیز بھائیوں پر فتح غیب الغیب میں مقرر ہو چکی ہے۔ اس بارے میں کوئی اندیشہ دل میں نہیں لانا چاہیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مرہٹوں کی طرح جو نہیں کہ مقابلہ ہو گا یہ ظلم

ٹوٹ جائے گا۔ اگر مسلمانوں کی ایک جماعت جاٹوں کے ساتھ ہے تو اس کا کوئی خیال نہ کریں۔ مجھے امید ہے کہ بجز اس کے کہ ظاہر میں دشمنوں کی کثرت نظر آئے، اور کوئی تشویش پیش نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کے ہاتھوں کو (جو غیروں کے ساتھ ہیں) روک دے گا۔ وہ جنگ نہ کر سکیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ کا ارادہ سب پر غالب ہے۔ اگر مخالفین مکر و حیلہ کے ساتھ صلح کی گفتگو کریں تو ان کی باتوں پر کان نہ دھرنا۔ تاکیدی مزید کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ جس وقت جنگ جاٹ کیلئے نکلیں، فقیر کو اطلاع دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ روانگی کے وقت سے لے کر فتح کے وقت تک دعائے دلی میں مشغول رہوں گا۔ والسلام۔ ص ۱۰۸-۱۰۹

وزیر الممالک آصف جاہ کے نام

بعد حمد و صلوة کے اس فقیر کی طرف سے جناب کو واضح ہو کہ عالم ملکوت میں یہ بات مقرر شدہ ہے کہ مخالفین اسلام ذلیل و خوار ہوں گے۔ بعد ازاں باغی لوگ سوا اور خانہ خراب ہوں گے۔ اگر جناب عالی ان بد معاشوں کے مقابلہ میں کمر سمیت باندھ کر آجائیں تو یہ تمام کارنامے جناب کی طرف منسوب ہوں گے اور دنیا آپ کی تابعدار ہو جائے گی اور ملت مرحومہ کے رواج اور مسلم حکومت کی استقامت کا باعث جناب عالی کو قرار دیا جائے گا۔ کوشش تھوڑی اور فوائد عظیم الشان مرتب ہوں گے۔ اگر انجناب کوشش نہ فرمائیں گے تو یہ تمام مخالف عنصر آسمانی حادثات سے ہلاک و مضمحل ہو جائے گا۔ اس صورت میں جناب عالی کی طرف کوئی نیک نامی کی بات منسوب نہ ہو سکے گی۔ وقت کو غنیمت جانئے اور مخالفین کے مقابلہ میں جدوجہد کرنے میں ذہن برابر کوتاہی جائز نہ رکھئے۔

مسلمانوں سے مظالم کا دفعہ کرنا اور دین کی اشاعت کرنا نیز رسوم نیک جاری کرنا سر اپنا سعادت و سعادت ہے۔ اس عزیز القدر کو خدائے عزوجل نے ہندوستان پر پورا تسلط بخشا ہے۔ ہم لوگ بڑی بڑی امیدیں قائم کئے بیٹھے ہیں کہ آپ کے ریورنٹ مظالم،

تغیر سوم بد، ترویج دین حق، اقامت امر خیر، اشاعت علم و نماز و روزہ، یہ سب کچھ عمدہ طریقے پر ہوگا۔ اس لئے کہ آپ کے اندر ایک عجیب شان اور سعادت محسوس ہوتی تھی اور آپ کا مزاج بھی صلاحیت، ذکاوت اور رغبت امور خیر لئے ہوئے معلوم ہوتا تھا۔۔۔۔۔ شاید مقتضیاتِ زمانہ کی وجہ سے ابھی تک فقورہ بالا امور خیر میں کسی کا ظہور نہیں ہو سکا۔ خدا کرے کہ اس کے بعد تلافیِ مافات ہو جائے۔ اس قدر اہتہ گذارش ہے کہ فی الحال جس قدر طاقت ہو کرانی غلہ دود کرنے میں سعی بلیغ فرمائیں اور اطرافِ عالم میں جو لوٹ بچ رہی ہے اس کو حتی الامکان ختم کرنا بھی ضروری ہے۔ والسلام۔

صفحہ ۱۴۳ تا ۱۴۴

نواب فیروز جنگ نظام الملک احمد شاہی کے نام
جواباً لکھتے ہیں۔۔۔۔۔ "اللہ تعالیٰ نے اس عزیز القدر کو اس زمانے میں

اہل سنت و جماعت کا پشت پناہ بنایا ہے۔ فرقہ امراء میں آپ کے علاوہ کوئی حامی اہلسنت نہیں رہا۔ اُمید ہے کہ تمام حالات میں ترویجِ سنت کو منظور نظر رکھیں گے۔ آپ نصرتِ سلام کی طرف پوری پوری توجہ کرنے اور مطالبِ دنیوی کو دوسرے نمبر پر رکھنے کو بہت ہی نفع مند اور مفید پائیں گے۔ قرآن مجید میں ہے: "اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا"۔ آج عملِ صالح کا سواں (۱۰) حصہ انجام دیا جائے تو اس کو ماضی کے سینکڑوں اور ہزاروں اعمالِ صالحہ کے برابر سمجھنا چاہئے۔" والسلام۔

صفحہ ۱۴۵

نواب مجد الدولہ کے نام | خدائے عزوجل محفوظ و محفوظ اور اپنی چشم عنایت میں آپ کو ملحوظ رکھے۔ اس وقت

آپ کا والا نام بیہنچا۔۔۔۔۔ عزیز القدر من! فقیر اس قدر جانتا ہے کہ عالم ملکوت میں مرہٹہ جٹ کا استیصال مہتمم ہے۔ اور وہ بعض اشخاص جن کی توجہ کو اس قسم کے امور کے

کے اس جانب توجہ واقع ہوگی تو ظاہر ہوگا کہ سوائے تماشے کے وہاں کچھ نہ تھا۔ امید ہے کہ اپنے حالات اور استعدادِ عرب کی کیفیت سے اطلاع دیتے رہا کریں گے۔ یہ چیز دُعائے محافظت و نصرت میں مدد و معاون ہوگی۔ والسلام ص ۱۵۱-۱۵۲

حقائق و معارف آگاہ، عزیز القدر سجادہ نشین
اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ

شیخ محمد عاشق علیہ الرحمۃ کے نام

فقیر ولی اللہ عفی عنہ سے بعد از سلام مطالعہ کریں۔

المحمدیہ کہ اس حادثہ عامہ میں عاقبت نصیب ہوئی۔ اس محلہ کو معلوم نہیں ہوا کہ قوج مخالف آلی کھٹی یا نہیں۔ نہ تو ٹوٹ ڈالنے والوں کی ٹوٹ سے کوئی اذیت پہنچی اور نہ اس نادان و جرماند (تجزیری ٹیکس) سے جو حویلیوں پر ڈالا گیا تھا کوئی زیارہ ہوا۔

سابق میں عالمگیر ثانی سے جو کچھ کہہ دیا گیا تھا کہ اس فتنہ میں تمہیں سلامتی حاصل ہے گی وہ بھی ظہور میں آیا۔ اکثر کی جائیدادوں کی سندیں (دستاویزیں) ضبط ہو گئیں، گمریری سند کہ دستخط کر کے مجھے واپس کر دی گئی ہے۔ اس وقت احمد شاہ درانی جنگ جاٹ کی طرف متوجہ ہے۔ جو کچھ وقوع میں آیا بعد کو لکھا جائے گا۔ اہل شہر اپنے قتل ہونے سے تو محفوظ رہے لیکن دولت کا مادہ فاسدہ "جن لوگوں کے مزاجوں میں پیدا ہو گیا تھا اس کا تنقیر پورے طور پر ہو گیا۔ چنانچہ عبرت کی چیز ہے کہ جو لوگ جاہ و حشمت میں جس قدر زیادہ تھے قید و ضرب اور سزا بھگتتے میں بھی وہی آگے آگے رہے مگر جس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھنا چاہا وہ محفوظ رہا۔ والسلام ص ۱۱۳

ایک اور موقع پر لکھتے ہیں:

"جو کچھ فقیر کو معلوم ہو رہا ہے یہ ہے کہ احمد شاہ ابدالی مخالفین کی سرکوبی کے لئے پھر آئے گا۔ اور بعد تمام ہونے امر وعدہ شدہ کے شاید اس سرزمین میں اپنی ودیعت حیات کو سپرد کر دے گا۔ والسلام۔ ص ۱۱۴

ایک خط کے جواب میں فرماتے ہیں:

marfat.com

Marfat.com

گرامی نامہ مشکیں شامہ پہنچا، حقیقت مرقومہ واضح ہوئی۔۔۔۔۔ کچھ ایسا نظر آتا ہے کہ طوائف الملوکی ہوگی۔ فوجیں حرکت میں آئیں گی اور شہرتہ و باللاہوں کے۔ اللہ سے یہ دعا ہے کہ اس حادثہ میں مخالفین اسلام پر ہی مصیبت پڑے اور مسمیٰ بھر مسلمان جوان بلاد میں غزباد کی حیثیت سے پڑے ہوئے ہیں محفوظ و مامون رہیں۔ اللہ تعالیٰ قریب ہے دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔ جو کچھ قصداً قدر میں ہے چار و ناچار ظہور میں آئے گا۔ اس جماعت کو خوشخبری ہو جو تسلیم و رضا کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہے۔۔۔۔۔

۱۱۸

والسلام۔
ایک اور خط کے جواب میں فرماتے ہیں:

عافیت پر خدا کی حمد ہے اور اس سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور تمہیں ہمیشہ عافیت سے رکھے۔ تمہارا خط پہنچا، حقائق مندوب سے آگاہی ہوئی۔ تم نے لکھا تھا کہ اگر دہلی سے جانے کا قصد ہو تو سواری کا انتظام کیا جائے۔

اصل قصہ یہ ہے کہ وقوع فتنہ یقینی ہے۔ جب افواج اہمالی کی آمد آمد کشمیر کی طرف سنی گئی تو وہ پوشیدہ خطرہ ظاہر ہو گیا اور اس بابے میں مشورہ کیا گیا۔ بعد مشاورت یہ طے پایا کہ جب نوبت لاہور تک پہنچے اس وقت خاندان کو پھلت کی طرف روانہ کر دیں اس لئے کہ قبل پیدا ہونے فتنہ کے خواہ مخواہ کہیں کو چل پڑنا کم عقلی ہے اور ہجوم فتنہ کے بعد توقف کرنا یہ گھمنڈ کی بات ہے۔ ابھی تک وہی بات دل میں ٹھان لی ہے جس کو اوپر ذکر کیا گیا ہے۔۔۔۔۔ فی الحال کوئی تشویش بظاہر نہیں ہے کہ یہاں سے کہیں جانے کا باعث ہو۔ جب وہ وقت ظاہر ہوگا ہم وہی کریں گے جس کو ہم نے سوچا ہے۔ والسلام۔

۱۲۳ - ۱۲۴

ایک خط میں بادشاہ کا ذکر کرتے ہیں

جمعرات کے دن بادشاہ حضرت نظام الدین اولیاء (رحمۃ اللہ علیہ) اور دیگر مشائخ کے حزارات کی زیارت کرنے کیلئے سوار ہو کر گیا تھا۔ مجھے پہلے سے اطلاع دینیے بغیر کابل

marfat.com

Marfat.com

دروازے سے سادہ تخت پر سوار ہو کر غریب خانے پر وارد ہوا۔ فقیر کو کوئی اطلاع ہی نہ تھی۔ مسجد میں بوریوں پر اکڑ بیٹھ گیا۔ اس قدر توفیر سلطان کرنا لازم ہوئی کہ فقیر جس مصیبت پر بیٹھتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے اس کو اس طریقے سے سمجھا دیا گیا کہ اس کی ایک جانب فقیر بیٹھ گیا اور دوسری جانب بادشاہ۔ بادشاہ نے اول مصافحہ کیا بڑی تعظیم کے ساتھ بعد ازاں کہا، میں مدت سے آپ کی ملاقات کا مشتاق تھا لیکن آج اس جوان کی رہنمائی میں یہاں پہنچا ہوں۔ اشارہ وزیر کی طرف کیا۔

پھر کہا، غلبہ کفر اور رعیت کا تفرق و انتشار اس درجہ پر پہنچ گیا ہے کہ سب کو معلوم ہے چنانچہ مجھے تو سونا اور کھانا پینا دو بھر اور تلخ ہو گیا ہے۔ اس بارے میں آپ سے دُعا مطلوب ہے۔ میں نے کہا پہلے بھی میں دُعا کرتا تھا اور اب تو انشاء اللہ اور زیادہ دُعا میں مشغول رہوں گا۔

اسی دوران میں وزیر نے مجھ سے کہا کہ حضرت بادشاہ پانچوں وقت کی نماز کا بڑا اہتمام فرماتے ہیں۔ میں نے کہا الحمد للہ! یہ وہ بات ہے کہ ایک مدت کے بعد سننے میں آ رہی ہے ورنہ ماضی قریب کے بادشاہوں میں سے کسی میں یہ نماز کی پابندی سننے میں نہیں آتی تھی۔

بادشاہ نے (مجھ سے مخاطب ہو کر) کہا علماء انبیاء کے وارث ہیں جب تک ایسے کاموں میں دعائے اہل دل شامل نہیں ہوتی، کامیابی نہیں ہوتی، اسلئے کہ بادشاہان دین علماء اور اہل دل ہیں۔ بلکہ صحیح یہ ہے کہ وہ دین و دنیا دونوں کے بادشاہ ہیں۔ دنیا کا کام بھی ان کی توجہ کے بغیر انجام پذیر نہیں ہوتا ہے۔ اس گفتگو میں بادشاہ نے بڑی تواضع اور عاجزی ظاہر کی۔ میں نے کہا کہ ایک فقیر کی بھونپڑی میں اگر کوئی بادشاہ آئے تو اس کی عرض اللہ کے لئے تواضع کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگی۔ حدیث شریف میں آیا ہے :

”جس نے اللہ کے لئے تواضع اختیار کی اس کو اللہ نے بُنڈ کر دیا۔“

آپ کو اس جامع حدیث کے ذریعہ بشارت مند ہونا چاہئے۔ بعد ازاں فقیر نے

(بادشاہ سے) کہا، حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو خلیفہ بناتے وقت بطور وصیت یہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔

”خلیفہ کو بھی عجیب عجیب مشکلات درپیش ہوتی ہیں، اعدائے دین کی طرف سے بھی اور موافقین کی طرف سے بھی۔ ان تمام مشکلات کا بس یہی ایک علاج ہے کہ مرضیات حق کو اپنا نصب العین بنا کر حق تعالیٰ سے ہی مدد و طلب کی جائے اور اس کے غیر سے قطع نظر کر لی جائے۔ اس کے بعد میں نے بادشاہ کو ایک تسبیح دی۔ اس نے تعظیم تمام کے ساتھ اس کو لیا۔ پھر میں نے کہا کہ یہ آیت فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاَقْلَحْ سَبِيْلَ اللّٰهِ الْاٰیۃ، سو سو بار ہر نماز کے بعد پڑھنی چاہئے، آپ کے معاملات میں یہ عمل نافع ہوگا۔ بادشاہ نے قبول کیا۔ اس کے بعد اپنا ہاتھ مصافحہ کیلئے دراز کیا۔ میں نے مصافحہ کیا، پھر وہ کھڑا ہوا اور سوار ہو گیا۔

بالجملہ بادشاہ خوشش نیت، سخی اور نماز پنجگانہ کا پابند ہے، کوئی فسق و فجور کی علامت اس پر نمایاں نہیں تھی۔ اس کی ڈاڑھی مونچھ شریعت کے مطابق تھی زبان ہندی و فارسی درست ہے، عربی میں کوئی مہارت نہیں رکھتا۔ عقل و تدبیر میں اگرچہ عالمگیر اور نگزیر کی مانند تو نہیں کہا جاسکتا مگر ہاں بظاہر بہادر شاہ (اول) کی مثل تو ہوگا۔ واللہ اعلم۔ ۱۳۷۱ھ تا ۱۳۷۲ھ

بادشاہ کی عقیدت مندی اور اس کے مقامات کا تذکرہ

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر ولی اللہ عقی عنہ کی جانب سے سلام محبت التیام مطالعہ کریں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے خیر و عافیت دے رکھی ہے۔

دیگر آنکھ کل میں بعد از نماز جمعہ اپنے مقررہ وقت سے پہلے مجلس سے اٹھ گیا تھا اور اور آں عزیز کو جلد رخصت کر دیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ میں ہجوم خلق پریشان نہ کر دے۔ بادشاہ اور اس کی والدہ آئے تھے۔ پہلے مسجد میں زنا نہ کا انتظام کیا گیا۔ اس صورت سے بادشاہ کے آنے کی غرض یہ تھی کہ بے تکلف سو کر کچھ در پٹھڑے تقریباً تین چار گھنٹے بیٹھا کھانا بھی

کھایا، اس کی زیادہ تر باتیں مخلوق خدا کی بھلائی کے کاموں میں مدد چاہنے سے متعلق تھیں۔ وہ اس بات پر افسوس کرتا تھا کہ اس نے اعتکاف کے زمانے میں جن باتوں کو اپنے اوپر لازم کر لیا تھا وہ آشکارا ہو گئیں۔ اور یہ بھی دریافت کرتا تھا کہ مجھ سے کون سی ایسی لغزش ہو گئی جس کی وجہ سے صفائی قلب جاتی رہی۔ اس نے یہ بھی کہا کہ اس سے پہلے میں خواب میں مشاہدہ جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوتا تھا، اب زیارتِ مہر نہیں ہوتی۔ درمیان گفتگو میں اپنے تین خواب ذکر کئے۔

پہلا خواب: اس نے کہا جس وقت رفیع الدولہ کو تخت نشاہی پر بٹھلایا گیا تھا اس وقت میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ رفیع الدولہ کے بعد کون بادشاہ ہوگا؟ فرمایا کہ روشن اختر (محمد شاہ)۔ میں نے عرض کیا روشن اختر کے بعد کون ہوگا، فرمایا، ایک اور ہے جس کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کون ہوگا، فرمایا، تو۔ پھر میں نے دریافت نہیں کیا کہ میری حکومت کب تک چلے گی۔

دوسرا خواب: جس وقت نادر شاہ کی طرف سے قتل عام واقع ہوا، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ گویا ایک حصار کھینچ رہے ہیں اور اشارہ فرما رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کیا ہے؟ فرمایا ایک زبردست آگ لگی ہے، میں نے حصار کر دیا ہے تاکہ قلعہ محفوظ رہے۔

تیسرا خواب: میں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کلغی دست مبارک سے تیار فرما رہے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ تیرے واسطے بنا رہا ہوں۔

بادشاہ سے فقیر نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت ہونے کا طریقہ بیان کیا اور بادشاہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک کے تصور کیلئے کہا۔ اس نے کہا کہ رفیع الدولہ اور روشن اختر والے خواب میں جو صورت مبارک دیکھی تھی وہ میرے ذہن میں حاضر ہے۔ فقیر نے کہا، اسی کو اپنے دل کے سامنے رکھو۔ اس گفتگو کے بعد مسجد میں فقیر کے ساتھ نماز پڑھی کہ بخصت ہوا۔ والسلام۔ ص ۱۳۳

معیشت پر نظر

زمین کا حکم | جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :
جو کسی بے آباد زمین کو زندہ کر دے وہ اسی کی ملکیت ہے۔

(حجۃ اللہ الیہ دوم ص ۱۵)

حضرت امام مالک و امام شافعی رضی اللہ عنہما بروایت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جو شخص ناقابلِ زراعت زمین کو قابلِ زراعت بنائے وہ اسی کے لئے ہے۔
ازالۃ التحقّادوم ص ۲۳۵

اس میں اصل یہ ہے کہ یہ سب اللہ کا مال ہے اس میں درحقیقت کسی کا حق نہیں مگر جب اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے زمین اور جو کچھ اس میں ہے اس سے استفادہ کرنا مباح قرار دیا تو نفع واقع ہوا۔ اب حکم یہ ہوا کہ جس کسی نے کسی کو نقصان پہنچائے بغیر پہلے کسی چیز پر قبضہ کر لیا اس سے تعرض نہ کیا جائے چنانچہ وہ بے آباد زمین جو کسی شہر میں نہیں اور نہ ہی شہر کے آس پاس ہے جب اسے ایک آدمی آباد کرے اور کسی کو نقصان پہنچائے بغیر اس نے قبضہ کرنے میں سبقت کر لی، اس کا حکم یہ ہے کہ اس میں کچھ تعرض نہ کیا جائے۔

اور درحقیقت ساری زمین بمنزلہ ایک مسجد کے ہے یا سرائے کے ہے جو کہ مازوں پر وقف ہے اور تمام لوگ اس میں شریک ہیں، چنانچہ پہلے سبقت کرنے والے کو مقدم اور اس کے بعد والے کو بعد رکھا جائے گا۔ اور حق انسانی میں ملکیت کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں سے زیادہ اسے نفع حاصل کرنے کا حق ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : عادی زمین اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ پھر وہ میری طرف سے تمہارے لئے ہے۔

یاد رہے کہ عادی زمین وہ ہوتی ہے جس کے رہنے والے باشندے ہلاک ہو

جوّا اور سود | جوّا حرام اور باطل ہے اس لئے کہ یہ لوگوں سے ان کا مدار جہالت، حرم، باطل خواہشات اور دھوکا و فریب پر ہے۔

اسی طرح سود ہے اور سود ایک قرض ہے کہ مفروض سے جس قدر قرض لیا ہے اس سے زیادہ واپس کرے۔ یہ بھی حرام اور باطل ہے اس لئے کہ عام قرض خواہ مجبور و مفلس ہوتے ہیں اور ہرت سے مفروض وعدہ کے وقت پر ادا نہیں کر سکتے چنانچہ یہ رقم کسی گناہ برہمی رہتی ہے جس سے کبھی بھی چھٹکارا نہیں ملتا اور یہ بھی سخت مناقشات اور شدید عداوتوں کا مظنہ ہے۔

جب اس طریقہ سے مال بڑھانے کی رسم چل نکلتی تو اس کا انجام یہ ہے کہ تداوت اور صنعت متروک ہو جاتی ہے۔ شدید ترین عداوتیں پیدا کرنے کا باعث سود سے زیادہ سخت کوئی عقد نہیں۔ کمانے کے جو طریقے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے مقرر فرمائے ہیں یہ دونوں بات کی جڑیں کاٹنے والے ہیں اور ان میں سخت قباحت اور نزاعات ہیں۔

حجۃ اللہ البالغہ عربی اردو دوم ص ۴۲۲-۴۲۳

خرید و فروخت میں راستبازی ضروری | جناب رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا۔ اونٹ اور بکری

کا دودھ روک کر اسے فروخت نہ کرو جس نے ایسا کرنے کے بعد انہیں فروخت کیا تو دودھ لکانے کے بعد اسے (خریدار کو) دونوں میں سے ہر ایک بات کا اختیار ہوگا چاہے تو رکھ لے اور چاہے تو واپس کر دے اور اس کے ساتھ (دودھ کے عوض میں) ایک صاع چھوہارے دے دے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اناج کے اس ڈھیر جس کے اندرونی حصے میں نمی تھی، فرمایا۔
"تو نے اسے اناج کے اوپر کیوں نہیں کیا تاکہ لوگ اسے دیکھیں۔ جو دھوکا دے وہ مجھ سے نہیں؟"

حجۃ اللہ البالغہ۔ دوم ص ۴۲۵-۴۲۶

باب نوزوم

مشق

متفرقات

توبہ | حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب کوئی بندہ گناہ و معصیت کرے اور پھر نادام ہو کر اول دفعہ کرے پھر نماز پڑھے اور نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی مغفرت مانگے تو اللہ تعالیٰ پر اس کا حق ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس کا گناہ بخش دے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ومن يعمل سوءاً او یظلم نفسه ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفوراً رحیماً
 جو شخص کوئی گناہ کرے یا اپنے اور ظلم کرے بیٹھے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پائے گا

ازالۃ الخفاء اول ص ۳۸۸

قرب الہی | اللہ تعالیٰ کا قرب یہ ہے کہ غفلت کا پردہ درمیان سے اٹھ جائے۔

نجیب کشیر اردو ص ۱۲۶

دل درست ہو تو سارا بدن درست ہو گیا | حدیث پاک میں ہے 'بدن میں ایک لوتھڑا

ہے۔ جب وہ درست ہو جائے تو سارا بدن درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے۔ خبردار! اور وہ دل ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ۔ دوم ص ۶۴

عمل کا مدار نیت پر ہے | نیت روح ہے اور عبادت بدن ہے اور روح کے بغیر بدن میں زندگی نہیں ہوتی اور

بدن سے جدا ہونے کے بعد بھی روح میں ایک طرح کی حیات ہوتی ہے مگر اس میں بدن

عم کے بغیر حیات کے آثار مکمل طور پر ظاہر نہیں ہوتے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "نہیں پیچھتے اللہ کو ان کے گوشت اور نہ ان کے لہو اور لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارا تقویٰ" حجۃ اللہ البالغہ ص ۶۶۵

نیت سے مراد قصد اور عزیمت ہے اور یہاں نیت سے مراد وہ علت غائیہ ہے کہ جو انسان کے خیال میں آتی ہے تو اسے عمل پر آمادہ کرتی ہے مثلاً اللہ تعالیٰ سے ثواب چاہنا یا اللہ کی رضا چاہنا۔

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۴۱۵۔

اُدھر جو آدمی یہ بھی نہیں سمجھ سکتا کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے اور انسانوں کی طبیعت نفسانیہ پر ہے وہ تو (علم و فہم ہی سے بے بہرہ ہے) جیسے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تمام اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔"

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۴۳

والد صاحب فرماتے تھے کہ تعلق آباد کے قریب ایک درخت کے نیچے تلاوت قرآن کریم سنتے پر ایک صاحب قریباً تیس گھنٹے کے لئے کہتا رہا اور میں تلاوت سناتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے صاحب قبر کو خوش پایا۔ اس نے کہا جزاک اللہ پھر میں نے اس سے برزخ کے حالات پوچھے۔ اس نے کہا مجھے ان قبور میں سے کسی کا حال معلوم نہیں لیکن اپنا حال بیان کرتا ہوں۔

جب سے میں نے اس دنیا سے انتقال کیا ہے، اس وقت سے کوئی عذاب یا عتاب نہیں دیکھا۔ اگرچہ بہت زیادہ نعمتیں بھی نہیں۔ میں نے پوچھا، کیا تمہیں معلوم ہے کہ کون سے عمل کے طفیل تم نے نجات پائی۔ اس نے کہا، تمام عمر میری نیت یہ رہی کہ تعلقات دنیاوی سے الگ ہو جاؤں اور طاعات و اذکار کی رکاوٹوں کو ترک کر دوں۔ اس نیت کی برکت سے نجات پائی۔ اگرچہ تمام عمر نیت پوری نہ ہو سکی، حق تعالیٰ نے مہربانی سے اسی نیت کو قبول فرمایا۔

انفاس العارفين ص ۸۲

marfat.com

Marfat.com

شریعت جمہور عوام کے موافق | شریعت جمہور عوام کے موافق نازل ہوئی ہے اور یہ ضروری ہے کہ حکم کی علت ایسی صفت ہو جس کو جمہور عوام سمجھتے ہوں اور اس کی حقیقت ان پر مخفی نہ رہے۔

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۲۳۹

بدعت حسنہ در حقیقت سنت ہی ہے | امام مالک عبد الرحمن بن عوف (رضی اللہ عنہما)

سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ماہ رمضان المبارک میں حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہما) کے ساتھ مسجد میں گئے۔ لوگ متفرق طور پر مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) نے کہا میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کو ایک امام کے پیچھے جمع کر دوں۔ چنانچہ آپ نے سب کو حضرت ابی بن کعب کے پیچھے جمع کر دیا جب دوسری شب کو یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد گئے تو انہوں نے فرمایا:

نِعْمَتِ الْبِدْعَةِ هَذِهِ

اور فرمایا وہ نماز جس میں (ادا کر لینے کے بعد) لوگ سو جاتے ہیں اس نماز سے افضل ہے جس کیلئے قیام کرتے ہیں۔ کیونکہ لوگ قیام رمضان اول شب میں کرتے تھے۔ احقر (ولی اللہ) عرض کرتا ہے کہ نعمت البدعة هذه کے یہ معنی ہیں کہ یہ بدعت مستحبہ (حسنہ) ہے مگر بحیثیت لوگوں کے جمع ہونے کے اور درحقیقت وہ سنت ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز) تراویح پڑھی۔

ازالۃ الخفاؤ دوم ص ۱۴۵-۱۴۶

شیخ ابوطاہر بیان کرتے ہیں کہ شاہِ روم کا استاد جسے خواجہ کہتے ہیں مدینہ منورہ کی زیارت کیلئے آیا اور شیخ ابراہیم کردی کی صحبت میں علماء و احباب کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ حاضر ہوا جب اس نے شیخ سے ملاقات کی تو اس نے کہا، میں نے شام میں ایک کھلم کھلا بدعت (بدعت پتہ) دیکھی۔ اس کے قلع قمع میں بہت کوشش کی۔ شیخ نے فرمایا، وہ بدعت

لہ بدعت کی تحقیق کیلئے ہماری کتاب "بدعت کی حقیقت" ملاحظہ فرمائیے۔ (ضیاء)

marfat.com

Marfat.com

کیا تھی۔ اس نے کہا مساجد میں لوگ ذکر با لہجہ کرتے تھے بے

شیخ نے یہ آیت پڑھی: "ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر
فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا" نوخوجہ کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ اسے یہ بات بُری
معلوم ہوئی۔ بعض فقہی عبارتیں جو تاضی خان وغیرہ سے نقل کی گئیں، جیسے نکال کر شیخ کو دیں۔
شیخ نے فرمایا اگر بات تقلیداً کہتے ہو تو میں کسی اور امام کا مقلد ہوں اور آپ کسی دوسرے
امام کے، آپ کی حجت مجھ پر لازم نہیں آتی اور اگر بات تحقیقاً کہتے ہو تو یہ بندہ حاضر ہے۔
پس آپ نے جلد ہی ایک رسالہ تحریر فرمایا اور اس خوجہ کے شبہات کا مکٹ
جواب دیا۔ شیخ کے احباب نے خوجہ کی خفگی کو جو کہ سلطنت عثمانیہ میں بلند (متصب) رکھتا
تھا، ملاحظہ کیا اور شیخ سے کہا، تردید میں اس قدر مبالغہ مناسب نہیں ہے۔ شیخ نے فرمایا،
حق سے چشم پوشی نہیں کی جاسکتی، جو ہوتا ہے ہونے دو۔ الغرض خوجہ اور اس کے ساتھی
کوئی جواب نہ دے سکے اور مہوت رہ گئے۔ کلمہ "الحق یعلو ولا یعلیٰ"، حق سر بلند
ہوتا ہے سترگوں نہیں ہوتا، کا منظر سامنے آگیا۔ (انفاس العاقین ص ۲۸۳-۲۸۴)

"رسوم نیک جاری کرنا سراپا سعادت در سعادت ہے۔"

شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات ص ۱۴۲

اگر اہل زمانہ کسی امر مستحب کا سنت موکدہ کی طرح التزام کر لیں یا کسی اچھے کام کی کسی
خاص صورت اور ہیئت کو اپنے ذمہ لازم کر لیں اور اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لیں تو
اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں جس طرح وظائف و اوراد کی ایجاد ہے اور اس قسم کے امور
پر ثواب مرتب ہوتا ہے۔
ازالۃ الخفا اول حصہ ۳۴۶

اے حدیث پاک میں فرمایا "جو شخص نیک طریقہ جاری کرے تو اس کو اپنا اجر بھی ملتا ہے اور ان کا بھی
جو اس پر عمل کریں۔ حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اسے نئے اچھے طریقہ کے اجرا کی حمایت میں متعدد
مقامات پر نقل فرمایا ہے۔ (دیکھیے مکتوب ۱۹۲ دفتر اول، مکتوب ۵۴ دفتر دوم۔ مکتوب ۹۴ دفتر سوم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے چاہے قلیل ہو۔"

حجۃ اللہ البالغہ صوم ۵۱۳

اگر تمہارے دل میں کسی قسم کا انکار پیدا ہو تو یہ خیال کر کے اس کو ہٹا دو کہ ائمہ اہل سنت بہت سے مسائل میں ایسی باتیں معرض بحث میں لائے جن کے متعلق صحابہ اور تابعین (رضی اللہ عنہم) سے کچھ بھی منقول نہیں اس کے باوجود وہ ائمہ اہل سنت کہلا گئے اسی طرح اگر ہم اپنے ذوق اور وجدان سے ایسی باتیں سپرد قلم کریں جن کے متعلق قرونِ اولیٰ میں کسی نے لب کشائی نہیں کی فقط اجمال (اور اشارہ) پر اکتفا کیا۔ کیونکہ ابھی تک ایسی باتوں کو زبان پر لانے کا موقع نہیں آیا تھا تو اس سے ہماری سنیت میں کیوں فرق آنے لگا۔

خیر کثیر ص ۶۲

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمان جس کام کو اچھا

اچھے برے کا معیار

سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

ازالۃ الخفا اول ص ۲۶۴

کسی چیز کی بھلائی برائی اور کسی کام کا باعث ثواب و عذاب ہونا عقل پر منحصر نہیں بلکہ چیزوں کا بھلا برا ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا ان کے متعلق حکم دیا اور بندوں کو ان کا مکلف بنایا ہے۔ البتہ ان میں بعض امور ایسے ہیں جنکی افادیت (بندوں کے حق میں مفید ہونا) اور ثواب و عذاب کے ساتھ انکی مناسبت عقل انسانی بھی پہچان لیتی ہے۔ جبکہ بعض امور ایسے بھی ہیں جن کی اچھائی برائی جاننے پہچاننے سے ہماری عقل قاصر ہے اور جب تک انبیائے کرام (علیہم السلام) وحی الہی کے ذریعے ہمیں ان کی اچھائی برائی نہ بتائیں ہم آگاہ نہیں ہو سکتے۔

(عقیدۃ الحسنہ)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ اس امت کو کبھی گمراہی پر متفق نہ کرے گا۔ (حاکم)

ازالۃ الخفا اول ص ۲۶۳-۲۶۴

نقز یوم بدعت نہیں۔ شاہ عبدالرحیم نے دن مقرر کیا

شیخ فقیر اللہ شاہ عبدالرحیم کی خدمت میں حصول توجہ کے لئے لکھتے ہیں۔ ہفتہ میں آپ نے توجہ کیلئے جمعرات کا دن مقرر فرمایا تھا۔ پیر کے دن کو بھی توجہ کے لئے مقرر فرمادیکئے تاکہ ہفتہ میں دو روز احقر پر توجہ فرمائیں تو اس طرح پہلے سے زیادہ کام میں کشادگی ہوگی۔ امید ہے کہ میری درخواست کو شرف قبولیت بخشیں گے۔ جمعرات کے روز حسب فرمان نماز عصر کے بعد آنجناب کی طرف متوجہ رہتا ہوں۔ بعض اوقات عجیب و غریب کیفیات ظاہر ہوتی ہیں خصوصاً پندرہ ماہ صفر جمعرات کو آنجناب کی طرف متوجہ تھا کہ نسبت شعاعوں کی شکل میں مکمل طور پر جلوہ گر ہوئی۔

انفاس العارفين ص ۱۱۸

یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منانا اور محفل میلاد پر انوار برشنا

قدیم طریقہ کے موافق ۱۲۔ ربیع الاول کو میں نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ نیاز تقسیم کی اور آپ کے بال مبارک کی زیارت کرائی۔ تلاوت کلام پاک کے دوران ملاء اعلیٰ کا ورود ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح نے اس فقیر اور اس سے محبت کرنے والوں کی طرف بہت التفات فرمائی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ ملاء اعلیٰ (فرشتوں کی ٹولی) اور ان کے ساتھ مسلمانوں کی جماعت نیاز مندی اور عاجزی کی بنا پر بلند ہو رہی ہے اور اس کیفیت کی برکتیں اور لپٹیں نازل ہو رہی ہیں۔

القول الجلی کی بازیافت بحوالہ القول الجلی ص ۳۷

مگر معطلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولد مبارک میں ولادت (میلاد) کے روز حاضر تھا اور لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہے تھے اور آپ کے ان معجزات کا تذکرہ کر رہے تھے جو ولادت باسعادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے اور ان مشاہدات کو بیان کر رہے

تھے جو بعثت سے پہلے ظاہر ہوئے تو میں نے دیکھا کہ اچانک بہت سے انوار ظاہر ہوئے۔

فیوض الحرمین ص ۸۰-۸۱

شیخ عبدالاحد شیخ ابورضا کے نام

خط میں لکھتے ہیں:

اشیاء میں اصل اباحت ہے

آپ کا یہ فرمانا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کا اطلاق بھی کلامِ قدسی پر جائز نہیں تو ولی کے کلام پر کیسے جائز ہوگا، ہم کہتے ہیں کہ اگر اس کے متعلق کوئی اثر یا معتبر خبر ہو تو سر آنکھوں پر دہنہ کسی چیز میں حرمت کا حکم نہیں لگایا جائے گا کیونکہ اشیاء میں اصل ان کی اباحت ہے جیسا کہ علماء نے کہا۔

انفاس العارفين ص ۲۱۸

کوئی فریق اس امر مباح کو جس کو اس نے اپنا شعار اور طریقہ کر رکھا ہے، اپنے لئے لازم کرے۔ اس طرح ہر زمانہ میں ایک ایک رسم اور وضع پیدا ہوتی چلی جائے تو اس حالت میں یہ امور مردوبہ اپنی لباحتِ اصلی پر قائم ہیں۔ الخ

ازالۃ التحفّات اول ص ۳۲۷

شیخ ابورضا نے اپنے آخری وقت میں جب عصر کا وقت آیا تو نماز ادا کر لی بمقامات

پان کھانا جائز ہے

خواجہ نقشبندؒ طلب فرمائی اور اس میں سے کچھ پڑھا اسی دوران معتقدین میں سے ایک شخص نے پان پیش کیا۔ اس میں سے آپ نے لیک۔ دو کڑے تناول فرمائے اور خنداں و شاداں اس نغمے پر جو پہلو میں پڑا ہوا تھا کا سہارا لیا۔ اسی وقت ان کی روح نفسِ غصری سے پرداز کر گئی۔

انفاس العارفين ص ۲۲۲

فضائل خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا انکار بدعت ہے

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی قریشیت جو واقع اسلامیرا بدعتی ہونے نیز دوسرے فضائل کا

ثبوت قسم اول میں داخل ہے اور حجت الہی ان کے متکروں پر قائم ہے۔ اور ان کے کمزور شبہات نے ان کو عند اللہ معذور نہیں بنایا۔ جو شخص ان کا منکر ہے وہ بدعتی ہے، حق سے دور ہے۔

برہان الہی نے اس کو محمدیوں (علی متبوعہم افضل الصلوات واکمل التحیات) کے مستند سے نکال دیا ہے ان کی یہ بدعت بعض علماء کے نزدیک کافر بنانے والی اور بعض کے نزدیک سخت فاسق بنا دینے والی ہے۔

ازالۃ الخفا۔ اول ص ۲۴۸

مقامات صحابہ رضی اللہ عنہم کا انکار بدعت ہے

جو شخص یہ کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین حق صحابہ رضی اللہ عنہم کو پہنچایا مگر صحابہ ان معانی کو نہ سمجھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مراد لئے تھے، یا نفسانی غرض ان کو اس دین کے پوشیدہ کرنے کا باعث ہوئی وہ شخص بدعتی ہے۔

معتزلہ اور شیعہ جو کہتے ہیں حدیث انکم سترون ریکو بے شک تم دیکھو گے اپنے پروردگار کو۔ اس میں معنی دیکھنے کے یہ ہیں کہ قیامت کے دن علم یقینی وجود خدا کا حاصل ہو جائے گا۔ مگر صحابہ رضی اللہ عنہم اس معنی کو بوجہ دقیق ہونے کے نہ سمجھ سکے اور شیعہ جو کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص فرمادی مگر صحابہ نے غرض نفسانی کی وجہ سے اس کو چھپا ڈالا اور خلاف حکم کیا۔ یہ سب لوگ بدعتی ہیں۔

ازالۃ الخفا اول ص ۱۱۱

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جو شخص حضرت شیخین کی تقدیم و تفضیل میں توقف کرنا ہے تو اہل سنت کے طریقے کا تارک ہے اور حضرت ختمین (حضرت علی و عثمان رضی اللہ عنہما) کی محبت میں شک رکھتا ہے تو بھی اہل حق سے خارج اور دور ہے۔ (مکتوب نمبر ۱۵۱۔ دفتر دوم)“

marfat.com

Marfat.com

سستی اور بدعتی ہونے کی بنیاد؟

ملت محمدیہ علیہا الصلوٰۃ والسلام کے احکام دو قسم پر

ہیں۔ ایک قسم تو وہ ہے جن کی اصل حقیقت سے پر وہ اٹھایا گیا ہے اور شریعت نے ان کو صاف کھول کر بیان کر دیا ہے اور لوگوں کا ان احکام کے ساتھ مکلف ہونا ثابت ہو چکا اب اگر کوئی شخص کسی کمزور شبہ کو سند بنا کر ان احکام کی مخالفت کرے تو وہ عند اللہ معذور نہ ہوگا اور نہ اس مخالفت کا منقلد معذور ہوگا۔

درحقیقت شریعت کی بنا انہی احکام پر ہے اور سستی اور بدعتی ہونا انہی احکام کے قبول اور رد سے وابستہ ہے۔ اگر قبول کر لیا تو سستی اور رد کیا تو بدعتی۔ اور عندکم من اللہ فیہ برہان " اسی قسم کے احکام پر صادق ہے۔

اور یہ احکام وہ ہیں جو صریح قرآن یا صریح حدیث مشہور یا طبقہ اولیٰ کے اجماع سے یا قرآن و حدیث پر قیاس جلی کر کے نکالے گئے ہیں۔ جب کوئی حکم شریعت کا اس طریقہ سے ثابت ہو جائے تو اس کی مخالفت کی گنجائش نہیں رہتی اور ایسے حکم کا مخالف معذور نہیں ہوتا جیسے انکارِ زکوٰۃ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اس بارے میں مباحثہ کیا۔ انھوں نے حضرت صدیقِ اعظمؓ کے قول کی طرف رجوع کیا کہ منکر زکوٰۃ کو معذور نہ سمجھا جائے اور سب نے بالاتفاق منکرینِ زکوٰۃ سے قتال شروع کر دیا۔ قد یہ ہر جہہ، خوارج اور روافض اسی درجہ میں ہیں (اور ان سے بننے والے دیگر مذاہبِ باطلہ بھی) جس میں منکرینِ زکوٰۃ تھے۔ صحیح حدیثوں میں ان چاروں کی مذمت و تشنیع مذکور ہے۔

درحقیقت مذہبِ اہل سنت نہ قول اشاعرہ ہے نہ قول ماتریدی۔ جو کچھ کہ نص کتاب و حدیث مشہور اور اجماع و قیاس جلی سے ثابت ہو وہی مذہبِ اہل سنت ہے اور اسی کا قائل سنی ہے اشعری جو یا ماتریدی۔ احقر (ولی اللہ) کے نزدیک بغضِ غالب اس قسم کے مسائل میں اشعری کی اصل غرض مذاہبِ مخالفہ کے حملوں کو روکنا ہے اور بس۔ الخ

ازلۃ الخفاء اول ص ۵۵

marfat.com

Marfat.com

انبیاء و رسل علیہم السلام ہم سے ممتاز ہیں ہم جیسے نہیں

یہ انبیاء و رسل علیہم السلام اور لوگوں سے ان امور کے باعث ممتاز ہوتے ہیں، جو اوروں میں بسبیل اجتماع (سب ایک ساتھ) نہیں پائے جاتے اور یہی امور ان کی نبوت کی دلیل (محکم) ہوتے ہیں۔ انہیں امور میں سے یہ ہے کہ انہیں معجزے دیئے جاتے ہیں، انہیں میں سے یہ ہے کہ ان کی فطرت سلیمہ ہوتی ہے اور ان کے اخلاق میں کمال پایا جاتا ہے، یوں ہی اور خصوصیتیں۔ (عقیدۃ الحسنا)

فضائل میں وارد ضعیف حدیث بھی مقبول ہے

عاشورہ اور پندرہویں رات شعبان کی اور رجب کے فضائل حدیث ضعیف اسناد سے وارد ہیں ان پر عمل کرنا مضائقہ نہیں۔
اتباء من ترجمہ ص ۲۶

مجددین اور احیائے اسلام

سنت اللہ جاری ہے کہ جب خلق کسی سختی اور شر و فساد میں مبتلا ہوتی ہے تو حکمت الہی تقاضا کرتی ہے کہ اصلاح عالم اور خیر و اصلاح کا دور دورہ ہو، تو پہلے یہ اصلاح بعثتِ رسل کی صورت میں شکل پذیر ہوتی رہی ہے اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں یہ اصلاح بتدریج مجددین ہر صدی کے شروع میں ہوتی رہتی ہے۔

ازالۃ الخفا اول ص ۵۳۸

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر بھی دی ہے کہ اس امت میں ہر صدی کے شروع میں ایک مجدد پیدا ہوا کرے گا جو احیائے دین اسلام کیا کرے گا۔

چنانچہ پہلی صدی ہجری کے شروع میں عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جنہوں نے بادشاہی ظلم و ستم کو ختم کیا اور موسمِ صالحہ کی بنیاد ڈالی۔

(عاشیہ لے اگلے صفحہ پر)

دوسری صدی کے شروع میں حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور اصول و فروع فقہی کی بنیاد مستحکم کی۔

تیسری صدی کے شروع میں امام ابو الحسن اشعری رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جنہوں نے قواعد اہل سنت کا استحکام کیا اور اہل بدعت کے ساتھ مناظرے اور مباحثے کئے۔ چوتھی صدی کے شروع میں حاکم اور امام بیہقی رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے اور علم حدیث کی بنیاد مضبوط کی۔ پانچویں صدی ہجری کے شروع میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے اور ایک نئی راہ نکالی وہ یہ کہ فقہ و تصوف اور علم کلام کو باہم مخلوط کیا جس سے ان علوم کے حقائق و معارف میں نزاع و خلاف اٹھ گیا۔

چھٹی صدی ہجری کے شروع میں امام نووی نے احکام علم فقہ کی اشاعت کی اور امام رازی (علیہما الرحمۃ) نے علم کلام کی۔

اسی طرح سے اس وقت تک ہر صدی ہجری کے شروع میں ایک امام و مجدد وقت ہوتا رہا ہے۔ الخ

ازالۃ الخفاً اول ۵۲۲-۵۲۳

فقہیہ فی الدین اور راسخ فی العلم | شرع شریف میں دربارہ تہذیب

نصلتوں کا قائم کرنا اور ان کی اصلاح کی نفی کرنا ہے۔ اور جس شخص نے بطور

ذوق و وجدان کے ان چار خصلتوں کو جان لیا اور ہر زمانہ اور ہر طبقہ میں مختلف شریعتوں نے جو ان کو پہنچایا اور بھیلایا ہے، اس کے طریق کو پہچان لیا ہے وہ فقہیہ فی الدین اور راسخ فی العلم ہے۔

ان چار خصلتوں میں سے ایک تو طہارت اور اس کی حقیقت ہے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)۔ رسوم صالحہ کی بنیاد اور فقہ و تصوف اور علم کلام کے باہم اختلاط کی نئی راہ بدعت نہیں بلکہ رسوم صالحہ کی بنیاد حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا تجدیدی کارنامہ اور مذکورہ نئی راہ امام غزالی علیہ الرحمۃ کا تجدیدی کارنامہ ہے۔

دوم اللہ تعالیٰ کے واسطے خضوع کرنا اور دل کی بیانی کو اللہ تعالیٰ اجل شانہ کی طرف متوجہ کرنا۔
خصلت سوم سماحت ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ نفس صوب،
 انتقام، بخل اور حرص وغیرہ خواہشات کا مغلوب نہ ہو مثلاً عفت، مجاہدہ صبر، عفو، سخاوت،
 قناعت اور تقویٰ شعار بنے اور ان سب خصلتوں کی جڑ ایک چیز ہے اور صوفیہ اس کو زہد،
 حریت اور ترک دنیا کہتے ہیں۔ **خصلت چہارم** عدالت ہے۔ (مختصاً)

قطرات ترجمہ سماعت ص ۶۶ تا ۷۰

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس سے کوئی علم کی بات پوچھی
 جائے جس کو وہ جانتا ہے پھر اس نے اسے چھپائے رکھا تو قیامت کے

علم کی فضیلت

روز اسے آگ کی لگام دی جائے گی۔ میں (شاہ ولی اللہ) کہتا ہوں ضرورت علم کے وقت
 علم کو چھپانا حرام ہے۔
 حجة اللہ بالذات اول ص ۴۱۲

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: علم میں چیزوں کیلئے نہ سیکھو اور زمین چیزوں کے لئے
 اسے ترک نہ کرو کہ علم کج بحثی، مباحثات اور فخر و دکھلاوے کیلئے نہ حاصل کرو اور نہ اس لئے ترک
 کرو کہ اس کے حاصل کرنے میں شرم آتی ہے، نہ زاہدانہ بے رغبتی کر کے اور نہ جہالت پر راضی رہ کے۔
 ازالۃ الخفا دوم ص ۲۹۵

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا
 ایک ہزار عابد قائم اللیل صائم النہار کا مرنا اس سے

علماء کی عظمت

سہل ہے کہ ایک عالم واقفِ حلال و حرام وفات پائے
 ایک شخص اپنے گھر سے نکلتا ہے اور گناہوں کے پہاڑ اس کی گردن پر ہوتے ہیں۔ پھر
 جب وہ علماء کی مجلس میں بیٹھتا ہے اور اپنے گناہوں پر خوف کھا کر انا باللہ وانا الیہ
 راجعون کہتا ہے۔ پھر یہ اپنے گھر کی طرف لوٹتا ہے تو اس کی گردن پر کسی گناہ کا بوجھ
 نہیں ہوتا پس چاہئے کہ تم علماء کی مجلس سے جدا نہ ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین کا کوئی حصہ
 مجلس علماء سے برگزیدہ بنا دیا نہیں کیا۔
 ازالۃ الخفا دوم ص ۲۹۵

علماء کی تعظیم | حضرت والد ماجد (شاہ عبدالرحیم) امرام کے گھر نہیں جاتے تھے۔ دروازہ اپنے لئے باسکل بند کر دیتا تھا۔ اگرچہ لوگ آپ کی زیارت کیلئے آتے تو بڑے اخلاق سے ملتے تھے اور سردار قوم کی خاص طور پر عزت کرتے۔ اگر وہ نصیحت کے طالب ہوتے تو انتہائی نرمی سے اس فرض کو ادا فرماتے۔ اگر یہ گمان ہو تاکہ سائل قبول کرے گا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بڑی نرمی اور ملائمت سے کرتے تھے۔ ہمیشہ علم اور علماء کی تعظیم کرتے تھے۔

انفاس العارفين ص ۱۳۸

بڑوں کا ادب | ابن شہاب وغیرہ اہل علم نے حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کے پہلے خطبہ کا حال اس طرح بیان کیا کہ جب آپ خطبہ کے لئے پہلی سیڑھی پر جہاں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے قدم رکھتے تھے بیٹھ گئے تو لوگوں نے کہا آپ اسی سیڑھی پر بیٹھ جائیں جہاں حضرت صدیق (رضی اللہ عنہ) بیٹھا کرتے تھے۔ آپ نے کہا نہیں بلکہ میں اسی سیڑھی پر بیٹھوں گا جہاں حضرت صدیق (رضی اللہ عنہ) اپنے قدم رکھتے تھے (حضرت صدیق رضی اللہ عنہ دوسری سیڑھی پر بیٹھتے تھے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے قدم رکھتے تھے)

ازالة الخفا دوم ص ۱۰۶

شعائر اللہ کی تعظیم | شریعہ کی زیاد شعائر خداوندی کی تعظیم اور ان کے ذریعے تقرب الہی حاصل کرنے پر ہے۔

بڑے بڑے شعائر یہ ہیں:

۱۔ قرآن مجید ۲۔ کعبہ ۳۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۴۔ نماز

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۱۸۲-۱۸۳

امام غزالی نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جب شعائر اللہ کی ہتک کی جاتی ہے اور محرمات حلال کر لے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ

marfat.com

Marfat.com

مہر کرنے والا بھیجتا ہے اور وہ ان لوگوں کے دل پر جو ان کباثر میں ملوث ہوتے ہیں، مہر کر دیتا ہے۔ استغفر اللہ!

ازالۃ الخفا دوم ص ۲۰۲

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے :

جب تم بیت الخلاء میں جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرو اور نہ اس کی طرف پشت کرو۔

حجۃ اللہ البالغہ ص ۲۳۳

شعائر اللہ کی تعظیم کرنا واجب ہے۔ نماز، کعبہ اور قرآن مجید شعائر الہی میں سے ہیں اور سب سے بڑی تعظیم یہ ہے کہ انسان طہارتِ کاملہ کے بغیر اور کسی نئے فعل کے ساتھ نفس کو متنیبہ کئے بغیر ان کے قریب نہ جائے گویا لازم ہو کہ ان کے قریب صرف پاک آدمی ہی جائے۔

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۲۲۹

تعظیم یا محبت کے طور پر استقبال کیلئے کھڑا ہونا اور ہاتھوں کا بوسہ لینا شرک نہیں

حضرت سعد کے واقعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے سردار کی طرف اٹھو" اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کھڑے ہو جاتے اور ان کا ہاتھ پیر کر اس کا بوسہ لیتے اور اپنی جگہ میں بٹھلتے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ کھڑی ہو جاتیں اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر اس کا بوسہ لیتیں اور اپنی جگہ میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بیٹھا دیتیں۔ جو کھڑا ہونا کسی مسلمان کو خوش کرنے، اس کے کرام و احترام اور اس کے دل کو مسرور کرنے کیلئے ہو، اور خدمت کیلئے اس کے سامنے کھڑا نہ ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں کیونکہ اس میں شرک کی آمیزش نہیں۔

حجۃ اللہ البالغہ۔ دوم ص ۹۶۱-۹۶۲

marfat.com

Marfat.com

ہاتھوں کا بوسہ مسنون ہے | بغوی تمیم بن سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ

جب حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) شام تشریف لے گئے تو ابو عبیدہ بن جراح نے آپ کا استقبال کیا اور آپ کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ تمیم بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ خیال کرتے تھے کہ تقبیلِ بید (ہاتھ چومنا) مسنون ہے۔

ازالۃ التحفہ - دوم ص ۲۸۴ - رسالہ مذہب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ص ۳۲۴

حضرت والد بزرگوار فرماتے تھے کہ شیخ منصور کو ایک راجہ سے جنگ کرنے کا اتفاق ہوا اور میز شکر شیخ معظم کے سپرد ہوا، اس وقت آپ کی عمر بارہ سال تھی۔ زبردست جنگ ہوئی اور دونوں طرف سے بہت لوگ قتل ہوئے۔ اسی اثنا میں شیخ معظم سے کسی نے کہا شیخ منصور شبید ہو گئے اور ان کا تمام شکر شکست کھا گیا۔ اس سے ان کی رگ حمیت پھڑکی اور انہوں نے کفار کے سردار کا رخ کیا۔ اس اثنا میں جو بھی ان کے سامنے آیا قتل یا زخمی کر کے بیکار کر دیا۔ بڑی سعی و کاوش کے بعد راجہ کے ہاتھ کے پاس پہنچ گئے۔ وہاں ایک کافر سردار نے مقابلہ کیا اور اسے تلوار کے ایک ہی وار سے دو ٹکڑے کر دیا اور گھوڑے کے نیچے ڈال دیا۔ ان لوگوں نے اس پر ہجوم کر لیا۔ لیکن اس راجہ نے تمام لوگوں کو منع کیا اور ڈاسٹ کر کہا جو شخص اتنی

لے حضرت زارخ جو (وفد) عبدالمقیس میں شامل تھے فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں آئے تو ہم جلد جلد اپنی سواریوں سے اتر پڑے اور ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک اور پائے مبارک کو بوسہ دیا (فَقَبِلَ يَدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَلَيْهِ)۔ (ابوداؤد مشکوٰۃ بحوالہ انوار الہدیٰ ص ۲۸۴)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میرا وہلی جانا ہوا وہاں عبداللہ مستدین (سجادہ نشین) درگاہ حضرت مبارک بخش نے تقریب عرس میں مجھے بلوایا اور کسی اپنے مرید کے ہاتھ سواری بھیجی جب میں ان کے مکان پر پہنچا تو دیکھا کہ لوگ بڑی شان و شوکت سے جمع ہیں۔ میں فقیرانہ حالت میں گیا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی تمام لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور دست بوسی کر کے مستند پر بٹھایا۔ الخ

(امداد المشاق ص ۱۱۳-۱۱۴)

کم عمری میں اس طرح کی خیرات اور بہادری دکھاتا ہے، عجائباتِ زمانہ سے ہے۔ اس کے بعد اس (راجہ) نے شیخ معظم کے دونوں ہاتھ چومے اور بہت عزت سے پیش آیا۔ الخ

انفاس العارفين ص ۲۳۵

شیخ احمد نخلی فرماتے ہیں ————— میں مدینہ منورہ کی طرف گیا۔ جمعہ کے روز نمازِ جمعہ سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں روضہ منورہ میں ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر ہانے کی طرف اس دروازہ کے آگے جو محراب مبارک اور روضہ مقدس کے درمیان ہے اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور سپاروں خاندانہ (رضی اللہ عنہم) کو قسیدہ کی طرف سے حضرت امیر المؤمنین عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) نے جو مسجد میں زیادتی بڑھائی اس میں دیکھا تو میں نے جلدی کی تاکہ عجلت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچوں۔

جب میں پہنچا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دست بوسی کی۔ پھر خلفا سے ایک کے بعد ایک کی (دست بوسی) کی۔ جب میں دست بوسی سے فارغ ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ سے مجھے بکڑا اور روضہ منورہ کی طرف پھیرا، اور اس وقت سب خلفا آپ کے ساتھ تھے۔ الخ

در الثمین حدیث - ۳۲

شیخ فقیر اللہ نے شاہ عبدالرحیم کی خدمت میں خط لکھا جس میں نسبت کے حالات

تقدم بوسی بھی جائز ہے

لکھے۔ پہلے آستانہ بوسی کا دو مرتبہ اظہار کیا۔ پھر کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں تیری طرف غائبانہ متوجہ رہوں گا اور غائبانہ توجہ سے تو فیوض حاصل کرے گا۔ دل کو اس سے کچھ اطمینان حاصل ہے، بایں ہمہ شرفِ صحبت کا شوق ہے۔ امید رکھتا ہوں جب تک پابوسی (قدم بوسی) کا شرف حاصل نہیں ہوتا، غائبانہ توجہ عنایت فرمائیں گے۔ الخ

انفاس العارفين ص ۱۱۸

لے مولانا جلال الدین امجدی نقل کرتے ہیں کہ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص ۲۱ پر فرماتے ہیں کہ پورے دن دستِ عالم متودع راجا زراست و بعضی گفرتہ اند مستحب است۔ یعنی برہنہ گارِ عالم کے (باقی حصہ اس کے صفحہ پر)

بزرگوں کے مزارات کا چومنا بھی صحیح | حضرت مخدوم جمال الدین

آنجناب (شاہ ولی اللہ) موضع پھلاوڑہ آپ کی قبر شریف کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے وہاں بہت بھیڑ تھی آپ کی قبر شریف کے چومنے میں کثرت سے لوگ مصروف تھے۔ آپ نے تھوڑی دیر وہاں توقف کیا پھر مقبرہ سے باہر آگئے۔ الخ

(اقول الجلی کی بازیافت ص ۳۸۷ بحوالہ اقول الجلی ص ۳۸۷)

سجدہ، تعظیم بھی منع ہے | حضرت والد ماجد فرماتے تھے، ایک مرتبہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب

میں دیکھا جب میں نے صفات الہیہ کے کمال ظہور کو اس مظہر اتم میں مشاہدہ کیا تو میں سجدہ میں گر پڑا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دانتوں میں انگلی دبالی اور اس صورت سے منع فرمایا۔ بارہا میرے دل میں خیال آیا کہ اس صورت میں منع کرنے میں کیا نکتہ ہوگا۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ آدمی کو سجدہ کرنے کی دو صورتیں ہیں، ایک اس کے معبود ہونے کے اعتبار سے اور وہ کفر ہے، دوسرا اس میں صفات الہیہ کے ظہور کے مشاہدہ سے اور یہ منع ہے کیونکہ وہ کفر سے مشابہ ہے پس ان دو سجدوں کے درمیان فرق کو اس صورت سے منع فرمایا جو تصریح سے بھی زیادہ واضح ہے۔

انفاس العارفين ص ۷۰-۷۱

(بقیہ جلد گذشتہ) ہاتھ چومنا جائز ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ مستحب ہے اور ذر عبد القیس کی حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ازیں جائز پڑے بوس معلوم شد یعنی اس حدیث شریف سے پاؤں چومنے کا جواز ثابت ہوا۔ اور در مختار بحث معانی میں ہے کہ لا یأثم بتقبیل ید الرجل العالیہ والمتمویع علی سینیل التبرکۃ یعنی برکت کیلئے عالم اور پھیرگار آدمی کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔

(انوار الحدیث، ص ۳۰۰) اور حاشیہ ص ۴۹ پر ایک حدیث بھی نقل کی گئی ہے۔

حضرت داتا گنج بخش سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بیان میں کہتے ہیں کہ خواب میں میں زوطی محبت سے روئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے اقدس کو چومنے لگا۔ (کشف المحجوب ص ۳۱)

سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ فقیر تین مرتبہ حضرت ایشاؓ یعنی خواجہ بندگوارہؒ کی قدم بوسی کی دولت سے مشرف ہوا۔ (مکتوب ص ۲۰۰ دفتر اول)

والدین کی خدمت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (جہاد کی تیاری کرنے والے) ایک آدمی کو فرمایا: "کیا تیرے والدین ہیں؟"

اس نے کہا ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، پھر ان کی خدمت کے معاملہ میں تو جہاد کرو۔
حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۹۰

پوچھا گیا کیا والدین کی وفات کے بعد بھی کوئی نیکی ہے جو ان کے ساتھ کی جاسکتی

ہے؟ آپ نے فرمایا، ہاں! ان کے لیے رحمت کی دعا اور ان کیلئے بخشش مانگنا اور

ان کے بعد ان کے وعدے پورے کرنا اور صلہ رحمی کرنا یعنی صرف ان کی وجہ سے صلہ رحمی کئے

اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔
حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۹۴

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

فرمایا جو شخص اپنے والدین کے اجا میں کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے اور سورہ یٰسین پڑھے

تو اللہ تعالیٰ ہر حرف کے بدلے اس کی مغفرت کرے گا۔

ازالۃ الخفاً اول ص ۴۲

حضرت والد ماجد فرماتے تھے لوگ سمجھتے ہیں کہ والدین کی خدمت بہت مشکل کام

ہے کیونکہ خواہ ان کی کتنی ہی خدمت کی جائے اس سے بھی زیادہ کی ضرورت ہے۔ میں

سمجھتا ہوں کہ والدین کے ساتھ نیک سلوک بہت ہی آسان ہے کیونکہ وہ معمولی اچھے سلوک

سے خوش ہو جاتے ہیں اور انتہائی شفقت کی وجہ سے تھوڑے حسن سلوک کو بہت

زیادہ شمار کرتے ہیں۔
انفاس العارفين ص ۱۲

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سب سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی ہے۔"

اور والدین کے ساتھ نیکی چننا مود کے ذریعے مکمل ہوتی ہے۔ کھانا کھلانا، لباس دینا،

اگر وہ ضرورت مند ہوں تو خدمت کرنا اور جب والد بلائے تو جواب دینا اور جب وہ محکم

کرے تو اطاعت کرنا، جب تک کہ وہ کسی گناہ کا حکم نہ کریں اور کثرت سے ان کی زیارت

کرے اور نرم کلامی سے پیش آئے اور انہیں اُف بھی نہ کہے اور ان کا نام لے کر نہ بلائے اور

ان کے چھپے چلے اور جوان کی برائی بیان کرے یا ان کو تکلیف دے تو ان کا دفاع کرے۔ ان کی مجلس میں ان کی توقیر کرے اور ان کیلئے مغفرت کی دعا کرے۔ واللہ اعلم۔

حجۃ اللہ الباقیہ دوم ص ۸۳

نَسَبِ بَدَلْتُمْ وَاللَّيْلِ بِرَحْمَتِ حَرَامٍ هَيَّ | حضور سلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو اپنے

باپ کے سوا کسی دوسرے کی طرف نسبت کرے اور وہ جانتا بھی ہو کہ وہ اس کے باپ کے علاوہ ہے تو اس پر جنت حرام ہے۔" حجۃ اللہ الباقیہ دوم ص ۸۳

أَمْرًا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ كَيْ تَشْرَاطُ | اچھے کاموں کا حکم کرنا اور بڑی باتوں سے روکنا ہر

مسلمان پر فرض ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس سے فتنہ و فساد برپا نہ ہو اور اس کا بھی مناسب گمان ہو کہ اسے قبول کر لیا جائے گا (ورنہ فرض نہیں)۔ (عقیدہ الحسنیٰ)

عبادات میں تشدد اختیار کرنا فتنہ ہے | ادویر فتن کی منجملہ اور بیت سی علامات کے ایک

علامت یہ ہے:

"عبادات میں تشدد اختیار کرنا اور رخصتِ شرعی سے راضی نہ ہونا۔" مصابیح میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بے شک دین آسان ہے جو

اے بخاری کتاب الامان اور کتاب العلم میں بھی ایسے ہی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "بہتر یہ ہے کہ فتویٰ آسان اور سہل کام پیدا جائے اگرچہ اپنے مذہب کے موافق نہ ہو خواہ کسی مجتہد کے قول پر ہو۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اللہ تبارک سے لئے آسانی چاہتے ہیں، تنگی دینا مقصود نہیں۔" اللہ تعالیٰ تم سے بوجھ بھکا کرنا چاہتے ہیں اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے مخلوق کو تنگ کرنا اور ان کو ناراض کرنا حرام ہے اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہے۔

شانیہ بعض مسائل جن میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تنگی پیدا کی ہے، حنفی مذہب کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں اور لوگوں کو آسانی مہیا کرتے ہیں مثلاً معارفِ زکوٰۃ میں۔ الخ (مکتوب ۲۲۔ دفتر سوم)

شخص دین میں تشدد کرے گا، دین اس پر غالب آئے گا، لہذا تم ٹھیک ٹھیک ہو قریب ہو جاؤ اور بشارت پاؤ۔ صبح و شام اور کچھ رات (کی عبادت) سے مدد چاہو۔
 بغوی نے امیر سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے تھے میں جن صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملا ہوں وہ تتر سے زیادہ تھے۔ میں نے کسی قوم کو سیرت میں آسان اور امور دین میں کم تشدد کرنے والا ان سے بڑھ کر نہیں دیکھا۔

ابراہیم نخعی کہتے ہیں، جب تمہیں اسلام میں دو کام معلوم ہوں تو جوان میں آسان ہوئے سے اختیار کرو کیونکہ جوان دونوں میں سے آسان ہے وہی حق سے قریب تر ہے اس لئے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے:

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (البقرہ ۱۸۵) — اللہ تمہارے لئے آسانی

ارمغان شاہ ولی اللہ (۲۸۴، ۲۸۳) (بحوالہ از اللہ الخفا)

چاہتا ہے اور وہ تمہارے لئے دشواری نہیں چاہتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف روانہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: آسانیاں پیدا کرنا دشواریاں نہ پیدا کرنا۔ لوگوں کو خوشخبری دینا انہیں متنفر نہ کرنا۔ ایک دوسرے کی رعایت کرنا اختلاف نہ کرنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "تم آسانیاں دے کر بھیجے گئے ہو دشواریاں دے کر نہیں بھیجے گئے"۔
 یہ آسانیاں ان وجوہ سے حاصل ہوتی ہیں:

ایک یہ ہے کہ کوئی ایسی چیز لوگوں کے لئے اطاعت و عبادت کا رکن یا شرط نہ بنائی جائے جو

ان پر شاق ہو۔ اسی بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول ہے "اگر میں اسے اُمت پر شاق نہ سمجھتا تو میں انہیں ہر نماز کیلئے مسواک کرنے کا حکم دیتا۔"

اور یہ کہ طاعات و عبادات میں سے بعض کو رسوم کا درجہ دے دیا جائے کہ انہیں ادا کر کے

لوگ ایک دوسرے پر فخر کریں اور انہیں یوں ادا کریں کہ گویا وہ اپنی دلی رغبت سے ادا کرتے ہیں

جیسے عیدین اور جمعہ (اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے) "تا کہ یہود کو علم ہو کہ ہمارے

دین میں بڑی وسعت ہے" کیونکہ بڑے بڑے اجتماعات میں زیب و زینت کر کے نکلنا اور

اس میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرنا لوگوں کی عادت میں داخل ہے۔ ایک یہ ہے کہ طاعات و عبادات میں سے لوگوں کیلئے ایسے امور بطور دستور اور طریقہ کار کے معین کر دیئے جائیں کہ لوگوں کی طبیعت بھی انہی کا مطالبہ کرے۔ اس طرح یہ دونوں رغبتیں (عقل اور طبیعت) ایک دوسرے کی مددگار و معاون ہوں۔ اسی وجہ سے مسجدوں کو خوشبودار رکھنا اور ان کی صفائی و لطافت، نیز جمعہ کے دن غسل کرنا اور خوشبو لگانا مسنون قرار دیا گیا۔ ایسے ہی قرآن کو خوش الحانی سے پڑھنا اور اچھی آواز سے اذان دینا مستحب قرار پایا۔ ایک یہ ہے کہ جس چیز کو لوگ بار سمجھیں اور اس سے ان کی طبیعتیں نفرت کریں اس سے ان کی مخلوق خلاصی کرادی جائے۔ اسی طرح جس چیز کا لوگوں کی اکثریت کی طبیعت تقاضا کرے یا جس کو ترک کرنے میں انہیں دلوں میں تنگی محسوس ہو اس چیز کو باقی رکھا جائے۔ ایک یہ ہے کہ جو چیز لوگوں کے لئے شاق اور گراں ہو اسے ایک ہی بار شرعاً نافذ کرنے کی بجائے درجہ بدرجہ نافذ کیا جائے۔

ان میں سے ایک یہ ہے کہ شارع علیہ السلام نے لوگوں کو ان کی عقل کے معیار کے مطابق مخاطب فرمایا۔

أرمغان شاہ فی اللہ ص ۲۸ تا ۲۸، حجتہ اللہ البالغہ اول ۲۴۶-۲۴۷

واعظ کے لئے مستحب یہ ہے کہ فصیح یعنی صاف بیان ہو۔ گفتگو نہ کرتا ہو لوگوں کے ساتھ مگر بقدر

واعظ کے آداب

ان کے فہم کے اور یہ کہ مہربان، صاحبِ وجاہت و مروت ہو۔ اور واعظ نہ کہے مگر فاصلہ کرے یعنی ہر روز یا ہر وقت نہ کہا کرے۔ لوگوں میں شوق اور رغبت کو دریافت کرنے کے بعد واعظ شروع کرے حمد خدا اور دوسراکے کلام شروع کرے اور ان ہی پر ختم بھی کرے اور اہل ایمان کے واسطے دعا کرے۔ فقط خوشخبری سنانے اور شوق دلانے میں یا فقط خوف دلانے اور ڈرانے میں کلام کو مخصوص نہ کرے بلکہ ملا تا جلاتا ہے (یعنی دونوں امور کا خیال رکھے)۔

اور واعظ کو لازم ہے کہ آسانی کرنے والا ہو سختی کرنے والا نہ ہو۔
 کسی خاص قوم کی مذمت یا کسی معین شخص پر انکار بالمشافہ نہ کرے بلکہ بطریق اشارہ کرے۔
 اور نیک بات کی خوبی بیان کرے اور امر قبیح کی برائی کھول دے اور معروف شرعی کا
 امر کرے (یعنی اچھے کام کا حکم کرے) اور منکر سے نہی کرے (یعنی بُرے کام سے منع کرے) اور مرد
 بہر جانی نہ ہو کہ جس محفل میں جائے ان کی خواہش نفسانی کے موافق و عطف شروع کرے۔
 اور واعظ کو چاہئے کہ بیہودہ قصوں کو جو بروایت صحیح ثابت نہیں ہیں بیان نہ کرے۔
 اور جس مسئلے کو واعظ ذکر کرے چاہئے کہ وہ قسم حلال سے ہو یا حرام سے یا آداب صوفیہ سے یا
 دعوات کے باب سے یا عقائد اسلام سے پس ظاہر قول یہ ہے کہ واعظ وہ مسئلہ بیان کرے جو
 جانتا ہو اور اس کے سکھانے کا طریق معلوم ہو۔ اور دقیق اور مجمل کلام سے پرہیز
 کرنا چاہئے اس لئے کہ باریک اور مجمل کلام سے علی العموم فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ (ملخصاً)

شفاء العلیل ترجمہ القول الجلیل ص ۱۶۵ تا ۱۷۱

سرود آدمی جو صحیح مزاج اور ذوق سلیم پر پیدا ہوا
 ہو وہ کلام کرنے وقت ضرور ایسے الفاظ کا انتخاب

فصاحت و بلاغت

کرتا ہے کہ جو غیر مانوس نہ ہوں، زبان پر گراں بھی نہ گزریں۔ ایسی ترکیب استعمال کرتا ہے جو کہ
 نہایت پختہ اور عمدہ ہوں ایسے اسالیب کلام پیش کرتا ہے کہ کان اس کی طرف مائل ہو اور دل
 ادھر جھک جائے۔ یہی آدمی فصاحت و بلاغت کا میزان (اور کسوٹی) ہے۔

حجۃ اللہ الباقیہ اول ص ۱۱۶

حضرت والد فرماتے تھے کہ مجلس میں کسی قوم کی برائی نہ گزرنے بیان

کر دو۔ یوں مت کہو کہ اہل یورپ ایسے ہیں اور پنجابی ایسے یا افغان

آدابِ مجلس

ایسے اور مغفل ایسے ہیں، ممکن ہے کہ اس مجلس میں اس قوم کا کوئی آدمی ہو یا ان سے کوئی باجمیت
 آدمی ہو وہ اسے بُرا سمجھے، اور مجلس میں تلخی پیدا ہو جائے۔

عوام کے خلاف مجلس عام میں کوئی بات زبان پر نہیں لانی چاہئے خواہ وہ فی نفسہ کس قدر سچی

ہو کیونکہ وہ اس کا انکار کریں گے اور صحبت میں تلخی پیدا ہو جائے گی۔۔۔۔۔ مجلس عام
میں کسی کی کھلم کھلا تردید نہ کرو۔

انفاس العارفين ص ۱۳۵

عقل مند اور اہل حکمت | حضرت والد ماجد فرماتے تھے کہ عقل مندوں
اور اہل حکمت کا کام یہ ہے کہ امور میں صرف

اندت اند نذی مقصود نہ ہو بلکہ دفع حاجت، حصول فضیلت اور ادائے سنت کے ارادے
سے کام کرنا چاہئے۔۔۔۔۔ اگر بزدلی، بخیلی یا کولٹ عیب اچانک برسر
ہو جائے تو اسے چھپانے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس سے شرمندہ ہونا چاہئے اور اپنے
آپ کو نکلنے اور کوشش سے اس کے مقابل عمدہ صفت سے منصف کرنا چاہئے تاکہ
نفس ہاس عیب کا عادی نہ ہو جائے۔

انفاس العارفين ص ۱۳۶-۱۳۷

یا ہم ملاقات سلام اور مصافحہ محبت اور بخشش کی ضمانت ہے!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جب دو مسلمان آپس میں ملاقات کریں اور
مصافحہ کریں اور اللہ کی حمد بیان کریں اور اس سے بخشش مانگیں تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو
بخش دیتا ہے۔"

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۹۷

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو فرمایا، جاؤ ان لوگوں کو سلام
کہو۔ یہ لوگ فرشتوں کی ایک جماعت تھی، جو وہاں بیٹھی ہوئی تھی۔ اور ایسی بات سنو کہ تم
کے ساتھ تیرا تحیہ کرتے ہیں۔ یہی تیرا اور تیری اولاد کا تحیہ ہوگا۔ حضرت آدم علیہ السلام گئے
اور کہا السلام علیکم، فرشتوں نے جواب دیا السلام علیک ورحمتہ اللہ۔ فرمایا
انہوں نے "ورحمتہ اللہ" بڑھا دیا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

marfat.com

Marfat.com

”تم جنت میں داخل نہیں ہو گے جب تک ایمان نہ لے آؤ، اور تم تب تک ایماندار نہ ہو گے جب تک باہم محبت نہ رکھو۔ کیا میں تمہیں وہ چیز بتا دوں کہ جب تم اسے کرو تو باہم محبت کرو، آپس میں سلام عام پھیلا دو۔“

میں (شاہ ولی اللہ کہتا ہوں، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا فائدہ بتایا اور اس کے مشروع ہونے کا سبب بیان کر دیا کیونکہ لوگوں کی باہمی محبت ایسی خصلت ہے جس کو حق تعالیٰ پسند کرتا ہے اور سلام عام کرنا محبت پیدا کرنے کا عمدہ ذریعہ ہے اسی طرح مصافحہ کرنے اور ہاتھوں کو پوس دینے کا مسئلہ ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۹۶۸-۹۶۹

صلح کی نشان | علماء نے بتایا ہے کہ جب کوئی (نیک) مقصود بغیر جھوٹ کے حاصل نہ ہو سکے تو وہاں جھوٹ جائز ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی ہے کہ ”وہ جھوٹا نہیں جو دو بھائیوں کے درمیان صلح کر رہا ہو پس وہ اچھی بات منسوب کرے یا اچھی بات کہے۔“

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۹۸۳

جیا اور کم گوئی | حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جیا اور کم گوئی ایمان کا ایک حصہ ہے اور فحش اور زیادہ گوئی تفاق کے دو شعبے ہیں۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۹۸۱

جیا کا مطلب نفس کا ان چیزوں سے یاترہنا ہے جن کو لوگ عادت میں معیوب سمجھتے ہیں۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۹۸۱

عیادت کا مقصد | حضرت والد ماجد فرماتے تھے کہ عیادت کا سب سے بڑا مقصد بیماری کی خوشنودی ہے، صرف اس کے مزاج کی کیفیت سے واقفیت نہیں۔ اسی طرح تعزیت و سفارش وغیرہ

لہ یعنی وہ قابل گرفت نہیں، اور اس پر جھوٹ کا گناہ نہیں۔

marfat.com

Marfat.com

ہیں۔ پس وہ شخص جس نے ان امور کو سزا انجام دیا لیکن حسابِ معاملہ کو ان سے اسگاہ نہ کیا اس نے اپنی محنت کو ضائع کر دیا اور ہر وہ کام جس کے کرنے میں کوئی مصلحت یا لوگوں کے درمیان الفت و محبت پیدا کرنا یا صلح جوئی ہو اس کی قبیل میں شمار ہوگا۔

انفاس العارفين ص ۱۳۶

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے جب ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کیلئے جاتا ہے تو واپس آنے تک وہ جنت کے پھل چننا رہتا ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۵۲

پڑوسی کے حقوق | حدیث پاک میں فرمایا "جرم علی السلام مجھے پڑوسی کے متعلق ہمیشہ وصیت کرتے تھے، یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ اسے وارث ہی بنا دیں گے۔"

اے ابو ذر! جب تو شور با پکائے تو اس میں پانی زیادہ ڈال دے اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھ۔"

"جو آدمی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ دے۔" اللہ کی قسم! وہ ایذا نہ دے جس کا پڑوسی اس کی ایذا رسانیوں سے محفوظ نہ ہو۔"

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۶۴

"کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو ہرگز حقیر نہ سمجھے چاہے بکری کے ایک کھر کے ساتھ ہی (ہدیہ دے)"

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۶۵

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بھلائی کا بدلہ اور تحفہ | جس کو کوئی سٹیٹے اور وہ کچھ چیز پائے تو

اسے اس کا بدلہ دینا چاہئے اور جو نہ پائے تو وہ تعریف کر دے جس نے تعریف کی اس نے شکر ادا کیا، اور جس نے چھپایا تو اس نے اقران کیا۔ اللہ جس نے وہ ظاہر کیا جو اسے حاصل نہیں تو وہ ایسے ہے جیسے کسی نے جھوٹ کے دو کپڑے پہنے ہوں۔

یاد رہے کہ ہدیہ کے ذریعہ لوگوں کے درمیان الفت پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے اور یہ مقصود تب ہی مکمل ہوتا ہے کہ جب (ہدیہ کی طرح) چیز واپس کی جائے کیونکہ ہدیہ ہدیہ دینے والے کو ہدیہ لینے والے کی طرف محبوب بنا دیتا ہے۔ اور اگر عاجز آجائے تو اس کا شکر ادا کرے اور اس نعمت کا اظہار کرے اس لئے کہ تناؤ تعریف کرنا اس کی نعمت کو پہلی بار شمار کرنا اور اس کی محبت چھپا کر رکھنا ہے۔ اور تعریف کرنا محبت پیدا کرنے میں وہی اثر کرتا ہے جو کہ ہدیہ کرتا ہے اور جس نے چھپایا اس نے اس امر کی مخالفت کی جو دینے والے نے ارادہ کیا تھا، اور الفت کی مصلحت کو توڑ دیا، اس کی حق تلفی کی اور جس نے خلاف حقیقت ظاہر کیا تو یہ جھوٹ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جس کے ساتھ بھلائی کی جائے پس وہ بھلائی کرنے والے سے کہے، یحتراک اللہ خیراً (اللہ تعالیٰ تجھے اچھی جزا دے) تو اس نے خوب تعریف کر دی"

"ایک دوسرے کو تحفے دیا کر د اس لئے کہ تحفہ رنجشوں کو دور کر دیتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق "یہ سینے کے غصے کو دور کر دیتا ہے۔" تحفہ دی ہوئی چیز کو واپس لینے والا ایسے ہے جیسے کہ کتاتے کر کے اسے پھر کھا لے۔ ایسی بڑی مثال ہمارے لئے مناسب نہیں ہے۔"

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۴۳ تا ۴۶

"مگر والد جو اپنے بیٹے سے لے لے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "سخی

آدمی اللہ کے قریب ہے جنت کے قریب،

سجاوت کی ترغیب

دو درجہ سے دور ہے، اور نخیل آدمی اللہ سے دور ہے جنت سے دور ہے اور دو درجہ سے قریب ہے، اور جاہل سخی اللہ کو نخیل عابد سے زیادہ محبوب ہے۔"

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۵۱

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کشتہ سامان کا نام غنا نہیں بلکہ غنا تو وہی

کاغنا ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۶۶۹

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ آنحضرت

بَدْخُلُقِ جَنَّتٍ مِّنْ نَّهْمٍ جَائِعٍ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بد خلق جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

ازالۃ التحفہ اول ص ۳۸۷

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے روز تم میں سے مجھے محبوب ترین اور تم میں سے میرے قریب ترین وہ ہوگا جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں گے۔ اور مجھے سب سے تم میں سے مسخو من اور مجھ سے زیادہ دور وہ ہوں گے جن کے اخلاق سب سے زیادہ بُرے ہوں گے، بگ بگ کرنے والے، یا پتھریں چلانے والے اور زبان پھیلا کر باتیں کرنے والے۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۹۸۱

کفار اور بد مذہبوں سے میل جول رکھنا اپنے دین

کو پر باد کرنا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں اس مسلمان سے بیزار ہوں جو کافروں کو درمیان مقیم رہے اور وہ ایک دوسرے کی آگ کو نہ دیکھیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ مشرکین کے ساتھ اختلاط کرنا اور ان کی جماعت میں اضافہ کرنا بھی ان کی مدد ہے۔"

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۸۸۳

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو اور جب تم میں سے کوئی ان کو راستہ میں ملے تو انہیں کنکے کی طرف ہونے کے لئے مجبور کر دو۔"

نہیں شاہ ولی اللہ کہتا ہوں، اس میں راز یہ ہے کہ جن مصلحتوں کی خاطر حضور نبی اکرم

marfat.com

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوئی ان میں سے ایک ملت اسلامی کی شان بلند کرنا اور اسے تمام ملتوں سے بلند تر اور عظیم تر کرنا ہے، اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ (میل جول اور ملاقات میں بھی) مسلمانوں کو دوسروں پر فوقیت حاصل ہو۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۹۰

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "کوئی مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی کافر کسی مسلمان کا وارث ہوتا ہے۔" میں کہتا ہوں یہ اس لئے مقرر ہوا تاکہ مسلمان اور کافر کے درمیان محبت کو کاٹ دیا جائے کیونکہ مسلمان کا کافر (اور بد مذہب) سے اختلاط کرنا اپنے دین (اور مذہب) کو برباد کر دینے کا باعث ہوتا ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ ص ۹۳

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔"

حجۃ اللہ البالغہ ص ۹۸

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "جب دو مسلمان

ارادہ قتل سے لڑنے والا بھی تہنہ ہی ہے

تو اریں لے کر باہم مقابل میں آجائیں تو قاتل و مقتول دونوں ہی دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا، یہ قاتل (تو مجرم) ہے مگر مقتول کیوں دوزخ میں جائے گا؟ فرمایا! یہ بھی تو اپنے مقابل کو قتل کرنے کا خواہاں تھا۔

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۳۶ - ازالۃ الخفا اول ص ۱۸۳

خطبہ حجۃ الوداع میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنے بھائی مسلمانوں کے خون اور اپنے بھائی مسلمانوں کے مال ہمیشہ کے لئے حرام کر دیئے ہیں۔"

ازالۃ الخفا اول ص ۱۸۳

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

marfat.com

Marfat.com

”جو شخص میری امت پر تلوار لے کر نکلا اور نیک و بد ہر طرح کے لوگوں کو قتل کرنے لگا اور وہ نہ کسی مومن کے قتل سے اس کے ایمان کو ملحوظ رکھتے ہوئے پرہیز کرتا ہے اور نہ کسی ذمی کے قتل سے اس کے عہد کو دھیان میں رکھ کر تو وہ شخص میری امت میں سے نہیں۔“

ازالۃ المحفأ اول ص ۳۲۶-۳۲۷

چور ڈاکو سے بچاؤ کیلئے قتال کرنا | ایک شخص نے پوچھا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا کیا خیال

ہے کہ آدمی میرا مال چھیننے کے لئے آتا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو اپنا مال نہ دے۔

اس نے کہا، اگر وہ مجھ سے قتال کرے تو آپ کا کیا فرمان ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے قتال کر۔

اس نے کہا اگر وہ مجھے قتل کر دے تو آپ کا کیا فرمان ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تو شہید ہے۔

اس نے کہا، اگر میں اسے قتل کر دوں تو آپ کا کیا فرمان ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ دوزخ میں ہے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی آدمی تیرے گھر میں جھانکے اور تو نے

اس کو اجازت نہیں دی، پس تو نے اس کو کنگر دے مارا اور اس کی آنکھ پھوٹ گئی تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں۔

حجۃ اللہ الباقیہ دوم ص ۸۵۶

ضروریاتِ دین میں تاویل کرنے والا کلمہ گو اگرچہ نماز پڑھے۔

اہل قبلہ نہیں، مُرتد اور واجِبُ القتل ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دوہِ خلافت میں ایک اشکالِ قتالِ مرتدین کے متعلق

اے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے اپنا دین بدل دیا اسے قتل کر دو۔ (حجۃ اللہ الباقیہ ص ۸۵۷)

پیدا ہوا کیونکہ مرتدین کو زکوٰۃ سے منکر ہو گئے مگر کلمہ اسلام سے منکر نہ تھے حضرت صدیق (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ ضروریات دین میں تاویل مقبول نہیں۔ چونکہ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ پڑھیں۔ پھر جب انہوں نے یہ کلمہ (شہادت) پڑھ لیا، تو انہوں نے یا شتاً دیگر حقوق اپنا خون اور اپنا مال مجھ سے بچا لیا اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔ اور مرتدین اس کلمہ کے قائل تھے اس لئے حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح فرمایا ہے تو ہم مرتدین سے کیونکر قتال کر سکتے ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نماز اور زکوٰۃ میں تفریق نہیں کر سکتا۔ جو شخص ان دونوں میں تفریق کرے گا میں اس سے قتال کروں گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آخر کار آپ کے ساتھ مرتدین سے قتال کرنا پڑا (امام احمد اور امام بخاری اس کے راوی ہیں اور الفاظ امام احمد کے ہیں)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ واللہ مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ نے قتال مرتدین کے بارے میں آپ (یعنی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) کا سینہ کھول دیا پس میں نے جان لیا کہ آپ حق پر تھے۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دو باتوں میں تمسک کیا ہے ایک یہ کہ "الابحقیہا" میں حق زکوٰۃ شامل ہے اور نماز اس پر مقیس ہے، اور دوم یہ کہ متشتمہ نماز ہے اور زکوٰۃ اس پر مقیس ہے بقیاس علی۔

ازالہ الخفا دوم ص ۵۲-۵۳

اختلاف وہ نہیں ہوتا کہ مشورے کے دوران مختلف باتیں کہی جائیں اور آخر میں ایک بات واضح ہو جائے

اختلاف کیا ہوتا ہے

اور اسی پر اجماع ہو جائے بلکہ اختلاف یہ ہوتا ہے کہ ایک معاملے کے متعلق دو مستقل رائیں ہوں۔ ہر شخص دوسرے کو اپنی طرف کھینچے اور مخالف کی رائے ختم کرنا چاہے۔

ازمعان شاہ ولی اللہ ص ۲۸۳ بحوالہ ازالہ الخفا

تہتر فرقتے۔ ایک جنتی باقی سب جہنمی | ابن ماجہ نے نقل

کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

بیہود اکثر فرقتے ہوئے تھے ان میں سے ایک فرقہ تو جنت میں جائے گا باقی شتر و دوزخ میں پڑیں گے، اور نصاریٰ بہتر فرقتے ہو گئے تھے اکثر فرقتے دوزخ میں جائیں گے اور ایک جنت میں۔ قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے، میری امت بہتر فرقتے ہو جائے گی ان میں سے ایک فرقہ جنت میں جائیگا اور باقی بہتر فرقتے دوزخ میں جائیں گے۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ایک فرقہ کون لوگ ہیں آپ نے فرمایا۔ جماعت یعنی اہل سنت و جماعت ہیں۔ (اور اہل سنت وہ ہے جس کا علم اور عمل سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطابق ہو۔ ارمغان)

ازالۃ الخفاؤل ص ۳۱۶۔ ارمغان ص ۳۳۳ بحوالہ الخیر الخیر

اس فقیر (ولی اللہ) نے ایک دھروہی کلام سے (خواب میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور

مذہب شیعوہ باطل ہے

میں عرض کیا، فرقہ شیعوہ کے واسطے کیا ارشاد ہے کہ یہ اہل بیت (رضی اللہ عنہم) کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور اصحاب رضی اللہ عنہم سے عداوت رکھتے ہیں تو فرمایا کہ اس جماعت کا مذہب باطل ہے اور ان کے مذہب کا بطلان ظاہر ہو جائے گا جب تم غور کرو گے لفظ امام کی تعریف میں جو انہوں نے مقرر کی ہے، انتہی۔

اس حالت سے افاقہ کے بعد میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ کہتے ہیں کہ امام معصوم (جو

اس حدیث شریف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مکتوب دفتر دوم میں اہل سنت و جماعت کی حقانیت کے دلائل میں نقل فرمائی ہے اور غیر مقتدین نے اپنی معبر کتاب ہدایت المستفید جلد اول ص ۱۴۹ پر اسے بتغییر الفاظ نقل کیا ہے۔ لے سینا عوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اولیٰ خواہش نفس اور ابدال ارادے سے محفوظ ہیں معصوم نہیں، (فتوح الغیب ج ۱ اردو ص ۲۲) اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "جان لیں کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو گناہ اس سے ملو نہیں ہوتا کیونکہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

گناہ سے پاک ہو اور کبھی کوئی خطا اس سے سرزد نہ ہوئی ہو) مقرر فی الطاعت (جس کی اطاعت فرض کی گئی ہو) ہوتا ہے۔ اور کہتے ہیں اسے لوگوں کیلئے خدا مقرر کرتا ہے کہ انکو احکام الہی پہنچائے اور فی الحقیقت نبوت کے معنی یہی خصلتیں ہیں اس واسطے کہ نبی کی تعریف یہی ہے کہ بعثۃ اللہ لتبلیغ الاحکام یعنی اللہ نے اس کو احکام پہنچانے کے لئے بھیجا ہے۔ اس کا حاصل یہی مقرر کرتا ہے اور افتراض طاعت ہے تو یہ لوگ درحقیقت ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں اور اماموں (رضی اللہ عنہم) کے واسطے نبوت ثابت کرتے ہیں۔

در الثمین مترجم حدیث ۹ و امتباہ فی سلاسل اولیا اللہ مترجم

چاروں مذاہب باطلہ یعنی مذہب قدیریہ، مذہب مرجئیہ، مذہب خوارج اور مذہب روافض باقی

مذاہب باطلہ کی اصل

سب مذاہب باطلہ کے پیدا ہونے کے سبب ہیں جیسا کہ چار خلط یعنی خون ہضم اور سواد امراض مختلفہ کے پیدا ہونے کے سبب ہوتے ہیں۔

ازالۃ التحفہ اول ص ۳۱۸

شرب شرابی اور ان کے معاونین لعنتی ہیں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ

نے شراب پر، اس کے پینے والے پر، اس کے پلانے والے پر، اس کے فروخت کرنے والے پر، اس کے خریدنے والے پر، اس کے نچوڑنے والے پر، اس کے نچروانے والے پر، اس کے اٹھانے والے پر اور جس کی طرف اٹھا کر لے جالی جائے سب پر لعنت کی ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۹۴۵

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اولیائے حق جل و علا ارتکاب ذنوب سے محفوظ ہیں اگرچہ ممکن ہے کہ گناہ ان سے صادر ہو بخلاف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے کہ وہ گناہ سے معصوم ہیں۔

(مکتوبہ ۲۴۲ - دفتر دوم)

marfat.com

Marfat.com

شراب دوا نہیں بیماری ہے اور (جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں) عرض کیا گیا میں تو دوا کے لٹو بنانا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ دوا نہیں بیماری ہے۔"

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۹۴

شراب ام الخبائث ہے

عبدالرحمن بن حارث کی روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرمایا

کہ شراب سے بچتے رہنا وہ ام الخبائث ہے۔ اگلے زمانہ میں ایک عابد گزارا ہے جو ہمیشہ عبادت کیا کرتا تھا، ایک عورت اس پر زہر بیجی ہو گئی۔ ایک روز شہادت کے بہانے اس عورت نے عابد کو بلا بھیجا۔ جوں جوں وہ گھر میں داخل ہوتا گیا وہ دروازے بند کرتی گئی۔ جب وہ اندر گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ حسین عورت کے پاس ایک لڑکا ہے اور شراب کا بھرا ہوا پیالہ اس کے پاس رکھا ہے۔

اس عورت نے عابد سے کہا، میں نے تمہیں شہادت کیلئے نہیں بلکہ اس لئے بلایا ہے کہ مجھ سے جماع کر دیا اس لڑکے کو قتل کر دو یا شراب کا پیالہ پی لو۔ عابد نے شراب پی لینا سہل جانا اور پیالہ اٹھا کر پی لیا۔ پیالہ پینے کے بعد ہل من مزید کا نعرہ بلند کیا اور اس طرح شراب کے کئی ڈور پئے، بعد ازاں اس نے زنا کیا اور لڑکے کو بھی قتل کر دیا۔ سو تم شراب سے بچتے رہو۔ واللہ! شراب خوری اور ایسا ایک جگہ جمع نہیں رہ سکتے۔ (ازالۃ الخبائث اول ص ۳۹۳)

شادی شدہ زانی کے لئے حد رجم ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ

نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ پر کتاب اتاری اور اللہ تعالیٰ نے جو انارا اس میں رجم کی آیت بھی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور کتاب اللہ میں اس پر رجم کرنا حق ہے جس نے زنا کیا بشرطیکہ وہ مرد یا عورت شادی شدہ ہوں۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۸۶۶

حضرت سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی اسلم کا ایک شخص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور اپنی طرف اشارہ کر کے بیان کیا کہ یہ کم بخت و نامراد (اور آپ کا نام ما عزنہ ہے) فعل شنیع زنا کاری کا مرتکب ہوا۔ حضرت صدیق (رضی اللہ عنہ) نے اس سے پوچھا کہ تم نے اور کسی سے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر توبہ کرو اور کسی سے ذکر نہ کرو۔ کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرے اور تمہارے گناہ کو پستید رکھے۔ مگر اس شخص کی طبیعت قابو میں نہیں رہی تھی، یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیان کیا۔ آپ نے بھی وہی جواب دیا جو حضرت صدیق (رضی اللہ عنہ) نے دیا تھا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپ نے تین دفعہ حسب عادت مزہ پھیر لیا۔ چوتھی دفعہ آپ نے اس کے گھر کھلا بھیجا کہ اسے کچھ بیماری یا جنون تو نہیں۔ انہوں نے کہا، واللہ! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، یہ صحیح و تندرست ہے۔ آپ نے پوچھا یہ کنوارا ہے یا بیابا ہوا۔ عرض کیا گیا کہ اس کی شادی ہو چکی ہے۔ غرض یہ شخص رجم کیا گیا۔ امام مالک علیہ الرحمۃ اس کے راوی ہیں۔

ازالۃ الخفا۔ دوم ص ۴

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ بعض لوگوں کا کیا حال ہے کہ متعہ کرتے ہیں حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ممانعت فرمائی ہے۔ میں جس کی نسبت سنوں گا (کہ اس نے متعہ کیا ہے) رجم کروں گا۔ ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے متعہ کا مسئلہ پوچھا گیا، انہوں نے کہا متعہ حرام ہے۔

ازالۃ الخفا۔ اول ص ۳۸۶

لباس میں تہبند ٹخنوں سے اوپر رکھو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا جو تکبر کے باعث تہبند کو گھسیٹتا چلے" مومن کا تہبند نصف پینڈ لمبوں تک ہے اس کے اور ٹخنوں کے درمیان تک میں کوئی گناہ نہیں اور جو اس کے نیچے گیا تو وہ آگ میں ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ ص ۹۴۹-۹۵۰

marfat.com

Marfat.com

غیبت کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ (خود فرمایا تیرا اپنے بھائی کو ایسا ذکر کرنا کہ جو اس کو ناپسند لگے۔ عرض کیا گیا آپ کا کیا خیال ہے اگر میرے بھائی میں وہ (قباحت موجود) ہو جو میں بتا رہا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس میں وہ ہو جو تو بتا رہا ہے تو تم نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ اس میں نہیں تو تم نے اس پر بہتان باندھا۔

علماء نے فرمایا، غیبت کی تحریم سے چھ امور مستثنیٰ ہیں: غلم کرنا۔ اس لئے کہ فرمان الہی ہے، نہیں دوست رکھتا اللہ پکار کر کہنا بری بات کو۔ مگر جو کوئی غلم کیا جاوے۔

برائی کو بدلنے اور ختم کرنے کے لئے مدد حاصل کرنا اور نافرمان کو نیکی کی طرف لیجانا۔ فتویٰ حاصل کرنا۔

یہ کہ لوگوں کو برائی سے ڈرایا جائے۔ جیسے کہ محدثین مجروح راویوں پر جرح کرتے ہیں۔

بر ملا فاسق سے نفرت دلانے کے لئے۔

کسی کی حالت بتلنے کے لئے مثلاً فلاں کی آنکھ میں خرابی ہے، فلاں سنگڑ ہے۔
حجۃ الابل الغدہ ۹۸۲-۹۸۳

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ممنوع ہے | حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے "کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو۔"

میں (شاہ ولی اللہ) کہتا ہوں کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اس وجہ سے مکروہ ہے کہ اس کی وجہ سے انسان پر چھینٹ پڑتے ہیں اور یہ بات وقار اور اچھی عادات کے خلاف ہے اور اس میں ستر کھل جانے کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔
حجۃ اللہ لیلۃ اول ۲۳

شطرنج کھیلنا اور چوپائے لڑانا جائز نہیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے شطرنج کھیلا اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی۔ اور فرمایا: "جو شطرنج سے کھیلا اس نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور اس کے خون میں رنگ دیا۔ اور حضور علیہ السلام نے چوپالوں کو لڑانے سے منع کیا۔
حجۃ اللہ البالغہ - دوم ص ۹۵۷-۹۵۸

شکر اور حفاظت کے علاوہ کتابالتاجا جائز نہیں

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"جس نے کتار کھا سوائے اس کتے کے کہ جو مویشی (کی حفاظت) یا شکار یا کھیتی کے لئے ہے تو اس کے ثواب میں ہر روز ایک قیراط کی کمی ہو جائے گی۔ ایک روایت میں دو قیراط کی کمی (ذکر ہوئی) ہے۔
حجۃ اللہ البالغہ - دوم ص ۹۵۸

خوردونوش میں حلال و حرام کا خیال رکھنا

حضرت والد فرماتے تھے کہ مرزا محمد شاہ نے رمضان کے مہینہ میں میری دعوت کی۔ میں ان کے گھر میں تھا۔ جب مغرب کا وقت آیا تو ایک کباب فروش آیا اور کبابوں کا خوات ان کے آگے رکھ دیا کہ میں مندلا یا ہوں۔ مرزا مسکرائے اور کہا اے عزیز! نہ تو میں تیرا پیروں اور نہ استفادہ، نذر کا کیا مطلب۔ البتہ تیری کوئی غرض ہے تو اسے بیان کر۔ اُس نے کہا مجھے کوئی غرض نہیں۔ انہوں نے مبالغہ کیا، آخر کار معلوم ہوا کہ اس کی دکان راستہ پر ہے اور مرزا کے مددگار (ساتھی) اس دکان کو گرانا چاہتے ہیں۔ فرمایا کل میں ایک دیندار آدمی کو بھجوں گا جو بغیر کسی زیادتی اور ظلم کے ٹھیک فیصدہ کرے گا۔ پھر فرمایا، چلے جاؤ۔ اس نے کہا میں نے یہ تمام کباب آپ کے لئے تیار کئے ہیں اور وقت ختم ہو چکا ہے ایسے وقت

میں اس قدر کباب فروخت نہیں ہو سکتے۔ وہاں ایک اونٹ جو مرزا کے بچوں کو پڑھاتا تھا، اسے کہا اس کی قیمت مقرر کرو اور ہمارے گھر سے دسے دو۔ اس نے جا کر اس کی قیمت اٹھنی مقرر کی۔ میں نے مرزا سے آہستہ کہا کہ آپ کی غرض رشوت سے بچنا تھا اور وہ پوری نہیں ہوئی، کیونکہ ان کبابوں کی قیمت زیادہ ہے اور نصف روپیہ میں کباب فروش اس غرض سے راضی ہوا ہے۔ مرنا چونکا اور کباب فروش کو بلایا اور کہا سچ بتا، گوشت کتنے کا خریدا تھا اور مصالحہ اور ایندھن کتنے کا تھا، اور تیری اجرت کیا ہے۔ آخر جب حساب کیا ڈیرھ روپیہ بنا پھر اونٹ کو بلایا اور اس پر سخت ناراض ہوئے کہ تم ہمارا روزہ حرام پر افطار کرنا چاہتے تھے۔ یہ کیسی عقل مندی اور کہاں کی دوستی ہے۔ پھر ان کو تناول فرمایا۔

الغاس لعارین ص ۳۴۳

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) جب حلف (قسم) اٹھاتے تو اس کی خلاف ورزی نہ کرتے یہاں تک کہ آیت کفارہ نازل ہوئی تو آپ نے کہا کہ اب میں جب قسم کھاؤں گا، پھر اگر اس کے خلاف میں خیر دیکھوں گا تو اسے اختیار کروں گا اور قسم کا کفارہ دے دوں گا کیونکہ کفارہ رخصت الہیہ ہے اسے قبول کرنا چاہیے۔

ازالۃ الخلق اول ص ۳۹۲

اعمال میں میاں روی | یاد رہے کہ عبادات میں سب سے شدید مرض تنگدلی اور ملال ہے اس لئے کہ جب کسی پر ملال چھا جاتا ہے تو اس کے نفس میں خشوع کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی، اور یہ مشقت عبادت کے مفہوم سے خالی رہ جاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے "استقامت حاصل کرو اور تم ہرگز احاطہ نہیں کر سکتے اور جس قدر تمہیں طاقت ہو اسی قدر اعمال کرو" یہ فرمان بھی ہے "بے شک دین آسان ہے اور جو بھی دین میں تشدد اختیار کرے گا تو وہ دین اس پر غالب آجائے گا" یعنی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو پابند کیا کہ وہ عمل میں میانہ روی اختیار کریں اور ایسی حد تک تجاوز نہ کریں کہ دین میں تنگی اور اشتہا آتے لگے۔
 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے "اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے چاہے قلیل ہی ہو"

یہ بھی فرمان ہے "اسی قدر اعمال کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ طول نہیں ہوتا جب تک کہ تم تنگ دل نہ ہو جاؤ، یعنی جب تک لوگ تنگ دل نہیں ہو جاتے وہ ثواب دینا بند نہیں کرتا"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے "سو تم سیدھی راہ اختیار کرو، یعنی سیدھے راستے کی پابندی کرو، اور یہ راہ میانہ روی کی ہے جس کی حفاظت ہو سکے اور جس پر دوام ہو جائے، اور فرمایا "قَارِبُوا" یعنی یہ گمان نہ کر بیٹھو کہ تم اللہ سے بہت دور ہو اور سخت پر مشقت اعمال کے بغیر تمہیں رسائی نہیں ہو سکتی۔ اور فرمایا "الْبَشْرُ وَالْأَيْدِ" یعنی امید اور نشاط حاصل کرتے رہو، اور فرمایا "صبح اور شام اور تقوڑی سی آخری شب (کی عبادت) کے ساتھ مدد حاصل کرو۔ یہ رحمتِ خداوندی کے نازل ہونے اور نفسانی خیالات سے لوحِ دل کے صاف ہونے کے اوقات ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے "سونے کی وجہ سے جس کا وظیفہ یا کچھ حصہ رہ جائے تو اسے نمازِ فجر اور نمازِ ظہر کے درمیان پڑھ لے، اس کے لئے لکھا جائے گا گویا اس نے رات کو ہی پڑھا۔"

حجۃ اللہ البالغہ۔ دوم ص ۵۱۲ تا ۵۱۵

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

جس نے قضاء کا عہدہ چاہا اور

ثالث قاضی اور حج توجہ فرمائیں

خود مانگا اس کو اس کے نفس کے سپرد کر دیا گیا اور جس کو اس کے لئے مجبور کر دیا گیا اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ اتارتا ہے جو اس کی راہنمائی کرتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

marfat.com

Marfat.com

”قاضی میرزا (طرح کے) ہوتے ہیں، ایک جنت میں جائے گا اور دوسرا آگ میں جائے گا۔“

○ جو جنت میں جائے گا وہ آدمی ہے جس نے حق کو جانا اور اس کے ساتھ فیصلہ کیا۔

○ اور جس آدمی نے حق کو جانا اور فیصلہ میں ظلم کیا تو وہ آگ میں ہے۔

○ اور جس آدمی نے جہالت کی حالت پر لوگوں کے لئے فیصلہ کیا تو وہ بھی آگ میں ہے۔“

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے والا اس حالت میں فیصلہ نہ کرے کہ وہ غصہ میں ہو۔“
حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۸۸۴-۸۸۵

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”جس کی سفارش اللہ کی حد میں سے کسی حد کے سامنے رکاوٹ ہوئی تو اس نے اللہ کی مخالفت کی۔“

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۸۸۱

اور جناب
رسول اللہ

حد لگنے سے آدمی گناہ سے پاک ہو جاتا ہے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آدمی پر لعنت کرنے اور اس کے پیچھے پڑنے سے منع کیا جس پر حد لگائی جائے تاکہ ایسا کرنے کی وجہ سے لوگ حد لگانے سے ہی شرمک جائیں اور نیز حد لگانا کفارہ ہے، اور جب کسی غلطی کا کفارہ کے ذریعہ تدارک کر دیا جائے تو وہ نہ ہونے کے برابر ہو جاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے ”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ یہ (حد و آدمی) جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔“

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۸۸۲

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اصحابِ

اصحابِ عزت کی لغزشوں سے درگزر کرنا

عزت لوگوں سے حدود کے سوا باقی لغزشوں سے درگزر کرنا۔“

marfat.com

Marfat.com

نیں (شاہ ولی اللہ) کہتا ہوں ذوی الہیئات (عزیزت والوں) سے مراد اہل مروت لوگ ہیں۔ یا تو یہ معلوم ہو کہ یہ آدمی دین کے اعتبار سے نیک ہے اور اس کی عادت کے خلاف اس سے لغزش ہو گئی پھر وہ نادوم ہوا تو اس قسم کے امور میں اس سے تجاوز کرنا مناسب ہے۔ یا وہ شخص لوگوں میں خاندان (مثلاً سادات کرام) اور عزت والا ہو اور سردار ہو۔ اور حدود کو ساقط کرنا مناسب نہیں۔ ہاں اگر کوئی شرعی سبب موجود ہو جس سے حد دور ہو جاتی ہے تو جائز ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۸۷

یاد رہے کہ خاوند بیوی کے درمیان واقع ربط تمام

ربط ہائے خانہ سے بڑا اور سب سے زیادہ نافع ہے اور

حقوق زوجین

سب سے زیادہ اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ عورت طعام و مشروبات اور لباس کی تیاری میں مرد کی کفالت کرتی ہے اور اس کے مال کی حفاظت کرتی ہے اور اس کی اولاد کی پرورش کرتی ہے۔ اور جب مرد غیر حاضر ہوتا ہے تو گھر میں اس کی قائم مقام ہوتی ہے اور اس کے علاوہ بہت سے امور ایسے ہیں جن کی شرح و بیان کی حاجت نہیں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "وہ ہم میں سے نہیں جو خاوند کو بیوی کے خلاف بھڑکاٹے یا علام کو اس کے آقا کے خلاف بھڑکاٹے"۔ یہ بھی فرمایا "جب ایک آدمی کے پاس دو عورتیں ہوں اور وہ ان میں عدل نہ کرے تو قیامت کے روز وہ اس طرح آئے گا کہ اس کی ایک طرف جھکی ہوگی"۔ یہ بھی فرمایا "عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو کیونکہ اللہ کی امان پر تم نے ان کو قبضہ میں لیا ہے اور اللہ کے کلمہ کے ذریعہ تم نے ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے۔ اور ان پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی کو نہ آنے دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ہلکی مار مارو اور تم پر ان کا کھانا اور لباس بطریق دستور ہے"۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۸۷

بیوی کے حق کے بارے میں فرمایا:

marfat.com

Marfat.com

”جب تو کھائے تو اسے بھی کھلا اور جب تو پینے تو اسے بھی پینا اور چہرے پر
مت مار اور اس کی بجز خوابگاہ کے اس سے علیحدگی اختیار نہ کر۔“

فرمایا ”جب ایک آدمی اپنی بیوی کو بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے پھر وہ اس پر غصہ کی
حالت میں رات گزارے تو صبح تک فرشتے ایسی عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔“

فرمایا ”کسی عورت کو (نفل) روزہ رکھنے کی اجازت نہیں جبکہ اس کا خاوند موجود ہو مگر
اس کی اجازت سے اور نہ اس (بات) کی اجازت ہے کہ عورت مرد کی اجازت کے بغیر کسی
کو اس کے گھر میں آنے دے، اور اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت
کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔“

اور فرمایا ”جو عورت اس حالت میں مر جائے کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو اور وہ
جنت میں داخل ہو گئی۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو
بعضوں پر فضیلت دی ہے۔۔۔ الخ (سورۃ نساء ۳۴)

میں (شاہ ولی اللہ) کہتا ہوں، یہ لازم ہے کہ جلی طور پر خاوند کو بیوی پر حاکم بنایا جائے
اور اس کا عورت پر دباؤ اور احسان ہو کیونکہ خاوند کی عقل کامل ترین، سیاست و انفرزین
اور حمایت اور عار سے دفاع موکد ترین ہوتا ہے، اس لئے کہ وہ بیوی کے روٹی کپڑے کا
خرچ اٹھاتا ہے، اور سیاست و نظم کے موکد ہاتھ میں ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ جب
عورت بغاوت کرے تو اس کی تعزیر و تادیب موکد ہاتھ میں ہو اور درجہ بدرجہ یہ کام کرے۔
سب سے پہلے تو نصیحت کرے، پھر بستر پر بیٹا ترک کرے یعنی اس کی ہم بستی ختم کرے
مگر اسے ٹھہرے نہ نکالے، پھر ہلکے مار دے۔

اور رخصت تیز ہو جائے اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کی نافرمانی اور دوسرے
پر ظلم کرنے لگے تو نزاع ختم کرنے کا طریقہ یہ ہو گا کہ دو حکم مقرر کئے جائیں۔ ایک خاوند کے
خاندان میں سے حکم ہو اور ایک بیوی کے خاندان میں سے حکم ہو۔ وہ دونوں جہمی مصلحت دیکھیں

خاوند بیوی پر نان نفقہ وغیرہ کا فیصلہ کریں۔

حجۃ اللہ الباقہ دوم ص ۸۳

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”جو عورت اپنے خاوند سے بلا عذر طلاق کا مطالبہ کرے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے“

حجۃ اللہ الباقہ دوم ص ۸۵

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ”عورت کی

عورت کی دیت

دیت مرد کی (دیت کی) نسبت نصف ہے

ازالہ الخفا دوم ص ۲۵۲

احضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
”سادگی ایمان کا حصہ ہے“

زیب و زینت میں مطلوب مذموم

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”جس نے دنیا میں لباس شہرت پہنا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے ذلت کا لباس پہنائے گا“

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”جو تو واضح کرتے ہوئے لباس زینت چھوڑ دے گا، اللہ تعالیٰ اسے عزت کا جوڑا پہنائے گا“

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اثر دیکھنا پسند کرتا ہے“

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پرگندہ سر آدمی کو دیکھا تو فرمایا ”اس کو کوئی ایسی چیز نہیں ملتی کہ جس سے اپنے سر کو درست کر لے؟“

لے غزالی دوران سید احمد سعید کاظمی فرماتے ہیں:

”امہ اربعہ اور ان کے سب متبعین بلکہ تمام محدثین عورت کی نصف دیت پر متفق ہیں۔ جان کی دیت میں عورت کی دیت کا مرد کی دیت سے نصف ہونا اجماعی مسئلہ ہے، اس سے پہلے فرمایا اس پر صحابہ کرام اور تابعین (رضی اللہ عنہم) کا اجماع سکوتی ہے“ (مقالات کاظمی سوم ص ۳۵۵)

marfat.com

Marfat.com

اور ایک آدمی کا لباس میلاد دیکھا تو فرمایا "یہ ایسی چیز نہیں پاتا کہ اس سے اپنے کپڑے دھو لے؟"

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جب تیرے پاس اللہ تعالیٰ مال بھیجے تو تجھ پر اللہ کی نعمت اور تجھ پر اس کا اکرام نظر آنا چاہئے۔"

ان (ارشادات مبارکہ) کے درمیان کچھ اختلاف نہیں کیونکہ اس مقام میں درحقیقت دو مختلف چیزیں (ذکر ہوئی) ہیں جو گاہے نظر میں مشابہ نظر آتی ہیں۔ ایک مطلوب (محمود) چیز ہے اور دوسری مذموم ہے۔

مطلوب یہ ہے کہ نخل کو چھوڑ دے اور ترک نخل کا درجہ مختلف لوگوں میں مختلف ہوتا ہے۔ بادشاہوں کے ہاں جو نخل ہوتا ہے وہ بسا اوقات فقراء کے حق میں اسراف ہوتا ہے اور یہ (بھی) مطلوب ہے کہ چوپاؤں سے لاحق ہو گنوار لوگوں کی عادات چھوڑ دے اور لطافت اور اعلیٰ عادات اختیار کرے۔

اور مذموم یہ ہے کہ تکلف کرنے اور دکھاوا کرنے میں ڈوب جائے اور عمدہ عمدہ کپڑوں کے ساتھ فخر کرتا پھرے اور فقراء کی دل شکنی کرتا پھرے، وغیر ذالک۔

حدیث شریف۔ کہ الفاظ میں ان معاہم کی جانب اشارات موجود ہیں جو غور کرنے والے پر مخفی نہیں اور نفس کو تکبر اور فخر کے داعیہ کے اتباع سے روکنے پر احقر کا دار و مدار ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ۔ دوم ۹۵۱-۹۵۰

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مشرکین کی مخالفت کرو، ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں

مونچھیں کٹوانا اور ڈاڑھی بڑھانا

حجۃ اللہ البالغہ۔ دوم ۹۵۳

کتراد (وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ)۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بدش چیزیں فطرت میں ہیں:

۱۔ مونچھیں کٹوانا۔

۲۔ ڈاڑھی بڑھانا۔

۳۔ مسواک کرنا۔

۴۔ ناک میں پانی ڈالنا۔

۵۔ ناخن کٹوانا۔

۶۔ انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا۔

۷۔ بغل کے بالوں کو اکھاڑنا۔

۸۔ موٹے عانہ صاف کرنا۔

۹۔ پانی کے ساتھ استنجا کرنا۔

۱۰۔ راوی کہتے ہیں کہ دسویں بات بھول گیا، خیال ہے کہ وہ کلی کرنا ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۴۳۵

ایک فرمانِ اقدس میں "تختہ کرنا" بھی ذکر فرمایا۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۹۵۴

پھر ضرورت ہوئی کہ ان کی مدت مقرر کر دی جائے تاکہ سنت کی مخالفت کرنے پر انکار ممکن ہو، اور تاکہ مستقی آدی ہر روز حلق کرنے اور اکھاڑنے میں نہ لگ جائے، اور کابل آدی سال سال بھرتک اسے چھوڑ ہی نہ دے۔ پس مونچھیں کتروانے، ناخن ترشوانے، بغلوں کے بال لکھاڑنے اور موٹے عانہ صاف کرنے کے لئے یہ مقرر کیا گیا کہ چالیس راتوں سے زیادہ نہ گزرنے دے۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۹۵۴

مردوں اور عورتوں کا آپس میں مشابہت کرنا باعث لعنت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ تشبیہ کرنے والے مردوں اور مردوں کے ساتھ

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۹۵۴

تشبیہ کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔

اور فرمایا "خبردار! مردوں کی خوشبو وہ ہے جس میں بو ہو اور رنگ نہ ہو اور عورتوں کی

خوشبو وہ ہے جس میں رنگ ہو اور بو نہ ہو۔"

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۹۵۰ marfat.com

Marfat.com

فراست مومن | حدیث میں آیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ بواسطہ نور الہی کے نظر کرتا ہے۔

شفا العیال ترجمہ القول الجلیل ص ۱۱۱

حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہما) کی مردم شناسی میں یہ ہے کہ آپ لوگوں کے اخلاق، ان کا مبلغ علم اور منتہائے ہمت کو جانتے پہچانتے تھے اور اسی کے مطابق ان کی قدر و منزلت کرتے تھے۔ اس معاملہ میں جس قدر صداقت و فراست آپ کو حاصل تھی وہ آپ کے خوارق عادت سے بھی یہاں تک کہ جس شخص کے حق میں آپ جو کچھ کہتے وہی اس سے ظہور میں آتا۔

ازالۃ الخفا دوم ص ۱۲۲

حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب بھی یہ فرماتے سنا کہ میرا اس کے متعلق یہ گمان ہے تو جیسے ان کا گمان ہوتا ویسے ہی معاملہ نکلتا۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۶۹۳

ریاض میں مروی ہے کہ ایک آدمی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اس نے ایک جنبی عورت پر نظر ڈالی تھی جب آپ نے اس کو دیکھا تو فرمایا کہ تم میرے پاس اس حالت میں آئے ہو کہ تمہاری آنکھوں میں زما کے آثار موجود ہیں۔ اس آدمی نے کہا کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جی آتی ہے۔ آپ نے کہا نہیں بلکہ حق بات اور سچی فراست ہے۔

ازالۃ الخفا دوم ص ۴۲۵

حضرت والد الباعید ایک روز اس فقیر (ولی اللہ) کو معارف عجیبہ سکھا رہے تھے حدیث **اَتَقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ** کی بات چل نکلی، اس کی شرح میں دو قصے بیان فرمائے۔ ایک یہ ہے کہ

ایک برقعہ پوش فقیر وضع شخص بہت ہی درد مند، ہر لمحہ کوئی شعر یا دوہڑہ عاشقانہ پڑھتا اور بہت روتا، میرے پاس آکر بیعت کا طالب ہوا اور قیام کے لئے کوئی گونہ طلب کیا۔ میں نے اس سے مکمل روگردانی کی اور (بیعت کرنے سے) صاف انکار کر دیا۔ جب وہ باہر

چہا گیا تو میں نے کہا یہ کالا ناگ ہے، اس سے بچنا چاہئے۔ حاضرین کے دل میں اس بات سے انکار (کا دوسرا) پیدا ہوا۔

ایک مدت کے بعد عورتوں کے لباس میں ننگلا اور صوبہ دار دہلی عاقل خان کے گھر میں خیرات کے سلسلہ میں داخل ہوا۔ نکلنے وقت ایک چوکیدار نے اس کی رفتار سے اس کے عورت ہونے سے انکار کیا اور کہا 'یہ چال عورتوں کی نہیں ہے، تفتیش میں لگ گیا جب بات واضح ہو گئی تو اسے قید کر دیا گیا۔ آخر کار معلوم ہوا کہ کسی عورت کو پکڑ کر بھاگا ہوا تھا۔ برقع پوشی اور زاویہ نشینی اسی وجہ سے اختیار کر رکھی تھی، اور یہ سب اظہارِ دروہمتی شیطانی مکر فریب تھا۔

انفاس العارفين ص ۹۱

'ایک مرتبہ حضرت والد ماجد بارہہ کے بعض قصبات میں آئے ہوئے تھے لوگ ایک بیمار کا فارورہ لائے۔ فی الفور آپ نے نسخہ تجویز کر دیا۔ اس مجلس میں ایک ہندو طبیب موجود تھا، اس نے کہا، حضرت والا! اس بیمار کی بیماری بھی معلوم کی ہے یا نہیں آپ مسکرائے اور فرمایا، یہ فارورہ ایک عورت کلبے میں لکایا نام ہے، اس کے ہاتھ ایسے ہیں، اخلاق اس طرح کے اور اس بیماری کا سبب یہ ہے؛ اور وہ ایسی چیز تھی جسے بیان کرنے سے عورت شرماتی تھی، بلکہ اس کے تمام افعال و اعمال معلوم ہیں۔

اس ہندو طبیب نے کہا، حضرت! یہ مسئلہ طب میں کہاں لکھا ہوا ہے۔ فرمایا یہ طب میں نہیں بلکہ محمد لیل کی سچی فراست ہے؛ او کما قال۔

انفاس العارفين ص ۹۱

حضرت والد ماجد فرماتے تھے ایک روز میں روزہ دار تھا، مجھ پر بھوک پیاس نے غلبہ کیا۔

عالم شہادت اور عالم مثال

ذکر کرتے ہوئے مجھے غیبت اور استغراق حاصل ہوا۔ میں نے عالم مثال میں دیکھا کہ ایک شخص مجھے دودھ کا پیالہ دے رہا ہے۔ میں نے اسے پیا۔ جب میں ہوشیار ہوا تو میں نے اپنے منہ سے دودھ کے قطرات نکلنے ہوئے دیکھے۔ میں ڈر کر میرا لہذہ تباہ ہو گیا۔ میرے دل میں الہام ڈالا گیا

marfat.com

Marfat.com

کہ یہ غذا محض مشیت ایزدی سے عالم مثال میں تیرے اختیار کے بغیر دی گئی، عالم ثنات سے اس کا کوئی تعلق نہیں، اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

انفاس العارفين

حضرت والد ماجد کی خدمت میں کسی شخص نے عرض کیا کہ ان دنوں میرا دل ذکر کے

دل جاری ہے یا خفقان

ساتھ جاری ہے۔ آپ مسکرائے اور فرمایا، اگر ذکر کے ساتھ جاری ہو رہے تو مبارک ہے اس کے بعد اس فقیر (ولی اللہ) سے فرمایا لوگوں کا خفقان غلبہ کرتا ہے وہ گمان کرتے ہیں کہ دل جاری ہو گیا ہے یہ

راقم الحروف (ولی اللہ) کہتا ہے کہ ہر آدمی کے دل میں بلکہ اس کے تمام اعضاء میں حرکت نبض موجود ہے۔ اس کا وجود اور عدم وجود کمال کے اعتبار سے برابر ہے لیکن اس حرکت کو اگر اہم ذات تخیل ہم پہنچائے اور وہ تخیل اس پر غالب آجائے تو وہ یادداشت اسی کا ایک شعبہ ہوگا، لیکن اس یادداشت کا اعتبار ہوگا حرکت کا اعتبار نہیں ہوگا۔

انفاس العارفين ص ۱۲۵

حضرت شیخ ابو رضا فرماتے تھے کہ آدمی کی نجات عقائد میں بغیر کسی کمی بیشی کے انبیاء (علیہم السلام) کی تقلید میں ہے جیسا کہ قدمائے اہل سنت کا مذہب ہے بجز اس آدمی کے جسے کوئی صاحب کشف بعض عقائد کی تفصیل و تحقیق سے مستنبط کرے۔

(انفاس العارفين ص ۱۲۵)

اے حضرت طاب ثابغ بخش سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم و تصوف سے جاہل لوگوں نے یہ بیان و بجا اس کا نام معرفت رکھ لیا۔ حرکت قلب بڑھ جانے کو قلب جاری ہونا کہہ دیا۔ دل میں جو خطرات پیدا ہوتے ہیں ان کا نام ابہام حدیث نفس بنا لیا، احواد خاص کو فقر کہہ دیا۔

(کشف المحجوب ص ۱۷۵)

ظلم نہ کرو بھلائی کرو | حدیث مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
ظلم سے بچو اس لئے کہ ظلم کرنا قیامت کے اندھیروں
میں سے ہے۔“

”اللہ کی قسم تم میں سے جو شخص بھی بغیر حق کے کچھ چیز لے گا تو وہ قیامت کے دن اٹھے اٹھائے ہوئے اللہ کے سامنے پیش ہو گا۔ پس میں تم میں سے کسی کو نہ دیکھوں کہ وہ ایک اونٹ اٹھائے اللہ کے سامنے پیش ہے اور وہ (اونٹ) بلبلارہا ہے، یا گائے اٹھائے ہے جو ڈکراتی ہے، یا بکری اٹھائے ہے جو میا رہی ہے۔“
”جس نے ایک بالشت زمین بھی ظلم کے ساتھ لی اسے سات تڑپتوں کا طوق پہنایا جائے گا۔“

”اپس میں محبت کرنے، رحم کرنے اور ایک دوسرے پر مہربانی کرنے میں مومنین کی مثال ایک بدن کی طرح ہے کہ جب اس کا کوئی عضو بیمار ہو جائے تو سارے بدن کو بخوابی اور زخار لاحق ہو جاتا ہے۔“

”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے ہلاکت میں ڈالتا ہے۔“
”جو اپنے بھائی کی حاجت میں ہوا اللہ اس کی حاجت میں ہوتا ہے اور جو کسی مسلمان سے ایک تکلیف دور کرے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی تکالیف میں سے ایک تکلیف دور کرے گا۔ اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ سفارش کرو تمہیں اجر ملے گا، اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اپنے نبی کی زبان پر جاری کرتا ہے۔“

”دو آدمیوں کے درمیان تو جو انصاف کرے گا وہ صدقہ ہے، اور ایک آدمی کو سواری میں مدد دے گا اور سوار کرے گا یا اس کا سامان اٹھائے گا تو یہ صدقہ ہے اور پاکیزہ کلام صدقہ ہے۔“
”میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے، اور شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملا کر اشارہ کیا۔“

”بیوہ عورت اور مسکین آدمی کا کام کرنے والا اللہ کی راہ میں مجاہد کی طرح ہے۔“
 جس پر لڑکیوں کا کچھ ابتلا آیا اور اس نے ان پر احسان کیا تو یہ دونوں کی آگ سے
 روک ہو جائیں گی۔“

”جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔“
 حجۃ اللہ بالقرن دوم ص ۶۴۲-۶۴۳

تکبر کی مذمت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
 ”جو رفیق (زری) سے محروم کیا گیا وہ تمام بھلائی سے
 محروم کیا گیا۔ ایک آدمی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا، مجھے
 نصیحت کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”غصہ نہ کیا کر۔“ اس نے کسی بار سوال دہرایا، آپ
 نے ہر بار فرمایا ”غصہ نہ کیا کر۔“

فرمایا ”وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہو گا۔“ ایک
 آدمی نے عرض کیا آدمی چاہتا ہے کہ اس کا لباس خوب صورت ہو اور اس کا جوتا
 خوب صورت ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ”اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند
 کرتا ہے۔ تکبر سے مراد حق کو نہ ماننا اور لوگوں کو ذلیل سمجھنا ہے۔“
 فرمایا ”کیا میں تمہیں دوزخیوں کی خبر نہ دوں؟ ہر جھگڑا لو تکبر کرنے والا ہے۔“
 اور فرمایا ”کیا میں تمہیں وہ شخص نہ بتا دوں جو آگ پر حرام ہے؟ ہر قریب بردبار،
 نرم مزاج اور سہولت (دینے والا) ایسا ہے۔“

حجۃ اللہ بالقرن دوم ص ۶۴۱

طہارت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
 ”طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔“
 ”نماز کی کنجی طہارت ہے۔“

میں (وہی اللہ) کہتا ہوں ”ان سب میں صراحت ہے کہ (نماز میں) طہارت شرط ہے اور

طہارت ایک مستقل عبادت ہے جو نماز کے ساتھ موقت و مقرر کی گئی ہے اس لئے کہ
ہر ایک کا فائدہ ایک دوسرے پر موقوف ہے اور اس میں نماز جو کہ شعائر الہی میں سے ہے
اس کے بارے میں تعظیم بھی ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۲۲۲

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے۔“

فرمایا: ”جو وضو کرے اور خوب وضو کرے تو اس کے بدن سے گناہ نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ اس
کے ناخنوں سے بھی (گناہ نکل جاتے ہیں)۔“

فرمایا: ”میری امت کو قیامت کے روز بلایا جائے گا اور وضو کے آثار کے باعث ان
کے چہرے اور پاؤں روشن ہوں گے، پس تم میں سے جو کبھی اپنا نور بڑھا سکے وہ ایسا کرے۔“
اور فرمایا: ”وضو کی حفاظت صرف ایمان داری ہی کرتا ہے۔“

(حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۲۱۸-۲۱۹)

”تم میں سے کوئی اس حالت میں نماز نہ پڑھے کہ وہ پیشاب پاخانہ کی کشمکش میں مبتلا ہو۔“

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۲۱۷

وضو کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ شرط نہیں، ادب میں سے ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ”جو اللہ کا ذکر نہ کرے (یعنی بسم اللہ نہ پڑھے) اس کا

وضو نہیں۔“

میں (ولی اللہ) کہتا ہوں، علمائے حدیث کا اس حدیث کی صحت پر اتفاق نہیں، اور اگر اسے
صحیح مان لیا جائے تو یہ ان مقالات میں سے ہے کہ جہاں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے طریق تعلق
میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ چنانچہ مسلمان ہمیشہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کی حکایت کرتے
اور لوگوں کو سکھاتے چلے آئے ہیں مگر وہ بسم اللہ کا ذکر نہیں کرتے، حتیٰ کہ محدثین کا زمانہ ظاہر ہوا

اُرد اس حدیث میں اس پر نص ہے کہ تسمیہ یا تو وضو کا رکن ہے یا شرط ہے اور دونوں وچول
میں اس طرح تطبیق ہو سکتی ہے کہ اس سے مراد قلب کے ساتھ ذکر کرنا ہے کیونکہ نیت کے
بغیر عبادات قبول نہیں ہوتیں۔ اس صورت میں "لا وضوء" کا کلمہ اپنے ظاہر پر ہوگا۔

ہاں البتہ بسم اللہ پڑھنا آداب میں سے ہوگا جیسے کہ تمام باقی آداب میں، کیونکہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو مستہم یا نشان کام بھی اللہ کے نام کے ساتھ شروع نہ کیا جائے
تو وہ بگڑ جاتا ہے۔ اور بہت سے مقامات میں قیاس کرنے سے بھی ان کا آداب ہونا ثابت
ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ معنی یہ ہو کہ بسم اللہ کے بغیر وضو کامل نہیں ہوتا، مگر میں اس تاویل کو
پسند نہیں کرتا اس لئے کہ یہ ایک بعید تاویل ہے جو کہ اصل لفظ کے بھی مخالف ہے۔"

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۴۲۱-۴۲۰

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی تصویر ہو

ملائکہ رحمت

یا کتا ہو یا جنسی ہو۔

جنسی اور جسے احتلام ہو یا جو حیض سے فارغ ہو اس پر غسل فرض ہوتا ہے (مختصاً)

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۴۲۱ تا ۴۲۰

یہ اسلام کے شعار میں سے ہے۔ اسی کے ذریعے

ایک ملک دار الاسلام بن جاتا ہے۔

اذان کے فضائل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "مؤمن کی جہاں تک آواز سنتی جاتی ہے اس کی
مغفرت کی جاتی ہے اور جن دانس اس کی گواہی دیتے ہیں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے: "جس نے سات برس ٹولب کی نیت سے اذان دی

اس کے لئے دوزخ سے بڑا تکھ دی گئی۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: "اذان اور اقامت کے درمیان دُعا رد نہیں ہوتی۔"

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۴۵۶

نماز میں تین چیزیں اصل ہیں : نماز میں ضروری امور

- ۱۔ دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضور کرے۔
- ۲۔ زبان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔
- ۳۔ اپنے بدن میں اللہ تعالیٰ کی انتہائی تعظیم کرے۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۴۴

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ”جب نماز کھڑی کی جائے تو دوڑتے ہوئے مرت آؤ بلکہ (وقار سے) چلتے ہوئے آؤ۔“

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۴۵

جس نے کسی وقت کی (فرض) نماز چھوڑ دی وہ گنہگار ہے چاہے وہ سارا وقت ذکر اور دوسری عبادات میں لگاٹے رکھے اور جس نے فرض زکوٰۃ چھوڑ دی اور دوسرے بھلائی کے کاموں میں سارا مال خرچ کر دیا وہ بھی گنہگار ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۳۱۹

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :
”بندے اور کفر کے درمیان

نماز بندے اور کفر میں فرق ہے

ترک نماز کافری ہے۔“

میں (شاہ ولی اللہ) کہتا ہوں، نماز دراصل اسلام کے شعائر و علامات میں سے سب سے عظیم الشان ہے۔ جب نماز ہی مفقود ہو گئی تو اس کے فقدان کے باعث اسلام کے جاتے رہنے کا حکم دینا چاہئے اس لئے نماز اور اسلام میں بہت زیادہ ملاہبت و اتحاد ہے، نیز نماز ہی اسلام کے معنی یعنی اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کو ثابت کرنے والی ہے۔ جس کو اس سے کبھی حصّہ نہ ملا تو اس کا اسلام اسی قدر باقی رہ گیا جو بالکل ہی غیر معتبر ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۴۴۶-۴۴۷

marfat.com

Marfat.com

نماز کی فضیلت! فرمان الہی ہے: ان الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ الشَّيْئَاتِ (سورہ مائدہ ۱۱)

”بے شک نیکیاں لے جاتی ہیں برائیوں کو۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کیلئے یہ فرمایا جس نے گناہ کرنے کے بعد باجماعت نماز ادا کی کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے گناہ بخش دیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر بہتی ہو جس میں وہ روزانہ پانچ بار غسل کرے تو کیا اس پر کچھ میل باقی رہ سکتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں، فرمایا! اسی طرح پانچوں نمازوں کا معاملہ ہے اور جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک، ان کے درمیان گناہوں کا کفارہ ہے جب تک کہ کباڑے سے بچتا رہے۔“

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۴۴

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ”باجماعت نماز ادا کرنا تمہارا ادا کرنے سے ستائیس درجہ (اور ایک روایت میں فرمایا پچیس درجہ) زیادہ افضل ہے۔“

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۲۵۳

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ”اگر لوگوں کو اذان اور صفِ اول کی فضیلت معلوم نہ ہو تو وہ قرعہ ڈالیں۔“

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۸۹۲

تراویح ہمیشہ رکعت ہیں! صحابہ کرام اور تابعین (رضی اللہ عنہم) نے قیام رمضان میں ان باتوں کا اعجاز کر لیا:

۱۔ مساجد میں اجتماع کا اہتمام کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسا کرنے سے (قیام رمضان) سب خواص و عوام کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔

۲۔ ابتدائے شب میں اسے لو کرتے۔ حالانکہ یہ قول بھی ہے کہ رات کے آخری حصے میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور وہ افضل ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آسانی پر تشبیہ کیا، اور اس

کی تعداد بیش رکعت ہے (وَعَدَدُهُ عِشْرُونَ رُكُوعًا)۔

حجۃ اللہ البالغہ، مترجم دوم ص ۵۰۵

امام مالک رضی اللہ عنہ نے بروایت زبید بن دربان روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ تراویح تیسریں رکعت پڑھتے تھے (انہی میں تین رکعت وتر کی ہیں)

ازالۃ الخفا دوم ص ۱۴۱

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ وتر تین رکعت پڑھتے تو پہلی

وتر تین ہیں

رکعت میں "سبح اسم ربک الاعلیٰ" اور دوسری میں

"قل یا ایہا الکفران" اور تیسری میں "قل ہو اللہ احد" اور معوذتین پڑھتے۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۵۰۴

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز وتر میں رکعت پڑھی درمیان میں سلام کے بغیر۔

ازالۃ الخفا دوم ص ۱۴۱

مسجد دراصل اسلام کے شعائر میں سے ہے

آداب مسجد

اور مسجد تعمیر کرنا اور اصل کلمہ حق بلند کرنے میں مدد دیتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: "جو (مسلمان) اللہ کی رضا کے لئے مسجد بنائے اللہ تعالیٰ

اس کے لئے جنت میں ایک گھر بناتا ہے۔

آداب مسجد حسب ذیل ہیں:

۱۔ مسجد کی تعظیم کا خیال رکھنا

۲۔ مکروہ اور قابل نفرت اشیاء سے مسجد کو پاک رکھنا۔

۳۔ مسجد کے اندر ایسے کاموں سے پرہیز رکھنا جن کی وجہ سے عبادت کرنے والوں کو

پریشانی ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ساری زمین مسجد (جائے نماز) ہے سوائے قبرستان

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۴۵۷ تا ۴۶۱

اور حمام کے۔

marfat.com

Marfat.com

روزہ کے مسائل و فضائل

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”روزہ نہ رکھو حتیٰ کہ تم چاند دیکھ لو اور افطار (عبید) نہ کرو حتیٰ کہ تم اسے دیکھ لو۔ اگر تم پر ابر چھا جائے تو اس کا اندازہ کر لو۔ اور ایک روایت میں ہے ”پھر میں پورے کر لو۔ ہم اُمّی قوم ہیں، نہ لکھنا جانتے ہیں اور نہ حساب کرنا جانتے ہیں۔“

”سحری کھایا کرو اس لئے کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔“

”جو روزہ دار کو افطار کرانے یا مجاہد کو سامانِ حرب دے تو اس کے لئے بھی اسی کے ثواب کی طرح (اجر) ہے۔“

”لوگ اس وقت تک بھلائی پر رہیں گے جب تک وہ افطار جلدی کریں گے۔“

”جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور ایک روایت میں ہے ”رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔“

”جس نے ایمان اور ثواب کی نیت سے روزہ رکھا اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔“

”ابن آدم کے ہر عملِ صالح کی نیکیاں دس گنا سے سات سو گنا تک زیادہ کی جاتی ہیں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا مگر روزہ اس لئے کہ یہ پیرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ وہ میری خاطر اپنی شہوت اور کھانا چھوڑتا ہے۔“

”روزہ دار کے لئے دو فرحتیں ہیں، ایک فرحت اس کے افطار کے وقت اور ایک فرحت اس کی اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔“

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبید الفطر اور شک کے دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ اور یہ بھی فرمایا ”تم میں سے کوئی رمضان سے ایک یا دو روز پہلے روزہ نہ رکھے سوائے اس کے کہ جو آدمی اس دن روزہ رکھا کرتا تھا تو وہ اس دن کا روزہ رکھ لے۔“

(حجۃ اللہ بالذموم ص ۱۵۵)

حج فرض ہے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے نبوت! تم پر اللہ تعالیٰ نے حج فرض کیا ہے اس لئے حج کرو۔ ایک آدمی نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہر سال آپ خاموش رہے حتیٰ کہ اس نے تین بار سوال دہرایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اگر میں کہہ دوں "ہاں" تو لازم ہو جائے گا اور تم سے یہ نہ ہو سکتا۔"

یہ بھی فرمایا "جو اللہ کے لئے حج کرے اس میں مغوا و فسق باتیں نہ کرے تو وہ ایسے واپس آیا جیسے کہ اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا۔"

اور یہ بھی فرمایا، "جو زادِ راہ اور سواری حاصل کر لے جو اسے بیت اللہ تک پہنچا دے اور وہ حج نہ کرے تو اس پر کوئی تعجب نہیں کہ وہ یہودی مرے یا نصرانی مرے۔"

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۵۹۸ تا ۶۰۰

عید الاضحیٰ میں خاص بات یہ ہے کہ عید گاہ سے واپس آکر ہی کھائے، چنانچہ واپس آکر قربانی سے کھائے تاکہ قربانی

قربانی کا اہتمام

کی عظمت و اہتمام اور اس میں رغبت ہو اور اس سے برکت حاصل ہو۔ اور نماز پڑھنے کے بعد قربانی کرے اس لئے کہ ذبح تب ہی قربت و عبادت ہوگی جبکہ وہ حجاج سے مشابہ ہو۔ اور چونکہ قربانیاں کرنا

اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کے باب سے ہے اور فرمانِ الہی بھی یہی ہے۔ "اللہ کو نہیں پہنچتے ان کے گوشت اور نہ لہو لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارے دل کا ادب" اس لئے ان کو فریہ کرنا اور عمدہ جانور پسند کرنا مستحب ہوا۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۵۳۷

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا، ایک آدمی بہادری (دکھانے) کے لئے لڑتا

جہاد اور مجاہدین

ہے، ایک آدمی (قومی) غیرت کے باعث لڑتا ہے۔ ان میں سے اللہ کی راہ میں

کون ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا، جو اس لئے لٹے تاکہ اللہ کا کلمہ ہی بلند ہو تو وہ اللہ کی راہ میں ہے۔

یہ بھی فرمایا، جنت میں ایک سو درجات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کو سامان دے اس نے جہاد کیا اور جس نے غازی کے گھر والوں کی خیر گیری کی اس نے جہاد کیا۔ اور فرمایا: افضل ترین صدقہ اللہ کی راہ میں سایہ کے لئے خیر دینا ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۸۹ تا ۹۰

سُنَّتِ بِاعْتِاقِ تَقْوِيمِ مِلَّتِ سِ اس (یعنی قرآن کریم) کے بعد سُنَّتِ جَانِنِ

کی ضرورت ہے اس لئے کہ اس کا درجہ کتاب اللہ کے بعد ہے اور اسی کے ذریعہ ملت قائم ہے اور یہی امت میں حضور نبی اکرم ﷺ کی دراست ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۵۲۵

گرمی پڑی چیز کا حکم جس چیز سے اس کا مالک مستغنی ہو اور اس کو چھوڑنے کے بعد واپس نہ آیا کرے اور

وہ حقیر ہو تو اس کا مالک بنا جائز ہے بشرطیکہ یہ مان ہو کہ مالک غائب ہو چکا اور وہ واپس نہیں آئے گا اس (چیز) کی طرف (مالک کا) واپس آنا محال ہے اس لئے یہ لوٹ کر اللہ کا مال بن چکی اور مباح ہو گئی۔

جو چیز قابل اعتنا ہو کہ تلاش کی جائے اور غائب ہونے والا اس کے لئے واپس آ جائے تو اس قسم کی چیز کی جیسی تشہیر کی عادت مردوبہ ہے اس کی تشہیر کرنا لازم ہے، اور تب تک تشہیر کرنی چاہئے کہ گمان ہو جائے کہ اس کا مالک نہیں لوٹے گا۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۷۱۸

ایام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) نے آیتہ **وَإِذَا ضَرَبْتُمْ** سفر میں نماز قصر کرنا

میں تو نہیں ہے تم پر کچھ گناہ کہ کم کر دو نماز سے اگر خوف کرو تم کہ فتنہ میں ڈالیں گے تم کو کافر میں کہا ہے کہ اس آیت سے تو صرف اس صورت میں قصر کی اجازت نکلتی ہے جس میں سفر اور خوف دونوں ہوں مگر احادیث و اجماع امت نے اس کے ساتھ ہر سفر میں گو بغیر خوف کے ہو قصر کرنے کو الحاق کر دیا ہے (گویا)

اصل اس مسئلہ میں یہ ہے کہ سفر اور خوف دونوں میں سے ہر ایک سبب تخفیف بن سکتا ہے لہذا جہاں سفر پایا جائے خوف نہ ہو وہاں بھی قصر ہونا چاہئے۔

ازالہ التحق اول ص ۲۶۶

نیکی کی تمام اقسام میں سے اعلیٰ ترین نیکی اللہ کی صفات پر ایمان لانا

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر ایمان لائے اور ان کے ساتھ خدا کے متصف ہونے کا عقیدہ رکھے، اس لئے کہ یہی بات اس بندے اور اللہ کے درمیان تعلق کا دروازہ کھولتی ہے اور اُسے وہاں سے منکشف ہونے والی عظمت و کبریائی کے لئے استعداد پیدا کرتی ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۱۶

اور نیکیوں میں عظیم ترین نیکی تقدیر پر ایمان لانا ہے

تقدیر پر ایمان لانا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "جو خیر و شر کی تقدیر پر ایمان نہ لائے، میں اس سے بڑی ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں بھی فرمایا، "کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ خیر اور شر کی تقدیر پر ایمان نہیں لے آتا اور جب تک یہ نہیں جان لیتا کہ جو پہنچا ہے وہ ٹلنے والا نہ تھا، اور جو ٹل گیا وہ اُسے

نہیں پہنچے گا"

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۱۶۲-۱۶۳

عبادت بندوں پر اللہ کا حق ہے | یاد رہے کہ نسیکی کی

عظیم ترین نوع یہ ہے
 کہ انسان پوری جمعیت قلبی کے ساتھ یہ عقیدہ رکھے اور اس عقیدہ کے برعکس کا احتمال
 بھی نہ آئے کہ عبادت دراصل بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے، اور اللہ تعالیٰ کی جانب
 سے ان سے عبادت کا اسی طرح مطالبہ کیا جائے گا جیسے کہ دوسرے حقوق والے اپنے
 اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو فرمایا "اے معاذ! جانتے ہو
 کہ بندوں پر اللہ کا حق ہے؟ اور اللہ پر بندوں کا کیا حق ہے؟ حضرت معاذ نے عرض
 کیا، اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا، بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے
 کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کریں۔
 اور اللہ تعالیٰ پر بندوں کا حق یہ ہے کہ جو اس کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ
 کرے اس کو عذاب نہ دے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جو آدمی یہ اعتقاد پختہ طور پر نہ رکھے اور اس کے نزدیک یہ احتمال
 ہو سکتا ہے کہ انسان بے کار مہمل ہے پروردگار مرید (مالک ارادہ) و مختار (مالک اختیار) کی
 طرف سے نہ اس عبادت کا مطالبہ ہوگا اور نہ اس پر پورا اخذہ ہوگا تو وہ دہریہ ہے۔ اگرچہ ایسا
 آدمی اپنے ظاہری اعضا کے ساتھ عبادت کرتا ہو (مگر اس کی عبادت کا اس کے دل پر کچھ بھی
 اثر نہ ہوگا) قلبی طور پر اس کی کچھ عبادت نہ ہوگی اور نہ ہی اس کے اور اس کے رب تعالیٰ کے
 درمیان کو دروازہ (رسالی) ہی کھلے گا بلکہ اس کی یہ (عبادت گزار) اس کی دوسری عادات
 کی طرح ایک عادت ہوگی۔

حجۃ اللہ البالغہ اول ص ۱۴۶-۱۴۷

حق کے ساتھ کلام کرنے کے باوجود بد مذہبوں کے

دل ایمان سے خالی ہوتے ہیں

احمد نے طارق بن زیاد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خارجیوں کی طرف گئے آپ نے انہیں قتل کیا، پھر کہا دیکھو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب ایک قوم خروج کرے گی جو حق کے ساتھ تکلف یا تکلم کریں گے لیکن حق ان کے حلقوم سے نیچے نہ اترے گا۔ وہ حق سے ایسے نکل جائیں گے جیسا کہ تیرکمان سے۔ الخ

ازالۃ الخفا دوم ص ۵۳۳

ایمان صحیح کے بغیر قرآن پڑھنا بے سود | احادیث نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس

نے ایمان و قرآن دونوں کو حاصل کیا اس کی مثال مثل تریج کے ہے جس کی خوشبو بھی عمدہ اور ذائقہ بھی عمدہ، اور جس نے قرآن و ایمان دونوں کو نہ حاصل کیا اس کی مثال حنظل کی ہے جس کی بو بھی بُری اور مزہ بھی بُرا۔

ازالۃ الخفا دوم ص ۵۳۲

گستاخِ رسول کسی قوم سے ہو، مستحقِ سزا ہے

ایک یہودی عورت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی تھی اور آپ کے خلاف بکتی تھی (معاذ اللہ)۔ ایک آدمی نے اس کا گلا دبا دیا اور وہ مر گئی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو باطل کر دیا۔

حجۃ اللہ البالغہ دوم ص ۸۸۲ - ۸۸۳

ضمیمہ

القول الحسنی کا تعارف

القول الجلی کا تعارف

القول الجلی شاہ صاحب کے احوال و مقامات پر مشتمل تذکرہ حیات ہے۔ یہ آپ کے محبوب و معتمد خلیفہ شاگرد شاہ محمد ماشق پھلتی کی تالیف ہے جو شاہ صاحب کی حیات میں ہی مرتب ہو گئی تھی۔ آپ نے اسے خود دیکھا اور تصدیق سے نوازا۔ گویا یہ آپ کے نظریات کا ایک مستند و معتبر ماخذ ہے۔

جناب مولوی حافظ تقی انور علی صاحب کاکوری نے اس کا اردو ترجمہ کر دیا ہے اور ۱۹۸۸ء میں الھنوز (بھارت) سے معج ہو چکا ہے جو اس وقت نایاب نہیں تو کیا ضرور ہے۔
 زیر نظر کتاب شاہ ولی اللہ کے افکار و نظریات کا مسودہ تقریباً مکمل ہو چکا تھا کہ اس اردو ترجمہ کا ایک نسخہ جناب حافظ فیاض احمد صاحب ادارہ معارف نعمانیہ شاد باغ لاہور سے عاریتاً دستیاب ہوا۔ وقت کی کمی کے باعث بسرعت مطالعہ مکمل کیا۔ اخذ کئے گئے چند منتخب اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ آپ نظر غائر دیکھیں گے تو پہلے سے پیش کردہ نظریات کی مکمل تائید پائی گئی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ان کے مطالعہ سے حضرت شاہ صاحب کے نظریات کو سمجھنے میں مزید آسانی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہی راہنمائی فرمانے والا ہے۔ ملاحظہ کیجئے :

معارف اولیا کی شان | اشعیاں العظمیٰ ۱۱۳۳ یدینہ طیبہ سے مکر معطر
 لوٹے وقت رابع کے مقام پر جو پانچویں

منزل پر ہے جبکہ بڑے دقیق اسرار و حقائق و معارف بیان فرما رہے تھے، ارشاد فرمایا کہ کیا کوئی ہے جو ان حقائق و معارف کو جس کو لوگ سمجھ سکیں قلم بند کرے۔ اور اگر کوئی تلمیذ کرے تو یقیناً اس کے ضمن میں اسرار و مندرج پانے کا اور فوائد عظیمہ شاید ذکرے گا۔ ص ۱۱۵ - ۱۱۶

اے بے پاکستان! یہ سہ کتابوں گنج بخش۔ وڈ لاہور نے اسے نہایت خوبصورت انداز میں شائع کر دیا ہے اور کتاب میں درج حوالہ جات اسی کے مطابق ہیں۔

تصوف عقیدہ انبیاء علیہم السلام | شاہ نور اللہ بیان فرماتے ہیں

کہ حضرت اقدس ایک روز مسائل تصوف بیان فرما رہے تھے اور میرا دل مطمئن نہ ہو رہا تھا میں نے خواب دیکھا کہ جیسے ایک بہت بڑا مقبرہ ہے اور اس مقبرہ میں حضرت ابراہیم موسیٰ و دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مزارات ہیں اور ایک دوسرے نبی بھی وہاں تشریف فرما ہیں۔ میں نے ان کو سلام کیا، انہوں نے بعد جواب سلام فرمایا کہ وہ مسئلہ (تصوف) حق ہے اور ان اہل مزارات انبیاء علیہم السلام کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

۱۳۵ - ۱۳۶

اولیاء کو موت کا اختیار | ایک مرتبہ آپ کے ہمراہیوں میں سے ایک

شخص کو انتہائی کمزوری کی وجہ سے پیادہ پائی کی سکت نہ رہی اور اسی حالت میں مرض نے اتنی شدت اختیار کی کہ نشست و برخاست کی بھی سکت نہ رہی۔ (دعا کی درخواست پر) آپ نے اسی

وقت دست مبارک اٹھائے اور دُعا مانگنا شروع کی

اسی وقت اس مریض کی حالت بہتر ہونا شروع ہو گئی۔ پانچ چھ روز میں ان کو اتنی طاقت آگئی کہ تین چار کوس سفر طے کر سکے۔ ان کے اتنی جلدی صحت یاب ہونے میں حضرت اقدس کی کرامت صاف ظاہر تھی۔ اسی دوران حضرت اقدس کو دوبارہ الہام ہوا کہ (فی الوقت) یہ آفت ٹل گئی ہے اور اس مریض کو شفا محض تمہاری ہمت و توجہ کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔ اور دُعا ردِ قضا کا باعث ہوئی لیکن بہ حال اس قضا کا ظہور لاری ہے (وہ کسی بھی صورت میں ہو) خواہ کسی کی موت کی صورت میں یا کسی شے کے ضائع ہوتے میں ہو۔ اس کے انتخاب کا تمہیں اختیار دیا جاتا ہے الخ۔

۱۳۹ - ۱۴۰

شاہ ولی اللہ نے تعویذ دینے پر اصرار فرمایا

حضرت اقدس رہتک تشریف لے گئے وہاں آپ ایک روز مخلصین کے بچوں کے لئے

تعویذات تحریر فرما رہے تھے کہ اثنائے تحریر محمد قطب کی طرف توجہ ہوئے۔ دیکھا کہ وہ تعویذ کے خواہاں نہیں ہیں بلکہ کچھ خائف ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی زبان مبارک سے کوئی ایسا کلمہ ہماری ہو جائے جو رنج اور تکلیف کا سبب ہو جائے۔ اسی وقت بے اختیار زبانِ غیب نے زبان سے ارشاد فرمایا کہ کیوں تم تعویذ نہیں لو گے؟ انہوں نے جب یہ بات سنی، رنج و طلال کا اثر چہرہ پر ظاہر ہوا کہ تعویذ ایک قسم کے کسل کا مشعر ہے۔ عرض کیا کہ ہمتِ عالی غلاموں کی جانب بندول ہی ہے وہی دین زد دنیا کا تعویذ ہے، کسی دوسرے تعویذ کی حاجت نہیں۔ تھوٹے ہی عرصہ بعد ان کا لڑکا بیمار ہوا اور وہ تعویذ کے محتاج ہوئے بعد ازاں اس سے اس نے شفا پائی۔

۱۳۳

حضرات حسین کریمین علیہ السلام کی عنایات کو نعمت ماننا ولیوں کا نشوونما ہے

حضرت اقدس نے تحریر فرمایا کہ میں نے ۱۰ صفر ۱۳۳۲ھ کی شب میں خواب دیکھا کہ حضرات حسین رضی اللہ عنہم میرے غریب خانہ پر تشریف لائے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے دست مبارک میں ایک ٹوٹا ہوا قلم ہے۔ آپ نے دست مبارک بڑھا کر وہ قلم اس فقیر کو عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ قلم میرے جد بزرگوار یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ پھر فرمایا کہ تمہارا جہاد تاکہ امام حسین رضی اللہ عنہم اس قلم کو درست روئے۔ پس حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس کو درست فرما کر مجھے عنایت فرمایا۔ اسے ایسا نجات و سرور مجھے حاصل ہوا جو بیان میں نہیں آسکتا۔

پھر ایک دھارا دار چادر لائی گئی جس میں ایک سفید دھاری تھی دوسری سبز۔ وہ چادر حضرات حسین رضی اللہ عنہم کے روبرو رکھی گئی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم نے اس کو اٹھا کر ہر زبانِ غیب فرمایا کہ ہزاروں روح اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر سے مجھے اور دعا دیا۔ میں نے اس کو بعد تعظیم و تکریم سر پر رکھا اور جناب انہی میں اس نعمتِ عظمیٰ کے حصول کا شکر ادا کیا۔ پھر میری

۱۳۳۲ھ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہم نے دعا کی اور انہیں تیسرا دعا دیا۔

marfat.com

Marfat.com

محفل میلاد میں انوار برستے دیکھے | آپ نے تحریر فرمایا کہ

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (محفل میلاد شریف) مولد شریف میں لوگوں کا ایک جم غفیر تھا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام اور آپ کے معجزات بیان کرنے میں مشغول تھے۔ ناگاہ میں نے اس بقعہ کریمہ سے عجیبانہ نکتی ہونے دیکھیں۔ مجھے ان کے ادراک کی فکر ہوئی کہ کیا وہ نگاہ ظاہر سے ہیں یا نگاہ باطن سے۔ پھر جب میں نے غور کیا تو دیکھا کہ وہ ان ملائکہ کے انوار ہیں جو اس متبرک مقام پر مامور ہیں اور ان میں انوار رحمت بھی شامل ہیں۔ اور ان انوار کی تفصیل فیوض الحرمین میں مرقوم ہے۔

۱۹۲۰ - ۱۹۳۰

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم | حضرت اقدس نے تحریر فرمایا کہ جب میں

مدینہ منورہ میں داخل ہو کر روضہ اطہر کی زیارت سے مشرف ہوا تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی روح پر فتوح کو ظاہر و آشکارا دیکھا، لیکن نہ تو عالم اجسام میں اور نہ عالم ارواح میں بلکہ عالم مثال میں جو جس ظاہر سے قریب ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ عوام جو درود وغیرہ میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نشانیاں بیان کرتے ہیں، اہ اسی جہت سے ہے۔ پھر میں یکے بعد دیگرے مرقد مطہر کی طرف متوجہ ہوا تو اس ذات قدسی صفات نے مختلف صورتوں میں ظہور فرمایا۔ کبھی پر شکوہ و بارعجب لباس میں (لباسِ شاہانہ میں) کبھی جذب و محبت اور انس کی شکل میں اور کبھی سریان کی صورت میں اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا اس مولد کی فضا روح مبارک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پڑ ہو گئی اور مجھیں مار رہی ہے، حتیٰ کہ اسے دیکھنے والا خود بھی اپنے کو اس میں گم کر دیتا ہے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ صورت پاک جس سے آپ عالم ناسوت میں متمثل تھے، مجھے دکھائی دی۔ باوجود اس کے کہ میری ہمت روحانیت کی طرف تھی۔ پس مجھے یقین ہو گیا کہ صورتِ کبریٰ کی تقویم روح شریفہ کے خواص سے ہے اور ان لا ننبی الا یؤمنون و انہم

يُصَلُّونَ وَيُحْجُّونَ (انبیاء علیہم السلام کو موت نہیں آتی وہ اپنی قبور میں (بھی) نماز پڑھتے اور حج ادا کرتے ہیں) میں اس کی طرف اشارہ ہے اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجا ہو اور آپ نے انبساط فرمایا ہو اور میرے لئے قاضی ہوئے ہوں۔ ص ۱۶۳

امتی محتاج اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استمداد

حضرت اقدس نے تحریر فرمایا کہ مدینہ منورہ میں داخلہ کے تیسرے روز میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دونوں اصحاب رضی اللہ عنہما پر سلام بھیجا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے پران سب کا افاضہ فرمائیے جو اللہ نے آپ پر افاضہ فرمائے ہیں کہ آپ کی خدمت میں ہم محتاج بن کر آئے ہیں اور آپ رحمۃ اللعالمین ہیں۔

میں نے دیکھا کہ آپ نے میری طرف بہت زائد نبساط فرمایا اور مجھے اپنی رات مبارک میں ڈھانپ لیا اور مجھ پر اسرارِ عظیم روشن فرمائے اور مجھے حاجتوں میں اپنی ذات مبارک سے استمداد کی کیفیت سے شناسا فرمایا۔ اور خود بدولت پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے دانوں کے جواب کی کیفیت نیز اپنی ان اشخاص کی طرف انبساطی کیفیت سے جو نفسِ نفیس آپ کی مدح میں مبالغہ کرتے ہیں، مطلع فرمایا۔ ص ۱۶۳ - ۱۶۴

خمیر آدم کے وقت بھی نبی تھے علی نبیاء علیہ السلام

(ایک مرتبہ) میں نے سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حضور میں حدیث گنت نبیاء و آدم منجدل بین الماء و العین کے بارہ میں سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی صوتِ مثالیہ مشاہدہ کرائی نیز عالم مثال سے عالم اجساد کی طرف اپنی منتقلی کی کیفیت دکھائی اور مجھے انبیاء علیہم السلام کی صورتیں اور ان کے اشباہ دکھائے اور حضرت الہی سے ان پر افاضہ نبوت کی کیفیت اور جو کچھ عالم مثال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مفاض ہوئے مشاہدہ کرایا۔ الخ

صاحبِ بولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم | آپ نے تحریر فرمایا کہ میں نے

جو سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) پر تھی، مشابہہ کیا یعنی بُولَاکُ لَمَّا خَلَقْتُ الْأَفْلَاکَ (اگر تم نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا) سے مراد وہی نظر ہے۔ پس میں آنجناب کا ملاحظہ ہی ہو گیا اور آپ نے مجھے اپنے ساتھ چسپاں کر لیا اور جو ہر بے مثل عرض ہو گیا اور اس نظر کا منظور نظر ہو گیا نیز اس کا منظر ہو گیا اور اس کی حقیقت کا ادراک کر لیا۔ والحمد للہ علی ذالک۔

۱۶۷

اہل بیت کا طریقہ اولیاء اللہ کے طریقوں کی اصل ہے

آپ نے تحریر فرمایا کہ میں ایک دن حضرات اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قبور کی طرف متوجہ ہوا، میں نے ان کو طریقہ معرفت پر پایا، جو اولیاء اللہ کے طریقوں کی اصل بنیاد ہے۔

۱۶۹

حل مشکلات کے لئے ولیوں سے مدد مانگنا جائز،
اسے شرک کہنا جہالت

ایک شخص 'محمد یوسف' جو ایک عالم آدمی اور دیانت دار درویش ہیں ایک شخص دوست محمد سے کہ وہ بھی فاضل آدمی تھے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ واقعہ بیان کیا کہ میں اکثر اوقات ایک عزیز کے پاس جو تصوف میں مشہور تھے جایا کرتا تھا اور مجھے یہ معلوم تھا کہ ان کے عقائد اچھے نہیں ہیں۔ اور ایک دوسرے شخص کے پاس بھی جایا کرتا تھا جس کی صحبت میں تاثیر تھی اور بظاہر وہ پابند شرع تھا اور ان دونوں پر مجھے پورا اعتماد تھا۔ ایک دن میں نماز فجر کیلئے اٹھا جاتا تھا صرف تکبیر کہنے کی دیر تھی۔ میں نے چاہا کہ دو رکعت پڑھ کر جماعت میں شامل جاؤں جیسے ہی نیت باندھنے کا ارادہ کیا دونوں متمثل ہو کر یہاں آگے اور مجھے نماز سے روکنے لگے میں

marfat.com

Marfat.com

نے ہرچیز چاہا کہ ان سے روگرداں ہو کر نماز شروع کر دوں لیکن باوجود میری کوشش کے یہ بات کسی طرح ممکن نہ ہوئی۔ ان میں سے ایک تو سجدہ کی جگہ پر بیٹھ گیا تاکہ میں سجدہ نہ کر سکوں اور دوسرا میرے سپرد میں کھڑا ہوا مجھے روکنے لگا۔ گوکہ ارکان شرعیہ کی حقیقت میں راسخ الاعتقاد تھا۔ لیکن اس بات سے مجھے شک پیدا ہوا، اور جب کوئی چارہ نہ رہا تو عاجز آ کر 'لا حول' پڑھنے لگا۔ اس سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوا۔ پریشانی پر پریشانی بڑھتی جا رہی تھی اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ نماز کا وقت جا رہا ہے گا۔ آخر کار مجھے یاد آیا کہ ایک بار حضرت اقدس نے فرمایا تھا کہ پریشانی اور مشکل پڑنے کے وقت مجھے یاد کر لینا۔ جیسے ہی میں نے حضرت اقدس کا نام لے کر مدد طلب کی، دیکھا کہ حضرت اقدس تشریف لائے اور اپنے دونوں ہاتھوں سے دونوں کے کان پکڑ کر میرے سامنے سے بھگا دیا اور مجھے اس آنت سے نجات دی۔ ^{۱۷۱}

عبد النبی خلیفہ خاص کا نام، یہ شرک نہیں | حافظ عبد النبی جو
آپ کے مرید

خلیفہ خاص ہیں، بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک شب خواب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ جب میں نے اپنے سر کو آپ کے قدموں میں ڈالنا چاہا تو دیکھا کہ حضرت اقدس شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ تھے۔ ^{۱۷۱}

ولیوں کو مستقبل سے آگاہ سمجھ کر سوال کرنا بھی شرک نہیں

جس زمانہ میں سید حسین علی خان کو مغلوں نے قتل کر دیا اور بادشاہ کو گرفتار کر کے ہجوم کیا اور سید عبداللہ خان بادشاہ اور فوج کے مقابلہ کیلئے کثیر فوج ساتھ لے کر نکلے اور سلطان ابراہیم کو تخت شاہی پر بٹھا کر خود جنگ کیلئے مستعد ہوئے۔ خواجہ محمد سلطان نے ولایت ماب حضرت اقدس سے عرض کیا کہ اس جنگ میں فتح کس کو نصیب ہوگی، آپ نے ان سے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبداللہ خان کی ساری فوج متفرق ہو گئی ہے اور اس کا ہاتھی میدان میں تنہا رہ گیا ہے معلوم ہوا ہوتا ہے کہ اس کی فوج کو شکست ہوگی اور فتح محمد شاہ کی قسمت میں ہے۔ انجام کار جب جنگ

چھڑی تو بعینہ وہی واقع ہوا جیسا حضرت اقدس نے زبانِ غیب ترجمان سے فرمایا تھا۔

ص ۱۷۵

شُرک کیا ہے؟ حضرت اقدس نے فرمایا کہ شرک کی کئی قسمیں ہیں ان میں سے ایک شرکِ عبادت ہے اور اس سے مطلب یہ ہے کہ وہ غیر خدا کے لئے اتنا درجہ کا تذل ہے جو قدرت کے اعتقاد اور تدبیرِ غیبیٰ کل متن السموات والارض سے پیدا ہوتا ہے اور اس کا اعتقاد یہ ہو کہ غیر خدا مدبرِ ارض و سما ہے۔ اور وہ تَضَوُّع و تَذَلُّل جس سے ایسا اعتقاد نہ پیدا ہو وہ شرک میں داخل نہیں ہے۔

ص ۱۷۶-۱۷۵

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب بھی عطا فرماتے ہیں

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایک روز کسی وجہ سے کچھ تھوڑا سا میں نے کھا لیا تھا۔ شب کے وقت اچانک حافظ عبد الباقی کے دل میں خیال آیا کہ میرے لئے دودھ لائیں، پس وہ لائے۔ تھوڑا سا میں نے پیا، پھر ایک دوسرے شخص کو دیا اس نے پیا اور بھینک دیا۔ اسی وقت میں یا وضو سو گیا۔ واقعہ میں سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صورت روحیہ کو دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ وہ دودھ ہمارا بھیجا ہوا تھا۔ وہ شخص جس نے اس عظیمہ عظمیٰ کو قبول نہ کیا، وہ ایک بڑی سعادت سے محروم رہا۔

ص ۱۸۱

۱۲ ربیع الاول شریف اور زیارتِ موعظہ مبارک صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت اقدس نے فرمایا کہ بارہویں ربیع الاول کو حسب دستور قدیم میں نے قرآن پڑھا اور

اسے شرکِ عبادت کا تعلق ساجد (عابد) کی نیت پر ہے یعنی اگر سجدہ کرنے والا اپنے معبود کو کمال قدرت اور عالم کی تدبیرِ غیبی کرنے والا سمجھتا ہے تو وہ سجدہ عبودیت ہے۔ لیکن اگر کسی غیر معبود کو اپنی ذات کے اظہار کے لئے سجدہ کرے تو وہ شرک نہیں بلکہ یہ سجدہ تعظیمی ہے نہ کہ سجدہ عبادت (حاشیہ ص ۱۸۱)

اور سجدہ تعظیمی حرام ہے۔ ضیاء

marfat.com

Marfat.com

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نیاز تقسیم کی اور موٹے مبارک کی زیارت کی۔ اثنائے زیارت ملا علی حاضر ہوئے اور آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی روح پر فتوح نے اس فقیر نیز نقیر کے دانتوں کی طرف نہایت التفات فرمایا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ ملا علی اور مسلمانوں کی ایک جماعت کا دائرہ ہے کہ ان کے تازہ دنیا نہ اس سے عروج کر رہے ہیں اور برکات و نصیحت اس سے نزول کر رہے ہیں۔

۱۸۲

محمد قاسم نام کا ایک عرب (جو شاہجہاں آباد کی ایک عربی سرائے میں رہتا تھا) نے

مزارات اولیاء کاتبک

بیان کیا کہ سرائے مذکورہ کے بعض عرب اُمراء ضعفِ سلطنت کے بارہ میں متفکر تھے۔ اسی شب خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کی درگاہ میں حاضر ہیں اور ایک کثیر جماعت قضیہ مذکورہ کے سلسلہ میں متفکر ہے اور حضرت اقدس گویا صاحب اختیار ہیں اور اس قسم کے امور آپ ہی سے متعلق ہیں۔ بس جماعت نے آپ سے رجوع کر کے اپنا سوال عرض کیا۔ حضرت اقدس نے شیخ کے مزار پر جا کر اس بارہ میں مشورہ کیا اور تھوڑا تیرک مزار کا لے کر باہر آئے اور مسکراتے ہوئے فرمایا کہ جو بڑے دن گزرنا تھے گزر چکے، اب اُسندہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا کرم شامل حال ہوگا۔

۱۸۳

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ایامِ عاشورہ

اہل بیت کی فاتحہ (اور ختم قرآن)

میں اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جانب سے متعدد باریہ اشارہ ملا کہ کوئی چیز ان کی فاتحہ کے لئے کرنا چاہئے۔ بنا بریں ایک دن تھوڑی سی شیرینی منگوائی اور ختم قرآن کر کے ایصالِ ثواب کیا۔ پس میرے اس عمل سے ان کی ارواحِ طییبہ میں مسرت و خوشی کا مشاہدہ ہوا۔

۱۸۴

ارشاد فرمایا کہ جب ائمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ارواحِ طییبہ

مقاماتِ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

میں غور و خوض کیا تو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ذاتِ اقدس میں ایک خاص امتیاز اور

رفعت و عظمت کا مشاہدہ ہو اور دوسروں میں نظر نہ آیا اور ایسا واضح ہو کہ وہ نسبت جو اہل بیت کے لئے مخصوص ہے گویا ملاحظہ افکار سے آنجناب میں کامل و مکمل ہوئی۔

۱۸۷

مقامات حضرت غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ | اولیاء اللہ میں جو دبدبہ اور

الہیت حضرت غوث الاعظم (رضی اللہ عنہ) میں معلوم ہوتی ہے وہ کسی دوسرے میں نہیں معلوم ہوتی۔

۱۸۷-۱۸۸

مصطفیٰ خاں جو امرائے وقت میں سے تھے ایک بار بیمار

موت کی اطلاع قبل از وقت

ہوئے۔ ان کے لڑکے مختلف بزرگانِ دین کی خدمت میں گئے اور ان کیلئے شفا و تندرستی کی دعا کے خواہاں ہوئے۔ پھر حضرت اقدس کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ موت تو اسی بیماری میں ان کے لئے مقدر ہو چکی ہے۔ اس سے نجات ممکن نہیں ہے۔ ان کے لڑکوں نے مکرر کہہ کر عرض کیا، آپ ہر بار یہی جواب دیتے رہے۔ ناچار انہوں نے عرض کیا کہ خود مریض سے یہ بات کیسے کہی جائے اس کا دل ٹوٹ جائے گا۔ آپ نے فرمایا مناسب الفاظ سے تسلی دے دینا چاہئے لیکن بالکل دھوکا بھی نہ دینا چاہئے چنانچہ آپ کے فرمانے کے مطابق چند ہی روز بعد ان کی وفات ہو گئی۔

۱۹۱

۲۴ ماہ شعبان ۱۱۵۰ھ کو حضرت اقدس بچلت تشریف لائے اور ۲۵ ماہ مذکور کو

اولیاء اللہ کی برکات

ایک شخص غلام احمد نام ساکن قصبہ بڈھانہ نے جو قصبہ بچلت سے دس کوس کی مسافت پر

لے اسمائے الہی اور اسمائے کوئی کے درمیان مقام برزخ ہے جو محل فناء و بقا و سلب و ثبوت عالم کا مقتضی ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔

جانب مغرب واقع ہے خواب دیکھا کہ وہ اور چند دوسرے لوگ۔ شاہ محمد زاہد کے تئیں
 کے نزدیک جو قصہ بزرگ میں ہے کھڑے ہیں اور پوجہ خشک سالی جو اس سال ہوئی تھی،
 پریشانہ و منسلک ہیں، اور اس سلسلہ میں افسوسا کر رہے ہیں، اسی دوران ایک طویل انقاس
 وحیہ صورت رز چشمے کی جانب سے آیا اور کہنے لگا کہ رنج و غم کرتے اور پریشان ہونے
 کا کوئی ضرورت نہیں، کل ایک دن زمانہ پھلت میں آیا ہے اور میں اس سے ملاقات کر کے آ
 رہا ہوں۔ انشاء اللہ اس ضلع میں ان کی تشریف آوری کی برکت سے (قدم مہینت لڑوم سے)
 بارش ہوگی، نیز دوسری برکتیں ظاہر ہوں گی۔ جلگے کے بعد اس نے یہ خواب اپنے ساتھیوں
 سے بیان کیا اور بمقتضائے حسن عقیدت اس خواب کو میثرات سے تعبیر کرتے ہوئے آپ
 کے قدم فیض لڑوم کی برکات کا منتظر رہا۔

پس (آپ) معتقدین و مخلصین کے مدعو کرنے پر وہاں تشریف لے گئے۔ دو تین روز
 بعد شخص مذکور نے حضرت اقدس کے خدام کی ضیافت کی۔ اسی شب بے اتہا بارش ہوئی۔

۱۹۴

جب فوج مغلیہ سادات کے
 مقابلہ کو نکلے اور بارہ ہجرت

انوار شامی کی نسبت (رضی اللہ عنہم)

متوجہ ہو کر قصہ پھلت کے قریب ڈیرہ ڈالہ۔ ان کی بوٹ مارا اور قتل و غارت گری کی وجہ سے
 شخص ہر سال و پریشاں تھا۔ حضرت اقدس نے فرمایا اس وقت تفکر سے یہ ظاہر ہوا کہ
 آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نیز اہل بیت اطہار (رضی اللہ عنہم) کی ارواح مبارکہ اس فقیر اور
 اس کے تمام اطراف والوں کے حال پر متوجہ ہیں۔

اور یہ بھی روشن ہوا کہ نور الہی عالم اجسام میں دو طرح سے ظہور کرتا ہے۔ ایک ظہور شرعی دوسرا
 ظہور کونی۔ ظہور شرعی وہ ہے جو تمام قواعد شرعیہ کے ضوابط پر مبنی ہے (موافق ہے) اور ظہور کونی وہ
 ہے جو بغیر قواعد کلیہ کی رعایت مصلحت کلیہ کی اقامت پر مبنی ہے (یعنی اس کا باطن سے تعلق ہے
 اور یہ خواص کا علم ہے) اور وہ علم جو اول سے متعلق ہے عالم جسمانی اور دوسرے سے متعلق ہے

وہ علم باطن ہے۔ الحاصل نو تکوینی اور علم باطنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی امیر
اشاعر رضی اللہ عنہم سے زائد قوی نہیں ہے گویا وہ ملا اعلیٰ اور اعظم الفرق میں اور ان ہی پر
احکام عالم کی بنیاد ہے اور ان کی نسبت کی طرف متوجہ ہوتا تریاق مجرب ہے۔ ۱۹۵-۱۹۴

ایک شخص سلطان حسین خان جو حضرت اقدس کے مرید تھے، ان کا رطکا
سخت بیمار ہوا اور جب مرض شدت اختیار کر گیا تو وہ حضرت اقدس

نذر اور شفا

کی خدمت میں حاضر ہو کر مرض کے دفعیہ کے لئے توجہ کے خواستگار ہوئے۔ حضرت اقدس فرماتے
تھے کہ اسی دوران میں نے واقعہ میں دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت میرے سامنے آئی اور مریض کے
لئے علاج کی استدعا کی۔ اس کے کہنے کے مطابق میں نے ایک چینی یا شیشہ کے برتن پر آیات
قرآنیہ اور اسمائے الہیہ اس طرح لکھیں کہ کوئی جگہ خالی نہ رہی۔

پھر میں نے کہا کہ پانچ روپیہ نقد بزرگوں کی نیاز دو یعنی ایک روپیہ برائے خواجہ نقشبند (رحمۃ اللہ علیہ)
معد ان کے اہل سلسلہ کے اور ایک برائے حضرت غوث الاعظم (رحمۃ اللہ علیہ) اور ان کے سلسلہ کے
تمام ادیاء اللہ کیلئے اور ایک برائے خواجگانِ چشت (علیہم الرحمۃ) اور ایک برائے اہل بہر و روبہ
کبرویہ اور ایک برائے ارباب سلسلہ شاذیہ شطاریہ مقرر کرو۔ یہ رقم اپنے پاس نکال کر رکھو، اور
اس چینی کے برتن کو دھو کر اسے پلاؤ، دوسرے روز بھی نیاز مقرر کرنے کے ایسا ہی کرو اور تیسرے
دن بھی اسی طرح۔

شفایابی کے بعد پندرہ روپیہ جمع کر کے ہمارے پاس لے آنا کہ تمہارے مریض کی
شفا اسی میں ہے۔ یہ واقعہ حضرت اقدس نے ان سے بیان فرمایا۔ سلطان حسین خان نے ایسا ہی
کیا حضرت اقدس نے ایک برتن لکھ کر انہیں عنایت فرمایا اور اس کے پینے سے وہی روز
میں ان کے لڑکے کو شفا ملے گی حاصل ہو گئی اور انہوں نے مقررہ نیاز حضرت کے سامنے
پیش کی۔

۱۹۶

حافظ عبد الغنی (خلیفہ خاص حضرت شاہ

ولی اللہ علیہ الرحمۃ) نے بیان کیا کہ میرا ایک لڑکا چھپک

تعویذ شفا ہوتی ہے

marfat.com

Marfat.com

میں مبتلا ہوا اور مرض بہت طول پکڑ گیا۔ میں بے قرار ہو کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور توجہ کا طاریب ہوا۔ آپ نے میری استدعا پر ایک تعویذ لکھ کر عنایت فرمایا اور اس نے شفا پائی۔ پھر دوبارہ اسی مرض میں مبتلا ہوا اور ایک دن حالت اتنی نازک ہو گئی کہ میں نے دیکھا کہ اس میں جان باقی نہ رہی اور مجھے یہ خیال ہوا کہ اس کی رُوح جسم سے جدا ہو گئی۔ یہ دیکھ کر میں سخت بے قرار رہتا دھونا خدمتِ اقدس میں پہنچا۔ میرا حال یہ تھا کہ مرثیہ سے آواز نہیں نکال رہی تھی۔ حضرت اقدس میری حالت ملاحظہ فرما کر از حد غمگین اور رنجیدہ ہوئے اور وہ تعویذ لکھ کر عنایت فرمایا۔ الحمد للہ کہ اس کی برکت سے دو تین ساعت بعد ہی اس میں جنبش پیدا ہوئی اور شفاے کلی حاصل ہو گئی۔

۲۰۵ - ۲۰۶

عید النبی گویا عید الرحمن ہی ہے | حافظ عبد النبی نے جو حضرت اقدس کی طرف سے مکتبہ کا حافظ عبد الرحمن

ہیں اور آپ کے خاص اصحاب میں ہیں، ابتدائے شب میں ظہور و برکات کی علامات بتائیں۔

۲۰۹

اولیاء اللہ دلی رازوں سے واقف ہوتے ہیں

خواجہ محمد امین دلی الہی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت اقدس مثنوی مولانا روم (عید الرحمن) اپنے مطالعہ کیلئے محاسرے گئے۔ شام کے وقت مجھے اس کے مطالعہ کی خواہش ہوئی لیکن آپ سے مانگنا بے ادبی معلوم ہوئی۔ آپ ازراہ کشف میرے شوق پر مطلع ہو گئے اور اسی وقت نسخہ مذکورہ عنایت فرمایا۔

۲۱۱

ترجم کے ساتھ نعت شریف سننا | ایک دن بعد نماز تہجد خواجہ محمد امین نے آپ

کا مصنفہ قصیدہ "حبیب بنعمانی مدح سید العرب" "عجم" خوش الحالی سے پڑھنا شروع کیا اس کے سننے سے آپ از حد مسرور ہوئے اور اس کلمہ پر توفیق فرمایا اور درجہ محیط ہوا کہ

سب کو حضوری تامہ حاصل ہوئی۔ علی الصبح خواجہ صاحب موصوف مور و عنایات
بے کراں ہوئے۔

ص ۲۱۱ - ۲۱۱

آسید اور اس کے دفعیہ کے لئے دم کرنا

خواجہ محمد امین دلی الہی بیان کرتے ہیں کہ ایک بار آپ کی محل سرا میں بعض تموت
کو آسید نے پریشان کرنا شروع کر دیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ میرے داں میں آیا کہ وضو
کر کے کوئی چیز اس کے دفعیہ کے لئے پڑھ کر دم کر دوں اس ارادہ سے اٹھا تھا اور منہ و منو
نہ کا تھا کہ ایک انتہائی سیاہ شے نکل کر بھاگی۔ میں ایک ڈھیلا اٹھا کر اس کے پیچھے دوڑا۔
وہ آگے آگے تھی اور میں اس کے پیچھے پیچھے، یہاں تک کہ وہ دروازہ پر پہنچی۔ اسے میں
دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔ جب میں دروازہ
پر پہنچا تو اسے بدستور بند پایا۔ اس وقت سے اس آسید نے کسی کو پریشان نہ کیا۔

ص ۲۱۱

ایک دن (حضرت شاہ ولی اللہ نے) ارشاد فرمایا کہ ایک بار
ارواح اکابر سلاسل قدس اللہ اسرارہم ظاہر ہوئیں اور فرمایا
کہ تو اس عالم میں ہمارا نمونہ ہے پس فتوح و فتوح ہمارے طرف سے لیتے رہو۔
ص ۲۲۴

اللہ کا ولی یا عت نزول برکات اور سبب دفع بلیات ہوتا ہے

ایک مرتبہ حضرت اقدس (حضرت شاہ ولی اللہ) اپنے چھوٹے ماموں صاحب کے فاتح
کے موقع پر پھیلت تشریف لائے ہوئے تھے۔ جب واپسی کا قصد فرمایا تو اٹھائے راہ میں لڑنا
فرمایا کہ جو لوگ بعض اولیاء اللہ کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ فلاں جگہ فلاں صاحب ولایت ہے اور فلاں
جگہ فلاں صاحب ولایت ہے۔

marfat.com

Marfat.com

تو اس صاحب مقام کی شرط یہ ہے کہ فنا و بقا و حصار، نسبت کے بعد اس کی ہمت قوم کے لئے ایسی قوی ہو کہ نزول برکات و دفع بلیات میں تاثیر عظیم رکھتا ہو، اور دوسرے اس کی ہمت بحیثیت تنبیہ و توبیخ اسکی زیارہ والوں کے لئے عالم مثال میں متمشا ہو اور اس کی حمد و ثناء انبیاء سے ایک سے ایک ہے کہ اس کا معترض، مخدواں ہوتا ہے اور اس کا اصرار منصور۔ الخ

۲۳۳

خواجه محمد امین حسرت اقدس سے روایت کرتے ہیں کہ ۱۶ جمادی الآخرہ روز پنجشنبہ میں نے خواب دیکھا کہ جیسے میں ایک مسجد میں بیٹھا ہوں اور وہ مسجد جامع مسجد دہلی ہے یا مسجد بگم اکبر آبادی۔ ناگہان لوگ کہنے لگے کہ اس جاہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کریمہ ظاہر ہوگی۔ میں کہتا ہوں کہ ایک جماعت آپ کے جلوہ دل افروز کی آرزو میں صف بستہ ہے اور میں بھی جمال بالکمال کے مشابہہ کی تمنا میں جاہر بتایا گیا تھا تو مجھ سے ہوں۔

کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آئینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کریمہ آہستہ آہستہ ظاہر ہونا شروع ہو گئی، یہاں تک کہ پوری ظاہر ہو گئی اور پھر اس آئینہ سے نکل کر خارج میں جلوہ گر ہو گئی اور ہم نے عرض کیا کہ حضور کی عنایت و توجہ ہماری شریک حال ہے اور علم حدیث کی اشاعت و ترویج میں عالیٰ کمٹی عطا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ تو کی۔ پھر عرض کیا کہ اس علم کی اشاعت ہمارے ہاتھوں نیز ہماری اولاد اور بھائیوں کے ہاتھوں ہو۔ اس سلسلہ میں بھی مدد (توجہ) درکار ہے تو ہاں فرمائی جائے۔ ارشاد فرمایا کہ ایسا ہی ہو گا پھر وہ صورت کریمہ روپوش ہو گئی۔

۲۳۴

جب حضرت اقدس نے فتنہ ابدالیہ کے سبب دکن سے ہجرت فرمائی اور بدھانہ

میں قیام فرمایا، دوران حضرت شیخ بزرگ شاہ عبدالرحیم (قدس سرہ) کے عرس کا زمانہ آگیا۔ خواجہ عبدالحکیم کے دل میں گویا الہام ہوا اور انہوں نے چار سو روٹیاں بازار سے خرید کر

۳۵۷

ان کے مزار شریف پر لے جا کر فقراء کو تقسیم کر دیا۔

ایک روز فرمایا کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین
نقشبند قدس سرہ العزیزہ بیشتر اوقات ہماری

حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ

نظروں کے سامنے جلوہ گر ہوتے ہیں اور جس وقت پانی کا گلاس ہاتھ میں لیتا ہوں یا کھانے
کی کوئی چیز منہ لالی جاتی ہے تو دیکھتا ہوں کہ وہ موجود ہیں اور اس سلسلہ میں اہتمام فرما
رہے ہیں۔

۳۶۳

آپ نے درود شریف کے فضائل بیان کرتے
وقت یہ بھی فرمایا کہ اس کے فضائل میں سے

فضائل درود شریف

ایک یہ بھی ہے کہ اس کا پڑھنے والا دنیا کی رسوائی سے محفوظ رہے گا اور کوئی آفت
اُسے نہ گھیرے گی۔

۳۸۰

اگر دوری کی صورت میں کسی فیض دینے والے
سے استفادہ (فیض حاصل کرنا) چاہے تو

تصور شیخ فیض کا ذریعہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک وقت دماغ فراغت کے اوقات میں سے اور خواہشات میں اعتدال
کے ساتھ مقرر کرے اور ایک جگہ جو شور و ثغب سے خالی ہو وہاں یاد خواہد کیسو ہو کر جس قدر
ممکن ہو نماز پڑھے پھر اسی جگہ بیٹھ کر اس (شیخ) کی صورت پر جس سے فیض حاصل کرنا چاہتا ہے
اپنی ہمت کو دفع خطرات کے ساتھ متوجہ کرے اور اس (مرشد) کی صورت میں اپنے کو اس حد
تک محو کر دے کہ وہ صورت اس کے خیال و تصور میں قائم ہو جائے اور اس کی اس طرح ملاومت
(پابندی) کر کے مستفیض اور مفیض کے علاوہ تمام احوال و خیالات و خطرات یک قلم فنا ہو
جائیں، اور یہ حالت پہلے روز یا دوسرے روز یا تیسرے روز ہی حاصل ہونے لگتی ہے اور
اس دوران ایک قسم کا فتور اور جسم میں سستی پیدا ہوتی ہے جس وقت یہ کیفیت حاصل ہو جائے
تو (سمجھو) کہ اس کو ایک مناسبت اس روحانیت سے فیض کے ساتھ پیدا ہو گئی اور اس کی
روح قلب صاف ہو گئی پھر اس (مرشد) کی صورت سے اتجا اور استفادہ کے بعد اس ملاحظہ

marfat.com

Marfat.com

کو روک کر شغل برزخ سے نایغ ہو کر ذکر کو لازم کرے خواہ وہ ذکر اسم ذات ہو یا ذکر نفی و اثبات۔ الخ

۳۸۳ - ۳۸۴

اولیائے کاملین نہ ہوتے تو کوئی اللہ کہنے والا نہ ہوتا

ارشاد فرمایا کہ مقربین کا ایک گروہ ایسا ہے جن کی زبان ان کے حالات بیان کرنے کے تابع نہیں ہوتی اور اولیائے کاملین کا ایک فرقہ ایسا ہے جس کو اللہ نے اس کی قدرت عطا فرمائی ہے اور وہ اپنے کمالات کی تعریف و توصیف میں اس شرح و بسط کے ساتھ جن کا ان کو حکم ہوتا ہے، دفتر کے دفتر لکھ ڈالتے ہیں اور یہی وہ حضرات ہیں جو اپنے میں حقیقت الحقائق کے سرمان کو کلیتہً پاتے ہیں۔ اور اس حقیقت میں تعین دیکھتے ہیں۔ پس وہ جو کچھ کہتے ہیں از خود کہتے ہیں اور اگر کسی چیز سے تعبیر لیتے ہیں تو از خود لیتے ہیں۔ اور یہی وہ گروہ ہے جس کا تمام مخلوق پر فرمان ہے اور یہی وہ فرقہ ہے جو عرفان الہی کا ذریعہ ہے اور اگر ان کا در بیان نہ ہوتا تو کوئی اللہ کہنے والا اس کی معرفت پر سائن حاصل نہ کر سکتا، بلکہ کوئی شخص اسم اعظم سے آشنا نہ ہوتا۔ الخ

۴۵۲

دلائل نبوت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ نبوت کے دلائل کے اثبات میں لوگوں کے متعدد طبقے اور طریقے ہیں۔ جمہور علمائے معجزات و کرامات کے ظہور کو دلائل میں سب سے زیادہ قوی رکھا ہے جن کا صدور انبیاء علیہم السلام کے علاوہ محال ہے اور امام رازی (علیہ الرحمۃ) نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کے اثبات میں ایک دوسرا طریقہ بیان کیا ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت عامہ صدیاں گزرنے کے بعد عام مخلوق کی ہدایت کے لئے ظاہر ہوئی اور وہ تمام عالم جو ظلماتِ جہل و ضلالت سے بھر گئے تھے اور انبیاء علیہم السلام کے علوم منحرف ہو رہے تھے اور مٹ رہے تھے تو داعیہ الہی عام لوگوں پر رحم و کرم کا منتہی ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جو رحمت عالم بیان

marfat.com

Marfat.com

ہیں ارسال فرمایا اور تمام مشرق و مغرب کو اس نیرِ عظیم اور منظرِ ہر اتم کے نور سے منور کیا اور اسلام کا جھنڈا تمام اطرافِ عالم میں غلبہ کے ساتھ نصب کر دیا پس وجود جو کہ غایت نبوت کی عدت ہے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دعویٰ صدق پر دلیلوں میں سب سے اول ہوگا۔ اور ہمارے نزدیک ایک ایک دلیل جو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کے اثبات پر ظاہر اور قوی ہوگی وہ شریعتِ مطہرہ کے علاوہ نہیں ہو سکتی کیونکہ از روئے وجدان یہ معلوم ہے کہ نوعِ انسانی کی تکمیل کیلئے افرادِ خاصہ سے قطع نظر یہی کتاب و سنت درکار ہے پس اگر کسی کو اللہ تعالیٰ انصافاً فرمائے تو یقیناً وہ سمجھ جائے گا کہ نوعِ آدم کی تکمیل انہی دونوں اصولوں سے وابستہ ہے اور ہدایت، امام اس کے بغیر منظور نہیں پس آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت کی طرف قرآن و سنت کی تبلیغ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کی عظیم دلیل ہے۔

۴۴۱

سجادہ نشینی | حضرت قباہ تخیلِ علم کے۔ اشغالِ طریقت میں مشغول ہوئے جس میں بڑی سخت ریاضتیں کیں اور متعدد چلے کھینچے یہاں تک کہ (ایک وقت ایسا آیا کہ) انوارِ طریقت اور اسرارِ حقیقت پر فائز ہو گئے اور اپنے والد ماجد کی رحلت کے بعد سندِ ارشاد و تلقین پر ان کے سجادہ نشین ہوئے اور ان کے والد کے تمام کار کردہ اصحاب نے آپ سے رجوع کیا اور آپ کی خدمت میں ظاہری و باطنی استفادہ کیا اور تعظیم و توقیرِ خادمانہ بجالاتے تھے۔

۴۴۵

تصرفاتِ ثابت ہیں | حضرت اقدس نے فرمایا کہ ان کی ہمت جس چیز سے وابستہ ہوتی ہے اس کے خلاف نہیں ہوتا اور واقعتاً تصرفاتِ آفاقی حضرت قباہ سے بکثرت ہوئے اور جس کام کا قصد فرماتے ہیں وہ گو کہ لوگوں کی نگاہ میں کیسا ہی سخت ہو لیکن آپ کے حسبِ منشا ہوتا ہے۔

۴۴۸

اے شیخ عبید اللہ صدیقی (حضرت شاہ ولی اللہ کے ماموں)

marfat.com

Marfat.com

حضرت اقدس نے متعدد بار فرمایا اور تجربہ

اللہ کے ولی کی مخالفت کا نقصان

بھی ہوا کہ جس کسی نے بھی حضرت قبلہ کی خلافِ مرضی کوئی کام کیا تو وہ ضرور مختل (ذلیل) ہوا اور اس کا کام تہہ و بالا ہو گیا۔

۴۷۸

حضرت اقدس نے بار بار فرمایا کہ

تصوف کا ذکر

(حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ) اس دور میں عبادت و ریاضیات میں متقدمین کی یادگار ہیں۔ ان کا وقت یا تو کتاب اللہ اور حدیث رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تدریس میں صرف ہوتا ہے یا اوراد و وظائف میں لیکن اوقات مراقبہ میں ان سے کوئی فتور نہیں پڑتا۔ عام مجلسوں میں بھی خلوت و دراجمن کے شغل کے پابند ہیں۔ اگر بات کرنے کی ضرورت پڑتی ہے تو بہت مختصر بات کرتے ہیں اور کبھی کبھی تصوف کا درس مثل نصوص شیخ اکبر اور مشنوی مولانا روم (علیہم الرحمۃ) بھی دیتے ہیں۔

حضرت قبلہ جب مدینہ طیبہ

اللہ و سلم
صلی علیہ وسلم

لے حجاب زیارت اقدس

پہنچے اور مزار اقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے فرمایا کہ میں اکثر اوقات جب واجہہ شریف کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ درمیان سے حجابات اٹھ گئے ہیں اور اپنے کو حجبہ کریمہ میں پاتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں کہ بغایت شفقت مجھے اپنے سینہ اسرار گنجینہ سے لگائے ہوئے ہیں اور جس طرح بچوں کو نور شفقت و محبت سے لپٹاتے ہیں اسی طرح پیار و محبت کا بناؤ فرما رہے ہیں۔

۴۸۷

حضرت قبلہ (ایک بار)

مخدوم جمال الدین قدس

عرس کو ناچائز کہتے والے جاہل اور عرس جائز

کے عرس کے موقع پر ان کی قبر شریف کی زیارت کو موضع بھلاوہ تشریف لے گئے۔ وہاں

نے شیخ عبید اللہ صدیقی

لوگوں کا ایک انبوہ عظیم تھا اور ایک کثیر ہجوم ان کی قبر کو بوسہ دے رہا تھا۔ حضرت قبلہ وہاں بھٹوری دیر کھڑے رہے۔ اس کے بعد مقبرہ کے اندر سے باہر آکر بیٹھ گئے۔ الخ ۴۹۶

میاں شاہ اہل اللہ جیونے فرمایا کہ جس وقت

زائرین کی حاجت براری

میں ان (شیخ سعید اللہ) کے مزار کے نزدیک بیٹھتا ہوں تو ایسا ادراک کرتا ہوں کہ گویا موت نے ان میں حلول نہیں کیا ہے کیونکہ آپ جس طرح اپنی زندگی میں مخلوق کی حاجت براری کیلئے متوجہ رہتے تھے اب اس حالت (بعد الوفا) میں بھی بلا کسی فرق کے اسی طرح ان کی توجہ محسوس ہوتی ہے۔ ص ۵۰

زیارت مزارِ مجدد کے لئے ارادہِ احرام اور فیضِ مجددی ہر جگہ عام

حضرت والدائے فرمایا _____ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سہروردی قدس سرہ

کے مزار پر اسرار کی زیارت کا شوق اگرچہ مجھے بہت زائد تھا اور اس سے مجھے بہت تعلق تھا، بلکہ فریب تھا کہ مزار شریف کی زیارت کا میں احرام باندھتا اور سفر کیلئے روانہ ہو جاتا۔ اسی اثنا میں نے ایک واقعہ میں دیکھا کہ گویا حضرت مجدد میرے حجرہ میں تشریف فرما ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میرا فیض ہر جگہ ہے، آپ کے اس فرمانے سے وہ رنج و کلفت دور ہو گیا اور تسکین ہو گئی۔ ص ۵۱۶

فرمایا، ایک بار میں نے اپنے کو دیکھا کہ ایک

پیر و تنگیر کہنا جائز

کنویں میں جا رہا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ اس کے

پیر سہروردی پر حضرت پیر و تنگیر (غوث الاعظم) اور حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہما کی صورتیں جلوہ گر ہیں۔ یہ دیکھ کر میں موڈ ب ہو گیا اور اپنے پیروں کو احتیاط سے رکھنے لگا۔ ص ۵۱۸

حضرت والدائے فرمایا

فضائل و مقامات سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کے جب تک (اپنا) وجود علمی بھی باقی ہے فنا ہے، کمال بھی اتم نہیں ہے اور جب تک وجود علمی کی بساط جس سے

مطلب قوت عرفانہ ہے لپیٹ نہ دی جائے قوائے حقیقی جس سے مراد موت ہے میرت نہ آئے گی۔ اور یہ بات بوجہ اکمل سوائے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے میں معلوم نہیں ہوتی۔ اور ان کے فضائل جو بعض احادیث میں مروی ہیں ان سے اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان ینظر الی میت یمشی علی وجہہ الارض فلینظر الی ابن ابی قحافہ او کما قال اور کسی دوسرے کے بارہ میں معلوم نہیں کہ وارد ہوا ہو۔ (جو اس بات سے واقف ہونا چاہے کہ مردہ کو زمین پر چلتا ہوا دیکھے تو وہ ابو قحافہ کے بیٹے کو دیکھ لے)۔

۵۲۲

حضرت ^{رضی اللہ عنہ} علی مبدائے عرفان ہیں | حضرت ^{علیہ السلام} والا نے فرمایا کہ ایک روز

مقام قرب میں خود کی نگاہ گئی تو ہر چند

نظر دور دور گئی، لیکن وہ جہت خاص جو حضرت علی رضی اللہ عنہ میں تھی اس سے زائد کسی میں نہ دیکھی گئی اور اس جہت میں کسی دوسرے کی ان پر فضیلت نہیں دکھائی دی (اور) آپ اس جہت (یعنی مقام قرب کے) اعلیٰ مرکز کے اوپر ہیں اور اسی لئے آپ مبدائے عرفان ہوئے ہیں۔

۵۲۲

بیعت کی مشروعیت پر شاہ عبدالرحیم ^{رحمہ اللہ} کا ایک منکر سے مناظرہ

حضرت ^{علیہ السلام} والا نے بیان فرمایا کہ حضرت شیخ بزرگ عبدالرحیم قدس سرہ کو ایک مجلس میں میر

عصمت اللہ بہار پوری سے جو اس دیار کے اکابر علماء میں سے تھے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ انہیں بظاہر تصوف کے جس میں بیعت دارادہ و مجاہدہ ہے اور جس کا ثمرہ مکاشفہ ہوتا ہے عقائد و تحت حضرت شاہ عبدالرحیم — پس حضرت شیخ بزرگ نے میر مذکور سے مخاطب ہو کر

فرمایا کہ آپ کہاں مرید ہیں۔

منکر بیعت میر صاحب — انہوں نے کہا کہ کیا یہ بات طریقہ شرع سے ثابت ہے جو اس کی پابندی کرنا چاہئے۔

۱۰۰ شیخ ^{رحمہ اللہ} مصباح

marfat.com

Marfat.com

شاہ عبدالرحیم ————— حضرت شیخ نے فرمایا کہ حج شرعیہ میں تین چیزیں ہیں، کتاب

سنت اور اجماع، اور مجتہد کا قول بھی حجت ہے اور بیانات

ان تمام سے ثابت ہے۔

منکر بیعت میر صاحب ————— میر نے کہا یہ کس طرح ہے اس کی وضاحت کیجئے۔

حضرت شاہ عبدالرحیم ————— آپ نے فرمایا کہ کتاب وہ ہے کہ اللہ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ

وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ.

اس آیت میں ابتغاً وسیلہ سے کیا مراد ہے۔

نمبر منکر بیعت ————— میر نے جو کچھ بعض مفسرین نے اعمال صالحہ وغیرہ کا ذکر

کیا ہے، بیان کیا۔

شاہ عبدالرحیم ————— آپ نے فرمایا کہ یہ معنی مراد نہیں ہو سکتے، اس لئے کہ ایمان

مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ خطاب مومنین سے ہے (یعنی ایمان والے

سے کہنا کہ ایمان لاؤ، یہ ایک مہمل سی بات ہے) اور اعمال صالحہ

تقویٰ میں داخل ہیں، اور تقویٰ سے مراد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

پر عمل کرنا ہے (یہ بھی وابتغوا الیہ الوسیلۃ میں داخل نہیں ہیں)

اور یہ مراد بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ قاعدہ عطف مغائرت چاہتا ہے

(یعنی اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ کے معنوں میں مغائرت

ہے کیونکہ معطوف اور معطوف الیہ ہم معنی نہیں ہوتے) اور ذکر

میں ترتیب اس کی مقتضی ہے کہ وہ ایک ایسی چیز ہے جو تقویٰ

کے بعد ہوتی ہے اور یہی چیز ارادت اور مرشد سے بیعت ہے۔

اس کے بعد مجاہدہ و ریاضت ہے تاکہ فلاح حاصل ہو جس سے

مطلب ذات بحق کا وصول ہے۔

marfat.com

Marfat.com

میر شکر بیعت' ————— پس میر بزرگ کو نے بہت رُود و قدح کے بعد اسے قبول کیا
اور اعتراف کیا (یعنی مان لیا)۔
ص ۵۲۱ - ۵۲۰

اولیاء اللہ کے پاس بیماری سلب ہوتی ہے شفا ملتی ہے۔

حضرت شیخ حبیب اللہ قدس سرہ نے بیان فرمایا کہ محدومی شیخ صلاح الدین نے ایک
بار شاہ فخر عالم سے جو ان کے دینی علم ہوئے ہیں کہا تھا کہ میری موت قریب آگئی ہے لیکن یہ
معلوم نہیں کہ اس کی قضا میرم ہے یا معلق۔ انہی ایام میں ان کو مرض شدید لاحق ہوا۔ اسی حالت
میں میری زبانی شاہ فخر عالم سے کہلا بھیجا کہ اب یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ بالفعل میرے مرشد
کی دعا پر میری قضا معلق ہے اور یقین ہے کہ اس سلسلہ میں وہ ضرور دعا فرمائیں گے۔ پس اس
مرض کی شدت انتہا درجہ کو پہنچ گئی یہاں تک کہ امید حیات منقطع ہو گئی اور لوگ تجہیز و تکفین
کی فکر کرنے لگے۔ اس وقت شیخ بزرگ حضرت عبدالرحیم قدس سرہ نے دعا فرمائی اسی وقت رُوح
نے معاودت کی اور شفا کے کلی حاصل ہو گئی۔
ص ۵۲۳ - ۵۲۲

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرنا ضروری ہے۔

انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ایک مشرور میں دیکھا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے دولت کدہ
میں جو دینہ منودہ میں تھا تشریف فرما ہیں اور ہم باہر کھڑے آپ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں
ایک ساعت گزرنے کے بعد آپ اپنے دولت کدہ سے باہر تشریف لائے اور اس مقام پر جو مثل
دیوان خانہ کے ہے تشریف فرما ہوئے اور کسی شخص نے اس بندہ کاتب حروف کا نام لے کر کہا تم اور
ایک دوسرا شخص جو تمہارا اسم نام ہے اس مجلس عالی میں بجا زت یافتہ (حاضر) اور آپ کی قربت و
شرف جلوس سے مشرف ہو اور ہم موجد تشریف میں کھڑے ہیں کہ اتنے میں ایک شخص حاضر ہوا
اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضور! معاویہ کے حق میں آپ کیا فرماتے
ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی برائی کی ہے تو اس کے لٹکے نے کی ہے اور لٹکے کے

اعمال کا وبال و نکال باپ پر نہیں ہوتا، اور جس شخص نے ہماری صحبت اٹھائی ہے (اس کے بارے میں) اگر کوئی شخص بے ادبی کرے ہم اس سے خوش نہیں ہیں اور گویا یہ الفاظ آپ نے اس لئے فرمائے کہ اس نے صرف معاویہ کہا تھا بغیر کسی تعظیمی لفظ کے، پھر میں بیدار ہو گیا (رضی اللہ عنہ)

۵۶۸

تعویذ کی ضرورت ساخت اور اس کے فوائد

باریہ معلوم ہوا کہ ان ایام میں (اس دوران) جو لوگ بیماری ہو گئے ہیں ان کا اس سے بہتر کوئی علاج نہیں کہ بارگاہ رب العزت میں اسم سلام کے ساتھ التجا و رجوع کریں اور اس کے اعداد ایک دائرہ میں کر کے (تعویذ بنا کر) اپنے پاس رکھیں، اور اس کا رکھنا اور دیکھنا پڑھنے کے مقابلہ میں زائد مفید ہوگا اور پڑھنے کیلئے ایک مکمل مناسبت ہونا چاہئے اور وہ دیر میں میسر ہوتی ہے۔

غرضیکہ ایسی چیز عمل میں لائیں کہ اسم سلام کے قوی اس کی ذات کے مطابق خالی ہوں، نیز اس کے مشابہ اور مظہر ہوں اور اس کو مثلت، مربع اور مخمس شکلوں میں لکھنے سے اسم سلام کا موکل اسے قبول نہیں کرتا (انکار کرتا ہے) لہذا دائرہ مدد صرف اعداد کے ساتھ اس صورت (۱۳۱) سے لکھنا چاہئے۔ اور دائرہ سے مراد یہ ہے کہ گویا اس اسم کے معنی آسمان سے اترتے ہیں پس اگر سات تک دائرہ کھینچ کر اس میں اعداد بھرے جائیں تو زائد بہتر ہے اور پینے، گھر میں لگانے نیز گلے میں باندھنے میں نہایت مفید ہے اور اگر مال و متاع کی حفاظت کیلئے لکھ کر اس میں رکھیں تو (وہ) محفوظ رہے اور اس اسم کے ذریعے آگ سے بھی پناہ ڈھونڈنا چاہئے اور اگر کوئی حُبّت کی انگوٹھی پر کندہ کرے یا ہاتھ میں پہنے تو بھی انہیں فوائد کی منتظر ہے۔ اور اگر ان ایام میں اس اسم کے عدد سو بار صبح کے وقت اور اسی قدر عصر کے بعد سے لے کر عشا کے وقت تک لکھنے کا التزام کرے تو ایک عالم اس کی برکت سے تمام بلاؤں، آفتوں، بیماریوں اور آگ سے محفوظ رہے گا اور جتنا ہی اس کو کثرت سے لکھا جائے گا آثار کثیرہ ظاہر ہوں گے۔

لے شاہ نور اللہ

اور دوسری وضع یہ ہے کہ (چونکہ) اسمِ سلام کے قوائے معنوی ہر شے میں موجود ہیں (لہذا) حوادث سے سلامتی اسی کی وجہ سے ہے اس وقت تک بلکہ جب تک کہ دوسرا اسم جو ہلاکت کا مقتضی ہے غالب نہ آئے پس ان قوی کو اسی راہ سے اپنی جانب جذب کرنا چاہئے اور یہ اسی کے لئے ہے جو اس کا عارف ہوتا ہے اور اس کو جذب کر لینے کا طریقہ جانتا ہے، اور اگر ایسا نہیں ہے تو اس اسم کے مظاہر سے توسل کرے تاکہ اس اسم کے آثار و برکات نازل ہوں اور یہ چیز دو طریقوں سے ہے۔ ایک تو یہ کہ اسمِ سلام کے ساتھ توسل تدبیر کئی کو متحرک کر دیتا ہے اور دوسرے یہ کہ یہ توسل حقیقت تک پہنچا دیتا ہے، اور عین اسمِ سلام کہ اس عالم میں متعدد جگہ اس کا ظہور ہے۔ اس جگہ سے اس کے آثار و برکات کھینچے جاسکتے ہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس اسم کے قوائے ذاتی و اصلی جو اس عالم میں موجود ہیں ان کو جس طرح بھی چاہے اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے اور نظامات کلیہ کی بقا میں سعی اس اسم کو اپنا حاصل کر دیتی ہے۔

انہوں نے بیان کیا کہ نادر شاہ کے حملہ سے کچھ پیشتر میں نے **نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم** آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایک واقعہ میں دیکھا کہ آپ سرایا اور میں اور آپ کا لباس بھی نور ہے اور آپ شاہجہاں آباد کے حالات مجھ کو دکھلا رہے ہیں، پھر ایسا ہی واقعہ ہوا۔

حضرت شاہ محمد عاشق **القول الجلی کو حضرت نے خود ملاحظہ فرمایا** | پھلتی انقول الجلی کے

تقریباً اس میں فرماتے ہیں:

مؤلف کتاب بذا واضح کرتا ہے کہ جب یہ بندہ ضعیف ان اوراق کی ترتیب و تسوید سے فارغ ہو چکا تو اسے بغرض ملاحظہ مجدد ملت حکیم الامت حضرت ولی نعمت دلم محمدیم کی خدمت عالی میں پیش کیا۔ آپ نے اسے ملاحظہ فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ اس میں اپنے حال کا بھی اضافہ کروانے

القول الجلی، اردو ص ۶۳

لے شیخ محمد عابد

مؤلف العقول الجلی کو سندوں سے نوازا | فرمایا، ہمارے بھائی شیخ محمد عاشق جن کے ظاہر و

باطن پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں، اور میں ان کو شمار نہیں کر سکتا۔ ان میں قدسے یہ ہے کہ وہ ولادت کے وقت سے لے کر (اب تک) دنیا میں متقی درپہنیزگار اور وصول الی اللہ کے طریقہ کے شائق رہے۔ ان کو کتاب و سنت کا علم عطا ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو سلوک طریقت، فنا فی اللہ اور بقا باللہ کی توفیق عطا فرمائی پس انہوں نے اس کے عجائب و غرائب مشاہدہ کئے۔ ان کی حقیقہ بصیرت و اسوگئی اور کتاب و سنت کے

وہ اسرار ان پر منکشف ہو گئے جن پر سابقین میں اکثر لوگوں کی رسائی نہ ہو سکی۔ اور میں یہ بات اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ وہ اس کی مخلوق میں برگزیدہ ہستی اور اس کی زمین میں حجت ہیں۔ میرے اسرار کے مخزن اور میرے انوار کے حامل ہیں ان کا ہاتھ میرا

ہاتھ ہے ان کی صحبت میری صحبت ان کے اقوال و افعال یہ سب دراصل میرے ہی اقوال و افعال ہیں۔ ان کی رضا اور کشف و وجدان عین میری رضا اور کشف و وجدان ہیں۔

مبارک ہے وہ جس نے ان کی اتباع کی اور ان سے لذت یاب (فیضیاب) ہوا۔ ان سے ہدایت حاصل کی اور ان پر اعتماد کیا۔ (مختصراً)

العقول الجلی، اردو حصہ ۶۳۱ تا ۶۳۴

مسائل تصوف کی تدوین | شاہ محمد عاشق پھلتی شاہ ولی اللہ کے مسودات کی تدوین کے بارہ میں رقم طراز ہیں کہ

اور ایک حصہ کو جس میں رفعات مختلف تھے، مدون کر کے الگ خطوط کا ایک مجموعہ مرتب کیا اور کچھ کو جو خلوت کی مجلسوں میں زبان الہام بیان سے مستی تھیں اپنی فہم کے مطابق تحریر کر کے، اس میں شامل کیا، پھر تمام رسائل تصوف کو ایک جلد میں جمع کر کے ایک کلیات مدون کیا اس سے آنجناب نہایت مسرور ہوئے۔

۶۳۱

اے شاہ ولی اللہ نے شیخ محمد عاشق مؤلف العقول الجلی کے نام مکتوب میں فرمایا۔

marfat.com

Marfat.com

ماخذ کتاب

ماخذ کتاب

- شاہ صاحب کی وہ تصانیف جنہیں زیر نظر کتاب میں بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔
- ۱۔ الفوذ البکیر فی اصول التفسیر (اردو)۔ ترجمہ مولانا رشید احمد انصاری، ادارہ اسلامیات، انارکلی لاہور۔
 - ۲۔ درالمبین فی مبشرات التنبی الامین علیہ السلام (عربی اردو) ترجمہ مولانا غلام رسول۔ سنی دارالاشاعت، علویہ ریفرٹریٹ چلوٹ فیصل آباد۔
 - ۳۔ حجتہ اللہ البالغہ (عربی۔ اردو)۔ ترجمہ مولانا محمد منظور الوجیدی۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز چوک انارکلی لاہور۔
 - ۴۔ ازاد الخفایا عن خلافت الخلفاء (اردو)۔ ترجمہ مولانا عبد شکور مولانا شاہ۔ محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل دہلی مسابھ کراچی۔
 - ۵۔ فیوض الحرمین (عربی۔ اردو)۔ ترجمہ محمد عابد الرحمن۔
 - ۶۔ عقد الجید (عربی۔ اردو) ترجمہ مولانا ساجد الرحمن۔
 - ۷۔ انفاس العارین (اردو) ترجمہ حکیم محمد اصغر اطہر فاروقی۔ نوری پبک ڈپو، لاہور۔
 - ۸۔ صمعات (قطعات ترجمیمعات) ترجمہ مولانا مولوی عبداللہ شاہ۔ ادارہ اسلامیات، انارکلی لاہور۔
 - ۹۔ لمحات (اردو) ترجمہ پیر محمد حسن ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب، لاہور۔
 - ۱۰۔ سطعات (اردو) ترجمہ مولانا محمد متین ہاشمی۔
 - ۱۱۔ رسالہ در مذہب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ترجمہ ابو یحییٰ امام خان نوشہری۔
 - ۱۲۔ قصیدہ طیب النغم (عربی فارسی اردو) اردو ترجمہ پیر محمد کرم شاہ الازہری۔ مینا نقران پبلیشرز، گنج بخش روڈ لاہور۔
 - ۱۳۔ القول الجمیل (شفا علیہ ترجمہ القوال الجمیل) عربی اردو۔ ترجمہ مولوی خرم علی۔ سعید پتی ادب منزن پاکستان کراچی۔
 - ۱۴۔ امتیاز فی سلاسل ادویا اللہ (عربی۔ اردو)۔ باہتمام میا عزیز احمد محمد فاروق مولوی۔ عباسی کتب خانہ بونلار کیت کراچی۔
 - ۱۵۔ انخیر الکثیر (اردو) ترجمہ مولانا عبدالرحیم۔ دارالاشاعت، اردو بازار کراچی۔
 - ۱۶۔ الانصاف فی بیان سبب الاختلاف (اردو) (فقہی اختلافات) حکمہ ادقاف، لاہور۔
 - ۱۷۔ العقیدۃ (اردو) ترجمہ تشریح مفتی محمد عیسیٰ خان قادری برکاتی۔ فرید بک سٹال، اردو بازار لاہور۔

۳۹. مقالاتِ کاظمی۔ غزالی دورانِ علامہ احمد سعید کاظمی بترجمہ علامہ رسول سعیدی / نعمت علی حسینی۔

مکتبہ شرکتِ خفیر گنج بخش روڈ لاہور، مکتبہ بریل

۴۰. الخیرات الحسان فی مناقب النعمان رضی اللہ عنہ۔ شیخ شہناز جتوئی مکتبہ شجاعت علی قادری مدینہ منورہ کراچی

۴۱. سیرت امامِ اعظم اور آپ کا فقہی مقام مولانا محمد نعیم گوری۔ غوثیہ کتب خانہ، اردو بازار، گوجرانوالہ

۴۲. تذکرۃ المحدثین علامہ غلام رسول سعیدی۔ علامہ ایدہ کسینی مدینہ منورہ، اردو بازار، لاہور

۴۳. جہاد الحق مفتی احمد یار خان نعیمی نعیمی کتب خانہ، گجرات

۴۴. فاضل بریلوی کا فقہی مقام علامہ غلام رسول سعیدی انجمن اشاعتِ اہلسنت سید آباد، کراچی

۴۵. حصن حصین امام محمد بن ابی ہریرہ شافعی (ترجمہ مولانا محمد سعید گوری) ضیاء القرآن پبلیشرز لاہور

۴۶. مسلمانوں کے سیاسی افکار ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور

۴۷. بہارِ شریعت صدر شریعت مولانا امجد علی اعظمی ضیاء القرآن پبلیشرز، لاہور

۴۸. نشر الطیب مولانا اشرف علی تھانوی۔ تاج کمپنی، لاہور

۴۹. ادراج ثلاثہ " " اسلامی اکادمی، اردو بازار، لاہور

۵۰. کلیاتِ اداویہ حضرت حاجی املا اللہ مہاجر مکی۔ دارالانشاء، اردو بازار جناح روڈ کراچی

۵۱. ابد و ایشاق مولانا اشرف علی تھانوی مکتبہ اسلامیہ بلال گنج، لاہور

۵۲. فتاویٰ رشیدیہ مولانا رشید احمد گنگوہی کارخانہ اسلامی کتب خانہ محل دیگر بلال گنج

۵۳. مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویت الایمان شاہ ابوالحسن زبید فاروقی مرکزی مجلسِ رضا، لاہور

۵۴. تعبیر النعمان رضی اللہ عنہ امام اعظم رضی اللہ عنہ مکتبہ نعمانیہ، اقبال روڈ سیالکوٹ

۵۵. صراطِ مستقیم اور مولانا اسماعیل دہلوی ادارہ نشریات اسلام، اردو بازار، لاہور

۵۶. ہدایتہ المستفید اردو ترجمہ فتح المجید شرح کتاب التوحید عبدالوہاب عجمی، عبدالرحمن، عطا اللہ تائب۔

۵۷. مبداء و معاد حضرت مبینا امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ مکتبہ مدینہ اردو بازار، لاہور

مفکرِ اسلام حضرت علامہ پروفیسر محمد رفیع حسین آئی فٹبندی

کئی بی سجاقت میں ایک انمول بے نظیر و بی مثال تہذیبی خیر تصنیف

تبرکاتِ حرمین

(نعتیہ شاعری)

حضرت علامہ پروفیسر محمد رفیع حسین آئی فٹبندی
حضور والہین کے

”توحید اور محبوبانِ خدا“
کے کلمات

میلادِ شریف اور بعض
روایات

نغماتِ میلاد

(نعتیہ شاعری)

شاہِ ابرار و مختار
زندہ

سیرتِ حضور
نقشِ لاٹانی

انوارِ لاٹانی



04344
451734

نقشِ لاٹانی ٹیکسٹ بکس
مکتبہ نقشبندی لاٹانی